

B9ED111DST

اردو کی تدریسیات-I

(Pedagogy of Urdu-I)

بچپر آف ایجو کیشن (بی-ایڈ)

(پہلا سسٹر)

Bachelor of Education (B. Ed.)
(First Semester)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدر آباد-32، تلنگانہ-انڈیا

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing from the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-975953-1-8
Course : Pedagogy of Urdu-I
First Edition : August 2024
Copies : 700
Price : 230

Programme Coordinator (B. Ed.)

Prof. Sayyad Aman Ubed, Professor (Education), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel (Chairperson) Professor, CDOE, MANUU	Prof. Sayyad Aman Ubed (Member) Programme Coordinator, B.Ed. (ODL)
Prof. Shaikh Shaheen Altaf (Member) HOD, Dept. of Edu & Training, MANUU	Dr. Shaikh Wasim (Member Convener) Associate Professor, CDOE, MANUU
Prof. Siddiqui Mohd Mahmood (Member) Senior Professor, Dept. of Edu & Training, MANUU	Dr. Sameena Basu (Member) Associate Professor, CDOE, MANUU
(Late) Prof. Najmus Saher (Member) Professor, CDOE, MANUU	Dr. Nehal Ahmad Ansari Assistant Professor, MANUU CTE, Asansol (Content Editor)
Dr. Md. Nehal Afroz Assistant Professor (C), CDOE, MANUU (Language Editor)	

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE, MANUU	Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU	Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU
Mohd Abdul Naseer, Section Officer, CDOE, MANUU	Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU	Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India

Director: dir.dde@manuu.edu.in Publication: ddepublication@manuu.edu.in

Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by: Dr. Sarmad Yaseen Butt, Asst. Prof. (C), CDOE, MANUU

Title Page: Dr. Mohd Akmal Khan, Asst. Prof. (C), CDOE, MANUU

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

4	واکس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	پیغام
5	ڈاکٹر کشہر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	پیغام
6	پروگرام کو آرڈینیٹر (بی۔ ایڈ)	کورس کا تعارف
صفحہ نمبر	مصنف	اکائی کا نام

بلاک I: اردو زبان و ادب - زبان اور زبان کی اہمیت

7	ڈاکٹر جارا احمد اسٹینٹ پروفیسر، شعبہ تعلیم و تربیت، مانو Dr. Jarrar Ahamad Assistant Professor Dept. of Education & Training, MANUU	اردو زبان اور اس کی اہمیت	اکائی 1
21		بولی، زبان اور مادری زبان	اکائی 2
34		اصنافِ ادب اردو	اکائی 3
56		اردو کی ابتدائی تعلق سے مختلف نظریات	اکائی 4

بلاک II: تدریس اور تدریس کے طریقہ کار

69	ڈاکٹر عبدالباسط انصاری اسٹینٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، وارانسی Dr. Abdul Basit Ansari Assistant Professor MANUU CTE, Varanasi	تدریس	اکائی 5
90		تدریس کے اصول	اکائی 6
109		تدریس کے طریقہ کار-1	اکائی 7
132		تدریس کے طریقہ کار-2	اکائی 8

بلاک III: اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کی تدریس

152	ڈاکٹر سیدہ ہاجرہ نوشین اسٹینٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، اورنگ آباد Dr. Syeda Hajera Nausheen Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad	سننے کی مہارت	اکائی 9
165		بولنے کی مہارت	اکائی 10
177		پڑھنے کی مہارت	اکائی 11
189		لکھنے کی مہارت	اکائی 12

بلاک IV: اردو زبان کی تدریس و منصوبہ بندی

202	ڈاکٹر فخر الدین علی احمد اسٹینٹ پروفیسر، مانو، سی ٹی ای، دربھنگا Dr. Fakhruddin Ali Ahmad Assistant Professor MANUU CTE, Darbhanga	اردو زبان کی تدریس کے مقاصد	اکائی 13
221		بلوم کے پیش کردہ تدریس کی مقاصد	اکائی 14
241		منصوبہ سبق: مفہوم، اہمیت و افادیت اور مراحل	اکائی 15
268		خود تدریس: مفہوم و اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کا فروغ	اکائی 16

نمونہ امتحانی پرچ

پیغام

مولانا آزاد میشن اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ A+ حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ و رانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) رواقی اور فاصلاتی طریقہ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقہ کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وزن کے مطابق مادری اگر یلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے ابھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالامید انوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصول معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو وال طبقہ کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فارڈ سٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرنگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے براۓ نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو/ہندی/انگریزی/عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکٹری کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔ اے، بی۔ ایسی اور بی۔ کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرنگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرائیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن

شیخ الجامعہ، ماںو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت موثر اور مفید طریقہ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقہ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامت فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو موثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اپنے اینڈ ڈسٹنس لرنگ (ODL) مودُ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائے ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک ڈھرے طرز (ڈوکل مودُ کی) یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور دنیوں طریقہ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنمای خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائیں میڈیٹ کریڈٹ سسٹم (CBS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جا چکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائے ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی ای ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آرزو پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرزو ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایک بی اے پروگرام اور ڈی ایل مودُ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نوری یکنل سنٹر (بگلورو، بھوپال، در بھنگہ، دہلی، کوکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹر (حیدر آباد، لکھنؤ، جموں، نوچ، وارانسی اور امراؤتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجہ واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو بیچا س سے زیادہ لرنز سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلا جائے جا رہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائے ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائے مودُ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرنگ میڈیل (SLM) کی سو فٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائے ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے نک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جا رہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اساتھنٹ، کاؤنسلنگ، امتحنات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو بررسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تاریکی (Remedial) آن لائے کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جا رہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائے ایجوکیشن تعلیمی اور معاشری طور پر پسمندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور تو قع ہے کہ اس سے اپنے اینڈ ڈسٹنس لرنگ کے نظام کو مزید موثر اور کار آمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی ای ای، مانو

کورس کاتعارف

یہ کتاب مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے بی۔ ایڈپر گرام کے تحت فاصلاتی طلبہ کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ اس کورس کا مقصد طلبہ کو اردو زبان و ادب کی اہمیت، اس کی تدریس کے اصول و طریقے، زبان کی بنیادی مہارتوں اور تدریسی منصوبہ بندی سے واقف کرانا ہے تاکہ وہ مستقبل میں اردو زبان کو زیادہ با مقصد اور مؤثر انداز میں پڑھا سکیں۔ اس کتاب کو چار بلاکوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر بلاک میں چار اکائیاں شامل ہیں۔

بلاک 1: اردو زبان و ادب - زبان اور زبان کی اہمیت: اس بلاک میں زبان کے مفہوم، نظرت اور خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زبان کی مختلف اقسام اور زبان کے بنیادی افعال کو سمجھایا گیا ہے۔ اسی طرح بولی، زبان اور مادری زبان کے درمیان فرق اور انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ ادب کے حوالے سے اس بلاک میں ادب کے معنی، اس کا زندگی سے تعلق اور اردو ادب کی اصناف کی وضاحت کی گئی ہے۔ آخر میں اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے مختلف نظریات پر بھی بحث کی گئی ہے۔

بلاک 2: تدریس اور تدریس کے طریقہ کار: یہ بلاک تدریس کے نظری اور عملی پہلوؤں پر مرکوز ہے۔ اس میں تدریس کی تعریف، اہمیت اور ایک معیاری تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تدریس کے عام اصول اور اقدامی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں مختلف تدریسی طریقہ کار پر بھی گفتگو کی گئی ہے، جن میں کھیل کھیل کا طریقہ، کہانی سنانے کا طریقہ، اداکاری یا ذرا ماتی طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، لکچر کا طریقہ، بحث و مباحثہ، گروہی تدریس اور اسکرائی و اسٹریچی تدریس میں شامل ہیں۔ یہ بلاک کمکمل تدریس میں استاد کے لیے نہایت مددگار ہے۔

بلاک 3: اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کی تدریس: اس بلاک میں زبان کی چاروں بنیادی مہارتوں (یعنی سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا) کی تدریس پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ ہر مہارت کو انفرادی طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کی تدریسی اہمیت، طریقے اور عملی مثالیں فراہم کی گئی ہیں۔

بلاک 4: اردو زبان کی تدریسیں و منصوبہ بندی: اس بلاک میں اردو زبان کی تدریس کے عمومی و خصوصی مقاصد بیان کیے گئے ہیں، جن میں شانوںی سطح پر نظر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مقاصد خاص طور پر شامل ہیں۔ بلومن کے پیش کردہ تدریسی مقاصد اور ان کی درجہ بندی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح منصوبہ سبق کی تعریف، اہمیت اور مراحل (نشر، نظم اور قواعد کے لیے) بیان کیے گئے ہیں۔ آخر میں خود تدریس کی اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے اس کے استعمال کو واضح کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں کوشش کی گئی ہے کہ مواد کو آسان اور واضح انداز میں ترتیب دیا جائے تاکہ فاصلاتی طلبہ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔ ہر اکائی کے آخر میں معروضی اور غیر معروضی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ اپنے مطالعہ کا جائزہ لے سکیں اور یہ سمجھ سکیں کہ انہیں کس حد تک فائدہ حاصل ہوا۔ امید ہے کہ یہ کتاب اردو زبان و ادب کے معلمین کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی اور انہیں اردو کی مؤثر تدریس کے اصولوں، طریقہ کار اور منصوبہ بندی میں رہنمائی فراہم کرے گی۔

پروفیسر سید امان عبید
پروفیسر کو آرڈینیٹ

اکائی 1۔ اردو زبان اور اس کی اہمیت *

اکائی کے اجزاء

1.0	تمہید
1.1	مقاصد
1.2	اردو زبان: مفہوم و فطرت اور خصوصیات
1.3	زبان کی اقسام: اشاروں، آوازوں اور علامتوں کی زبان
1.4	زبان کے افعال: مانی الفہر کے اظہار کا وسیلہ، رابطہ کا ذریعہ، تمدن کی ترسیل کا وسیلہ
1.5	خلاصہ
1.6	التسابی نتائج
1.7	فرہنگ
1.8	نمونہ امتحانی سوالات
1.9	تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید

انسان کو جو چیز دوسری مخلوقات سے ممتاز و ممیز کرتی ہے وہ زبان ہے زبان کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں ہے۔ روزمرہ کی ضروریات ہوں، سماجی رشتہ استوار کرنے ہوں، لین دین کے معاملات ہوں، مذہبی رسمات یا کوئی تہوار ہو، ڈیکھیں دنیا یا سو شل میڈیا کا استعمال ہو ہر جگہ زبان کا استعمال ناگزیر ہے۔ پیغامات، علوم و ثقافت کی ترسیل زبان ہی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ انسان اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کے اظہار کے لیے زبان ہی کا سہارا لیتا ہے۔ ادب و شعر ازبان کے ذریعہ ہی نشری اور شعری پیرائے میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے ادب کو جلا بخشنے ہیں۔ گویا گفت و شنید کے معاملات ہوں یا ادب کی دنیا ہر جگہ زبان ہی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی قدیم نسلوں اور تہذیبوں کے طور طریقے اور بود و باش کا پتہ چلتا ہے۔ اسی کے ذریعہ آنے والی نسلوں میں اقدار و ادب پر وان چڑھایا جاتا ہے نیز مختلف علوم و فنون کے ساتھ ساتھ ثقافت کی ترسیل کا کام بھی زبان کے ذریعہ ہی انجام کو پہنچتا ہے۔

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

عزیز طلباء! تصور کیجیے اگر انسانی زندگی میں زبان نہیں ہوتی تو کیا ہوتا؟ آپ کی زندگی کیسی ہوتی؟ انسانی معاشرہ کیسا ہوتا؟ آج آپ جس مقام پر ہیں کیا وہاں ہوتے؟ جس طرح سے آپ مختلف ذرائع (جیسے سو شل میڈیا) میں زبان کا استعمال کر کے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کیا جڑ پاتے؟ کیا زبان کے بغیر آپ اپنے مانی الٹھیر کا اظہار کا حقہ کر پاتے؟ یا کہ سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ زبان کی وجہ سے ہی انسان دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے۔ جس انسان کی زبان جتنی اچھی، میٹھی، فصح و بلغہ ہو وہ انسان اتنا ہی مہذب، شریف، نفس اور بُداعالم سمجھا جاتا ہے نیز اسے قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جس کی زبان خراب ہو اسے اتنا ہی غیر مہذب سمجھنے کے ساتھ بے قدری کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عزیز طلباء ان تمام باتوں کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زبان کے ذریعہ انسانی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ زبان ہی انسانی شعور کو نکھارتی ہے۔ زبان انسان کی پہچان ہوتی ہے اور انسان کو معرابِ کمال پر پہنچاتی ہے۔

1.1 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ:

- زبان کے مفہوم، اس کی فطرت اور اس کی خصوصیات سے واقف ہو سکیں گے۔
- زبان کی اقسام کو سمجھ سکیں گے۔
- زبان کے افعال پر اظہار خیال کر سکیں گے۔
- زبان کے اقسام کی درجہ بندی کر سکیں گے۔

1.2 زبان: مفہوم و فطرت اور خصوصیات

اردو زبان کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے اردو ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ بہت سے دوسرے ممالک میں بھی بولی، سمجھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ زبانوں کے عجائب گھر یعنی ہندوستان میں پیدا ہوئی اور یہیں پر اس کی آبادی ہوئی مگر رفتہ رفتہ اردو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں شامل ہو گئی۔

عزیز طلباء! ہندوستان کے علاوہ اب دنیا کے بہت سارے ملکوں میں اردو کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور دنیا کی آبادی کی ایک بہت بڑی تعداد اردو بولتی، جانتی، اور سمجھتی ہے۔ اردو کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں کچھ ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جو عربی، یا ہندی میں نہیں ہیں مثلاً گ، ٹ، ڈ، ڑ، وغیرہ اور ڈ، ڙ، ڻ، غ وغیرہ اس کے ساتھ ہی اردو زبان مختلف آوازوں کی ادائیگی پر قادر ہے۔ اردو نہ صرف ایک زبان ہے بلکہ ایک تہذیب، ایک ثقافت کا نام ہے۔ یہ زبان اخوت محبت، حب و طن، احترام آدمیت اور بھائی چارگی کا پیغام دیتی ہے اور بکھرے ہوئے لوگوں کو آپس میں جوڑنے کا کام کرتی ہے۔ نیز اردو اپنے بولنے والوں کو مہذب و منفرد بناتی ہے۔ اس زبان کو جہاں ولی دکنی، میر ترقی میر، غالب اقبال، جوش، مجاز نے اسے دوام بخشنا، وہیں سر سید، حالی، آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، مولوی محمد باقر، مولانا آزاد، پریم چندر، نے اس کا اقبال

بلند کیا اور مرزا ہادی رسو، میر انسیں، میر حسن، پٹرس بخاری، مرزا فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، ابن صفائی، مشتاق احمد یوسفی وغیرہ نے اردو زبان کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے۔

اردو زبان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں مختلف زبانوں جیسے عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی اور بہت سی دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اسی وجہ سے یہ زبان متفرق آواز اس کی ادائیگی پر قادر ہے۔ اردو زبان کو ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کا علم بردار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اردو ایک فکر انگیز اور اخلاقی زبان ہونے کے ساتھ ایک تہذیبی و رشکی متحمل اور حافظ بھی ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو ایک طرز زندگی کا نام ہے جس سے انسان مہذب بنتا ہے، اس میں شائگی آتی ہے، اس کی شخصیت سنورتی اور نکھرتی ہے نیز اردو بولنے والا س کی شیرینی اور نغمگی سے دوسروں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔

اردو عوام کی زبان ہے جس نے ہمیشہ سے عوام کی ترجمانی کی۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ آزادی میں اس زبان نے اہم کردار نبھایا اور آزادی کے متوالوں نے اسے ایک آله کے طور پر استعمال کیا۔ یہیں سے اس بات کا اور تقویت ملتی ہے کہ اردو اتحاد کی زبان ہے۔ اسی زبان کو وسیلہ بنانے کے لئے انگریزوں کے خلاف آزادی کے لیے متحد ہوا۔ یہ اردو کا ہی خاصہ ہے کہ تمام تر مٹھاں، چاشنی اور موسیقیت کے ساتھ ساتھ اسے ایک انقلابی زبان ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ جہاں اردو کی نغمگی نے لوگوں کے قلوب واذہان کو مسحور کیا، وہیں اس کے انقلابی پہلو نے لوگوں کے جذبات کو برآبھیختہ کیا اور انقلاب کی طرف مائل کیا۔ اردو زبان کہیں میر کی شاعری، خسر و کی پہلیوں کی شکل میں ملتی ہے تو کہیں غالب کی فکر میں ڈوبی ہوئی تو کہیں اقبال کا فلسفہ اور سر سید کی منطق اس میں ملتی ہے۔ زبان ہر رنگ، ہر ماحول میں ڈھل جاتی ہے اور ہر کوئی شعوری یا غیر شعوری طور پر اسے اپنالیتا ہے۔ اسی زبان میں ہم سب لوریاں، کہانیاں سن کر بڑے ہوئے اور اسی زبان میں تعلیم حاصل کی۔ انہیں تمام باتوں کو علی سردار جعفری نے اپنی نظم "اردو" بہت ہی خوب صورت انداز میں کہی ہے۔ جس کا آغاز کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

ہماری	اردو	زبان	پیاری	ہماری
ہماری	اردو	جان	کی	نغموں
حسین،	اردو	جوان	دل	دل کش

عزیز طلبہ! ہمیں امید ہے کہ آپ اردو زبان کے مفہوم و فطرت کو اچھی طرح سے سمجھ گئے ہوں گے۔

اکثر جب ہم طلبہ سے پوچھتے ہیں کہ زبان سے آپ کیا سمجھتے ہیں یا زبان کا کیا مطلب ہے تو مختلف شعبہ جات ایک گراؤنڈ کے طلبہ مختلف جوابات دیتے ہیں۔ مثلاً کنالوجی کے طلبہ کہتے ہیں کہ زبان کا مطلب Java یا C++ کچھ طلبہ اپنی زبان نکال کر کھانے لگتے ہیں، کچھ مختلف زبانوں کے نام جیسے چینی، فرانسیسی، عربی، اردو وغیرہ کے نام بتانے لگتے ہیں، جب کہ کچھ صحیح جواب دیتے ہیں کہ زبان کا مطلب ہماری زبان ہے ہم بولتے، سنتے اور لکھتے ہیں۔ زبان سے مراد ایسی زبان ہوتی ہے جو انسان بولتا ہے، جس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور پیغامات کی ترسیل کرتا ہے، معلومات کا تبادلہ کرتا ہے یہ سب براہ راست کلام سے ہوتے ہیں اور یہی راست کلام ترسیلی نظام کہلاتا ہے۔ یہ انسان ہی ہے جس کے پاس ترسیل کا ایک پورا نظام ہے جب کہ انسان کے علاوہ دوسرے تمام جاندار کا انحصار غیر ترسیلی نظام پر ہے اور وہ اپنے پیغام کی ترسیل

کے لیے چیخ و پکار یا مختلف اقسام کی آوازوں، اشاروں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان انسانوں کی ملکیت اور جاگیر ہے۔ عزیز طلبہ یہاں پر اس پرچ یا اردو کے حوالے سے جب بھی زبان کا تذکرہ آئے تو اس سے قطعاً Java اور سی C++ مراد نہ لیں بلکہ اس سے مراد بولی جانے والی زبان ہوتی ہے۔ زبان بولیوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ انہیں بولیوں کو جب ایک بڑا انسانی گروہ تسلیم کر کے ایک طرح سے بولنے لگتا ہے تو زبان کہلاتی ہیں۔ انسان زبان کے ذریعہ اپنے جذبات، خیالات، احساسات کی ترسیل و ترجیحی کرتا ہے۔ کسی بھی فکر، خیال کو الفاظ کے پیکر میں ڈھال کر بولنا ہی زبان کہلاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تہذیب کی ایک نسل سے دوسری نسل تک ترسیل کرتے ہیں۔ مختلف ماہرین نے زبان کی مختلف تعریفیں پیش کی ہیں۔

سید احتشام حسین زبان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ زبان کسے کہتے ہیں لیکن کچھ سمجھنے کے لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زبان آوازوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے جسے انسان اپنا خیال دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیے ارادتاً بنالتا ہے اور ان آوازوں کے معنی معین کر لیے گئے ہیں تاکہ کہنے اور سننے والے کے یہاں ایک لفظ سے تقریباً ایک ہی جذبہ پیدا ہو" ("ہندوستانی لسانیات کا غاکہ" ص 20)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور زبان کی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب "ہندوستانی لسانیات" میں لکھتے ہیں۔

"زبان کی واضح تعریف ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوت گویائی شامل ہے اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادے سے دہرا سکتا ہے۔" (محی الدین قادری زور "ہندوستانی لسانیات" ص 26)

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا بے حد ضروری ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا تاریچہ ڈھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشانات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔

عزیز طلبہ یہ بھی جاننا بے حد ضروری ہے کہ وقت و حالات اور زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے جس طرح سے دوسری چیزیں تغیر پذیر ہوتی ہیں اسی طرح سے زبان بھی بدلتی رہتی ہے اور اس میں مسلسل تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ اردو زبان کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں آغاز سے لے کر اب تک بے پناہ تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور ابھی بھی ہو رہی ہیں۔ بہت سے پرانے الفاظ جہاں متذکر ہو چکے ہیں جیسے

ان نے (اس نے)، تک (تک)، کبھو (کبھی)، تک (ذرا)، کسو (کسی)، سی (سے)، سوں (سے)، آوے (آئے)، (اس تعلق سے

شعر ملاحظہ کریں:

تجھ لب کی صفت لعل بد خشائں سوں کہوں گا
 جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا (ولی گنی)
 ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا
 دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
 (میر تقی میر)

تو وہیں بہت سے الفاظ آج بھی رائج ہیں جیسے ملوم، مجرم، اغوا، بری، وکیل، وغیرہ اور بہت سے نئے نئے الفاظ اردو میں داخل بھی ہو چکے ہیں اور ان کا چلن بھی عام ہو چکا ہے جیسے، انتخاب کی جگہ ایکشن، جامعہ کے بجائے یونیورسٹی، چھل قدمی کو واک، غسل خانہ کی جگہ با تھروم وغیرہ۔ اقبال کا یہ مصروف زبان پر بالکل صادق آتا ہے کہ "ثبتات اک تغیر کو ہے زمانے میں"

منٹونے بھی کہا تھا کہ۔

"زبان کبھی کامل نہیں ہوتی۔ اس کی تکمیل اس کی موت ہے"۔

زبان کے استعمال کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ زبان زندگی کے مختلف گوشوں میں تحریری اور تقریری طور سے کام آتی ہے۔ زبان میں اشارے، آوازیں، علامتیں، تہذیب، ثقافت، تر سیل اور خود اظہار وغیرہ شامل ہیں۔ عزیز طلبہ اس طرح سے زبان کے حوالے سے یہ بات اپنے من میں رچا اور بسالیں کہ زبان آوازوں اور الفاظ کا مجموعہ ہے ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ بے معنی الفاظ کے مجموعے کو زبان نہیں کہا جاسکتا ہے۔

اردو زبان کی خصوصیات:

- اردو صرف زبان نہیں بلکہ ایک طرز زندگی ہے، ایک تہذیب ہے۔ اردو ایک تحریک اور ایک انقلاب کا نام ہے۔ یہ ایک سادہ، عام فہم اور میٹھی زبان ہے۔
- اردو ایک مخلوط زبان ہے، جو مختلف زبانوں کے ملنے سے وجود میں آئی۔
- اردو زبان کا سر الخُنوط انسٹیلیقٹ ہے اس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسے دائیں سے بائیں کی جانب لکھا جاتا ہے۔
- اردو زبان کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں مختلف زبانوں جیسے عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت، ہندی، انگریزی وغیرہ کے الفاظ شامل ہیں۔
- دوسری زبانوں کی طرح اس کے بھی اپنے قواعد ہیں جس میں پہلے مضمون (سینکڑ) پھر آہجیک، آخر میں فعل (ورب) آتا ہے۔
- اردو زبان مختلف آوازوں کی ادائیگی پر قادر ہے جیسے ن، ز، ذ، ظ، ض وغیرہ۔
- اردو زبان میں بھی مختلف تعظیمی، تکریبی، تہذیبی اور پر تکلف الفاظ ہیں جو اسے دیگر زبانوں سے ممتاز بناتے ہیں۔

- اردو زبان میں شاعری غزل، نظم سے جانی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہی کہ عوام کی ایک بڑی تعداد بلا تفریق مذہب و ملت شعر پڑھتی، سنتی اور سمجھتی ہے۔
- اردو ایک ایسی زبان ہے جو مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے بولی جاتی ہے، مثلاً لکھنؤ کی اردو، دلی کی اردو اور دکن کی اردو تینوں کا لہجہ مختلف ہے۔ ہر علاقے کے اپنے محاورے اور کہاوتیں ہیں اس طرح سے اردو کی یہ خصوصیت ہے کہ علاقہ کے اعتبار سے اس کے متعدد امتیازات ہیں جو اردو زبان کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔
- اردو شاعروں، ادیبوں، کہانی کاروں، رائٹر س، دانشوروں، فلسفیوں اور سب سے بڑھ کر عوام کی زبان ہے۔ اس کے بولنے والے مختلف ممالک، خطے، مذاہب کے لوگ ہیں یہ اس کی ایک اہم خصوصیت ہے۔
- اردو زبان ایک ترسیل کا ذریعہ ہے اسی کے ذریعہ ہم اپنے خیالات، احساسات، جذبات، ثقافت اور علوم و فنون کی ترسیل اور ان کی حصولیابی کرتے ہیں۔
- زبان کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے تعلقات بناتے ہیں اور پھر اسے دوام بخٹھتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے سماجی رشتے بنتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جاگہ کریں۔

1۔ اردو زبان کے مفہوم و فطرت کو بیان کریں۔

2۔ اردو زبان کی خصوصیات کو قلم بند کیجیے۔

1.3 زبان کے اقسام: اشاروں، آوازوں اور علامتوں کی زبان

زبان کے اقسام

زبان کا معاملہ شروع سے ہی تجھیہ پر رہا ہے کہ کس طرح کیسے وجود میں آئی۔ آہستہ آہستہ زبان نے ترقی کی لیکن اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے کہ انسان کس مرحلے میں کس طرح سے اظہار کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا۔ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ شروع میں اپنی بات کہنے کے لیے انسان نے کچھ اشاروں اور آوازوں کی مدد لی ہو گی پھر ان کی مدد سے کچھ مفہوم نکالے ہوں گے اور پھر اس کے معنی کا تعین کیا ہو گا۔ بول چال کے اشاروں اور آوازوں نے زبان کی شکل اختیار کی ہو گی۔ آگے چل کر زبان نے علامتی شکل اختیار کی اور یہی علامتوں تحریر کھلائیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ زبان وجود میں آئی ہو گی۔ آج انسانی زندگی کا دار و مدار زبان پر ہی ہے۔ انسان مختلف طریقوں جیسے، اشاروں، آوازوں، علامتوں وغیرہ سے اپنے مانی الصمیر کا اظہار کرتا ہے۔ انسان کے باہمی تعامل اور مانی الصمیر کے اظہار و ترسیل کے ان طریقوں کو ہم تین اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں۔

1۔ اشاروں کی زبان

2۔ آوازوں کی زبان

3۔ علامتوں کی زبان

1- اشاروں کی زبان: ابتدائی دور میں انسان ترسیل کے لیے اشاروں کا ہی سہارا لیتا تھا۔ زندگی کی ابتدائیں انسان کے لیے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کا سب سے آسان طریقہ اشارہ تھا۔ ان اشاروں میں پاٹھ، آنکھ، سر کے اشارے شامل تھے۔ مختلف مقام کے اشاروں اور ان کے مفہوم میں فرق ہوتا ہے نیز یہ فرق آج بھی موجود ہے۔ اس لیے اشاروں کا استعمال آسان نہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اشاروں کی زبان کم از کم دس لاکھ سال پرانی ہے اور قدیم زمانے میں اس کا استعمال بہت عام رہا ہو گا۔ کسی ملک میں کہیں پر سر جھکانے کا مطلب ہاں ہوتا ہے تو کہیں پر فرمابندری، اسی طرح سے دیکھیں باعین سر ہلانے سے مراد نہیں ہوتا ہے۔ قریب بلانے کے لیے کبھی انگلیوں، تو کبھی سر کے اشاروں کا سہارہ لیا جاتا ہے۔ گردن اور آنکھیں جھکانے کا مطلب احساس نہ است۔ غلطیوں پر توبہ کے اظہار کے لیے کان پکڑا یا پکڑ دیا جاتا ہے۔ محبت کے اظہار کے لئے بوسہ دیا جاتا ہے اور اسی طرح سے دیگر اشارے آج بھی مستعمل ہیں۔

اشاروں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، اور ہم مختلف مقامات پر ضرورت کے مطابق اشارہ کرتے اور صحیح ہیں، بلکہ پہلے کی بہ نسبت کہا جائے گا۔

اشاروں کی زبان کو ہم تین اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں۔

الف۔ بصری اشارے ج۔ لمسی اشارے ب۔ سمی اشارے

(الف) بصری: وہ اشارے جن کا تعلق بصارت سے ہوتا ہے اور سمجھنے والا دیکھ کر سمجھتا ہے تو ایسے اشاروں کا شمار بصری اشاروں میں ہوتا ہے۔ مثلاً سگنل کی لال بیتی یا پھر ٹریک پولیس کے ہاتھ کے اشارے کو دیکھ کر کن۔ کبھی انگوٹھے کو شباباشی سمجھ کر خوشی کا اظہار اور شکر یہ ادا کرنا۔ تو کبھی اسی انگوٹھے کو ٹھیک سمجھ کر غم کا اظہار اور مذدرت کرنا وغیرہ یہ سب بصری اشارے میں شامل ہیں۔

(ب) سمعی اشارے: وہ اشارے جنہیں ہم سن کر سمجھتے ہیں جیسے کان لج کی گھنٹی، تالی اور چیلکی یا سیٹی یا ہارن کی آواز وغیرہ ان کا شمار سمعی اشاروں میں ہوتا ہے۔

(ج) لمی اشارے: لمی اشاروں سے مراد ایسے اشارے ہیں جن کو ہم چھو کر یا مس کر کے محسوس کرتے ہیں، جیسے کسی کا ہاتھ د班ا، کھنی مارنا، کسی کا ناخن لگانا یعنی کسی نے ہمارا ہاتھ دبایا یا پھر کھنی ماری، یا ناخن لگایا جسے ہم بکوٹنا یا چکوٹنا سے جانتے ہیں تو یہ سب افعال جو کسی کے ذریعہ انعام دیے گئے اسے ہم نے چھونے یا مس ہونے کی وجہ سے محسوس کیا۔ ایسے تمام اشاروں کا شمار لمی اشاروں میں ہوتا ہے۔

اس طرح تعلیمی اداروں سے لے کر عام زندگی تک ہر جگہ کسی نہ کسی طرح کے اشارے ہمیں مل جاتے ہیں اور ان تمام کا ثمن راشاروں کی زبان میں ہوتا ہے۔

2- آوازوں کی زبان: زبان نام ہے ایسے بامعنی الفاظ کا جس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہو۔ چوں کہ ہم اپنے اطراف میں مختلف اقسام و نو عیت کی آوازیں سنتے ہیں، جیسے گاڑیوں کے چلنے کی، پتوں کے کھڑکنے کی، بچلی کے کڑکنے کی وغیرہ۔ اس طرح کی آوازوں کا شمار آوازوں کی زبان یا گفتگو میں نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے لیے الگ سے الفاظ بنائے گئے جس کے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ کس چیز کی آواز کے لیے کون سالفظ کس طرح، کب اور کیسے وجود میں آپ۔

علاوہ اذیں لوریاں، کھانیاں، گیت، شاعری، نظیمیں اور لیں دین کے معاملات کے لیے استعمال کیے گئے با معنی الفاظ وغیرہ جسے بچ گھر میں اپنے، ماں، باپ، بہن، بھائی اور احباب اقر پا سے سن کر نقل کرتا ہے ان سے چیزوں کو جانے پہچانے کے ساتھ ان کے نام بھی سیکھتا ہے ان سب کا شمار آوازوں کی زبان میں ہوتا ہے۔

زبان موروثی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس پر ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ جو بچ جس ماحول میں پر و ان چڑھتا ہے وہ اسی ماحول کی زبان سیکھنے اور بولنے لگتا ہے۔ زبان کا سیکھنا ایک اکتسابی عمل ہے یعنی کوئی بھی شخص بنا سکھے کسی زبان کو نہیں بول سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبان پر علاقائی اثرات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

شعبہ حیات کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں ہے جو زبان سے عاری ہو۔ گفتگو کے ذریعہ انسان اپنے سماجی رشتے کو استوار کرتا ہے۔ ایک دوسرے سے مل کر یا تعلق کر کے اپنے مانی الخصیر کا اظہار کرتا ہے۔

کامیاب زندگی کے لیے زبان پر دسترس حاصل کرنا لازمی ہے کیوں کہ اسی کے ذریعہ انسان اپنے خیالات، تجربات، احساسات، جذبات وغیرہ کی ترسیل کرتا ہے۔ زبان سے ہی تمدن کی ترسیل، علوم و فنون، ادب و ثقافت کی منتقلی اور تہذیب و تمدن کی تشكیل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔

3۔ علامتوں کی زبان یا تحریر: انسانی زندگی کی رفتار میں جو حیثیت پہیے کی ایجاد کو حاصل ہے وہی حیثیت زبان میں تحریر کو حاصل ہے۔ جیسے ہی تحریر و جود میں آئی انسانی زبان کے ذخیرے میں بہت ہی سرعت کے ساتھ اضافہ ہوا۔

مختلف آوازوں کے لیے مختلف نشانات مقرر کر دیے گئے جسے بنی نوع انسان کا ایک مخصوص طبقہ متفقہ طور سے تسلیم کرتا ہے کہ فلاں نشان فلاں آواز کو ظاہر کرے گا۔ یہی نشانات حروف تہجی یا ہجاؤ کہلاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کسی آواز کو علامت کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ تحریری شکل اختیار کر لیتی ہے۔

لفظ ایک بے جان اور جامد شے ہے اور آواز تحریر کی ان علامتوں کو جاندار بناتی ہے، بلکہ یوں کہیں کہ الفاظ کے قالب میں روح پھونک دیتی ہے، چوں کہ الفاظ جامد ہوتے ہیں اس لیے تحریر میں ان کی شکل و صورت بدلتی نہیں ہے، اگر وہی الفاظ کسی کی زبان سے آوازوں کی شکل میں نکلتے ہیں تو موقع و محل اور لب و لہجہ کے اتار چڑھاؤ سے ان کے معانی و مفہیم بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک لفظ "اچھا" جو کہ بے جان ہے لیکن آواز کا اتار چڑھاؤ اس کے مختلف معانی و مفہیم کا پتادیتا ہے جیسے گردن ہلا کر "اچھا چھا" ہے کہیں تو اس کا مطلب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور اگر آکھ بڑی کر کے "اچھا" بولا جائے تو مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو اس وقت لفظ اچھا کو کھینچ کر بولتے ہیں (اچھا کی مثال کڑے انداز میں اچھا کہتے ہیں تو مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو اس وقت لفظ اچھا کو کھینچ کر بولتے ہیں) اس عامر خان کی فلم پی کے میں اور اچھے طریقے سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ الفاظ اسے بیان نہیں کر سکتے ہیں جب تک کہ اسے آواز نہ دی جائے) اس طرح سے ایسے موقع پر آوازوں اور تاثرات سے مطلب اخذ کیے جاتے ہیں اسی سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ لفظ ایک جامد شی ہے اور آواز سے جاندار بناتی ہے۔ عزیز طلبہ مذکورہ مثالوں سے یہ بات بھی ذہن نشیں کر لیں کہ تحریر میں لفظ کی صورت نہیں بدلتی ہے مگر بول چال میں اس

کی صورت بدل سکتی ہے اور لب و ہجہ کے تغیر سے بھی اس کے معانی و مفہوم میں تبدیلیاں واقع ہو سکتی ہیں جیسا کہ "اچھا" والی مثال میں آپ نے دیکھا۔

انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جو تحریر و تقریر سے خالی ہو۔ کام کرنے کا مقام ہو، پڑھنے کی جگہ ہو، سماج سے رشتہ اُستُوار کرنا ہو، ایک اچھی اور باوقار زندگی گزارنی ہو، ہر جگہ ہمیں زبان کی ضرورت پڑتی ہے، عزیز طلبہ اسی لیے ایک کامیاب زندگی اور بہتر معاشرے کی تشكیل کی خاطر زبان اور اس کی اقسام پر عبور لازمی و ناگزیر ہے۔

اپنی معلومات کی جائجھ کریں۔

1- زبان کے اقسام پر نوٹ لکھیے۔

1.4 زبان کے افعال: مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ، رابطہ کا ذریعہ، تمدن کی ترسیل کا وسیلہ

زبان کے بغیر ہم کسی پیغام کی ترسیل کی بات تودور خود اپنی بات دوسروں تک کماحقہ پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ زبان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ زبان کے ذریعہ ہی ایک دوسرے علوم و فنون کی آگاہی اور اشتراکی کام آسان ہوئے ہیں جس کی بنابر آج دنیا نے اس قدر ترقی کر لی ہے کی آسمانوں میں کمndیں ڈال رہا ہے۔ اگر زبان نہیں ہوتی تو یہ ساری کی ساری انسانی ذہانت و فطانت بے کار اور اس کا رگہ حیات میں انسانی وجود زیاد سے بڑھ کے کچھ اور نہیں ہوتا۔ زبان کی ہی وجہ سے سودوزیاں، تعلیم و تعلم، غم گساری و غم خواری، خاطر و مدارات بلکہ انسانیت کا وجود قائم و دائم ہیں۔ زبان کے افعال میں (1) مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ۔ (2) رابطہ کا ذریعہ۔ (3) تمدن کی ترسیل کا وسیلہ، شامل ہیں۔

1- مافی الضمیر کے اظہار کا وسیلہ

ابتداء سے ہی زبان مافی الضمیر کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ رہی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ زبان میں گفتگو اور خیالات کا اظہار پہلے خواندہ افراد، ادیبوں اور خواص نے کیا بعد میں یہ عوام میں بھی مقبول ہوئی۔ آج بھی یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ہر لمحہ انسان کچھ نہ کچھ نئے پرانے، اچھے خراب، تجربات و مشاہدات اور کیفیات سے دوچار ہوتا رہتا ہے، جس کا اندازہ ہمیں اس کی زبان سے ہوتا ہے کہ کس وقت وہ اچھے مودہ میں ہے، کس وقت غصے میں، کس وقت غم، کب خوشی سے سرشار ہے۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں جب تک ہم اپنی بات کسی کو نہیں بتاتے یا کوئی اپنی بات ہمیں نہیں بتاتا اس وقت تک ہم ایک دوسرے کے حالات، کیفیات، خیالات سے واتفاق نہیں ہو پاتے۔ مافی الضمیر کے اظہار کا مطلب اپنے دل کی بات یا اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ اردو زبان خیالات کے اظہار کے لیے بہت ہی مناسب و موزوں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ایک سے بڑھ کر ایک فن پارے اور شہر پارے موجود ہیں۔ بے شمار ادیبوں نے اس زبان میں ملک و بیرون ملک کے حالات، ملی اور قوی مسائل کا اظہار، شاعرانہ تاثرات، فلسفیانہ گفتگو، ثقافتی تنوع، شاخت اور رشتے، سیاسی بصیرت، پیانیہ

کہانیاں، صحافتی بے باکی، مذہبی رواداری، سماجی مذاکرہ، ذاتی تاثرات اور اپنے خیالات، وغیرہ پیش کر کے اس کے دامن کو اور بھی زرخیز کر دیا ہے۔ عزیز طلبہ اس طرح سے زبان مانی **الضمیر** کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے۔

2- رابطے کا ذریعہ

انسان گروہ میں رہتا ہے اور یہی گروہ سماج کھلاتا ہے۔ ایک جگہ رہنے کے لیے اور شتوں کے استوار ہونے کے لیے رابطے ضروری ہیں اور رابطے کا تصور بغیر زبان کے ممکن نہیں۔ ایک دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کرنی ہو یا پھر کسی کی دل جوئی یا پھر لین دین کے معاملات ہوں ان سب کے لیے زبان کا ہونا ضروری ہے۔

اگر آج دنیا ایک عالمی گاؤں میں تبدیل ہو گئی ہے تو اسے عالمی گاؤں بنانے اور بنائے رکھنے میں زبان کا مرکزی کردار ہے۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں کہ روزمرہ کے معمولات ہوں یا تجارتی معاملات، خبریں ہوں یا تفریح کی چیزیں، دوستی ہو یا محبت، درس و تدریس، تعلیم ہو، ادب ہو یا پھر فنون لطیفہ، سماجی یا شفافیتی مواقع ہوں یا فترتی اور قانونی امور، مذہبی پیغامات ہوں یا ملکی تعلقات، سو شل میڈیا ہو یا آن لائن مذاکرہ ہر جگہ اور ہر مقام پر رابطے کا ذریعہ زبان ہی ہے۔ اس طرح سے زبان رابطے کا اہم ذریعہ ہے۔

3- تمدن کی ترسیل کا وسیلہ

زبان نے ثقافت کے فروغ اس کی بقاو تھنخ کے باب میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ نہ صرف تروتنگ و اشاعت بلکہ اس کی ترقی، فروغ اور ثقافت سے مالا مال کرنے میں بہت ہی معنی خیز کردار ادا کیا ہے۔ عزیز طلبہ یہ بات پہلے بھی بتائی جا چکی ہے کہ زبان وقت حالات اور ضروریات کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے تو جب انسانی آبادی میں اضافہ ہو اور وہ گروہوں کی شکل میں مختلف مقامات میں سکونت اختیار کر لی تو مختلف ماحول میں مختلف زبانوں کے وجود کے ساتھ نئی تہذیب و تمدن بھی پروان چڑھنے لگی اور پھر انسانی زبان پر اس کے واضح اثرات نمودار ہوتے چلے گئے۔ انسان اور اس کی تہذیب و تمدن کی پہچان اس کی زبان ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ زبان اپنی تہذیب و تمدن کی نگہبان ہوتی ہے۔ زبان ختم تہذیب و تمدن بھی ختم۔ زبان کے ذریعہ ہی ہم اپنے تہذیبی و تمدنی ورثے کو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرتے ہیں۔

اردو زبان ایک ادبی ورثہ ہے اس میں ادیبوں نے تھے کہانیوں کے ذریعہ عادات و اطوار، اخلاق، اور اقدار جیسی روایات کو فروغ دیا ہے۔ شعرانے احساسات و خیالات و جذبات کی ترجیمانی کا ایک معیار دیا۔ نیز مہرست سے شعرانے مثالی معاشرہ کی تشکیل اور اسے سنوارنے سجائے میں شاعری کو ذریعہ بنایا۔ نظر نگاروں نے سماجی، سیاسی، فلسفیانہ مسائل پر بحث کی اور ثقافت کی ترسیل میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اردو محاوروں، کہاو تیں، ضرب الامثال اردو کے دانش مندانہ ورثہ اور تہذیب کا پتہ دیتی ہیں جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ اس طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان ایک زندہ زبان ہے جس نے تمدن کی ترسیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ عزیز طلبہ اب آپ جان گئے ہوں گے کہ زبان کسی بھی تہذیب اور تمدن کی ترسیل کا اہم ذریعہ و ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1- زبان کے افعال پر روشنی ڈالیے۔

1.5 خلاصہ

بولیوں کے مجموعے کو زبان کہتے ہیں۔ زبان کی خصوصیات میں یہ شامل ہے کہ وہ وقت اور حالات کی مناسبت سے بدلتی رہتی ہے۔ زبان کی کل تین اقسام ہیں: اشاروں کی زبان جس میں سمعی، بصری اور لمسی اشارے شامل ہیں۔ آوازوں کی زبان جس میں مختلف آوازیں اور الفاظ کی آواز شامل ہے۔ علامتوں کی زبان سے مراد زبان کی تحریری شکل ہے۔ زبان کے تین افعال ہیں، مافی، اضمیر یعنی دل کی بات کے اظہار کا وسیلہ، رابطے کا ذریعہ یعنی ہر معاملات میں ہر لمحہ انسان کو ایک دوسرے سے بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ بات چیت زبان کے ذریعہ ہی مکمل ہوتی ہے۔ تمدن کی ترسیل کا ذریعہ اگر زبان نہ ہو تو ثقافتی و رشد نہ محفوظ رہے نہ پروان چڑھے اور نہ ہی اس کی ترسیل ہو اس طرح سے زبان تمدن کی ترسیل کا ذریعہ ہوئی۔

1.6 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ:

- زبان کے مفہوم، اس کی نظرت اور اس کی خصوصیات کو بیان کر سکتے ہیں۔
- زبان کی اقسام کو اپنے الفاظ میں لکھ سکتے ہیں۔
- زبان کے افعال پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔
- زبان کے اقسام کی درجہ بندی کر سکتے ہیں۔

1.7 فرہنگ

نہایت بلند درجے پر فائز کرنا، انتہائی ترقی دینا۔ کسی کام میں کاملیت حاصل کرنا۔	معراج کمال پر پہنچانا
جو کچھ دل میں ہو، دل کی بات، نیت، ارادہ، فتنہ، خواہش کا اظہار	مافی، اضمیر
جسے کوئی خاص امتیاز دیا جائے، نمایاں، یگانہ، نمایاں فرق، اعلیٰ، افضل	ممتاز
مُتَّکَّمٌ، مُضْبُطٌ، بَخَنَّةٌ، پَائِيدَار رَشَّةٌ	استوار

چیخ دینا، ارسال کرنا، روانہ کرنا	ترسیل
رہنے سہنے کا عمل، سکونت، (جایے سکونت، قیام گاہ، طرز زندگی، رہنے سہنے کا ذہنگ، معاشرت	بودباش
ہندوؤں اور مسلمانوں کی ملی جلی تہذیب	گنگا جمنی تہذیب
بھڑکانا، اکسانا، ابھارنا، مشتعل کرنا	برائیخنہ کرنا
سحر زدہ ہونا، وارفتہ و شیدا ہونا، فدا ہونا	مسکور ہونا
زندگی کا کارخانہ مطلب دنیا	کارگاہ حیات
ظاہر ہونا، عیاں ہونا، سامنے آنا، نظر آنا، نکنا	نمودار ہونا
آنکھوں کی روشنی، بینائی کی طاقت، دیکھنے کی قوت، فہم و فراست اور عقل	بصارت

1.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ کون سی خوبی انسان کو دوسری چیز سے ممتاز کرتی ہے؟

د) اشارہ

ج) زبان

ب) پکار

الف) چیخ

2۔ زبان سے کیا مراد ہے؟

د) جاوا

ج) ادب

ب) بولیوں کا مجموعہ

الف) جیبھ

3۔ کتاب "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ" کے مصنف کون ہیں؟

د) نصیر الدین ہاشمی

ج) محمد حسین آزاد

ب) مسعود حسین خان

الف) سید احتشام حسین

4۔ "زبان کی تکمیل اس کی موت ہے" یہ بیان کس کا ہے؟

د) گیان چند جیں

ج) مولوی عبدالحق

ب) جیل جابی

الف) منتو

5۔ اچینٹی کا نہ کس طرح کا اشارہ ہے؟

د) لسی اور بصری

ج) سمعی

ب) بصر

الف) لسی

6۔ زبان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

الف) تین	ب) چار	ج) پانچ	د) چھ
7۔ ذیل میں زبان کے افعال نہیں ہے؟			
الف) رابطہ	ب) وسیلہ اظہار	ج) تمدن کا ترسیل	د) کوئی نہیں
8۔ اردو زبان کس ملک میں پیدا ہوئی؟			
الف) پاکستان	ب) ہندوستان	ج) نیپال	د) عرب
9۔ وہ زبان جسے اشاروں سے سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے؟			
الف) لمبی زبان	ب) اشاروں کی زبان	ج) آوازوں کی زبان	د) سمعی
10۔ اردو زبان کا رسماً الخط ہے؟			
الف) ترکی	ب) عربی	ج) مستعلق	د) نستعلق

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ متروک الفاظ کی تین مثالیں پیش کیجیے۔
- 2۔ بولی کا دائرہ مختصر ہوتا ہے یا وسیع ہوتا ہے۔ واضح کیجیے۔
- 3۔ زبان کی اہمیت پر روشی ڈالیے۔
- 4۔ علمتوں کی زبان کی وضاحت کیجیے۔
- 5۔ زبان کے کل کتنے افعال ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ زبان کی تعریف بیان کیجیے اور اس کے دائرہ کو قلم بند کیجیے۔
- 2۔ زبان کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- 3۔ زبان کے اقسام پر روشی ڈالیے۔
- 4۔ زبان مانی اضمیر کے اظہار اور تمدن کی ترسیل کا وسیلہ ہے۔ واضح کیجیے۔
- 5۔ زبان رابطہ کا ذریعہ ہے۔ مدل کیجیے۔

معروضی سوالوں کے جوابات

(i) ج	(ii) ب	(iii) الف	(iv) الف	(v) الف
، (vi)	، (vii)	ب (viii)	ب (ix)	، (x)

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

ایں ایں ایں، ڈی ڈی ای، مانو	تدریسیات اردو
ریاض احمد	اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، ڈاکٹر
سید اصغر حسین، سید جلیل الدین	طریقہ تدریس اردو
ڈاکٹر شیعو ترپاٹھی	زبان اور بولی (ترجمات، اپریل، 2022)
نو الحسن نقوی	تاریخ ادب اردو
ڈاکٹر نجم الحسن، ڈاکٹر صابرہ سعید	تدریس اردو
نظامت فاصلاتی تعلیم	اردو زبان و ادب کی تاریخ۔ ایم اے اردو

اکائی 2۔ بولی، زبان اور مادری زبان*

اکائی کے اجزاء

2.0	تمہید
2.1	مقاصد
2.2	بولی، زبان اور مادری زبان
2.3	بولی اور زبان کے درمیان فرق
2.4	انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت
2.5	خلاصہ
2.6	التسابی نتائج
2.7	فرہنگ
2.8	نمونہ امتحانی سوالات
2.9	تجویز کردہ التسابی مواد

2.0 تمہید

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ بولی کسی خاص مقام کسی خاص خط کے مخصوص افراد و اشخاص بولتے ہیں۔ زبان کی طرح بولی میں بھی مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ نیز اس کے بھی اپنے کچھ الفاظ، بلکہ الفاظ کا ذخیرہ اور کچھ طور طریقے ہوتے ہیں جس میں الفاظ کی ادائیگی وغیرہ شامل ہیں۔ بولیوں کے وجود میں آنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں جغرافیائی حدود، تاریخی اثرات اور سماجی عوامل شامل ہیں۔ جغرافیائی حدود اس طرح سے وجہ بنتی ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی خطہ بالکل الگ تھلگ ہو، وہ دوسرے علاقوں سے ملا ہوانہ ہو تو وہاں پر لوگوں کو رابطے، معاملات، لین دین، مانی اغصیر کے اظہار کا وسیلہ بولیاں ہی بنتی ہیں اور پھر دیہرے دیہرے یہی بولیاں ترقی کر کے زبان کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

انسان سماج میں ایک دوسرے سے بات چیت کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں کی بولی یا زبان ہمیں نہیں آتی ہے تو ایسی صورت میں ہم اپنے آپ کو بے بس اور لاچار محسوس کرتے ہیں۔ عزیز طلبہ آپ تصور کریں کہ اگر آپ کے پاس بولی یا زبان

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

نہیں ہوتی تو کیا ہوتا؟ انسانی سماج کا تانہ بانہ اور شیر ازہ بالکل بکھرا ہوا ہوتا۔ نہ تو آج ہم کسی کی باتوں سے لطف اندوں ہو رہے ہوئے اور نہ ہی ادب سے حظ حاصل کر پاتے۔ اس طرح سے جب ہم غور کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت مسلم ہے اور اس کے بغیر ہم زندگی اور انسانیت کا تصور نہیں کر سکتے۔ بچے جب اپنی تعلیم کا آغاز کرتا ہے اور اسکوں میں جس زبان میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہی اس کی مادری زبان ہوتی ہے۔ چوں کہ مادری زبان سے ہی ہم اپنی زندگی کی شروعات کرتے ہیں تو اس زبان میں کوئی چیز سمجھنا یا سمجھانا آسان ہوتا ہے اسی بات کے پیش نظر بہت سے ماہرین تعلیم، کمیشن کی رپورٹس اور ہماری قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے اس بات پر توجہ مرکوز کی کہ بچے کو مادری زبان میں تعلیم دی جائے تاکہ وہ علوم و فنون کو کماحتہ پوری طرح سے سکھ سکیں۔ آج مادری زبان میں تعلیم کا چلن عام ہو رہا ہے۔ اس طرح سے بولی، زبان اور مادری زبان انسانی زندگی کا جزا یقین ہیں، بلکہ یوں کہیں کہ زبان کی حیثیت جسم میں روح کی مانند ہے اور روح کے بغیر جسم مردہ ہوتا ہے۔

2.1 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ

- بولی، اس کی خصوصیات اور اس کے وجود میں آنے کے عمل سے واقف ہو جائیں گے۔
- بولی، زبان اور مادری زبان کے بارے میں جان جائیں گے۔
- بولی اور زبان کے فرق کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر انہمار خیال کر سکیں گے۔

2.2 بولی، زبان اور مادری زبان

بولی

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے جس میں لوگوں کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے اپنی بات کو دوسروں تک پہنچادیں اور ان کا مطلب برآئے۔ عزیز طلبہ آپ اس بات سے بہ خوبی و اتفق ہیں کہ زبان یک بارگی وجود میں نہیں آئی بلکہ آج زبان جس مقام پر ہے اسے اس مقام کا سفر طے کرنے میں کئی دہائیاں لگ گئیں تب جا کر آج اس کا شمار دینا کی چند ترقی یافتہ اور کثرت سے بولی جانے والی زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس طرح سے آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ اردو کو بھی دوسری زبانوں کی طرح دیہرے دیہرے بذریعہ زبان کا درجہ ملا اور اسے موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گذرنا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی بولی بولنے والا چاہے بچہ ہو یا بڑا کبھی لفظوں کا محتاج نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ کسی نہ کسی طرح سے مشکل سے مشکل بات، خیالات اور تصورات کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کر ہی لیتا ہے۔

زمانہ کے ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ بولیاں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ گلوبالائزیشن کی وجہ سے اب ہر کوئی اہل زبان ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ گاؤں دیہات میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ بولی ہے۔ شہروں میں سوسائٹی، کالونیوں وغیرہ کا کلپر عالم

ہے اور ان جگہوں پر مختلف مقامات اور خطے سے لوگ آکر بنتے ہیں۔ کسی کا تعلق دیہی علاقے سے ہوتا ہے تو کسی کا شہری، کوئی ہندی زبان جانتا ہے تو کوئی انگریزی اور کوئی اردو۔ جب یہ لوگ آپس میں بات کرتے ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملی ہوئی زبان بولتے ہیں تو اسے بھی ہم بولی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے ایک زبان بہت سی بولیوں میں بٹ جاتی ہے۔ اسی طرح سے بہت سارے لوگوں کو ہم کہتے ہیں کہ ان کی زبان درست نہیں ہے یا شین قاف درست نہیں ہے یا وہ اہل زبان نہیں ہیں۔ تو اس بات سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ زبان نہیں بولی بول رہے ہیں۔ اس بات کا دوسرا نتیجہ یہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ زبان بھی ایک خاص قسم کی بولی ہی ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس کے اصول و ضوابط ہو چکے ہیں تو اب یہ زبان کھلاتی ہے۔ بولی اور زبان کے فرق کو واضح کرتے ہوئے پروفیسر گیان چند جن لکھتے ہیں کہ "بولی اور زبان کا رشتہ وہی ہوتا ہے جو ایک وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کا ہوتا ہے، یعنی بولی کا تصور زبان کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ایک زبان بہت سی بولیوں میں بٹ جاتی ہے"

"زبان کی ابتدائی سطح بولی کھلاتی ہے، جو روزمرہ کے معاملات، کار و باری لین دین، اور سماجی روابط کو بحال اور متحرک رکھنے میں مدد و معاون ہوتی ہے۔ عوام کی اکثریت زبان کی اسی صورت پرست یا سطح سے کام چلا لیتی ہے۔"

(lafzuna.com)

کے مطابق: Encyclopedia britannica

"کسی ملک، ضلع، بارداری، سماجی گروہ، پیشہ ور لوگوں یا شخص کے زبان بولنے کا ایک مخصوص طریقہ بولی کھلاتا ہے۔" (ص ۱۶، اردو کی بولیاں اور کرخنداری از نصیر احمد خان)

بقول پروفیسر نصیر احمد خان:

"بولی زبان کی ایک ایسی فطری شکل ہے جو علاقائی، لسانی، سماجی، شخصی اور پیشہ ور اور اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو تبدیلیاں اس میں پائی جاتی ہیں، ان کے سلسلوں کو ساخت کی مختلف سطحیوں پر نہ صرف محسوس کیا جا سکتا ہے بلکہ ان کا تجزیہ بھی ممکن ہوتا ہے۔" (ص ۱۸، اردو کی بولیاں اور کرخنداری)

زبان کی طرح بولی کے کوئی اصول و ضوابط نہیں ہوتے، بلکہ لوگ اپنی ضرورت اور سہولت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے اپنے پیغام کی ترسیل کرتے اور سمجھتے ہیں۔ اس کے قاعدے میں چک ہوتی ہے۔ عزیز طلبہ آپ نے اندازہ لگالیا ہو گا کی زبان کی نو عمری، یا کچھ پن کو بولی کہتے ہیں، جو ضابطوں اور اصولوں سے آزاد ہوتی ہے اور انکی اظہار کی غماز ہوتی ہے۔

دکنی اردو، پنجابی اردو، گلکتیا اردو، کشمیری اردو، کرخنداری اردو، یہ سب اردو کی بولیوں کی مثالیں ہیں۔ بعد میں یہ اردو زبان میں ضم ہوئیں اور انھیں زبان کا درجہ ملا، مگر ہر جگہ کے بولنے والوں کا لہجہ الگ ہے۔ ہر کیف بولیاں انفرادی اور گروہی شناختوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، بولنے والوں کے درمیان تعلق اور ثقافتی فخر کے احساس کو فروغ دیتی ہیں۔ تاہم، وہ مختلف بولیوں کے بولنے والوں کے درمیان خاص طور پر کثیر لسانی یا کثیر الثقافتی سیاق و سباق میں غلط فہمیوں یا مواصلاتی رکاوٹوں کا باعث بھی ہن سکتی ہیں۔

زبان

زبان کی تعریف اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا بے حد ضروری ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا تارچ چڑھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشانات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔ زبان سے مراد وہ زبان ہوتی ہے جو انسان بولتا ہے، جس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے، پیغامات کی ترسیل کرتا ہے، معلومات کا تبادلہ کرتا ہے یہ سب براہ راست کلام سے ہوتے ہیں اور یہی راست کلام ترسیلی نظام کہلاتے ہیں۔ یہ انسان ہی ہے جس کے پاس ترسیل کا ایک پورا نظام ہے۔

بقول ڈاکٹر مجی الدین قادری زور:

”زبان خیالات کا ذریعہ اظہار ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے توسط سے انسانوں کے ذہنی مفہوم و دلائل اور ان کے عام خیالات کی ترجمانی کرے۔“ (ص ۲۵، ہندوستانی لسانیات)

اس سلسلے میں محمد حسین آزاد کاماننا ہے کہ

”زبان اظہار کا وسیلہ ہے جو متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جنہیں تقریر یا الفاظ یا بیان یا عبارت کہتے ہیں۔“

اس بات کو انہوں نے ایک شاعرانہ لیٹینے میں بیان کیا ہے کہ زبان اور بیان یعنی تحریری اور غیر تحریری عبارت ہوائی سواریوں کی طرح ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے راستے سامعین یا مخاطبین کے دماغوں میں پہنچتے ہیں۔ اس سے رنگیں تر مضمون یہ ہے کہ جس طرح تصویر اور تحریر قلم کی دست کاری ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے اسی طرح سے تقریر ہمارے خیالات کی زبانی تصویر ہے جو آواز کے قلم نے ہوا پر کھینچی ہوتی ہے۔ وہ صورت، ماجرا، کام، مقام اور ساری حالت کانوں سے دکھاتی ہے۔ دتاریہ کیفی بھی ابتدائی ماہرین لسانیات کی مانند زبان کو تخيیل اور خیال کے ادا کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

بقول پروفیسر احتشام حسین

”زبان آوازوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے جسے انسان اپنا خیال دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیے ارادتاً نکالتا ہے اور ان آوازوں کے معنی میں کر لیے گئے ہیں تاکہ کہنے اور سننے والے کے یہاں ایک لفظ سے تقریباً ایک ہی جذبہ پیدا ہو۔ الفاظ ان ذہنی تصویروں کی ملفوظی علامتیں ہیں جنہیں ہم دوسروں کے ذہن تک پہنچانا چاہتے ہیں۔“ (ص 2، ہندوستانی لسانیات کا خاکہ

زبان کے لیے لازمی ہے کہ اس کے واضح اصول و ضوابط ہوں اور یہ اصول پورے لسانی سماج کے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔ یعنی اس زبان کو لکھنے پڑھنے اور بولنے والے تمام لوگ ان سے متفق ہوں۔ فصاحت، وبلغت، درستگی یا صحت، زبان کا لازمی حصہ ہیں۔ اسی کے ذریعہ انسان اپنے انکار و خیالات، تصورات، کا اظہار و ترسیل کرتا ہے۔ زبان ایک دوسرے کو سمجھنے اور معاشرے کی تشكیل میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ انسان اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ ترجمانی کبھی تقریر، کبھی تحریر، تو کبھی اشاروں اور کتابیوں کی شکل میں ہوتی

ہے۔ زبان انسان کے لیے ایک آہ ہے جس کے ذریعہ وہ تعامل کرتا ہے، علم حاصل کرتا ہے اور پھر اسے بروئے کارلا کر زندگی کو آسان بناتا ہے نیز اسی زبان میں ادبا، شعر اور دانشور حضرات اپنے خیالات کا اظہار اپنی تحقیقات، تصنیفات وغیرہ میں کرتے ہیں۔ عزیز طلبہ امید ہے آپ نے زبان کو اچھے طریقے سے سمجھ لیا ہو گا۔

زبان اپنی خصوصیات کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ ذیل میں زبان کی چند خصوصیات درج ہیں:

- 1۔ زبان کے ذریعے ہم اپنے تجربات، مشاہدات اور فکر و احساسات کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔
- 2۔ زبان کے ذریعے سماجی رشتہ استوار کیسے جاتے ہیں۔
- 3۔ تہذیب و تمدن کا ارتقازبان سے ہی ہوتا ہے۔
- 4۔ زبان کی کوئی آخری صورت نہیں ہوتی بلکہ یہ لگاتار ارتقا کے مختلف مراحل سے گزرتی رہتی ہے۔
- 5۔ زبان علوم و فنون کی حصوں لیاں کا ذریعہ ہے۔

مادری زبان

مادری زبان یعنی پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ اس سے مراد ایسی زبان ہے جو بچہ پیدا ہونے کے ساتھ سیکھتا ہے اور اسی میں اپنے پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔ یہی زبان مادری زبان کہلاتی ہے۔ عام طور پر یہ خاندانی ماحول یا کمیونٹی میں بولی جانے والی زبان ہوتی ہے۔ مادری زبان وہ زبان ہوتی ہے جس میں بچہ / کوئی شخص سوچتا ہے، جذبات کا اظہار کرتا ہے اور بات چیت کرنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتا ہے۔ ڈیوڈ کر سٹل ابتدائی زبان (مادری زبان) کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

“The Language first acquired by the child (also called the mother tongue native language) or preferred in a multilingual situation” (an encyclopedic dictionary of language, David Crystal, 1992 P.138)

کر سٹل کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جو

”زبان بچہ سب سے پہلے سیکھتا ہے (جسے مادری یا دیسی زبان بھی کہا جاتا ہے) یا جسے کثیر اللسانی صورت حال میں ترجیح دی جائے۔

پروفیسر خواجہ غلام السیدین کے مطابق

”مادری زبان وہ ہوتی ہے جو بچہ اپنی ماں کے دودھ کے ساتھ پیتا ہے“

انسانی زندگی کے وقوعی فروع، ثقافتی شناخت اور ایک دوسرے سے تعلق قائم کرنے میں مادری زبان کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ بچے کا مادری زبان میں مہارت اور روانی خاندان میں مؤثر مواصلات، لرنگ اور سماجی تعامل میں سہولت فراہم کرتی ہے۔ جو بچہ مادری زبان کو جتنے اچھے سے اور تیزی کے ساتھ سیکھے گا وہ اتنا ہی ذہین ہو گا اور ذہین ہونے کے ساتھ اپنے امور کی تفہیم بھی اچھے سے کر سکے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مادری زبان ہی دوسری زبانوں اور علوم کو سیکھنے کا ذریعہ اور بنیاد فتنی ہے۔ نیز بچہ مادری زبان کو آسانی سے

بول سکتا ہے، سن سکتا ہے، سمجھ سکتا ہے۔ اسی کے پیش نظر ان شور، پالیسی بنانے والے، ماہرین اور حکومتیں مادری زبان میں تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دے رہی ہیں تاکہ بچہ آسانی کے ساتھ سیکھ، سمجھ اور پڑھ سکے۔ بچے کے مکمل نشوونما کے لیے اور کسی تصور کی کماحتہ تفہیم کے لیے مادری زبان میں تعلیم دینا بے حد ضروری ہے۔ نیز اس طرح کے اقدام سے نہ صرف مادری زبان کا تحفظ ہو گا بلکہ مختلف ثقافتی تکنیشیت کا بھی فروغ ہو گا۔ ماہرین نفیسیات کا بھی بھی خیال ہے کہ بچہ مادری زبان پر قدرت رکھتا ہے اس لیے اسے مادری زبان میں تعلیم دینا آسان ہے۔ اس سے نہ صرف بچے کی شخصیت سنورے گی بلکہ اس کے اندر خود اظہار کی صلاحیت بھی پیدا ہو اگی، اس طرح سے بچہ مشکل سے مشکل تصورات کو مادری زبان کے ذریعہ بے آسانی سمجھ لے گا۔

اکثر جب ہم غصہ میں یا خوشی میں ہوتے ہیں تو بے ساختہ ہماری زبان سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ مادری زبان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے جب ہم کسی چیز کو گنتے ہیں تو اکثر یہ عمل بھی مادری زبان کی نظر ہو جاتا ہے۔ ہم جب کچھ سوچتے ہیں یا کسی معاملے پر غور و فکر کرتے ہیں تو وہ عمل بھی مادری زبان میں ہی ہوتا ہے۔ اختراقی اور تخلیقی صلاحیت کے بہتر فروغ کے لیے مادری زبان ایک مؤثر آلہ ہو سکتی ہے۔ مادری زبان صرف ایک مضمون نہیں بلکہ تمام مضامین سے اس کا تعلق ہے۔ کرہ جماعت ہو یا پھر کلاس کے باہر ہر جگہ مادری زبان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس لیے معلم کو چاہیے کہ وہ مادری زبان کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر کر کر تعلیم و تدریس کے عمل کو انجام دے۔ مادری زبان کی اہمیت کے پیش نظر ہر سال 21 فروری کو دنیا بھر میں مادری زبانوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ یونیکو کے مطابق دنیا بھر میں بولی جانے والی تقریباً سات ہزار زبانوں میں کم از کم چالیس فیصد زبانوں کے معدوم ہونے کا خطرہ ہے۔ عزیز طلبہ! آپ سب جانتے ہیں کہ زبانیں لسانی تنوع کی علمبردار ہوتی ہیں اور جب یہی معدوم ہوتی چلی جائیں گی تو یہ تنوع بھی باقی نہیں رہ پائے گا۔ زبان جب معدوم ہو گی تو اس کے ساتھ پورا ثقافتی اور فکری ورثہ بھی معدوم ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عالمی سطح پر بھی مادری زبان میں تعلیم کے فروغ پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف سماجی، علمی مہارتوں کے سکھنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ اقدار باہمی اور احترام آدمیت کو فروغ بھی ملتا ہے۔

مادری زبان کی مختلف خصوصیات ہیں جن میں سے چند میں پیش کی جا رہی ہیں:

- 1۔ مادری زبان ایک فطری زبان ہوتی ہے
- 2۔ بچے اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو مادری زبان میں بہتر طریقے سے ادا کرتے ہیں۔
- 3۔ مادری زبان ترسیل کا بہترین ذریعہ ہے۔
- 4۔ بچے تصورات کو مادری زبان میں بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں۔
- 5۔ مادری زبان کے ذریعہ ہم دوسری زبان کی تعلیم بھی بہتر طریقے سے سکھتے ہیں۔
- 6۔ بچے پڑھنا، لکھنا، بولنا مادری زبان کے ذریعے آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔
- 7۔ بچے حقیقی زندگی کی ضروریات کو مادری زبان کے ذریعے اچھے سے پورا کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1- بولی اور زبان کی اہمیت واضح کیجیے۔
- 2- مادری زبان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تعلیم میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

2.3 بولی اور زبان کے درمیان فرق

مظہر اقبال مظہر اپنے مضمون 'مادری زبان' میں تعلیم کی اہمیت و افادیت ایں لکھتے ہیں کہ "زبان اور بولی دو ایسی اصطلاحیں ہیں جن کا آپس میں رشتہ گہرہ ہے۔ پوں کہہ لیں کہ دو سگی بہنیں ہیں، جن میں سے ایک پڑھی لکھی اور شائستہ جب کہ دوسری پڑھنے لکھنے سے دور بھاگنے والی مگر انہٹائی جہاں دیدہ، عقل مند، ہوشیار اور زیر کنگاہ ہے۔"

بولی کو ہم ابلاغی زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں، جو کہ تکلم کے زمرے میں آتی ہے اس سے مراد بولی جانے والی زبان، بات چیت، بول چال، روزمرہ کی زبان وغیرہ۔ یہ بولی توجاتی ہے پر لکھی نہیں جاتی یعنی یہ ادبی نہیں ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا ادب تخلیق نہیں ہوتا ہے۔ بولی سے خوب صورت روایات، شناخت اور سماجی ارتقا و تہذیب جڑی ہوئی ہوتی ہے۔

زبان سے مراد اظہار کا وہ ذریعہ ہے جو بولنے، پڑھنے اور لکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پر یہم چند کہتے ہیں کہ: "ہم بول چال سے اپنے قریب کے لوگوں سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہیں، اپنی خوشی یاریخ کے جذبات کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ ادیب وہی کام تحریر سے کرتا ہے۔ ہاں اس کے سننے والوں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے بیان میں حقیقت اور سچائی ہے تو صدیوں اور قرنوں تک اس کی تحریریں دلوں پر اثر کرتی رہتی ہیں۔"

زبان کے اپنے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں اور وہ اس کی پابند ہوتی ہے، جب کہ بولیاں ان سب سے آزاد ہوتی ہیں۔ عام زندگی اور روزمرہ میں بولیوں کا ہی استعمال ہوتا ہے۔ کسی خاص موقع یا معیاری گفتگو کے لیے ہی، ہم زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کو اس طرح سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم گھر میں جو بات چیت کرتے ہیں اسے بولی اور باہر جو بات چیت کرتے ہیں اسے زبان کہہ سکتے ہیں۔ بولی کا دائرة محدود ہوتا ہے جو جگہ جگہ، علاقہ در علاقہ بدلتی رہتی ہے جب کہ زبان نہیں بدلتی ہے اور اس کا دائرة بھی وسیع ہوتا ہے۔ بولنے والوں کے خاص جغرافیائی عدوں اور علاقوں ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک زبان کے علاقے میں کئی بولیاں بولی جاتی ہیں۔ زبان سے ادبی، تخلیقی کام لیا جاتا ہے، اس کے اپنے رسم الخط، حروف، اصول و ضابطے ہوتے ہیں، مختلف مقالات جیسے تعلیمی ادارے، ملٹی نیشنل کمپنیاں، سیاسی اور تہذیبی شعبوں ادبی حلقوں میں زبان کا ہی استعمال ہوتا ہے کیوں کہ بولی کی اپنی حدود ہوتی ہیں اور اس میں الفاظ کی کمی بھی رہتی ہے جب کہ زبان میں الفاظ کی کمی نہیں رہتی ہے، نیز اس کا اپنارسم الخط ہوتا ہے جس میں لکھی اور پڑھی جاتی ہے جب کہ بولنے لکھی جاتی ہے اور نہ ہی پڑھی جاتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1- بولی اور زبان کے درمیان فرق کو واضح کریں۔

2.4 انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت

زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جہاں زبان کے بغیر کام مکمل ہو سکے۔ ہمیں اپنی بات کسی سے کہنی ہو، کسی سے کچھ استفسار کرنا ہو، راستہ معلوم کرنا ہو، کسی سے تعامل کرنا ہو، کسی بینک یا سو شل میڈیا پر اکاؤنٹ بنانا ہو، ایک منزل سے دوسری منزل تک جانا ہو، تعلیم، مذہب، سماج غرض کہ ہر جگہ ہمیں زبان کی ضرورت پڑتی ہے۔ عزیز طلبہ آپ تصور کیجیے اگر زبان نہ ہو تو ہماری اور آپ کی زندگی کیسی ہو گی؟ انسانی زندگی میں زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر ہماری دنیا بے معنی ہے۔ زبان ہماری دنیا اور ہماری زندگی کو معنی خیز بناتی ہے۔ زبان شعور کا ایک لازمی اور ناگزیر حصہ ہے، جو شعور کی ترقی کے ساتھ ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ ہم زبان کو زندگی اور زندگی کو زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ زبان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق کے لیے خالق کائنات نے لفظ "کن" اکھا۔ عبات، دعا، گفتگو، غور و فکر، جذبات کا احساس، تحصیل علم، تخلیق علم، تحقیق، تقدیم غرض کہ ہر جگہ انسان زبان کا ہی سہارا لیتا ہے۔ اگر زبان نہیں ہوتی تو انسان رشتہ استوار نہیں کر پاتا، دوستی، اخوت و محبت کا اظہار نہیں کر پاتا، اپنے فانی الصمیر کا اظہار اور کسی شخص سے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر پاتا۔ یہ زبان ہی ہے جو ہر مقام اور ہر جگہ پر انسان کا سہارا بی ہوئی ہے بلکہ انسانی زندگی کا سارا دم خم اور دار و مدار زبان پر ہی ہے۔ یہ زبان کی اہمیت ہی ہے کہ اہل علم و اہل سب کو اپنے اہل زبان ہونے پر فخر اور ناز ہوتا ہے۔

شاہنواز فاروقی صاحب اپنے مضمون انسان اور زبان میں لکھتے ہیں کہ

"زبان کی اہمیت صرف یہ نہیں ہے کہ زبان ہمارا خیال ہے۔ ہمارا جذبہ ہے۔ ہمارا احساس ہے۔ ہمارا بلالغ ہے۔ زبان کی اہمیت یہ بھی ہے کہ الفاظ سے "خیال" پیدا ہوتا ہے۔ خیال سے "عمل" جنم لیتا ہے۔ عمل سے "عادت" وجود میں آتی ہے۔ عادت سے "کردار" تشكیل پاتا ہے اور یہی کردار بالآخر انسان کی "تقدیر" بن جاتا ہے۔ وہ تقدیر جو انسان اپنے فکر و عمل اور عادات و کردار سے خود خلق کرتا ہے۔"

زبان ماں کے پیٹ سے لیکر لحد تک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ انسان کی شخصی، ذاتی اور اجتماعی عروج و زوال میں بھی زبان کا اہم رول ہوتا ہے۔ انسان کا عروج و زوال، تعلیم و تربیت، اخلاق و ادب، تہذیب و ثقافت ہر جگہ زبان کی مرکزیت مسلم ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جہاں زبان کی ضرورت نہ ہو۔ سماجی، معاشری، سیاسی، مذہبی، علمی ادبی ہر جگہ زبان کی ضرورت پڑتی ہے اور ان تمام پر زبان بہت ہی گہرے طریقے سے دنیل ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی شاعر شاعری، افسانہ نگار افسانہ، ناول نگار ناول لکھتا ہے،

داستان گوداستان سناتا ہے، خطیب خطاب کرتا ہے استاد درس دیتا ہے، اسی کے ذریعہ ہم مختلف طرح کے جذبے جیسے محبت، عداوت، دوستی، دشمنی، شفقت، مشاہدات و تجربات اور مناظر فطرت وغیرہ کا اعتراف و اظہار کرتے ہیں۔

زبان کے ذریعہ ہی ہم ایک بہتر معاشرہ کی تشكیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے بچوں کی تربیت، مختلف شعبوں میں انسانوں کو مانند بنانے کی تربیت، کاروبار میں کامیابی، تجارت میں منافع، عدالت میں انصاف، امور انتظامیہ میں مہارت، سو شل میڈیا پر شہرت، ذاتی و سماجی زندگی میں لوگوں سے تعامل، کرہ جماعت میں درس و تدریس کا عمل، ملکی و بین الاقوامی تعلقات، ہر جگہ زبان کی ہی جادو گری نظر آتی ہے۔ آج اس ترقی یافہ زمانے میں بہت سی نئی چیزیں وجود میں آچکی ہیں عزیز طلبہ آپ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سو شل میڈیا اور آرٹیفیشیل انٹلیجنس کی اہمیت سے خوب اچھی طرح سے واقف ہیں، غور کریں اور سوچیں کہ اگر آپ کے پاس زبان نہ ہو تو کیا ان کو سیکھ سکیں گے؟ ان کا استعمال کر سکیں گے؟ ہر گز نہیں توجہ ہم ان چیزوں کا استعمال نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کے پاس زبان ہے ہم ان لوگوں سے پیچھے ہو جائیں گیں۔ تو اسی بات سے یہ اندازہ بھی لگایں کہ اگر زبان نہیں ہوتی یا پھر آپ زبان سے عاری ہوتے تو کیا یہ معاشرہ یا آپ خود اتنی ترقی کر سکتے تھے؟ اس طرح سے ان تمام باتوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت جسم میں روح کی مانند ہے، بغیر زبان کے انسانی زندگی مردہ ہے زبان اور زندگی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزم ہیں اس لیے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ زبان زندگی ہے اور زندگی زبان ہے۔

زبان قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ انسانی زندگی میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ بچہ روزمرہ کی زندگی میں اپنے گھر یا ماحول میں بہت سی باتیں اپنے تجربات سے سیکھ کر زبان سے ظاہر کرتا ہے اس شروعاتی دور میں زبان میں قواعد کی کوئی پابندگی نہیں ہوتی ہے یہ خیالات و جذبات کے اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اس کی مدد سے علوم و فنون کو حاصل کیا جاتا ہے، اور نئی نسلوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی شاعری اور ادب کا رتبہ و مقام ہے۔ سماجی، قومی، ملکی اتحاد کا ہم ذریعہ زبان ہے۔ انسان کے دل میں بے شمار جذبات ہوتے ہیں جیسے نفرت، محبت، سکھ دکھ، خوشی غم، ڈر جھجک خوف وغیرہ ان کے اظہار کے لیے وہ بے چین رہتا ہے اس کے علاوہ وہ اپنے تجربات و مشاہدات سے دوسروں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے، ایسے میں صرف زبان کے ذریعہ ہی اپنے خواہشات کی تکمیل کر سکتا ہے۔

زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ سماجی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی یا علمی و ادبی ہو، اس میں زبان کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ ساری دنیا کے خبریں، نئی معلومات، مختلف ملکوں اور علاقوں کی تہذیب و ثقافت سے واقفیت زندگی کے اچھے برے تجربات، مختلف مذاہب کے لوگوں کے بارے میں جانتا، ان کے عقیدوں اور مذہبی رسمات وغیرہ کو جانتا یہ سب زبان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان انسانی زندگی کا سب سے قیمتی انشا ہے۔ انسانی زندگی کی ارتقا اور بقا میں زبان کا کردار بہت اہم ہے۔

زبان کے ذریعہ ہی بچوں کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔ انہیں علوم و فنون سے آرستہ کرنے میں سب سے زیادہ زبان ہی مددگار ہوتی ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی انسان کے عقل اور وجہ ان فروع پاتے ہیں۔ سماج کی تشكیل اور انسانیت کی تعمیر بھی زبان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ کاروبار، تجارت، عدالتی، انتظامیہ ہر جگہ زبان کے ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

مادری زبان بچوں میں توجہ کے ساتھ سنتے سمجھنے کی اہمیت پیدا کرتی ہے۔ بچہ جو کچھ بھی سمجھتا ہے اسکا اظہار وہ اپنی مادری زبان میں کرتا ہے۔ مادری زبان سیکھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ جو کچھ بھی دیکھ کر، سن کر یا تجربے سے سیکھے اسے اپنے بیان میں یا تحریر میں لاسکے۔ بیان کرتے وقت وہ تلفظ کا صحیح استعمال کر سکیں۔ لب و لہجہ نفس ہو اور طرز بیان سادہ ہو۔ آواز میں اتار چڑھاؤ مناسب انداز میں ہو موقع اور وقت کے حساب سے لہجہ کو بنائے رکھیں۔ بات چیت کے درمیان بھی وہ اپنے لب و لہجہ کو مناسب طریقے سے استعمال کرے۔ تحریری شکل میں بھی قوائد کی پابندگی، املہ کی درستگی صحیح کرنے میں مادری زبان مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مادری زبان نہ صرف ہمیں لکھنے پڑنے میں مدد کرتی ہے بلکہ بچوں میں سماجی شعور پیدا کرنے میں بھی کافی اہم رول ادا کرتی ہے۔ مادری زبان کے ذریعہ بچہ بہت ہی آسانی سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے اور کوئی دوسری زبان بھی سیکھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ مادری زبان چونکہ پیدائشی زبان ہوتی ہے اس لیے بچوں کو ذہن نشی کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مادری زبان کے ذریعہ تعلیم دینے سے بچوں میں تعلیم کے لئے ذوق و شوق بھی پیدا ہوتا ہے اسلئے مادری زبان بچوں کی تعلیم میں بہت ہی کارآمد ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں سیکھنے کے لیے بہت سے وسائل دستیاب ہے جس میں کمپیوٹر، ریڈیو، ٹیلی ویز وغیرہ، خاص کر کمپیوٹر کارول کافی اہم ہو گیا ہے۔ پھر بھی مادری زبان کی اہمیت کم نہیں ہوئی، کیونکہ ان سبھی چیزوں کو بہتر طریقے سے سیکھنے میں بھی مادری زبان کا بہت اہم رول رہتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت کو بتائے۔

2.5 خلاصہ کلام

بولی زبان کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ بولی کسی خاص مقام کسی خاص خطے کے مخصوص افراد و اشخاص بولتے ہیں۔ زبان کی طرح بولی میں بھی مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ بولی عام طور سے ایک بے ڈھب سی زبان ہوتی ہے جس میں لوگوں کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے اپنی بات کو دوسروں تک پہنچادیں اور ان کا مطلب برآئے۔ زبان خیالات کے اظہار کا ایک اہم وسیلہ ہے جو کوئی طرح کی آوازوں پر مشتمل ہے، یہاں یہ بات بھی جان لینا بے حد ضروری ہے کہ صرف زبان ہی اظہار کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ جسمانی حرکات و سکنات، آواز کا اتار چڑھاؤ، سنگ میل، راستوں کے نشاتات، مختلف زاویے، پینٹنگ وغیرہ سب اظہار کے ذرائع میں شامل ہیں۔ زبان کے لیے لازمی ہے کہ اس کے واضح اصول و ضوابط ہوں اور یہ اصول پورے انسانی سماج کے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔ مادری زبان یعنی پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ اس سے مراد ایسی زبان ہے جو بچہ پیدا ہونے کے ساتھ سیکھتا ہے اور اس میں اپنے پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔ یہی زبان مادری زبان کہلاتی ہے۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ ہم زبان کو زندگی اور زندگی کو زبان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

2.6 اکتسابی متنج

- اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ کو
- بولی، اس کی خصوصیات اور اس کے وجود میں آنے کے عمل سے واقفیت ہو گئی ہو گی۔
 - بولی، زبان اور مادری زبان کے تصور و تعارف کو سمجھ لئے ہوں گے۔
 - بولی اور زبان کے فرق کو اپنے الفاظ میں بیان کر لیں گے۔
 - انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر انہمار خیال اپنی زبان میں کر پائیں گے۔

2.7 فرہنگ

شیر ازہ بکھرنا	اجزا کا منتشر ہونا، ابتر ہونا، اجزا کا یک جایا متحدرہ رہنا، سلسلہ منقطع ہو جانا، سلسلہ ٹوٹ جانا، نظم و ضبط کا خراب ہو جانا، بد نظمی اور انتشار پیدا ہو جانا
جزولا بینک	نہ جد انہ ہونے والا جزیا حصہ، ٹوٹ، جو الگ نہ ہو سکے
کشیر الشفافی	مختلف ثقافتیں، ایک سے زیادہ ثقافتیں
تنوع	قسم قسم کا ہونا، رنگ برنگ کا ہونا، نیا پن، جدت
علمبردار	کسی تحریک یا مقصد یا منصوبے کو آگے بڑھانے والا، کسی تحریک یا نظریے کا زبردست حامی، پرچارک، جھنڈا اٹھا کر چلنے والا، علم یعنی جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھانے والا
معدوم	مٹایا گیا، فنا کیا گیا، ناپید، عتفا، کا لعدم، غیر موجود، غائب، ندارد

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ بولی کے تعلق سے درج ذیل میں سے کون سا بیان درست ہے؟
- ا) بولی کا دائرہ محدود ہوتا ہے
ب) بولی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے
ج) بولی میں ادب تخلیق ہوتا ہے
- 2۔ زبان کے متعلق ذیل میں دیا گیا کون سا بیان درست نہیں ہے؟
- ا) زبان کا دائرہ وسیع ہوتا ہے
ب) زبان کے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں

- ج) زبان میں ادب تخلیق ہوتا ہے
3۔ بولی زبان کی
الف) آخری شکل ہوتی ہے
ج) بولی اور زبان دونوں ایک ہوتی ہیں
- ب) ابتدائی شکل ہوتی ہے
د) ان میں سے کوئی نہیں
- 4۔ مادری زبان کے تعلق سے کون سا بیان درست نہیں ہے؟
الف) مادری زبان میں تعلیم دینے سے بہتر تفہیم ہوتی ہے۔
ب) مادری زبان دوسری زبانوں کے سیکھنے کا ذریعہ نہیں ہے۔
ج) مشکل تصورات کی تفہیم مادری زبان میں نہیں ہو سکتی ہے۔
د) مکمل نشوونما کے لیے مادری زبان میں تعلیم دینا ضروری ہے۔
- 5۔ ہر سال کس تاریخ کو دنیا بھر میں عالمی یوم مادری زبان منایا جاتا ہے؟
الف) 21 نومبر
ب) 21 فروری
ج) 11 فروری
- 6۔ زبان ماں کے پیٹ سے لیکر لحد تک حیثیت رکھتی ہے۔
الف) دلی
ب) مقامی
ج) کلیدی
د) ذہنی
- 7۔ زبان قدرت کا تخلیق ہے۔
الف) دینی
ب) قدرتی
ج) فطری
د) انمول
- 8۔ بولیاں کس سے آزاد ہوتی ہیں؟
الف) قواعد
ب) زبان
ج) حرف
د) ادب
- 9۔ پہلی زبان جسے بچہ بولتا ہے۔ کہا جاتا ہے؟
الف) بولی
ب) زبان
ج) ادب
د) مادری زبان
- 10۔ عام زندگی اور روزمرہ میں ہم استعمال کرتے ہیں؟
الف) زبان
ب) بولی
ج) اشارہ
د) ادب

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ زبان کی تعریف بیان کیجیے۔
2۔ مادری زبان سے سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3۔ بولی کے وجود میں آنے کی وجہات تحریر کیجیے۔

- 4۔ زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔
 5۔ زبان ہی زندگی اور زندگی ہی زبان ہے۔ واضح کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ بولی کی خصوصیات لکھیے۔
 2۔ بولیوں کے وجود میں آنے کے اسباب قلم بند کیجیے۔
 3۔ مادری زبان میں تعلیم پر اظہار خیال کیجیے۔
 4۔ بولی اور زبان کے فرق کو تحریر کیجیے۔
 5۔ انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالیے۔

معروضی سوالوں کے جوابات:

- | | | | | | | | | | | |
|---|-----|---|------|---|--------|-----|-------|---|------|-----|
| ب | (v) | ب | (iv) | ج | (iii) | ب | (ii) | د | (i) | الف |
| ب | (x) | ب | (ix) | د | (viii) | الف | (vii) | د | (vi) | ج |

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

ڈاکٹر شیویہ ترپاٹھی	زبان اور بولی
مظہر اقبال مظہر	مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت و افادیت
شاہنواز فاروقی	انسان اور زبان
پریم چند	ادب کی غرض و غایت
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو	اردو کی تدریسیات
ڈاکٹر نصیر احمد	اردو کی بولیاں اور کرخنداری کا عمرانی لسانیاتی مطالعہ
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو	لسانیات۔ ایم اے

اکائی 3۔ اصنافِ ادب اردو*

اکائی کے اجزاء

3.0	تمہید
3.1	مقاصد
3.2	ادب: معنی و مفہوم، ادب اور زندگی کا رشتہ
3.3	اصنافِ ادب اردو: نثر و نظم، نثر و نظم کے درمیان فرق
3.4	اصنافِ نثر: داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ، سوانح نگاری و مکتوب نگاری وغیرہ
3.5	اصنافِ نظم: غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، آزاد نظم و معربی نظم، نظم اور غزل کے درمیان فرق
3.6	خلاصہ
3.7	اکتسابی متن
3.8	فرہنگ
3.9	نمونہ امتحانی سوالات
3.10	تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید

اردو زبان و ادب سے ہمارا گہر ارشتہ صرف اس لیے نہیں ہے۔ یہ ہماری مادری زبان ہے یا پھر ہم اس میں اپنے خیالات و افکار کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کی ایک وجہ ادب سے دلچسپی بھی ہے۔ ہم اسے پڑھتے ہیں اس سے حظ حاصل کرتے ہیں۔ ادب کے کہتے ہیں اس سوال کا جواب آسان نہیں اور نہ ہی اس کی تعریف ایک جملے میں کی جاسکتی ہے۔ ادب کو ہم اس طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان یعنی روزمرہ کی زبان کے الفاظ اور خیالات بہت اچھے انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے ہیں۔ ادب کے حوالے سے مختلف مفکرین و ماہرین نے مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ کسی نے ادب کو زندگی کا ترجمان کہا ہے تو کسی نے ادب کو زندگی کا آئینہ کہا ہے۔ ادب سماج کا عکاس ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی ہمارے معاشرے میں وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے ایک ادیب اسے نہایت ہی خوب صورت، شستہ اور آسان طریقہ سے صفحہ قرطاس پر درج کرتا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ادبی تخلیقات میں انفرادی اظہار خیال، انسانی زندگی سے دلچسپی، ملک، قوم،

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

یا طبع و دنیا سے محبت اور مخصوص صنف ادب سے دچپی، مصنف کا مطالعہ اور ذوق و شوق اثر انداز ہوتا ہے۔ خواہش تخلیق انسان کی فطرت ہے اور اس فطرت میں تسلیم و تشفی شامل ہے۔ یہی تسلیم و تسلی انسان کو پر فیکشن یعنی کاملیت کی طرف لے کر جاتی ہے اور کاملیت بغیر مشق، متعدد بار ایک ہی کام کو دھرائے، سنوارے، نکھارے بغیر نہیں آتی۔ یہ نکھار سنوار ہی ادب کہلاتا ہے اور اس طرح سے ادب میں جمالیات، شائستگی اور شستگی بھی شامل ہو جاتی ہے۔

عزیز طلبہ یہ تخلیقات یا تو نشری انداز میں ہوتی ہیں یا پھر شعری پیرائے میں ہوتی ہیں، اگر نشری انداز میں جیسے ناول، افسانہ سوانح، مکتوب، انشائیہ کی شکل میں ہوتی ہیں تو وہ سب نشری اصناف کہلاتی ہیں۔ اگر یہ تخلیقات منظوم پیرائے یعنی حمد، نعت، منقبت غزل، نظم، مشتوی، قصیدہ، مرثیہ رباعی کی شکل میں ہوتی ہیں تو ان کا شمار شعری اصناف سخن میں ہوتا ہے جسے اصناف نظم بھی کہتے ہیں۔

3.1 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ

- ادب اور اس کے معنی و مفہوم سے واقف ہو جائیں گے۔
- ادب اور زندگی کے رشتے کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- نثر و نظم کے درمیان فرق کو تحریر کر سکیں گے۔
- اردو ادب کی مختلف اصناف کو مثالوں کے ساتھ سمجھا سکیں گے۔

3.2 ادب: معنی و مفہوم، ادب اور زندگی کا رشتہ

معنی و مفہوم

ادب کو صرف ایک تعریف سے پوری طرح سے نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ اگر ہم جامع الفاظ میں اس تعریف کو سمجھنے کی کوشش میں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے ہیں۔ عزیز طلبہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب طلبہ سے پوچھا گیا ہے کہ ادب کے کیا معنی ہیں؟ یا ادب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ادب کا مطلب اپنے سے بڑوں کا احترام، کوئی یہ کہتا ہے کہ جب استاد کلاس میں آجائے تو کھڑے ہونا ادب کہلاتا ہے، اسی قسم کے اور بھی جوابات ملتے ہیں۔ یقیناً یہ سب ادب کے زمرے میں آتے ہیں مگر لٹریچر کے نہیں۔ ان کا تعلق آداب و اخلاق سے ہے جسے انگریزی میں Manners اور Etiquette سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے جب زبان و ادب کے حوالے سے ادب کا نام لیا جاتا ہے تو اس سے مراد قطعاً اخلاق و آداب نہیں بلکہ اس سے مراد وہ تحریر ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی زبان میں لکھے جاتے ہیں اور پیش کیے جاتے ہیں، اسے انگریزی میں لٹریچر اور ہندی میں ساہتیہ کہتے ہیں۔

"ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں حقیقت کا اظہار ہو جس کی زبان پختہ اور شستہ و لطیف ہو اور جس میں دل اور دماغ پر اثر ڈالنے کی صفت ہو۔" (پریم چند)

علاوہ ازیں پریم چند ادب کو تقدیم حیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ چاہے وہ مقالے کی شکل میں ہو یا افسانے کی یا شعر کی۔ اسے ہماری حیات کا تبصرہ کرنا چاہئے۔

عزیز طلبہ! ادب میں کیفیات اور جذبات کا جلوہ ہوتا ہے۔ ادب صرف حسن و عاشقی پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں منطق، فلسفہ، ریاضی، سیاست، معاشیات، فلکیات غرض کہ ہر موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔ انسانی زندگی کے جتنے گوشے ہیں ادب ان سب کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بنیادی طور پر فنون لطیفہ کی پانچ اہم قسمیں ہیں

1۔ فن تعمیر

2۔ سُنگ تراشی

3۔ مصوری

4۔ موسيقی

5۔ ادب

ان تمام اقسام سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسان کسی خیال، نکتے، مشاہدے، تجربے، احساس یا تاثر تک پہنچتا ہے تو ان کا اظہار اس کی ذاتی دلچسپی اور خیال کی مناسبت سے انہیں میں سے کسی قسم میں منصہ شہود پر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادب میں کبھی ہم اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں تو کبھی اپنے درد کا مدوا، کبھی لطف، کبھی آسودگی و طہانیت وغیرہ۔ عزیز طلبہ آپ خود غور کریں کہ پیدائش سے ہی آپ مختلف ماحول میں، مختلف چیزوں کا مشاہدہ کرتے اور انہیں برنتے ہیں۔ ایک عام شخص ان باتوں کو بہت ہی عام طریقے سے کہہ دیتا ہے لیکن جب ایک ادیب، تخلیق کار، مصنف جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے یا جو چیزیں اس کی زندگی پر اثر ڈالتی ہیں ان سب کو بہت ہی خوب صورت انداز میں الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر قاری کے سامنے پیش کر دیتا ہے، جس میں حقیقت کے اظہار کے ساتھ ساتھ زندگی پر تبصرہ و تقدیم ہوتی ہے یہی تحریر یہیں ادب کا حصہ ہوتی ہیں۔

خواہش تخلیق انسان کی فطرت ہے۔ اسی جبلی خواہش سے آرٹ پیدا ہوتا ہے۔ آرٹ اور دوسرے علوم میں یہی فرق ہے کہ اس میں کوئی مادی نفع مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں بے غرض مسرت ہے۔ ادب آرٹ کی ایک شاخ ہے جسے "فن لطیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔ میتوھو آرنلڈ کے نزدیک

"وہ تمام علم جو کتب کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، ادب کہلاتا ہے۔"

کارڈینل نیو مین کہتا ہے کہ

"انسانی افکار، خیالات اور احساسات کا اظہار زبان اور الفاظ کے ذریعے ادب کہلاتا ہے۔"

نار میں جو دک کہتا ہے کہ:

"ادب مراد ہے اس تمام سرمایہ خیالات و احاسات سے جو تحریر میں آچکا ہے اور جسے اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کو سرت حاصل ہوتی ہے۔"

واٹر پیٹر کا خیال ہے کہ :

"ادب، واقعات یا حقائق کو صرف پیش کر دینے کا نام نہیں بلکہ ادب کہلانے کے لیے اظہار بیان کا تنوع ضروری ہے۔"

شروع میں صرف عشق و عاشقی، شراب و شباب اور خیریات تک ہی ادب کا دائرة محدود تھا لیکن دھیرے اس میں وسعت آتی گئی، پھر حالی کی تنقید سے دوسروں کو تحریک ملی اور آج کوئی بھی ایسا موضوع نہیں ہے جو اردو ادب سے اچھوتا ہو۔ ہر موضوع، ہر میدان میں ادیبوں نے اپنے فکر کے گھوڑے دوڑائے اور اسے سیراب کیا۔ پر یہ چند لکھتے ہیں کہ

"ہم ادب کو محض تفریح اور تیش کی چیز نہیں سمجھتے۔ ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھڑا ترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، تعمیر کی روح ہو، زندگی کی حقیقوں کی روشنی ہو، جو ہم میں حرکت اور ہنگامہ اور بے چینی پیدا کرے، سلاۓ نہیں"

ادب اور زندگی کا رشتہ

عزیز! طلبہ ادب اور اس کے معنی، مفہوم و فطرت سے آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزم ہیں کیوں کہ ایک راستہ جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے وہ سب کچھ بڑے سلیقے سے قلم بند کر دیتا ہے اگر زندگی نہ ہو یاد نیا میں موجوداً تھی ساری چیزیں نہ ہوں تو پھر ادب کا تصور بھی ممکن نہیں۔ یہ مصائب یہ پریشانی، یہ غم، یہ خوشی، درخت، پیڑ پوڈے، چرند و پرند، جمادات و بنا دات سب ادب کے موضوعات میں شامل ہیں بلکہ انہیں سے ادب میں چار چاند لگتا ہے اور پھر جب ادب زندگی پر تبصرہ و تنقید کرتا ہے تو زندگی کنھرتی اور سورتی ہے جس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کبھی ادب زندگی پر اثر ڈالتا ہے تو کبھی زندگی ادب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ علامہ اقبال کی نظم "بچے کی دعا" اور ساحر لدھیانوی کی نظم "اے شریف انسانو" بالترتیب اس کی مثالیں ہیں۔ ایک نے زندگی پر اثر ڈالا اور زندگی سورنے کی دعا کی گئی دوسرے نے ادب کو متأثر کیا اور ایک نظم وجود میں آئی اور پھر وہ بھی زندگی کو متأثر کرنے لگی۔

شمس الرحمن فاروقی لکھتے ہیں کہ

"ادب زندگی کا اظہار کرتا ہے اور زندگی کا ایک عمل ہے۔ اس کے لیے یہ اعلان کرنا ضروری نہیں کہ ادب کا تعلق زندگی سے ہے۔"

باقر مہدی کہتے ہیں کہ

"ادب اور زندگی کے رشتے اتنے مستحکم ہو چکے ہیں کہ سیاسی تبدیلیوں کا ادب پر اثر ناگزیر ہے۔" عزیز طلبہ آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ ادب کے بغیر زندگی بے معنی ہے اور زندگی کے بغیر ادب کا وجود ممکن نہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1- ادب کے معنی و مفہوم کو لکھیں۔
- 2- ادب کا زندگی سے کیا رشتہ ہے؟ واضح کریں۔

3.3 اصناف ادب اردو: نثر و نظم، نثر و نظم کے درمیان فرق

اصناف ادب

عزیز طلبہ! اصناف کی اصل صنف ہے۔ اردو ادب کی دو (2) اصناف ہیں نثر اور نظم۔ کچھ لوگ اسے اقسام بھی بولتے ہیں۔ اصناف ادب سے مراد اردو ادب کے وہ خاص پیرائے ہیں جو ادبی اور غیر ادبی تحریر کو الگ کرتے ہیں۔ دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کی طرح اردو ادب بھی و سیع اصناف سخن پر مشتمل ہے۔ اردو اصناف ادب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- 1- نثری اصناف سخن اور
- 2- شعری اصناف سخن

اصناف نثر

نثر اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں وزن نہ ہو۔ نثر کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں کسی بھی بات کو صاف طور سے واضح انداز میں بیان کر دیا جاتا ہے۔ نثر کے لیے کسی بھر کی ضرورت ہے نہ قافیہ اور ردیف کی۔ لیکن قلم کی روانی، محاورات و استعارات کا چاہک دستی سے استعمال اور اعلیٰ تخلیل تحریر کا حسن دو بالا کرتے ہیں۔ تحریر میں جتنی روانی اور زبان پر جتنا عبور ہو گا اس کے مطابق اسی قدر اعلیٰ اور معیاری نثری تحریر سامنے آئے گی۔

بہترین الفاظ کو سادہ مگر عمدہ طریقے سے بیان کرنا اصناف نثر کہلاتا ہے۔ اس میں جملے کی ساخت پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ جملے کو معیاری انداز میں لکھا جاتا ہے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- 1- افسانوی ادب نثر، اور
- 2- غیر افسانوی ادب نثر

- 1- افسانوی ادب:۔ افسانوی نثر میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔
- 2- غیر افسانوی ادب:۔ غیر افسانوی نثر میں انسانیہ، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانح، رپورتاژ، تذکرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب / خط و غیرہ شامل ہیں۔

اصناف نظم/شعری اصناف

جب شاعر/ تخلیق کار اپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ شعری اصناف میں حمد، نعت، مناجات، سلام، منقبت، قصیدہ، غزل، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، شہر آشوب، واسوخت، پیرو ڈی، سہر اوغیرہ شامل ہیں۔

نشر و نظم کے درمیان فرق

نشر میں نثر نگار اپنے خیالات کو بہت ہی سادہ سلیمانی انداز میں واضح طریقے سے اس طرح سے پیش کرتا ہے کہ تمام باتیں قاری کو سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت یاد شواری نہیں ہوتی ہے۔ نثر میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہوتا۔ جب کہ شاعری میں تخلیق کار اپنے خیالات کو ترتیب وار پروتھا چلا جاتا ہے۔ اپنی بات کو ڈھکے چھپے انداز اشاروں کنایوں میں بیان کرتا ہے۔ ایک لفظ سے کئی معنی نکلتے ہیں جس کا سمجھنا قاری یا سامعین کے لیے آسان نہیں ہوتا۔

نشر اور نظم کا فرق

نظم	نشر
نظم میں ابہام ہوتا ہے	نشر میں وضاحت ہوتی ہے
موزوں کلام کو نظم کہتے ہیں	غیر موزوں کلام کو نشر کہتے ہیں
نظم الفاظ کو پرونسے کا نام ہے	نظم الفاظ کو بکھیرنے کا نام ہے
بھر اور وزن کی پابندی کی جاتی ہے	بھر اور وزن نہیں ہوتا ہے
شاعری میں اکائی لفظ ہے	نشر میں اکائی نقرہ یا جملہ ہے۔
نظم تخلیقی اظہار ہے	نشر تغیری اظہار ہے
نظم میں لفظ، استعاراتی یا تمثیلی یا عالمی پہلو لیے ہوتا ہے۔	نشر میں استعارے یا علامات استعمال ہوتے ہیں
نظم میں مصروع ہوتے ہیں	نشر میں جملے ہوتے ہیں
نظم عام طور سے مختصر ہوتی ہے	نشر طویل ہوتی ہے
نظم ہیئت سے مملو ہوتی ہے	نشر ہیئت سے عاری ہوتی ہے

3.4 اصناف نشر: داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ، سوانح نگاری و مکتوب نگاری وغیرہ

اصناف نشر

نشر لفظ تین حروف سے مل کر بنا ہے۔ جن میں ن، ث، ر شامل ہیں۔ جس کے معنی بکھیرنے کے ہوتے ہیں۔ نثر اردو ادب میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ نثر ایک ایسی اصطلاح ہے جس میں مصنف، ادیب، یا لکھاری بغیر کسی موزوں صنعت کے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اردو ادب کی بنیاد و اصناف پر پڑی ہے جن میں شاعری اور نثر شامل ہیں۔

اردو نثر کا باقاعدہ آغاز 1800 میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کے ساتھ ہوا۔ فورٹ ولیم کالج میں شعبہ ہندی (یاد رہے اردو کا پرانا نام ہندی تھا) کے صدر شعبہ ڈاکٹر جان گلکریست تھے۔ یہاں پر اور بھی بہت سے اردو ادیبوں جیسے میر امن، سید حیدر بخش حیدری، نہال چندر لاہوری نے اپنی صلاحیتوں کے جو ہر دکھاتے ہوئے اردو نثر کا دامن شاہکاروں سے بھر دیا۔ اور یہ شاہکار دو رجید میں اپنی ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

اردو نثر میں مصنفین اپنے خیالات کا اظہار علم بیان کے سانچوں میں ڈھال کر بیان کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دو رجید میں شاعری کے ساتھ ساتھ نثر بھی عوام کو متاثر کرتی نظر آتی ہے اور اس کا چلن بھی عام ہوا ہے۔ نثر کو اب مزید شاخوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے جس میں تحقیق، تقدیم، طز و مزاج، انشائی، ناول، افسانے، مضامین، افسانچے، آپ بیتی، رپورتاژ، سفر نامے، مقالے، مکالے اور صحافی کالم شامل ہیں۔ اردو نثر کے عظیم نثر نگاروں میں سر سید احمد خان، مولانا محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، ڈپٹی نزیر احمد، مرزا فرحت اللہ بیگ، پطرس بخاری، ابن انشاء، ابن صفائی اور مولانا ابوالکلام آزاد شامل ہیں۔

نشری اصناف میں ایسی اصناف سخن شامل ہیں۔ جس میں ادیب یا مصنف اپنے خیالات کا اظہار ادبی تحریروں سے کرتا ہے۔ جب کوئی ادیب اپنے تخلیقی ذہن میں موجز نخیالات کے ذخیرے کو قلم کا سہارا لے کر صفحہ قرطاس پر بکھیرتا ہے تو اسے نثر کہتے ہیں۔ جس میں بسا آہنگ اس کو دلپسپ اور خوبصورت بناتا ہے۔ نثر کے لیے کسی بھر کی ضرورت ہے نہ ردیف کی۔ لیکن قلم کی روانی محاورات و استعارات کا چاہک دستی سے استعمال، آہنگ اور اعلیٰ تخلیقی تحریر کا حسن دو بالا کرتے ہیں۔ تحریر میں جتنی روانی اور زبان پر جتنا عبور ہو گا اس کے مطابق اسی قدر اعلیٰ اور معیاری نثری تحریر سامنے آئے گی۔

نشری اصناف کی دو قسمیں ہیں۔

- 1- افسانوی ادب جس میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔
- 2- غیر افسانوی ادب اس میں انشائی، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیتی، سوانح، رپورتاژ، تذکرہ، تبصرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب / خط، طز و مزاج اور ترجمہ شامل ہیں۔

افسانوی ادب میں تخیلات کی بنابر زندگی کو پیش کیا جاتا ہے۔ جب کہ غیر افسانوی ادب میں تخیلات کی دنیا کے بجائے زندگی کی حقیقت کو پر کھا جاتا ہے۔ اردو ادب کو اگر شاعری نے عروج تک پہنچایا ہے تو نہنے بھی پھر اس کو عروج پر قائم رکھنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں۔

داستان

داستان ایک طویل نثری قصہ ہوتی ہے۔ اس میں ایک پوری تہذیب سمیٰ ہوتی ہے۔ داستان کو اردو نشر کی اولین صنف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس میں محیر العقول واقعات اور ایسی کہانیاں ہوتی ہے جو فطرت کے بالکل مغائر ہوتی ہے۔ جب انسانوں کے پاس وقت ہی وقت تھا اور انسان خیالی دنیا میں محو تھا تو ایسی ہی چیزوں میں وقت گزاری کیا کرتا تھا۔ جیسے جیسے انسان عقليت پرست ہوتا گیا اور زمانہ ترقی کرتا گیا علم و عرفان کے راز سے آشکار ہوتا گیا اور وہ رفتہ رفتہ داستان کی سحر انگیزیوں سے باہر نکلتا گیا۔

ملاوجی کی سب رس کا شمار اردو کی اولین تین داستانوں میں ہوتا ہے۔ الف لیلہ، داستان امیر حمزہ، فسانہ عجائب، اور باغ و بہار مشہور داستانیں ہیں۔ داستان امیر حمزہ کا شمار طویل داستانوں میں ہوتا ہے جب کہ انشاء اللہ خاں کی رانی کیتھی کی کہانی کا شمار مختصر داستان میں ہوتا ہے۔ داستان ایک بیانیہ صنف ہے جس تعلق سننے اور سنانے سے ہے۔ داستان گواہ طرح سے داستان سنا تھا کہ معمولی باتوں کو غیر معمولی طریقے سے پیش کرتا تھا اور کسی چیز کو ظاہر کرنے کے بجائے پوشیدہ اور پراسرار بنا کر اس طرح سے پیش کرتا تھا کہ سب لوگ قصہ سننے میں اتنا محو ہو جاتے تھے، کب رات بسر ہو گئی کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔

داستان میں کئی واقعات ہونے کے باوجود ایک مرکزی قصہ ہوتا ہے۔ عشق، جنگ، مہم، مذہب وغیرہ داستانوں کے ضمنی واقعات ہیں۔ بادشاہ، جن، شہزادے، شہزادیاں، اس کے کردار ہوتے ہیں۔ اکثر داستانوں میں ہیرود شمنوں کو مات دے کر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ داستان کے مافق الفطری عناصر اور محیر العقول واقعات اسے دوسرے افسانوی ادب سے الگ بناتی ہے۔ مافق الفطری عناصر کو کوئی سائنسی ذہن تسلیم نہیں کرتا۔ جیسے دیو، چڑیل، پری وغیرہ جا بجاد داستانوں میں ملتے ہیں نیز وہ غیر معمولی قوت کے حامل ہوتے ہیں مثلاً کوئی چٹانی پر اڑنے لگتا ہے۔ کوئی پوری چٹان کو انگلیوں سے اٹھادیتا ہے۔ کوئی ایک خاص قسم کا سرمه لگا کر غائب ہو جاتا ہے۔ سکنڈوں میں دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک پہنچ جاتا ہے۔ کسی انسان کو جانور اور جانور کو انسان میں تبدیل کر سکتا ہے۔ داستان میں کچھ ایسی صفات کے حامل چرند پرند اور جانور ہوتے ہیں جس سے اندازہ ہی نہیں لگتا ہے کہ جانور ہے یا آدمی مثلاً انسانوں کی طرح بات کرنے والا طوطا، تقریر کرنے والا بندر وغیرہ یہی چیزیں داستانوں کو ناول اور افسانہ سے الگ پہچان عطا کرتی ہیں۔ ایک معیاری داستان میں مندرجہ ذیل اجزاء ترکیبی پائے جاتے ہیں۔

(1) طوالت، (2) پلاٹ، (3) کردار نگاری، (4) مکالمہ، (5) بیانیہ، (6) مافق ال فطری عناصر، (7) جزئیات نگاری، (8) زبان و بیان

ناول

ناول ایک ایسا شری قصہ ہے جس میں انسانی زندگی کا حقیقی عکس نظر آتا ہے۔ لفظ ناول اطالوی زبان کے ایک لفظ 'ناویلا' سے نکلا ہے، جس کے معنی نئے کے ہیں۔ وقت گزاری کے لمحات جب کم ہوئے اور انسان خیالی دنیا سے نکلا تو اس نے حقیقت کا اعتراف کیا۔ حقائق کی

طرف میلان نے اس کو تجسس و سعی میں ڈالا اور اس تجسس و سعی کی بنابر انسان کی مصروفیات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ عقلیت پسند بھی ہو گیا۔ وقت کی قلت اور عقلیت پسندی نے اس کی داستانی رغبت کو کم کر دیا۔ عقلیت پسندی، وقت کی قلت اور داستان سے بے رغبتی کے سبب داستان کی کوکھ سے ناول نے جنم لیا۔ اور اب ناول ایک ایسا نثری قصہ بن گیا جس میں ہماری حقیقی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ انسانی زندگی اس کا موضوع ہے اور ناول نگار زندگی کے مختلف پہلوؤں کا مکمل اور گہرا مشاہدہ کرنے کے بعد منظم طریقے سے کہانی کی شکل میں پیش کر دیتا ہے۔ دراصل ناول وہ صنف ہے جس میں حقیقی زندگی کی گوناگون جزیات کو کبھی اسرار کے قالب میں کبھی رازم کے قالب میں کبھی سیاحت یا پھر نفسیات کے قالب میں ڈھالا جاتا رہا۔

ڈینیل ڈیفوناول کے موجود کھلاتے ہیں، جن کے خیال میں ناول حقیقت نگاری اور درس اخلاق کا مطالبہ کرتی ہے۔ اردو ناول کے موجود ڈپٹی نزیر احمد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ

"آدمی نے جس دن سے اس دنیا میں آنکھیں کھولیں اس وقت سے لیکر موت تک اسے جو واقعات پیش آتے ہیں ان کے اثر سے اس کی زندگی میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان کی بیانیہ تفصیل ناول ہے۔

فیلڈ نگ نے "ناول کو لطف اندوزی اور وقت گزاری کا ذریعہ لکھا ہے۔"

بج بج پر سٹلے کے مطابق

"ناول بیانیہ نثر ہے جس میں خیالی کرداروں اور واقعات سے سروکار ہوتا ہے"

کلابیز کے مطابق

"ناول اس زمانے کی حقیقی زندگی اور طور طریقوں کی تصویر ہوتی ہے جس میں کہ وہ لکھا گیا ہو"

قصہ، پلاٹ، کردار نگاری، مکالمہ نگاری، منظر کشی، نقطہ نظر ناول کے اجزاء ترکیبی میں شامل ہیں۔ ناول میں ایک کے بعد ایک واقعات پیش آتے رہتے ہیں جنہیں ناول نگار سلیقے سے ایک لڑی میں پر و دیتے ہے۔ واقعات کی اسی لڑی کا نام پلاٹ ہے۔ ڈھیلا پلاٹ، گھٹا ہوا پلاٹ، جغرافیائی پلاٹ، کرداری، واقعائی پلاٹ وغیرہ پلاٹ کی اقسام ہیں۔

ایک ناول نویں جب ناول تخلیق کرتا ہے تو ہمیشہ وہ موضوع، مقام، منظر، کردار، پلاٹ، تضاد اور مرکزی کردار کو ڈھن میں رکھ کر تحریر کرتا ہے۔ کوئی بھی ناول ہو یہ سب چیزیں اس میں ضرور پائی جاتی ہیں اور ناول نویں اسی کی مدد سے ناول کو آگے بڑھاتا ہے۔ کامیاب ناول کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام عناصر و اجزاء ایک دوسرے سے پوری طرح ہم آہنگ ہوں۔ ناول کا قصہ دلچسپ ہو اور پلاٹ کے مختلف اجزاء خوبصورتی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ اور ملے ہوئے ہوں۔ پلاٹ کے اجزاء کا آپس میں مانا مماثلت کی بنابر ہے۔ کیونکہ کوئی بھی کردار واقعہ اور منظر وقت مقام کی قیود سے بالاتر نہیں ہوتا ہے۔ تمام کردار و واقعات اور مناظر کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے ایک مقام ہوتا ہے اور جب کوئی بھی ناول نگار ان چیزوں کو صفحہ قرطاس پر رقم کرتا ہے تو ان کی مماثلت ان کو جدا نہیں ہونے دیتی ہے۔ اگر وہ ان کو الگ کرنا چاہے بھی تو نہیں کر سکتا کیونکہ ایسی صورت میں وہ شے پارہ بے معنی ہو سکتا ہے۔

ڈپٹی نزیر احمد کا ناول 'مراة العروس' اور 'توبۃ النصوح'، رتن ناٹھ سرشار کا ناول 'افسائی آزاد'، مرزا ہادی رسوائی 'امرا و جان ادا'، پریم چند کی 'اگوڈان'، سجاد ظہیر کی 'الندن کی ایک رات'، راجندر سگھ بیدی 'ایک چادر میلی سی'، قرۃ العین حیدر کی 'اگ کا دریا'، عصمت چغتائی کی 'ٹیڑھی لکیرا'، خدیجہ مستور کی 'آگنگن'، بانو قدسیہ کی 'راجہ گدھ'، الیاس احمد گدھی کی 'فارایریا'، عبداللہ حسین کی 'اداس نسلیں'، خالد جاوید کی 'نعمت خانہ' اور غیرہ اردو کے مشہور ناول ہیں۔

افسانہ

انسان مصروف سے مصروف ترین ہوتا گیا۔ داستان سے ناول اور پھر افسانے تک پہنچا۔ افسانہ وہ نثری تخلیق ہے جس میں اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت ہو اور کسی خاص مرکزی تاثر پر استوار ہونے کے ساتھ حیات انسانی کوئی گوشہ یا عکس پیش کرے اس کی زبان پر کشش اور انداز تحریر انتشار سے پاک ہو۔ افسانے کی کامیابی اس کے ماحول، کردار، پلاٹ میں ہم آہنگی اور زبان عام فہم اور الفاظ معنی خیز ہونے میں مضر ہوتی ہے۔ اردو افسانے کا آغاز انیسویں صدی کے اوخر میں ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پورا ملک تصادم کا شکار تھا پہلی جنگ آزادی پھر بھرت کے واقعات ان تمام نے اردو افسانے پر خاصہ اثر ڈالا اور افسانہ اپنے عہد کا عکاس اور زندگی کی حقیقوں کا ترجمان بن کر ابھرا۔ آج بھی جب افسانہ کی بات آتی ہے تو پریم چند، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی وغیرہ کے نام ذہن کے نہاں خانوں میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ پریم چند وہ اولین افسانہ نگار ہیں جنہوں نے افسانہ کو زندگی کی حقیقوں سے روشناس کرایا اور دیہاتی زندگی کو بطور خاص اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ افسانہ زندگی کے کسی ایک گوشہ کا احاطہ کرتا ہے۔ وحدت تاثر افسانہ کی پہچان اور سب سے اہم خصوصیت ہوتی ہے لیکن اس کے لیے الفاظ کی تکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔

افسانہ نثری تخلیق ہے جس میں اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت ہو اور کسی خاص مرکزی تاثر پر استوار ہونے کے ساتھ حیات انسانی کا کوئی گوشہ یا عکس پیش کرے، اس کی زبان پر کشش اور انداز تحریر انتشار سے پاک ہو۔ اردو کے چند مشہور افسانے۔ آخری آدمی، آندھی، اپنے دکھ مجھے دیدو، عید گاہ، گلڈریا، حرام جادی، کفن، کالی شلوار، لحاف، ان داتا، آخری کوشش، نیا قانون، ٹھنڈا گوشت، ٹوبہ ٹیک سگھ، اب انیل، پیتیل کا گھنٹہ، آدھے گھنٹے کا خدا وغیرہ ہیں۔

افسانے میں کسی ایک مخصوص واقعہ یا مخصوص کردار کا نقش، پلاٹ کے ذریعہ اس طرح ابھارا جاتا ہے کہ پلاٹ کی ترتیب و تنظیم سے ایک مخصوص واحد تاثر پیدا ہو سکے۔

R.B. Esenwhin کے مطابق

"افسانہ دوسری طرح کی کہانیوں سے اسی لحاظ سے منفرد اور ممتاز ہے کہ اس میں واضح طور پر کسی ایک چیز کی ترجمانی اور مصوری ہوتی ہے۔ ایک کردار، ایک واقعہ، ایک ذہنی کیفیت، ایک جذبہ، ایک مقصد، مختصر یہ کہ افسانے میں جو کچھ بھی ہو، ایک ہو۔ افسانے کی یہ خاصیت کہ یہ اپنے اختتام پر قاری کے ذہن پر واحد تاثر قائم کرتا ہے، وحدت تاثر کہلاتی ہے۔" وکی پیڈیا

- افسانہ کہانی کی ایک واضح فنی صورت ہے۔
- ایجاز و اختصار، جدت، فنی حسن اور تخيیل کی چاشنی افسانہ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔
- افسانہ میں افراد کے جذبوں اور نفسیاتی ضرورتوں اور خواہشوں کی تسلیکیں کا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔
- افسانے کی سب سے اہم خصوصیت اختصار اور وحدت تاثر ہے۔

وحدت تاثر، پلاٹ، اسلوب بیان، کردار، نقلہ نظر، مکالمہ اور آغاز و اختتام افسانہ کے اجزاء ترکیبی ہیں۔

پریم چند، علی عباس حسین، عظیم کریمی، سجاد حیدر یلدز، نیاز فتحوری، سعادت حسن منتو، خواجہ احمد عباس، انتظار حسین، راجندر سنگھ بیدی، حیات اللہ الانصاری، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، سہیل عظیم آبادی، احمد ندیم قاسمی، سریندر پرکاش، رحمان عباس، شموئل احمد، سید محمد اشرف، بنو قدسیہ، جیلانی بانو، سلام بن رزاق، ابن کنول، خدیجہ مستور و غیرہ کاشمہ اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

ڈرامہ

کہتے ہیں کہ ڈرامے کا آغاز نقائی سے ہوا۔ بقول ارسطو

"نقائی انسانی جبلت میں داخل ہے اور اس کے ارتقائے کمال کا نام ڈرامہ ہے"

ڈرامے کو اظہار خیال کی سب سے قدیم شکل کہا گیا ہے، لیکن مختلف جگہوں اور مختلف ممالک اور مختلف زبانوں میں ڈراموں کی پیش کشی کا انداز اور طریقے جدا جدار ہے ہیں۔ ڈرامے کو فنون لطیفہ کی قدیم ترین شکلوں میں سے ایک کہہ سکتے ہیں جس کی سب سے اہم اور خاص باتی ہے کہ اس میں موسيقی، شاعری اور رقص کا امترانج ملتا ہے۔

ڈرامہ وہ صنف ہے جس کا تصور اسٹیج کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈرامہ افسانہ اور ناول سے اس طرح سے مختلف ہے کہ اس میں زندگی کے مظاہر اور تحقیقوں کو عملی طور سے پیش کیا جاتا ہے۔ تقریباً ہر زبان میں ڈرامہ مل جاتا ہے، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈرامہ ایک بہت ہی قدیم صنف ہے۔ شیکشپیر، برناڈشا، کالی داس وغیرہ کے ڈرامے لاثانی اور ادبی شاہ کار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو میں ڈرامہ کا آغاز بہت تاخر سے ہوا کیوں کہ اس کے قاری اور تہذیب بالکل مختلف تھی، جس کی وجہ سے ڈرامہ کو خاطر خواہ فروع حاصل نہیں ہوا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالحق کا یہ قول ملاحظہ ہو

"اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں اس فن کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے کوئی ترقی نہیں کی۔"

ڈرامہ کی دو قسمیں ہیں

1- ٹریجڈی: ٹریجڈی میں انجام رنج و غم اور مصائب و آلام پر ہوتا ہے

2- کامیڈی: کامیڈی میں انجام خوشنگوار ہوتا ہے

مکالمہ، پلاٹ، کردار نگاری، پس منظر، تسلسل، کشکش، تصادم، نقلہ عروج، اسٹیج ڈرامہ کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ ڈرامے میں کردار اپنی ادکاری کے ذریعہ کہانی کو پیش کرتا ہے۔ ناہیہ شاستر دنیا کی سب سے پہلی ڈرامے کی کتاب خیال کی جاتی ہے۔ امانت لکھنؤی کا ڈرامہ

"اندر سجا" اردو کا پہلا عوامی ڈرامہ ہے۔ امانت لکھنوی، طالب بنارسی، احسن لکھنوی، بیتاب بریلوی، آغا حشر کا شیری، عابد حسین، سید امتیاز علی تاج، حبیب تنویر اردو کے اہم ڈرامہ نگار ہیں جب کہ اندر سجا، یہودی کی لڑکی، انارکلی، ضحاک، آگرہ بازار اردو کے شاہ کار و مشہور ڈرامے ہیں۔ عزیز طلبہ اب تک ہم نے افسانوی نشر پر گفتگو کی اب ہم آگے غیر افسانوی نشر پر بات کریں گے۔ غیر افسانوی نشر و نظر ہے جس میں فرضی کہانی قصوں کے بجائے زندگی میں واقع ہونے والے حقیقی واقعات کو مخصوص انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو آئیے اب اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں سوانح نگاری سے۔

سوانح نگاری

سوانح نگاری ایک بیانیہ صنف ہے جس میں سوانح نگار زندگی کے واقعات کو تاریخی اعتبار سے منظم طریقے سے لکھتا ہے۔ جس کسی کی بھی سوانح لکھی جاتی ہے اس کے بارے میں سوانح نگار کا جاننا ضروری ہے کہ اس کا مزاج، نفیسات اور فطرت وغیرہ کیسی ہے۔ اب تک جتنی بھی سوانح لکھی گئی ہیں وہ سب کسی اہم اور ایسی شخصیات پر مبنی ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی لحاظ سے اہم ہو جیسے ادبی، علمی، سیاسی، سماجی، روحانی یا پھر جس نے کوئی کارہائے نمایاں انجام دیا ہو۔ اس کے ساتھ سوانح نگار اس عہد کا تہذیبی و ثقافتی اور سیاسی و سماجی جائزہ بھی سوانح میں پیش کر دیتا ہے۔ سوانح پڑھنے کے بعد اس کا قاری جہاں اس شخص کی شخصیت سے واتفاق ہو جاتا ہے وہیں اس کے وطن، خاندانی پس منظر اور تعلیم کے مراحل سے بھی روشناس ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ادبی چشمک، رفاقتیں، رفتاقتیں، دوستی، اختلاف، اچھے، بے، نرم، گرم، شیریں، تلخ تجربات ان سب کا بیان کر کے بھی سوانح نگار شخصیت کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا میں اب تک جو کچھ کہا اور لکھا گیا اس کے کہنے اور لکھنے والے نے اپنے بارے میں جو کچھ کہا اور لکھا وہ آپ بیتی ہے اور اس و سبیع و عریض دنیا اور اس کے مکینوں کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا وہ جگ بیتی ہے۔ آپ بیتی اور جگ بیتی دونوں سوانح کی دو شکلیں ہیں۔ سوانح نگاری افراد کی تفسیر حیات یا تاریخ زیست ہے لیکن نہ محض تاریخ ہے اور نہ تفسیر وہ مہد سے لے کر لحد تک کا ریکارڈ ہے، جس میں کارنامہ ہائے حیات سے زیادہ ذہن کے مختلف گوشوں کا وہ تدریجی ارتقا جس سے مل کر شخصیت وجود میں آئے پیش کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی زندگی کے حالات یا آپ بیتی خود لکھتا ہے تو اسے آپ بیتی یا خود نوشت یا خود نوشت سوانح (Autobiography) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کی حالات زندگی لکھتا ہے تو اسے سوانح نگاری، یا سوانح (Biography) کہتے ہیں۔

آکسفورڈ کشتری کے مطابق

"سوانح عمری بطور ایک ادبی صنف کے افراد کی زندگی کی تاریخ ہے"۔

کار لائل نے کہا ہے کہ

"سوانح عمری ایک انسان کی حیات ہے" یا "سوانح عمری ایک انسان کی تاریخ ہے"۔

ارسطو کے مطابق

"ایسے لوگوں کی سوانح لکھی جانی چاہیے جن کی حیات سنبھیڈہ ہو، مکمل ہو اور کچھ عظمت کی حامل ہو"۔

انسانگلوبیڈ یا برٹانیکا کے مطابق

"یہ تاریخ سے جدا صنف ہے۔ یہ آرٹ ہے سائنس نہیں۔"

حیات نگار جس موضوع یا شخص پر قلم اٹھائے اس کا حقیقی وجود ہونا لازمی ہے۔ وہ تاریخی شخصیت ہو یا ادبی، سیاسی ہو یا سماجی، فوجی ہو یا غیر فوجی زندہ ہو یا مدد بہر حال وہ ایک حقیقی شخصیت ضرور ہو۔

باضابطہ سوانح نگاری کا آغاز بنی اسرائیل سے ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے انبیاء و رسل کے اخلاق و اعمال کو بطور یادگار سپرد قلم کیا اور ان کی عقیدت میں مرنے کی بعد ان کے مفہومات و ارشادات اور اقوال کو آنے والوں کے لیے سرچشمہ ہدایت بنایا۔ مل روم نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے بہادروں کے واقعات کو یعنی کی زندگی دینا چاہی۔ سوانح پڑھنے کے بعد اس شخص کی جیتی جاتی تصویر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ سوانح کی حیثیت دستاویزی ہے۔ سوانح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ذاتی معاہب و محاسن کو بے کم و کاست بیان کر دیا جاتا ہے اور عیب پوشی نہیں کی جاتی ہے۔ سوانح کو تخيلاً یا حسیاتی نہیں ہونا چاہیے، یعنی تحریر پر تخيل کا مگان نہ ہو، حقیقتیں تصور میں گم نہ ہو جائیں اگر ایسا ہو تو یہ سوانح کی خامی ہو گی۔

اردو کی چند مشہور سوانح عمریاں یہ ہیں: یادگار غالب، اور حیات جاوید (حالی) الفاروق (شبلی)، جہان دانش (احسان دانش) زرگزشت (مشتاق احمد یوسفی) شہاب نامہ (قدرت اللہ شہاب) اپنی تلاش میں (کلیم الدین احمد) کار جہاں دراز ہے (قرۃ العین حیدر)، کاغذی ہے پیر ہن (عصمت چغائی) آزادی ہند (ابوالکلام آزاد)، اس آباد خرابے میں (اخترا لیمان)، خواب باقی ہیں (آل احمد سرور)، رحمت عالم (سید سلیمان ندوی) یادگار حمالی (صالح عابد حسین)۔

مکتوب نگاری

خط کو آدھی ملاقات کہا گیا ہے۔ غالب کے حوالے سے یہ بات مشہور ہے کہ غالب نے مر اسلے کو مکالمہ بنا دیا۔ ہمیں جب کوئی بات کسی شخص سے کہنی ہو اور وہ شخص سامنے موجود نہ ہو تو ہم اپنی بات اسے لکھ سمجھتے ہیں یہی اپنی باتیں لکھ کر کسی کو بھیجا خطوط نگاری کہلاتی ہے۔ خط عام طور سے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان تبادلہ خیال کا ذریعہ ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

"خط دلی خیالات و جذبات کاروز نامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے۔" (وکی پیڈیا)

عزیز طلبہ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ تمام خطوط کو ادبی درجہ حاصل نہیں ہے اس بارے میں ڈاکٹر سید عبد اللہ کا خیال ہے: "خطوط نگاری خود ادب نہیں مگر جب اس کو خاص ماحول، خاص مزاج، خاص استعداد ایک خاص گھڑی اور خاص ساعت میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔"

اردو میں خطوط نویسی کی روایت بہت ہی قدیم ہے اور اسے ایک صنف کا درجہ ملا ہوا ہے۔ ہر شخص کے خط لکھنے کا انداز جدا ہوتا ہے۔ طرز نگارش سے ہی انسان کی شخصیت اور سیرت کی پہچان بنتی ہے۔ غالب اور مولانا آزاد ایک خاص طرز اور اسلوب کے موجد ہیں۔ 'عود ہندی'، 'اردو نئے معلی' اور 'غبار خاطر' سے آج پوری اردو دنیا متعارف ہے اور اس کی ادبی حیثیت کو تسلیم کرتی ہے۔ حالی، شبلی، مہدی افادی، اقبال، رشید احمد صدیقی وغیرہ نے بھی خطوط لکھے۔ قاضی عبدالغفار کے ملیلی کے خطوط اردو ادب میں بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ خطوط دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ کاروباری خطوط:۔ کاروباری خطوط کے موضوعات معین ہوتے ہیں۔ جیسے کسی کمپنی یا ادارے میں اس کی ضروریات یا امور پر ہی خط لکھے جاتے ہیں۔

2۔ نجی خطوط:۔ نجی خطوط جن کے موضوعات معین نہیں ہوتے ہیں۔ کوئی بھی شخص کسی بھی موضوع پر خط لکھ سکتا ہے۔ عزیز طلباء پ نے بھی اپنے والدین، اساتذہ وغیرہ کو خط لکھا ہو گا۔ ان جیسے خطوط کا شمار ذاتی خطوط میں ہوتا ہے۔ البتہ جب مکتب نگار اپنے سے چھوٹے کو خط لکھتا ہے تو اس میں شفقت یا پند و نصائح کا اظہار ہوتا ہے۔ بزرگوں کو خط لکھتے وقت نیازمندی اور عقیدت مندی کا اظہار ہو گا۔ دوستوں کے خطوط میں بے تکلفی، شوخی کا عنصر ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1۔ اصناف ادب میں نثر اور نظم سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے درمیان فرق کو واضح کریں۔

2۔ نثر کے کسی دو اصناف پر مختصر نوٹ لکھیں۔

3.5 اصناف نظم: غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، آزاد نظم و معری نظم، نظم اور غزل کے درمیان فرق

اصناف نظم

اصناف نظم یعنی شاعری، جب تخلیق کاراپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ اس کی بھی کئی اقسام ہیں جیسے غزل، نظم، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، رباعی، قطعہ وغیرہ۔ نظم سے مراد وہ کلام جو نثر کے برخلاف ہو یعنی منظوم ہو۔

غزل

غزل اردو شاعری کی ایک ہر دل عزیز صنف سخن ہے۔ غزل وہ صنف ادب ہے جو اپنا مقام الگ رکھتی ہے۔ اردو شاعری کا ایک بہت بڑا سرما یہ غزل کی شکل میں محفوظ ہے۔ غزل کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے عشق و محبت کے علاوہ اس میں سماجی و سیاسی مسائل، فلسفہ و تصوف اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی ملتی ہے۔ یہ ہماری تہذیب کی مکمل نمائندگی کرتی ہے۔ غزل ایک طرف محدود ہے تو دوسری طرف وسیع، ایک طرف مقید ہے تو دوسری طرف آزاد۔ ایک طرف خارجیت ہے تو دوسری طرف داخلیت پائی جاتی ہے۔ ولی دکنی کو اردو شاعری کا بابا آدم کہا جاتا ہے اور میر تقی میر خدائے سخن سے مشہور ہیں۔ قلی قطب شاہ، وہبی، غواصی، بھری، نفرتی، شاہی اور شوقی وغیرہ نے غزل کی نشوونامیں نمایاں کردار ادا کیا۔ ایہام گوئی، تکف و تصنیع کی جگہ اردو غزل میں سادہ گوئی اور انسانی احساسات و جذبات کی ترجمانی پر زور دینے کا سہرا مرزا مظہر جان جاناں کے سر جاتا ہے۔ میر اور درد جیسے صاحب طرز شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے غزل کو نیارنگ و روپ عطا کیا۔ غزل کو حسن و عشق کے دائرے سے نکال کر ایک نیا آہنگ اور لب والہ بخشنے والوں میں حسرت موبہانی، عزیز لکھنؤی، شاد، آرزو، فانی، اصغر، جگر، یگانہ

قابل ذکر ہیں۔ اقبال نے اردو شاعری میں ایک نئی جان پیدا کی اور سب سے منفرد انداز کی غزلیں کہیں جو کائنات میں انسان کے وجودی موقف کو اپنی فکر کا محور بنائے کر اپنے جذباتی رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ حالی کی تلقید غزل کوئے موضوعات عطا کرنے کی وجہ ہے۔ ترقی پسند شاعر ایں فیض، سردار جعفری، ساحر، جذبی، مجروح، خلیل الرحمن، ناصر کاظمی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آج بھی غزل زمانے کی تیز رفتاری کے ساتھ چلنے میں کامیاب ہے، نئے شاعر ایں بشیر بدر، ظفر اقبال، احمد فراز، ندا فاضلی، شہریار، منور راتا راحت اندو ری وغیرہ اہم ہیں۔ مطلع، ردیف، قافیہ، مقطوع اور بحر غزل کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ ایجاد، اختصار، رمز و کنایہ، مجاز، تمثیل، استعارہ و تفتح غزل کی خوبی ہے۔ غزل کے اشعار کی تعداد کم سے کم 5 اور زیادہ سے زیادہ 17 یا 25 شعر کے بعد ایک مطلع کہہ کر غزل کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے، جسے دو غزلہ، سہ غزلہ کہیں گے۔ غزل کا ہر شعر ایک مکمل اکائی ہوتا ہے اور کسی ایک مفہوم کا تاثر پیش کرتا ہے۔

مثنوی

مثنوی اس طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں کوئی قصہ یا کوئی واقعہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ لفظ مثنوی عربی زبان کے لفظ ”مثنی“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی دو کے ہیں۔ اصطلاح میں ہیئت کے لحاظ سے ایسی صنفِ سخن اور مسلسل نظم کو مثنوی کہتے ہیں جس کے دونوں مصیرے ہم قافیہ ہوں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ بدل جائے اور بحر ایک ہی ہو۔ مثنوی میں عام طور سے لمبے اور طویل قصے بیان کیے جاتے ہیں۔ مثنوی میں اشعار کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں، بلکہ مثنوی ایک وسیع صنفِ سخن ہے اور تاریخی، اخلاقی، عشق و عاشقی اور مذہبی موضوعات پر کئی ایک عمده اور اعلیٰ قسم کی مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ اس میں ہر طرح کے مضمون ادا کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ حالی نے مثنوی کو سب سے کارآمد صنف بتایا۔ مثنوی ایک بیانیہ صنف ہے۔ جس میں خیال مربوط ہوتا ہے اور قصہ بتدریج آگے بڑھتا ہے۔ عزیز طالب طوالت کی وجہ سے کم فرصتی میں مثنوی نہیں لکھی جاسکتی۔ وسیع مطالعہ اور گہر امشاہدہ مثنوی کے لیے لازمی ہے۔ مثنوی کے لیے مکمل خاکہ تیار کرنا ہوتا ہے اور پھر ایک دم لگ کے اسے مکمل بھی کرنا ہوتا ہے۔ اس کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہوتی ہے تاکہ پڑھنے والے کی نظر واقعات پر رہے، اگر مثنوی کا کوئی شعر قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تو یہ اس کا عجیب ہے، شعر ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے اور قاری کی توجہ جز پر نہیں بلکہ کل یعنی واقعہ پر ہونی چاہیے۔ واقعہ نگاری مثنوی کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ کردار نگاری ایک لازمی جز ہے۔ چوں کہ اس میں تسلسل کے ساتھ منظوم انداز میں واقعہ بیان ہوتا ہے اس لیے مثنوی نگار ایک اچھا مکالمہ نویں بھی ہوتا ہے۔

شروع میں صوفیانہ کلام مثنوی کی زینت بنے۔ دکن میں اردو مثنوی کا باضابطہ آغاز بھمنی عہد سے ہوتا ہے۔ اس عہد کی سب سے قدیم مثنوی فخر دین نظامی بیدری کی، کدم راؤ پدم راؤ ہے۔ مثنوی ایرانیوں کی اختراع ہے یہ صنف عربی میں نہیں پائی جاتی۔ مثنوی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے تمام اشعار آپس میں مربوط ہوں۔ عام طور پر مثنویاں ان اجزاء میں ہیں جسے حمد، نعت، منقبت، مناجات، مدح بادشاہ/امرا، تعریف سخن یا تعریف خامہ، سبب تالیف، اصل قصہ، اختتام، پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اپنی کتاب ”اردو مثنوی کا دکنی دور“ میں دکنی مثنویوں کو 6 حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ 1- رزم نامے 2- عشقیہ داستانیں 3- سچی کہانیاں 4- عشقیہ آپ بیتیاں 5- اخلاقی اور فلسفیانہ مثنویاں 6- صوفیانہ تمثیلی مثنویاں۔

فرخ دین نظامی بیدری "اکدم راؤ پدم راؤ" ملاو جہی "قطب مشتری"، میر حسن کی مثنوی "سحر الیان" پنڈت دیا شنکر نسیم "گلزار نسیم"، نواب مرزا شوق کی مثنوی "زہر عشق" اردو کی معروف مثنویاں ہیں۔

قصیدہ

قصیدہ عربی زبان کا لفظ ہے اور تصدے سے مشتق ہے، جس کے معنی ارادے کے ہیں یعنی شاعر ارادہ کر کے کسی موضوع پر اطمہنار خیال کرتا ہے۔ قصیدہ کے دوسرے معنی مغز یعنی گاڑھے گوڈے کے ہیں یعنی قصیدہ اپنے موضوعات کے اعتبار سے وہی نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے جو انسانی جسم اور اعضا میں مغز کو حاصل ہے۔ قصیدہ اہل عرب کی ایجاد ہے۔ اردو ادب میں قصیدہ فارسی سے داخل ہوا۔ جس سے مراد ایسی نظم ہے جس میں کسی کی مرح یا مدمت یعنی تعریف یا برائی / بھجو کی گئی ہو۔ غزل کی طرح قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں باقی الشعار میں اس کی پابندی کی جاتی ہے۔ قصیدے میں کچھ چیزیں غزل سے مختلف ہوتی ہیں جیسے درمیان میں کئی مطلع ہو سکتے ہیں اور ضروری نہیں کہ مقطع قصیدے کا آخری شعر ہی ہو۔ موضوع کے اعتبار سے قصیدے کی دو اقسام ہیں۔

1- مدحیہ اور

2- ابجویہ

ہیئت کے اعتبار سے بھی قصیدے کی دو اقسام ہیں

1- خطابیہ:۔ اس میں شاعر بر اہر راست تمہید باندھے بغیر مدعایاں کر دیتا ہے۔ یعنی اگر مددوح کی تعریف بیان کرنی ہے تو ڈائرکٹ / بر اہر راست مرح سراہی شروع کر دیتا ہے۔ برائی مقصود ہو تو بر اہر راست بھجو اور مدمت بیان کرنا شروع کر دے۔

2- تمہیدیہ:۔ اس میں قصیدہ نگار پہلے تمہید باندھتا ہے پھر مدعایاں کرتا ہے۔
تمہیدیہ قصیدے عام طور پر پانچ اجزاء مشتمل ہوتے ہیں۔

1- تشیب: بہار، خزاں، حسن و عشق، شراب و شباب، خودستائی، پندو نصائح، دنیا کی بے شائی غرض کہ اس کے موضوعات مختلف اور جدا ہو سکتے ہیں۔ انہیں موضوعات کی رعایت بنا پر قصیدے کو بہاریہ، عشقیہ اور واعظیہ کہا جاتا ہے۔ قصیدے کے حوالے سے غالب اپنی تشیب کے لیے جانے جاتے ہیں اور انہیں اس پر ناز بھی تھا۔ غالب نے اپنے قصائد میں تشیب پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔

2- گریز: شاعر مرح کی طرف بر اہر راست نہیں بڑھتا ہے بلکہ پہلے بات سے بات پیدا کرتا ہے۔ اسی انداز کو گریز کہتے ہیں۔ گریز کی حیثیت تشیب اور مرح کے نیچے ایک پل کے مثال ہے۔

3- مرح: یہاں پر شاعر اپنے مددوح کی تعریف کرتا ہے اور اس میں خوب مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے۔ یہی قصیدے کی جان اور اس کی خوبی ہے جہاں پر شاعر پر شکوہ اور بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ اس شوکت لفظی سے قصیدے میں زور پیدا ہوتا ہے۔

4- مدعایہ: یہاں پر شاعر اپنا مطلب اور سبب بیان کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آخر شاعر نے کس لیے قصیدہ کہا اسے حسن طلب بھی کہتے ہیں۔ عزیز طلبہ یاد رہے کہ یہ قصیدے کا لازمی جز نہیں ہے یعنی ضروری نہیں کہ ہر قصیدے میں مدعایا جائے یا شاعر مدعایاں کرے۔

5۔ دعا: یہ قصیدے کا آخری جز ہے۔ اس میں شاعر اپنے مددو ح کی لمبی عمر، بلندی اقبال کی دعائیں دیتا ہے۔ دعا کے ساتھ ہی قصیدہ اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔

نصرتی، سودا، مصھفی، ذوق اردو کے ممتاز قصیدہ گو شعرا ہیں، محسن کا کوروی نعمتیہ قصائد کے لیے مشہور ہیں۔ انشا، مومن، غالب، امیر مینا، عزیز لکھنؤی وغیرہ نے بھی قصیدے کئے۔ عزیز طلبہ قصیدے کا دور ختم ہو چکا ہے لیکن یہ اردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔ شاعری میں زور بیان، شوکت الفاظ، قادر الکلامی، مضمون آفرینی کی ترقی میں قصیدے نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مرشیہ

عربی زبان کے لفظ "رثا" سے مشتق ہے۔ مرشیہ کے معنی رونے اور ماتم کرنے کے ہیں۔ مرشیہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی مرنے والے کے اوصاف بیان کیے جائیں اور اس کی موت پر گھرے رخ و غم کا اظہار کیا جائے۔ اردو میں مرشیہ اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہداء کا ذکر کیا جائے۔ جب کہ اردو میں بہت سے دوسرے لوگوں کی موت پر بھی مرشیہ کہے گئے جو شخصی مرشیہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مثلاً حالی کا مرشیہ غالب، اقبال کا مرشیہ داغ وغیرہ۔ مرشیہ کا آغاز کر بلکے واقعہ کے بعد ہوا۔ عربی سے مرشیہ نگاری فارسی میں پہنچی اور پھر وہاں سے اردو میں آئی۔ اردو میں مرشیہ کی ابتداد کن سے ہوئی۔ اشرف بیانی کی 'انوسرا' (1503) کو مرشیہ کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ لکھنؤ میں اس صنف کو مزید ترقی ملی اور میر انس اور میرزادیمیر جیسے شعرانے مرشیہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ مرشیہ کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں۔

1) چہرہ۔ 2) سراپا۔ 3) رخصت۔ 4) آمد۔ 5) جن۔ 6) جنگ۔ 7) شہادت۔ 8) میں

رباعی

رباعی عربی کا لفظ ہے۔ جس کا مادہ 'ربع' ہے۔ اس کے لغوی معنی چار چار کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں رباعی اس صنف کو کہا جاتا ہے جس میں مخصوص وزن کے چار مصراعوں میں کسی خیال یا مضمون کو بیان کیا جائے۔ اردو شاعری میں رباعی اس صنف کا نام ہے جس میں چار مصراعوں میں ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے۔ ان چار مصراعوں میں پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی کے آخری دو مصراعوں خاص کر چوتھے مصرع پر ساری رباعی کا حسن و اثر اور زور کا انحصار ہے۔ رباعی میں کسی بھی موضوع کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ مصرع بہ مصرع خیال کا تسلسل وار تقاضا کیا جاتا ہے اور چوتھے مصرع میں خیال اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ گویا چوتھا مصرع رباعی کا خلاصہ ہوتا ہے۔ رباعی کے 24 اوزان مقرر ہیں۔ کسی رباعی کے ننام مصرعے ان 24 میں سے کسی ایک وزن میں ہو سکتے ہیں اور ہر مصرعے مختلف وزن میں بھی ہو سکتا ہے۔ رباعی کو دو بیتی اور چہار مصرعی سے بھی جانا جاتا ہے۔

رباعی اور قطعہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ رباعی کی مخصوص بھر اور اوزان ہیں، جب کہ قطعہ میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ اگر رباعی کے وزن سے الگ چار مصرعے کہے گئے تو وہ قطعہ ہو گا، رباعی نہیں۔ ایک فرق یہ بھی ہے کہ قطعہ میں غزل کی طرح پہلے دونوں مصراعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہونے ضروری ہیں۔ یعنی ان مصراعوں میں قافیہ بھی ہو اور ردیف بھی، لیکن رباعی میں یہ ضروری نہیں ہے۔ رباعی بلا قافیہ

صرف ردیف پر مبنی بھی ہو سکتی ہے اور صرف قافیہ پر مشتمل بھی۔ رباعی کا موجہ فارسی شاعر "زود کی" کو مانتا جاتا ہے۔ اساعلیٰ میر ٹھنڈی، امیر مینائی، نظم طباطبائی، امجد حیدر آبادی، حافظ کرنا لکھی وغیرہ رباعی کے لیے مشہور تھے۔

آزاد نظم

آزاد نظم کی ابتداء فرانس سے ہوئی پھر انگریزی میں اس کا آغاز ہوا۔ انگریزی کے فری و رس کو اردو میں آزاد نظم کہا گیا۔ یہ قافیہ و ردیف سے آزاد ہوتی ہے لیکن اس میں وزن اور بھر کی پابندی کی جاتی ہے۔ میراں جی، نم راشد، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، اختر الایمان اور مخدوم مجی الدین کے نام بہت اہم ہیں۔ مخدوم کی نظم اچاند تاروں کا بن آزاد نظم کی بہترین مثال ہے۔

معریٰ نظم

نظم معریٰ کو غیر مقتضی نظم، بلا قافیہ نظم یا بلینک و رس بھی کہا جاتا ہے۔ یورپ اور انگریزی ادب سے یہ اردو میں پہنچی۔ شروع میں اردو والوں نے اسے غلط سمجھا پھر اس کا چلن عام ہو گیا۔ اس میں قافیہ کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ قافیہ سے عاری ہونے کی وجہ سے اسے معری کے نام سے جانا جاتا ہے لیکن اس میں بھر ہوتی ہے اور اس کا عنوان بھی ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ پابند نظم کے مشابہ ہوتی ہے۔ تصدق حسین خالد، میراں جی، نم راشد، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، اختر الایمان اور مخدوم مجی الدین وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

نظم اور غزل کے درمیان فرق

آل احمد سرور کے مطابق۔

"وہ شاعری نظم ہے جس میں مربوط اور مسلسل اظہار ہے، وہ شاعری غزل ہے جس میں ہر شعر منفرد ہوتا ہے
مگر دوسرے اشعار سے قافیہ اور اکثر ردیف کے ذریعہ سے منسلک ہوتا ہے۔"

• غزل کا ہر شعر ایک جدا گانہ حیثیت رکھتا ہے اور اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ جب کہ نظم کے تمام اشعار آپس میں مربوط ہوتے ہیں۔

- غزل کا کوئی عنوان نہیں ہوتا جبکہ موضوع کے اعتبار سے نظم کا عنوان ہوتا ہے۔
- نظم میں بنیادی خیال کو مرکزیت حاصل ہوتی ہے جب کہ غزل کا ہر شعر مختلف خیال کا حامل ہوتا ہے۔
- غزل میں کسی قسم کا سبق نہیں پایا جاتا ہے۔ مصروفہ قواعد کے مطابق اور چست ہونا چاہیے جبکہ نظم کہیں مدھم پڑ جاتی ہے کہیں اس میں تیزی آ جاتی ہے اور اس میں کوئی سبق آ جائے تو دوسرے اشعار یا مصرے اس کی کوپوری کر دیتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جائیجگریں

1۔ نظم اور غزل کے درمیان فرق کو بتائے۔

آزاد نظم اور معریٰ نظم کے درمیان فرق کو لکھیں۔

3.6 خلاصہ

عزیز طلبہ ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزانہ بولی جانے والی زبان یعنی روزمرہ کی زبان کے الفاظ اور خیالات بہتر انداز اور اچھی، آسان زبان میں نکھار اور سنوار کر لکھے جاتے ہیں۔ ادب اور زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں کیوں کہ ایک رائٹر جو کچھ اپنی زندگی میں دیکھتا ہے وہ سب کچھ بڑے سلیقے سے قلم بند کر دیتا ہے اگر زندگی نہ ہو یاد نیا میں موجود اتنی ساری چیزیں نہ ہوں تو پھر ادب کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اردو ادب کی دو (2) اصناف ہیں نثر اور نظم کچھ لوگ اسے اقسام بھی بولتے ہیں۔

نثر اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں وزن نہ ہو۔ نثر کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں کسی بھی بات کو صاف طور سے واضح انداز میں بیان کر دیا جائے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ افسانوی نثر، اور

2۔ غیر افسانوی نثر

افسانوی نثر: افسانوی نثر میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ شامل ہیں۔ غیر افسانوی نثر: غیر افسانوی نثر میں انسائی، خاکہ، سفر نامہ، آپ بیت، سوانح، رپورٹاژ، تذکرہ، مضمون، مقالہ، مکتوب/ خط وغیرہ شامل ہیں۔ جب شاعر/ تخلیق کار اپنے خیالات کو منظوم انداز میں پیش کرتا ہے تو اس کا شمار شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ شعری اصناف میں حمد، نعت، مناجات، سلام، منقبت، قصیدہ، غزل، مرثیہ، مشنوی، رباعی، قطعہ، شہر آشوب، واسوخت، پیر و ڈی، سہر وغیرہ شامل ہیں۔

3.7 اکتسابی متنائج

اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ

- ادب اور اس کے معنی و مفہوم کو بیان کر پائیں گے۔
- ادب اور زندگی کے رشتے کو اپنے الفاظ میں لکھ سکیں گے۔
- نثر و نظم کے درمیان فرق کر پائیں گے۔
- اردو ادب کی مختلف اصناف کو مثالوں کے ساتھ سمجھا پائیں گے۔

3.8 فرہنگ

مداوا	علاج، معالجہ، درماں، اصلاح کرنے یا ٹھیک کرنے کی تدبیر، چارہ
وقوع پذیر	واقع ہونا، عمل میں آنا، ظہور میں آنا
کاملیت	تکمیل، مکمل ہونا، پر فیکشن

رفتہ رفتہ	دھیرے دھیرے، آہستہ آہستہ
قابل	شکل و صورت، بیت، ڈھانچہ، سالچہ، وہ آله جس میں کوئی چیز ڈھالی جائے
موجد	ایجاد کرنے والا، بنانے والا، پہلی بار پیدا کرنے والا، بانی، کسی شے یا امر کی ابتدا کرنے والا، نمونے کے بغیر اپنی طبیعت سے کوئی چیز بنانے والا، اختراع کرنے والا
روشناس	جان پہچان والا، واقف، شناسا
رقص	ڈانس، ناچ، اصول نغمی یا فطری امتنگ اور جوش مسرت میں تھر کنے اور ناچنے کا عمل یا کیفیت
لاثانی	بے مثل، بے نظیر، یگانہ، یکتا، فرد، لا جواب
شاه کار	عظمی تخلیقی کار نامہ، بہترین کام، استادانہ کام، عظیم، سب سے زیادہ اہم، قابل قدر، بلند رتبہ، کسی فنکار کا سب سے عظیم کار نامہ، سب سے بہتر کار نامہ
تلخ	کڑوا، ناگوار، ناپسند، بے لطف، بے مزہ، بے کیف، ناگوار، وہ امر جو موافق طبیعت نہ ہو،
سیرت	عادت، خصلت، خُو، کردار کی پاکیزگی، حالتِ باطنی، ذاتی و صفتِ خوبی،
سیرت زندگی	سوائچہ عمری، زندگی کے حالات و واقعات کا تذکرہ
مہد سے محدثک	پیدائش سے لے کر موت تک، پوری زندگی
شوکت الفاظ	الفاظ کا دبدبہ، رعاب، بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال کر کے گفتگو کی اہمیت بڑھانا یا کسی کی عظمت بیان کرنا
قادر الکلامی	زبان و بیان پر عبور یا مہارت یاد سترس، جس طرح سے چاہے الفاظ کا استعمال کر لے
پر شکوہ	عظمیم الشان، شان و شوکت والا، مرعوب

3.9 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ ادب کے حوالے سے کون سا بیان درست نہیں ہے۔

- الف) ادب زندگی کا ترجمان ہوتا ہے
 ب) ادب سماج کا عکاس ہوتا ہے
 ج) ادب زندگی کا آئینہ ہوتا ہے
 د) ادب کا سماج سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے

2۔ ادب کی یہ تعریف "وہ تمام علم جو کتب کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے وہ ادب کہلاتا ہے" کس نے کی؟

الف) پیٹھو آر نلڈ	ب) پریم چد	ج) نار ممن جود ک	د) ار سٹو
3۔ درج ذیل میں سے کون قصیدے کے اجزاء ترکیبی میں شامل نہیں ہے؟			
الف) تشیب	ب) گریز	ج) گر جز	د) مح
4۔ درج ذیل میں سے کون افسانے کے اجزاء ترکیبی میں شامل نہیں ہے؟			
الف) پلات	ب) کردار	ج) قصہ	د) سٹھ
5۔ "یہ تاریخ سے جدا صنف ہے۔ یہ آرٹ ہے سائنس نہیں" اس تعریف کا تعلق کس صنف سے ہے؟			
الف) داستان	ب) سوانح	ج) مثنوی	د) خطوط
6۔ آزاد نظم کی ابتدائیاں سے ہوئی؟			
الف) فرانس	ب) روس	ج) چین	د) امریکہ
7۔ نظم معری کو غیر مدققی نظم، بلا قافیہ نظم یا۔۔۔۔۔ بھی کہا جاتا ہے۔			
الف) غزل	ب) مرچیہ	ج) بلینک ورس	د) سانیٹ
8۔ رباعی کی مخصوص بحراور۔۔۔۔۔ ہیں			
الف) مصر	ب) گرداں	ج) شعر	د) اوزان
9۔ ذیل میں مرثیہ کے اجزاء ترکیبی نہیں ہے؟			
الف) چہرہ	ب) سراپا	ج) رخصت	د) مربوط پلات
10۔ رباعی۔۔۔۔۔ کا لفظ ہے۔			
الف) عربی	ب) فارسی	ج) ترکی	د) ایرانی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ داستان کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
- 2۔ مثنوی کی تعریف بیان کیجیے۔
- 3۔ ناول کے اجزاء ترکیبی تحریر کیجیے۔
- 4۔ مرثیہ کی اقسام بیان کیجیے۔
- 5۔ نجی خطوط پر روشی ڈالیے۔

طويل جوابات کے حامل سوالات

- 1- ادب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ تحریر کیجیے۔
- 2- ادب اور زندگی کے تعلق پر روشی ڈالیے۔
- 3- نثر و نظم کے فرق کو واضح کیجیے۔
- 4- شعری اور نثری اصناف کی درجہ بندی کیجیے۔
- 5- قصیدے کے خدو خال کی وضاحت کیجیے۔

معروضی سوالات کے جوابات

- | | | | | | | | | | |
|---------|--------|---------|--------|-------|----------|---------|----------|----------|--------|
| (i) الف | (ii) ب | (iii) ج | (iv) د | (v) ب | (vi) الف | (vii) ج | (viii) د | (ix) الف | (x) اف |
|---------|--------|---------|--------|-------|----------|---------|----------|----------|--------|

3.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

آل احمد سرور	شاعری اور نثر کا فرق
پریم چند	ادب کی غرض و غایت
ڈاکٹر ریاض احمد	اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے
ڈاکٹر تمیز فاطمہ نقوی، ڈاکٹر آفاق ندیم خان	اردو زبان کی تدریس و فہم
نظامت فاصلاتی تعلیم، بانو	تدریسیات اردو
رفع الدین ہاشمی	اصناف ادب

<https://www.youtube.com/watch?app=desktop&v=U0SLETKa74A>

اکائی 4۔ اردو کی ابتدائی تعلق سے مختلف نظریات*

اکائی کے اجزاء

تعارف	4.0
مقاصد	4.1
اردو زبان کے آغاز اور تقاضے کے سلسلے میں مختلف نظریات: محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین قادری زور، محمود شیرانی ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ	4.2
خلاصہ	4.4
التسابی نتائج	4.5
فرہنگ	4.6
نمونہ امتحانی سوالات	4.7
تجویز کردہ اکتسابی مواد	4.8

4.0 تعارف

اردو زبان ایک خوبصورت اور بیماری زبان ہے جو ترکی، عربی، فارسی اور ہندی کے اجزاء کو ملا کر بنتی ہوئی ہے۔ اردو کا آغاز ہندی اور فارسی کے الفاظ کو ملا کر ہوا، جو کہ مغربی ایشیا کے مسلم سلطنتوں کی فارسی زبانی تربیت کا نتیجہ تھا۔ اردو زبان میں فارسی، عربی اور ہندی کے الفاظ شامل ہیں۔ اردو ادب کی تاریخی میراث بہت روشن ہے، جس میں شعری اور نثری اصناف جن میں غزل، مثنوی قصیدہ، داستان ناول، اور ڈرامہ شامل ہیں۔ میر تقی میر، غالب، اقبال، فیض احمد فیض، سر سید، حامی، شبلی، آزاد، پریم چند، مولانا آزاد، مخدوم محی الدین امین صفی، خواجہ احمد عباس اسرار لحق مجاز، کلیم عاجز، مشتاق احمد یوسفی، ضیا محی الدین اور بہت سی دیگر ادبی شخصیات نے اردو ادب کو بہترین شکل دی ہے۔ اردو زبان کا اہم ترین اور بنیادی ذریعہ ارتباط نظم و ضبط ہے، جس کا استعمال روزمرہ کی زندگی میں بھی کیا جاتا ہے۔ اس زبان سے محبت کرنے والے لوگ دنیا بھر میں ہیں اور اس کا مودا انتہائی وسیع ہے جس میں شاعری، افسانہ، ناول اور مقالات شامل ہیں۔ عزیز طلبہ آپ سب جانتے ہیں کہ اردو زبان کے آغاز اور تقاضے کے سلسلے میں مختلف نظریات ہیں۔ مختلف ماہرین نے مختلف تناظر اور شواہد کی بنیاد پر اپنے نظریہ کے تعلق سے شواہد اور آر اپر بحث کی اور اپنے نظریہ کے لیے دلائل پیش کیے۔ معروف محقق ڈاکٹر سنیتی کمار چڑھی جی نے اس ضمن میں کہا ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں نہ آتے توجیہ ہند آریائی زبانوں کے ادبی ارتقاء میں دو ایک صدی ضرور تائیں ہو جاتی۔ اس طرح ہمیشہ سے

* Dr. Jarrar Ahamad, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

اردو کو مسلمانوں کی آمد سے جوڑا گیا ہے۔ اسی لیے سید سلیمان ندوی سندھ کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیتے ہیں کہ مسلمان سب سے پہلے یہیں آئے۔ خیر اس تعلق سے مختلف نظریات ہیں جس میں محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین قادری زور، محمود شیرانی وغیرہ کا نظریہ بہت ہی اہم اور قابل ذکر ہے۔ ان تمام نظریات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ اردو زبان ایک ملی جلی یعنی مخلوط زبان ہے۔ جو دہلی اور نواحی دہلی میں پیدا ہوئی۔ اردو زبان کھڑی بولی، برج بھاشا، عربی، فارسی، اور کئی مقامی بولیوں کے ملنے کی وجہ سے وجود میں آئی اور اب مختلف ادوار میں کئی مدارج و منازل طے کرتے ہوئے، ایک ترقی یافتہ زبان بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات طے ہے اور اس پر تمام محققین و ماہرین کا اتفاق ہے کہ اردو ہندوستان میں پیدا ہوئی۔

ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام بہت اہم اور ممتاز ہے۔ اردو زبان نے ہندوستانی فرہنگ اور ادب کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو کو بھارت اور پاکستان کی مشترکہ زبان کے طور پر قبول کیا جاتا ہے، اور یہ دونوں ملکوں کی رسمی زبان بھی ہے۔ اردو زبان کا استعمال ہندوستان کے مختلف شعبوں میں ہوتا ہے، جیسے کہ ادب، فنون، فلمی دنیا، موسيقی، مذاق و مزاج، اور روزمرہ کی زندگی میں بھی۔ اردو زبان کے کئی مشہور شاعر، ناول نگار اور ادبی فنکار ہندوستان میں بہت بڑے مقام پر فائز تھے اور ہیں۔ ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام اس لئے بھی خاص ہے کہ یہ زبان عام لوگوں تک بھی پہنچ کر مقبول ہو چکی ہے۔ اس کی سادگی اور مواد کی روزانہ کی زندگی سے متعلق ہونے کی بنا پر، اردو زبان نے ہندوستانی آئین کے اہم حصوں میں اپنی جگہ بنائی ہے۔ مجموعی طور پر، جب کہ ہندی کو صوبائی سطح پر سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، اردو، کئی دیگر زبانوں کے ساتھ، آئینی طور پر تسلیم شدہ اور محفوظ ہے، خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں یہ وسیع پیانا پر بولی جاتی ہے یا اس کی تاریخی اہمیت ہے۔ نیز وہاں پر اردو زبان کو صوبائی سطح پر سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔

4.1 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ

- اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات سے واقف ہو جائیں گے۔
- اردو زبان کے مختلف نظریات کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو جان سکیں گے۔

4.2 اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات: محمد حسین آزاد، مسعود حسین خان، محی الدین قادری زور، محمود شیرانی کے نظریے

اردو زبان کا آغاز و ارتقا

عزیز طلبہ آپ سب جانتے ہیں کہ اردو کے آغاز و ارتقا کے تعلق سے مختلف نظریات ہیں۔ کسی نے کہا کہ اردو دکن میں پیدا ہوئی، تو کسی نے سندھ کو اردو کا گھوارہ بتایا۔ اسی طرح سے دلی نواحی کو اردو کی جائے پیدائش بتایا گیا۔ محمود شیرانی نے کہا کہ اردو پنجاب میں

پیدا ہوئی۔ اس طرح سے اردو کی پیدائش کے متعلق مختلف نظریات ہیں۔ اردو زبان کے محققین و مہرین اگرچہ اس بات پر متفق ہیں کہ اردو کی ابتداء مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوئی لیکن مقام اور نویسیت کے تعین اور نتائج کے استخراج میں ان سب کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ عزیز طلبہ زبان کے آغاز کی کہانی اقوام کی تہذیب و تمدن اور ثقافت وغیرہ سے وابستہ ہوتی ہے۔ نیز زبانوں کو اپنی حتمی شکل اختیار کرنے میں بہت وقت لگتا ہے اور یہی اردو زبان کے ساتھ بھی ہوا۔ اس ضمن میں مشہور تاریخ دا ڈاکٹر جیل جالبی اپنی کتاب تاریخ ادب اردو میں رقمطراز ہیں کہ "مختلف تہذیبی عوامل، رنگارنگ قدرتی عناصر، مسلسل میل جوں اور سوم معاشرت گھل مل کر رفتہ رفتہ صدیوں میں جا کر کسی زبان کے خدو خال اجاگر کرتے ہیں۔ بولی صدیوں میں جا کر زبان بنتی، اپنی شکل بناتی اور اپنا خدو خال اجاگر کرتی ہے۔" اس عبارت سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اردو زبان کی تاریخ ایک طرح سے ہندوستان کی ہزار سالہ تاریخ کو محیط ہے اور اس دوران مختلف دوسری زبانیں بھی وجود میں آئیں۔ کسی پر اردو نے اپنے اثرات تو کسی نے اردو پر اپنے اثرات چھوڑے۔ اردو کب؟ کہاں؟ کیسے؟ پیدا ہوئی کچھ ایسے سوالات ہیں جن کے مہرین لسانیات کے پاس کوئی حتمی جوابات نہیں۔ اسی وجہ سے مختلف مہرین کے الگ الگ نظریات ہیں۔

محمد حسین آزاد کا نظریہ

"اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری زبان اردو برج بھاشا سے نکلی ہے اور برج بھاشا خاص ہندوستانی زبان

ہے۔ لیکن وہ ایسی زبان نہیں کہ دنیا کے پردے پر ہندوستان کے ساتھ آئی ہو۔ اس کی عمر آٹھ سو برس سے

زیادہ نہیں ہے اور برج کا سبزہ زار اس کا وطن ہے" (آب حیات)

محمد حسین آزاد کی تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ برج بھاشا کو اردو کا ماغز تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح سے رفتہ رفتہ مسلم فاتحین اور پھر ایک مخلوط ثقافت وجود میں آئی تو اس کی وجہ سے ایک نئی زبان بھی وجود میں آئی جو کہ اردو کہلائی۔ اردو کے تعلق سے برج بھاشا کا یہ نظریہ سب سے پہلے مہر لسانیات روڈولف ہورنلے نے پیش کیا تھا پھر میر امن، سر سید، امام بخش صہبائی، آزاد شمس اللہ قادری وغیرہ نے بھی اردو کو برج بھاشا سے منسوب کیا۔

عزیز طلبہ! حافظ شیرانی، پروفیسر مسعود حسین خان اور ڈاکٹر شوکت سبز واری وغیرہ نے اس نظریہ کی پرواز اور مدد مل تردید کی ہے۔

چونکہ محمد حسین آزاد بنیادی طور پر مہر لسانیات نہیں تھے اور مسعود حسین خان کے مطابق آزاد محض روایت اردو کو برج کا آخذ تباہی ہے۔ اسی کے ساتھ ہی اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور از سر نو غور و فکر کا سلسلہ شروع ہوا اور مختلف نظریات سامنے آئے، جن میں اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں اور مختلف زبانوں سے دریافتیں اور حقائق کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں سندھ، پنجاب، دکن، گجرات، اور نگاں آباد اور بہار کے علاقوں کو اردو کا منبع بتایا گیا۔

ان تمام تردید و تائید کے باوجود محمد حسین آزاد کے نظریہ "اردو برج بھاشا سے نکلی ہے" کو ایک خاص مقام رتبہ حاصل ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ جب بھی اردو زبان کے آغاز و ارتقا کی بات آتی ہے تو محمد حسین آزاد کے نظریہ کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔

مسعود حسین خاں کا نظریہ

متاز محقق، نامور نقاد اور مشہور ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں نے اردو زبان و ادب کی گرال قدر خدمات انجام دی ہیں۔ شعر و ادب کی دنیا میں آپ کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں۔ مسعود حسین خاں، وطن قائم گنج (اترپر دیش) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے بعد یورپ گئے اور پیرس یونیورسٹی سے لسانیات میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف ملازمت کے بعد آپ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ لسانیات میں پہلے پروفیسر و صدر کا عہدہ سنبھالا۔ 1973ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی کے واس چانسلر مقرر ہوئے۔ علی ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ 1984ء سے نواز گیا۔ ”مقدمہ تاریخ زبان اردو“ ان کا سب سے اہم کارنامہ ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اردو زبان دہلی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں پیدا ہوئی۔ تاہم اس کتاب میں انہوں نے اردو کے آغاز و ارتقا کے مسئلے پر مدل بحث کی گئی ہے۔

اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے حوالے سے ڈاکٹر مسعود حسین خاں کہتے ہیں کہ یہ اردو ہر یانوی، کھڑی بولی، برج بھاشا اور میوانی کا مرکب ہے۔ ان کے مطابق جب مسلمان دہلی آئے تو اس وقت دہلی اور نواح دہلی یعنی اس کے آس پاس کے علاقوں میں مختلف بولیاں رائج تھیں۔ ان میں ہر یانوی، کھڑی بولی، برج بھاشا اور میوانی خاص اہمیت کی حامل تھیں۔ نیز جب مسلمان عربی فارسی بولتے ہوئے دہلی میں وارد ہوئے تو ان کے تعلق سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جس کی تعمیر و ترقی میں کھڑی بولی اور ہر یانوی کا ہاتھ زیادہ تھا۔ عزیز طلبہ پروفیسر مسعود حسین خاں کا ماننا ہے کہ مختلف زمانے میں مختلف زبانوں کے اثرات اردو زبان پر پڑتے رہے جس کے نتیجہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دہلی اور نواح دہلی کی بولیاں اردو کا اصل منبع اور سرچشمہ ہیں۔ زیادہ تر ماہرین لسانیات نے مسعود حسین خاں کے اس نظریہ کی تائید کی ہے اور یہی نظریہ زیادہ مستند تسلیم کیا جاتا ہے۔

محی الدین قادری زور کا نظریہ

ڈاکٹر محی الدین قادری زور 1904ء میں حیدر آباد کے ایک محلہ شاہ گنج میں پیدا ہوئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر کے فرائض انجام دیے۔ نیز اپنے ساتھیوں کے تعاون سے ”ادارہ ادبیات اردو“ قائم کیا۔ 1962ء کو اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور اردو کے اہم محققین میں سے ایک ہیں۔ وہ کشیر اجہات شخصیت کے مالک تھے۔ ادیب، نقاد، محقق، ماہر دلکشیات، ماہر لسانیات ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مدون، مدیر، شاعر اور افسانہ نگار بھی تھے۔ اردو کے حوالے سے ان کے نظریہ کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

”اردو پنجاب میں پیدا ہوئی“ اس نظریہ کے حامی ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ہیں۔ انہوں نے اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں اپنا نظریہ اپنی تصنیف ”ہندوستانی لسانیات“ میں پیش کیا ہے۔ زور کے مطابق اردو اس زبان سے ترقی پا کر بھی ہے جو پنجاب میں بارہویں صدی عیسوی میں بولی جاتی تھی۔ زور کا یہ بھی ماننا ہے کہ گیارہویں، بارہویں صدی میں موجودہ شمال مغربی سرحدی صوبے سے الہ باد تک ایک ہی زبان رائج تھی۔ مرزا خلیل احمد بیگ کہتے ہیں کہ اردو پنجاب میں پیدا ہوئی سے یہ نتیجہ بالکل بھی اخذ نہ کیا جائے کہ اردو پنجابی سے پیدا ہوئی،

یا نگلی، یا مخوذ ہے کیوں کہ اس وقت پنجابی زبان کا وجود ہی نہیں تھا۔ اس طرح سے مختلف حوالوں اور زور کی کتابوں اور مضامین کے مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ وہ

"اردو پنجاب میں پیدا ہوئی، نظریہ کے حامی تھے۔ لیکن بعد میں ان کے اس نظریہ میں کچھ تبدیلی آئی، داستان زبان اردو میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "نئی تحقیقات کے مطابق سنکریت، پالی، شور سینی، مہارا شتری، مغربی اپ بھرنش، ایک زبان کے متعدد ادبی روپ ہیں یہ زبان مدھیہ دلیش کے (وسط ملک) بالائی دو آبے میں بولی جاتی تھی جس سے نکھر کریے زبانیں نہیں۔ اردو یا ہندوستانی، اپ بھرنش کے اس روپ سے مخوذ ہے جو گیارہویں صدی کے آغاز میں مدھیہ دلیش میں رانج تھی"۔ ص 111

"اردو پنجابی سے مشتق ہے نہ کھڑی بولی سے بلکہ اس زبان سے جوان دنوں کا مشترک سرچشمہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ وہ بعض باتوں میں پنجابی سے بھی مشابہ ہے اور بعض میں کھڑی بولی سے لیکن مسلمانوں کا صدر مقام صدیوں تک دہلی اور آگرہ رہا ہے اس لیے اردو زیادہ تر کھڑی بولی سے متاثر ہے"۔ ص 94-95

محمود شیرانی کا نظریہ

حافظ محمود شیرانی کا شمار اردو کے نامور محققین میں ہوتا ہے۔ تحقیق سے آپ کی طبیعت کو فطری میں ملکیت تھی۔ آپ کا وطن پنجاب تھا۔ شیرانی عربی، فارسی کے بڑے عالم تھے اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اردو کی پیدائش کے بارے میں یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ اردو پنجاب سے نکلی۔ اپنی کتاب "پنجاب میں اردو" میں آپ نے اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں مدلل گفتگو کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ زبان جسے اردو کہا جاتا ہے وہ پنجاب میں پیدا ہوئی اور غزنیویوں کی حکومت کے بعد مسلمان جب پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی گئے تو وہ اسی زبان کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔ شیرانی نے پنجابی، اردو اور قدیم دکنی اردو کی لسانی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اردو پنجاب میں پیدا ہوئی۔ گرام بیل جو کہ ماہر لسانیات تھے اور جارج گریر سن نے بھی شیرانی کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ شیرانی نے خود اپنے نظریہ کی تائید میں تاریخی شواہد اور پنجابی اور قدیم اردو کے مابین مشترک لسانی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ان کی تذکرہ اور تائید اور جمیع اور انفعاں کے تصرف کا اتحاد اسی ایک نتیجے کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اردو اور پنجابی زبانوں کی والادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔ دنوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی ہے اور جب سیانی ہو گئی ہیں تو ان میں جدائی واقع ہوئی ہے"۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1۔ اردو زبان کے آغاز و ارتقا کو بیان کریں۔
- 2۔ مسعود حسین خاں کے نظریات کو لکھیں۔

4.3 ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ

ہندوستان کا آئین ملک کا سپریم قانون ہے اس کو پارلیمان پر فوقیت حاصل ہے یعنی پارلیمنٹ اسے م uphol نہیں کر سکتی ہے۔ مجلس دستور ساز نے آئین ہند کو 26 نومبر 1949 کو تسلیم کیا اور اس کا نفاذ 26 جنوری 1950 کو عمل میں آیا۔ یہ دنیا کا سب سے طویل تحریری آئین ہے۔ ڈرافٹنگ کمیٹی، جس کی صدارت ڈاکٹربی آر ام بیڈ کرنے کی اور اس دستاویز کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ہندوستانی آئین کی منفرد خصوصیات میں سے ایک اس کا کثیر لسانی کردار ہے۔ یہ یونین کی سطح پر ہندی اور انگریزی کو سرکاری زبانوں کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ آئین کے آٹھویں شیڈول میں درج 22 علاقوئی زبانوں کو بھی تسلیم کرتا ہے، جن میں مندرجہ ذیل زبانیں شامل ہیں:

1. آسامی	2. بہگالی
3. گجراتی	4. ہندی
5. کنڑ	6. کشمیری
7. کوئنکنی	8. ملیالم
9. منی پوری	10. مراثی
11. نیپالی	12. اوریا
13. پنجابی	14. سنسکرت
15. سندھی	16. تامل
17. تیلگو	18. اردو
19. بوجو	20. سنھالی
21. میچلی	22. ڈوگری

ان زبانوں کو ایک خصوصی حیثیت اور تحفظ فراہم کیا گیا ہے، اور حکومت کو ان کی ترقی اور تحفظ کے لیے اقدامات کرنے کا پابند بنا یا گیا ہے۔ انہیں زبانوں میں اردو زبان بھی شامل ہے اور وہ سب مراءات و تحفظات اردو زبان کو بھی حاصل ہے۔ مزید برآں، ہندوستانی آئین زبان اور ثقافت سے متعلق کچھ حقوق بھی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، آر ٹیکل 129 اقلیتوں کو اپنی الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت کے تحفظ کی اجازت دے کر ان کے مفادات کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ آر ٹیکل 350A حکومتوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ لسانی اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کی سہولیات فراہم کرے۔

دستور ہند کی دفعہ 21 اور 21A

دفعہ 21 کے تحت ہندوستان کے ہر شہری کو اپنی زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ دفعہ 21A شہریوں کو یہ بنیادی حق دیتا ہے کہ ریاست 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے، جس کے لیے ریاست قانون بناسکتی ہے۔ قوی

تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت عمر میں 4 سال کا اضافہ کر 14 سال کی جگہ 18 سال کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق 6 سال سے 18 سال کی عمر کے پھوٹ کو مفت اور لازمی تعلیم دی جائے گی۔ 2009 میں قانون حق تعلیم (آرٹی ای) ایک منظور ہوا، جس کا مقصد ہر بچے کی مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بنانا ہے۔ ان دفعات کی رو سے کوئی بھی شخص اپنے بنیادی حقوق کا استعمال کرتے ہوئے اپنی زبان کی ترویج و اشاعت اور ترقی کے لیے اقدامات کرنے کے لیے آزاد ہے اور اگر کہیں اس کی پامالی ہو رہی ہو تو اس کے تدارک کے لیے قانون کا سہارا لے سکتا ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 30 اور 29

دفعہ 29 اور 30 دونوں اقلیتوں کو کچھ مخصوص حقوق کی حمانت دیتی ہیں۔ دفعہ 29 اقلیتوں کے مفاد کا تحفظ اس طرح کرتی ہے کہ کوئی بھی الگ زبان، رسم الخط اور ثقافت رکھنے والے شہری اور قوم کو اپنے ان امور کے تحفظ کا کامل حق حاصل ہے۔ ان دفعات کے تحت کسی کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، زبان وغیرہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ دفعہ 30 اقلیتوں کو مذہب اور زبان کی بنیاد پر اپنے تعلیمی ادارے کے قیام اور انتظام و انصرام کا ایسا حق دیتا ہے جس میں حکومت اقلیتوں کے اداروں میں مداخلت نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کے ساتھ امتیازی سلوک کی بنیاد پر ادروک سکتی ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن کا قیام اسی کی ایک کڑی ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 350A، 350B اور 350

دفعہ 350 شہریوں کو اپنی شکایات کے ازالے کے لیے یونیں اور صوبے کے افسران و ذمہ داران کے پاس اس ملک میں استعمال ہونے والی کسی بھی زبان میں اپنی نمائندگی درج کرنے کا حق دیتی ہے۔ 350 اے کے تحت اس ملک کی ہر ریاست اور مقامی اتحارٹی کی یہ کوشش ہو گی کہ وہ لسانی اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے پھوٹ کو تعلیم کے بنیادی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کے لیے مناسب سہولیات مہیا کریں۔ صدر جمہوریہ کسی بھی ریاست کو بوقت ضرورت اس طرح کی ضروری ہدایات جاری کر سکتے ہیں۔ 350 بی کے تحت لسانی اقلیتوں کے لیے ایک خصوصی افسر کی تقرری صدر جمہوریہ کے ذریعے کی جائے گی۔ یہ افسر آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کو حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے متعلق تمام معاملات کی تحقیقات کر کے صدر جمہوریہ کو رپورٹ کرے گا، جو کہ ہر سال ایوان کے سامنے رکھی جائیں گی اور متعلقہ ریاستوں کی حکومتوں کو بھی ارسال کی جائیں گی۔ ان دفعات کے پیش نظر کوئی بھی اپنی زبان میں اپنے پھوٹ کی بنیادی تعلیم کے لیے حکومتوں کی توجہ مبذول کر سکتا ہے۔

دستور ہند کی دفعہ 345 اور 347

دفعہ 345 ملک کی ہر ریاست کو حق دیتی ہے کہ وہ اپنی قانون ساز اسمبلی / ملنے کے ذریعے ریاست میں بولی جانے والی زبانوں میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ زبان کو سرکاری زبان کے طور پر اپنا سکیں۔ دفعہ 347 کے تحت ریاستیں اپنی عوام کے کسی مخصوص طبقے کی ڈیمانڈ پر ان کے ذریعے بولی جانے والی زبان کو حکومتی زبان کے طور پر تسلیم کر سکتی ہیں مزید برآں انہیں مخصوص انتظامات بھی فراہم کر سکتی ہیں۔

تو می تعلیمی پالیسی 2020 اور ہندوستانی زبانیں

تو می تعلیمی پالیسی 2020 کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت جتنا زور تو می تعلیمی پالیسی 2020 پر دیا جا رہا ہے اور جس طرح سے تمام متعلقہ افراد کو اس کے نفاذ اور عمل آوری کے تعلق سے ہدایات دی جا رہی ہیں، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ عزیز طلبہ اس پالیسی کو 29 جولائی 2020 کو منظوری ملی۔ اس پالیسی میں بہت سے تشنہ گوشوں کو سیراب کیا گیا ہے، بہت سے اچھوٰتے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، نئے اور تنقیدی زواں یہ فکر اور تصورات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ہولسٹک ڈیولپمنٹ اور تکنیکی تعلیم پر از سر نو غور کر کے سب کی شمولیت اور صحیح معنوں میں تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ طلبہ کی ضروریات وغیرہ کے پیش نظر اس پالیسی میں تمام ہندوستانی زبانوں میں تعلیم اس علاقے کی تہذیب و ثقافت کو ملحوظ خاطر رکھ کر فراہم کرنے کی بات پر زور دیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر زبان ہندوستانی آئین کا ایک اہم پہلو ہے، جو ملک کے لسانی تنوع اور لسانی مساوات اور ثقافتی تحفظ کے اصولوں کی عکاسی کرتی ہے۔ عزیز طلبہ اس طرح سے اردو زبان بھی ہمارے وطن عزیز کی ایک اہم اور پیاری زبان ہے اس لیے یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنی زبان کے تعلق سے قانونی امور و نفعات کو اچھے سے جانیں اور دوسروں کو بھی بتانے کے ساتھ اس کی ترقی، ترویج و اشاعت اور تحفظ کے لیے مناسب و موزوں اقدامات کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

1- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو متعین کریں۔

4.4 خلاصہ

عزیز طلبہ ماہرین نے اردو زبان کے سلسلے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں جیسے "اردو برج بھاشنا سے پیدا ہوئی" محمد حسین آزاد "اردو بھریانی، کھڑی بولی، برج بھاشنا، میواتی کا مرکب ہے" پروفیسر مسعود حسین خاں "اردو بینجاپ میں پیدا ہوئی" حافظ محمود شیرانی

ان کے علاوہ بہت سے محققین جیسے سید سلیمان ندوی، نصیر الدین ہاشمی، مولوی عبدالحق، سہیل بخاری، جمیل جابی، شوکت سبز واری، ڈاکٹر سنیتی کمار چڑھجی، پروفیسر گیان چند جیں وغیرہ نے الگ الگ یا اس سے ملتے جلتے نظریات پیش کیے ہیں۔ تمام نظریات کے جائزے سے ان سب میں دو اہم باتیں مشترک نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کی آمد سے ایک نئی زبان وجود میں آئی۔ دوسری یہ کہ اس زبان نے مختلف عہد میں یہاں کی دوسری بولیوں سے استفادہ کیا اور ان کے اثرات قبول کیے۔ عزیز طلبہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام ماہرین و محققین کے نظریات اپنے وقت اور حالات کی مناسبت سے درست ہیں جب جس وقت جس طرح کے وسائل اور علوم و کتب اور

دستاویزان کے پاس تھے ان کی روشنی میں انہوں نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے۔ لہذا کسی ایک نظریہ کو دوسرا پر فوکس دینا ایس ب کو باطل قرار دے کر کسی ایک کو صحیح ٹھہر اندازت نہیں۔

دستور ہند کے مختلف اقدامات کی روشنی میں، زبان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ دفعہ 21 اور 21 اے 'عوام کو زندگی اور ذاتی آزادی کا حق دیتی ہے۔ دفعہ 21 اے 'مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بناتی ہے۔ جس کے تحت 6 سے 18 سال کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ قانون حق تعلیم (آرٹی ای) ایکٹ کے تحت، ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم کا حق فراہم کیا گیا ہے اور کوئی بھی شخص یا ادارہ ان کا یہ حق نہیں چھین سکتا ہے۔ دفعہ 29 اور 30 اقلیتوں کو مخصوص حقوق فراہم کرتی ہے، جن میں اپنی زبان، رسم الخط، اور ثقافت کے تحفظ کا حق شامل ہے۔ ان دفعات کے تحت کسی بھی شخص کو اپنی زبان کی ترویج اور اشاعت کے لیے اقدامات کرنے کا حق حاصل ہے۔ دفعہ 350 اے، اور 350 بی مختلف زبانوں کی تعلیمی فراہمی اور زبانی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے اہم ہیں۔ دفعہ 345 اور 347 ملکی ریاستوں کو اپنی مقامی زبان کو سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ قوی تعلیمی پالیسی 2020 زبانی تنوع کی ترویج اور زبانی اقلیتوں کی تعلیمی فراہمی پر زور دیتی ہے۔ یہ پالیسی ہندوستان کی تمام زبانوں میں تعلیم فراہم کرنے پر توجہ دیتی ہے۔

4.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ

- اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے سلسلے میں مختلف نظریات کو سمجھ گئے۔
- مختلف نظریات کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔
- ہندوستانی آئین میں اردو زبان کے مقام و مرتبہ کو جان گئے۔

4.6 فرہنگ

ارقا	درجہ بہ درجہ ترقی، وقت کے ساتھ کسی شی میں ترقی و تبدیلی
شوہد	دلائیں، ثبوت، شہادت۔ کسی چیز کے لیے ثبوت فراہم کرنا
ماخذ	اصل، مرکز، ذریعہ، وہ جگہ جہاں سے کوئی چیز اخذ کی جائے
فائز	منصب پر فائز ہونا/ کام یا ذمہ داری پر مامور کرنا
اردو کا منع	اردو کا سرچشمہ، پھیلنے کی جگہ
تائید	حملیت یا طرفداری کرنا

استخراج	چند معلوم باتوں سے نامعلوم بات کی دریافت، نتیجے کا انداز و استنباط، اجمال سے تفصیل پیدا کرنا، (حالات و آثار کی رو سے) عقل کا فیصلہ
رقطراز	لکھنا، کوئی بات، کسی خیال کو الفاظ کی شکل دے کر تحریر کرنا
رسوم و معاشرت	زندگی جیئے کا طور طریقہ
کثیر الجہات	مختلف جہات والا، مختلف علوم و فنون پر دسترس رکھنے والا
صدی	سو برس، سو سال، بہت لمبہ عرصہ، طویل مدت
دلل	دلیل کے ساتھ، اپنی بات کو دلیل کے ساتھ پیش کرنا
ولادت گاہ	پیدا ہونے کی جگہ، جائے پیدائش
ملحوظ خاطر	کسی کی بات کا لحاظ کرنا، کسی بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی بات رکھنا، کسی خیال کی روشنی میں اپنے خیال کو پیش کرنا
ترویج و اشاعت	کسی بات کو فروغ دینا یا پھیلانا، جیسے علم یا معلوم کو خوب پھیلانا
مشترک	ایک جیسی، مشابہ شی، یکسانیت
تنوع	قسم قسم کا ہونا، رنگ برنگ کا ہونا، نیا پن، جدت
مفصل	واضح، غیر مبہم، تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہوا، کھول کر بیان کیا گیا

4.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ یہ کس کا نظریہ ہے؟ "اتی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری زبان اردو برج بھاشا سے نکلی ہے"

الف) محمود شیرانی ب) محمد حسین آزاد ج) مسعود حسین خان د) نصیر الدین ہاشمی

2۔ کتاب "مقدمہ تاریخ زبان اردو" کے مصنف ہیں۔

الف) ڈاکٹر سنیتی کمار چڑھی ب) ڈاکٹر مسعود حسین خان ج) ڈاکٹر گیان چند جیں د) سید سلیمان ندوی

3۔ ہندوستانی آئین کا نفاذ کس سن میں عمل میں آیا؟

1949 (الف) 1950 (ب) 1951 (ج) 1952 (د)

4۔ آئین ہند کی ڈرافٹنگ کمیٹی کے صدر کون تھے؟

الف) ڈاکٹری آر امبلیڈ کر ج) مولانا ابوالکلام آزاد د) ڈاکٹر راجندر پر ساد	ب) ڈاکٹر راجندر پر ساد ج) مولانا ابوالکلام آزاد د) ڈاکٹر راجندر پر ساد
5- 22 زبانیں دستور ہند کے کس شیڈول میں درج ہیں؟	
الف) چوتھے شیڈول ب) پھٹوں شیڈول ج) آٹھوں شیڈول د) سویں شیڈول	
6- ذیل میں کون سی دفعہ کے تحت مفت اور لازمی تعلیم کو بنیادی حق بناتی ہے؟	
45) 21 اے ج) 29 ب) 20 الف) 21 اے	
7- "اردو زبان پنجاب میں پیدا ہوئی"۔ کس کا نظریہ ہے؟	
الف) محمد حسین آزاد ب) حافظ محمود شیرانی ج) حالی د) مسعود حسین خاں	
8- اردو اکٹھری بولی سے نکلی ہے۔ کس نے کہا؟	
الف) مسعود حسین خاں ب) سرسید ج) ولی دکنی د) امیر خسرو	
9- اقلیتوں کو مذہب اور زبان کی بنیاد پر اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق آئین کا کون ساد فعہ دیتا ہے؟	
30) 21 ج) 21 ب) 15 الف) 14	
10- آئین میں اردو زبان کا ذکر ہے؟	
الف) آٹھوں شیڈول ب) دسویں شیڈول ج) پھٹوں شیڈول د) چوتھے شیڈول	

معروضی سوالات کے جوابات:

(i) ب	(ii) ج	(iii) ب	(iv) الف	(v) ج
(x) الف		(ix) الف	(viii) د	

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- اردو کے آغاز کے سلسلے میں مختلف نظریات میں کہنیں دو مشترکہ بالوں کی نشاندہی کیجیے۔
- 2- اردو زبان کے آغاز کے سلسلے میں مسعود حسین خاں کا نظریہ بتائیے۔
- 3- اردو کی ابتداء کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔
- 4- دستور ہند کی دفعہ 21 اور 21 اے کس بارے میں ہے؟ تحریر کیجیے۔
- 5- آئین ہند نے کل کتنی زبانوں کو تسلیم کیا ہے، ان کی تعداد بتانے کے ساتھ کہنیں چار زبانوں کے نام بتائیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ اردو زبان پر مختلف بولیوں اور زبانوں کے اثرات شامل ہیں۔ واضح کیجیے۔
- 2۔ زبان کے فروغ کے متعلق قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے کردار کی وضاحت کیجیے۔
- 3۔ دستور کی دفعہ 29، 30 اور 35 پر روشنی ڈالیے۔
- 4۔ آغاز زبان کے سلسلے میں آپ کے نزدیک کون سا نظریہ سب سے درست ہے اور کیوں؟ مدل کیجیے۔
- 5۔ ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ۔ منفصل کیجیے۔

4.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

مسعود حسین خان	مقدمہ تاریخ زبان اردو
مسعود حسین خان	اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ
سید احتشام حسین	ہندوستانی لسانیات کا خاکہ
سید مجی الدین قادری زور	ہندوستانی لسانیات
حافظ محمود خان شیرانی	پنجاب میں اردو
ڈاکٹر جبیل جابی	تاریخ ادب اردو
ڈاکٹر محمد کامران	اردو زبان و ادب کی مختصر تاریخ
ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم	اردو زبان کی تدریس فہم
ڈاکٹر ریاض احمد	اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے
سنیتی کمار چڑھی	ہند آریائی اور ہندی
نظامت فاصلاتی تعلیم مانو	اردو زبان و ادب کی تاریخ، ایم اے اردو
ڈاکٹر نجم الحسن / ڈاکٹر صابرہ سعید	تدریس اردو
ڈاکٹر ابو عمیر (عمر منظر)	اردو زبان کا آغاز وار تھا
اگنو	اردو ایں ایں ایم ایم

مانو	بی اے اردو، ایس ایل ایم
منجیت سنگھ	'ہندوستان میں اردو زبان کا مقام'
قومی کو نسل برائے فروغ اردو زبان	دستور ہند
آفتاب عالم	ہندوستانی آئین میں اردو زبان کا مقام (اردو دنیا۔ جون، 2022)
امیاز احمد	اردو زبان کا آغاز: مختلف نظریات (اردو دنیا۔ فروری، 2024)
اردو کاتار بخی پس منظر Urdu Language (urducouncil.nic.in)	اردو کاتار بخی پس منظر

اکائی 5- تدریس*

اکائی کے اجزاء

5.0	تمہید
5.1	مقاصد
5.2	تدریس
5.2.1	تدریس کے معنی و مفہوم
5.2.2	ماہرین تعلیم کی نظر میں تدریس کی تعریف
5.2.3	تدریس کی خصوصیات
5.2.4	تعلیم و تدریس میں فرق
5.2.5	تدریس کے مراحل
5.2.6	تدریس کی اقسام
5.3	تدریس کی اہمیت
5.4	معیاری تدریس کی خصوصیات
5.5	خلاصہ
5.6	اکتسابی نتائج
5.7	فرہنگ
5.8	نمونہ امتحانی سوالات
5.9	تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید

تعلیم کی طرح تدریس کی بھی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ کچھ لوگ تدریس کو استاد کا واضح بیان (سے کیا سیکھنا چاہیے) سمجھتے ہیں، اور ایک گروہ تدریس کو استاد، طالب علم اور نفس مضمون کے درمیان باہمی تعامل کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ ماہرین تعلیم کی ایک بڑی تعداد کے

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

نzdیک تدریس اس عمل کو کہا جاتا ہے جو طلباء کو سیکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ ماہرین تعلیم کی پیش کردہ تعریفوں کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تدریس ایک ایسی سرگرمی ہے جو شعوری طور پر اور ایک خاص مقصد کے تحت انجام دی جاتی ہے جو طالب علموں کی علمی حیثیت کو فروغ دینے کا سبب بنتی ہے۔

اس اکائی میں تدریس کے معانی و معناہیم کو بیان کیا جائے گا اور تدریس کے حوالے سے مختلف ماہرین تعلیم کے نظریات، تدریس کی اہمیت و افادیت اور معیاری تدریس کی کیا خصوصیات ہیں، ان سب کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔

5.1 مقاصد

اس اکائی کے مطلع کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- تدریس کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- تدریس کے بارے میں مختلف ماہرین تعلیم کے نظریات کی وضاحت کر سکیں۔
- تدریس کے اقسام اور نوعیت کو بیان کر سکیں۔
- تدریس کی اہمیت و افادیت کو بیان کر سکیں۔
- معیاری تدریس کی خصوصیات کا احاطہ کر سکیں۔

5.2 تدریس

5.2.1 تدریس کے معنی و مفہوم

تدریس کے معنی سکھانا، پڑھانا، درس دینا، سبق پڑھانا ہیں۔ تدریس ایک ایسی منصوبہ بند سرگرمی ہے جو طلبائیک علم کی منتقلی کا سبب بنتی ہے۔

تدریس ایک سماجی عمل ہے۔ یہ دو طرفہ سرگرمی ہے جس میں عمل اور رد عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس کا بنیادی کام علم کی منتقلی ہے، اس لیے استاد اور شاگرد کو ایک دوسرے کی ہاتوں کو صحیح طور پر سمجھنا چاہیے۔

تدریس نفس مضمون کو معیاری اور نفیسی انداز میں پیش کرتی ہے۔ معلم جب کسی شے کا علم حاصل کرتا ہے تو جہاں وہ اس معلومات کو یاد رکھتا ہے وہیں طلباء کے تقاضوں اور نفیسی ای عوامل سے بھی باخبر رہتا ہے۔

تدریس کا عمل باقاعدہ، منظم، با مقصد اور پہلے سے منصوبہ بند سرگرمیوں کا ایک سلسلہ ہے جو طلباء میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

تدریس کا مقصد طالب علم میں ایک تحرک پیدا کرنا اور سبق سیکھنے کے لیے مناسب محول فراہم کرنا ہے۔

تدریس ایک مخصوص مقصد پر منی ایک شعوری عمل ہے جس کے طریقہ کار میں معلم اور طلباء کے درمیان تعامل پیدا کرنا، مخصوص اور پہلے سے طے شدہ اہداف پر منی سرگرمیاں انجام دینا، ضرورت کے مطابق تدریسی طریقوں کا باقاعدہ ڈیزائن اور تدریس کو آسان بنانے کے لیے صحیح موقع اور حالات فراہم کرنا شامل ہے۔

5.2.2 ماہرین تعلیم کی نظر میں تدریس کی تعریف

تدریس بھی تربیت کا ایک جز ہے۔ ماہرین تعلیم نے تدریس کی جو تعریف بیان کی ہیں ان کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے تاکہ اس لفظ کی اہمیت واضح ہو جائے۔

رینڈی گنج جو ایک نقاد، مصنف اور مقرر ہے وہ کہتا ہے کہ ”کسی شخص کی طرف سے کوئی بھی سرگرمی، جو کسی دوسرے شخص کے سکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے کی جاتی ہے وہ تدریس کہلاتی ہے۔“ برطانوی مصنف براؤن کے نزدیک:

”تدریس، جو کچھ بھی ہے، ایک کثیر الجھتی کو شش ہے جس میں اطلاع دینا، سوال کرنا اور جواب دینا، سمجھانا، سنا، حوصلہ افزائی کرنا، تعریف کرنا، اور بہت سی دیگر ضروری سرگرمیاں شامل ہیں۔ جو چیز تدریسی پیشے کو دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سنسنے والے کو وہ معلومات ملتی ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔“

سمسن نے ان لفظوں میں تدریس کی تعریف کی ہے:

”تدریس وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ سماج کے نوجوان تربیت حاصل کرتے ہیں۔“

سینٹ تھامس کہتا ہے:

”کسی بھی طرح سے کسی کو معلومات اور علم دینا تدریس ہے۔“

این ایل گیز کے مطابق:

”تدریس ایک قسم کا باہمی اثر ہے۔ جس کا مقصد دوسرے انسان کے برتاؤ میں تبدیلی لانا ہے۔“

ریانس کے نزدیک تدریس کی بہتر تعریف یہ ہے:

”دوسروں کو سکھنے کے لیے صحیح ہدایت دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کے عمل کو تدریس کہا جاتا ہے۔“

لبی۔ او۔ اسمیٹھ اس طرح تدریس کا مفہوم واضح کرتا ہے:

”تدریس ہدایتی عمل کا ایک مقصد ہے۔“

کلارک کے نزدیک:

”تدریس کی تشکیل و تنظیم طلبہ کے عادات و اطوار میں تبدیلی کے لیے کی جاتی ہے۔“
اتجھ۔ سی۔ موریسین کے مطابق:

”تدریس وہ عمل ہے جو زیادہ باو قار شخصیت اور کم پختہ شخصیت کے درمیان آتا ہے اور وہ کم پختہ شخصیت کی آئندہ تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔“

تدریس کی تعریف اور ماہرین تعلیم کے افکار کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ تدریسی عمل میں اہم چیز یہ ہے کہ استاد اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کیا سیکھنا چاہیے تاکہ اس کی بنیاد پر طلبہ کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کی جائیں۔ درحقیقت تدریس کے دوران درج ذیل تین باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔

- 1۔ تدریس کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔
- 2۔ تدریس میں جو کچھ سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔
- 3۔ تصورات کو اس طریقے سے پیش کیا جانا چاہیے یا طلباء میں تبدیلی لانے کے لیے اس طریقے سے فراہم کیا جانا چاہیے جو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق ہو۔

5.2.3 تدریس کی خصوصیات

تدریس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

- 1۔ تدریس استاد اور طلباء کے درمیان ایک مؤثر تعامل ہے۔
- 2۔ تدریس ایک فن ہے جس کا سیکھنا معلم کے لیے ضروری ہے کیونکہ وہ ایک رہنمائی حیثیت رکھتا ہے۔
- 3۔ تدریس فن کے ساتھ ساتھ سائنس بھی ہے۔
- 4۔ تدریس میں ابلاغ کی مہارت کا غالبہ ہے۔
- 5۔ تدریس ایک سہ رخی عمل ہے۔ (i) تعلیمی مقاصد (ii) سیکھنے کے تجربات (iii) رویے میں تبدیلی
- 6۔ تدریس کی منصوبہ بندی اچھی طرح سے ہونی چاہیے، اور استاد کو مقاصد، تدریس کے طریقے اور تشخیصی تکنیک کا انتخاب کرنا چاہیے۔
- 7۔ تدریس کا کام تجویز کرنا ہے نہ کہ حکم دینا۔
- 8۔ اچھی تدریس جمہوری قسم کی ہوتی ہے جس میں استاد طلباء کا احترام کرتا ہے، انہیں سوال پوچھنے، سوالات کے جواب دینے اور موضوعات پر بحث کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔
- 9۔ تدریس کے ذریعے طلباء کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔
- 10۔ تدریس تعاوون پر مبنی سرگرمی ہے لہذا استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء کو کمہ جماعت کی مختلف سرگرمیوں میں شامل کریں، جیسے کہ تنظیم، انتظام، مباحثہ، متن خوانی اور نتائج کی تشخیص۔

- 11- تدریس میں علاج کا درجہ رکھتی ہے اس لیے استاد کو طلباء کے اکتسابی مسائل کو حل کرنا چاہیے۔
- 12- تدریس بچوں کو زندگی میں ایڈ جسٹمنٹ (Adjustment) کرنے میں مدد دیتی ہے۔
- 13- تدریس ترقی پسند ہوتی ہے۔ تدریس کا مقصد بچوں کو زندگی کے ساتھ ہم آہنگ بنانا ہے۔
- 14- تدریس طلباء کی سوچنے کی طاقت کو متحرک کرتی ہے اور انہیں خود سے سکھنے کی جانب راغب کرتی ہے۔

5.2.4 تعلیم و تدریس میں فرق

علم و فن کی نشوواشتافت میں تعلیم و تدریس کا اہم کردار رہا ہے لیکن تعلیم و تدریس میں ایک بنیادی فرق ہے۔ تعلیم فلم، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے استاد کی موجودگی میں یا اس کے بغیر بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن تدریس میں استاد کا موجود ہونا لازمی ہے۔ تدریس سے مراد تعلیمی سرگرمی کا وہ حصہ ہے جو کلاس میں استاد کی موجودگی میں انجام پاتا ہے۔ تدریس بھی تعلیم کا ایک حصہ ہے لیکن تربیت (Training) کی طرح، اس میں باقاعدہ سرگرمیوں کا ایک سلسلہ شامل ہے۔ اس میں پہلے سے مرتب کردہ ہدف بھی شامل ہے اور اس کا مقصد استاد کے ذریعہ سکھنے کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا ہے۔

تعلیمی سرگرمیوں کا وہ حصہ جو مبینہ یا کے ذریعے استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کے بغیر ہوتا ہے کسی بھی طرح تدریس نہیں کھلاتا۔ البتہ اسے تعلیم کہہ سکتے ہیں۔ لہذا، تعلیم تدریس سے زیادہ عام معنی رکھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر تدریس تعلیم ہے، لیکن ہر تعلیم تدریس نہیں ہے۔ تدریس وہ شعوری اور سماجی عمل ہے جو نو عمروں کو سماجی، ثقافتی، تدینی، اخلاقی اور معاشی زندگی کا اہل بنانے کے لیے منصوبہ بند طریقے سے انجام دیا جائے۔

تعلیم کے ذریعہ انسان کی ذہنی اور جسمانی صلاحیت کو بڑھایا سکتا ہے۔ یہ ایک فرد کی تخلیقی صلاحیت کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم اسکوں یا کانج میں منظم ہدایات حاصل کرنے یا اس پر عمل کرنے کا نام ہے۔ جب کہ تدریس مناسب ہدایات کے ذریعے کسی شخص کے خیالات اور سرگرمی کو تشكیل دینے یا نئے طرز عمل اور صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے رہنمائی کرنے کا نام ہے۔ تعلیم اور تدریس کے درمیان موجود فرق درج ذیل ہیں۔

1. اہم بنیادی فرق:

- تعلیم:۔ ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے مختلف وسائل ہو سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اسکوں، کانج یا یونیورسٹی سے کوئی سبق سیکھ کر خود کو تعلیم یافتہ بنائیں۔ آپ کوئی اہم دستاویزی فلم، ڈرامہ یا معلوماتی چیزیں دیکھ کر اپنے آپ کو تعلیم دے سکتے ہیں جس میں افراد کے سماجی بہبود کے لیے اہم پیغام ہو۔ اسی طرح، کوئی بھی اخبارات یا میگزین پڑھ کر دنیا کے معاملات یا کسی اور موضوع کے بارے میں اپنے علم کو تقویت بخش سکتا ہے۔

• تدریس بہتر طور پر سکھانے کے لیے مناسب رہنمائی کرنے کا جامع عمل ہے۔ ایک جاہل شخص اچھا استاد نہیں بن سکتا۔ تدریس طلباء تک معلومات کو منتقل کرتی ہے۔ تدریس کے طریقوں کو خود سے نہیں سیکھ سکتے بلکہ اس کے لیے خاص اسکول یا معلم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام کوئی ماہر استاد ہی کر سکتا ہے۔

2- تقسیم کے لحاظ سے فرق:

تعلیم کا لفظ جب ہم سنتے ہیں تو ہمارا ذہن ان منظوم کو ششوں کی طرف جاتا ہے جو اسکول یا مدارس میں انجام دی جاتی ہیں۔ یقیناً یہ رسمی تعلیم (Formal Education) ہے اور اس کے ثبت اور درس نتیجے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تعلیم کا ایک محدود مفہوم ہے۔ کیونکہ اسکول وغیرہ میں بچے محدود وقت میں محدود معلومات و تجربات سیکھتے ہیں۔ جب کہ انسانی زندگی میں پیدائش سے لے کر موت تک سیکھنے کا عمل برابر جاری رہتا ہے۔ جسے ہم نیم رسمی اور غیر رسمی تعلیم (Informal Education) اور (Education) کے نام سے جانتے ہیں۔

رسمی تعلیم کی وہ قسم ہے جس میں والدین بچے کو ایسی چیزیں سکھار ہے ہیں جو تعلیم سے بالاتر ہیں جیسے کھانا تیار کرنا یا سائکل چلانا۔ بعض لوگ کتابوں یا تعلیمی ویب سائٹس کے ذریعے بھی غیر رسمی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی تعلیم اسکولوں میں ایک منظم طریقہ سے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ یہ نپہلے سے منصوبہ بند ہے اور نہ ہی ارادی طور پر۔ بلکہ یہ ایک تجربہ ہے کہ ایک فرد با قاعدہ مشق سے گزر کر اور دوسروں کو دیکھ کر حاصل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی بچے کو خصوصیت کے ساتھ کچھ سکھانا جیسے مادری زبان، کچھ غیر نصابی سرگرمیاں انجام دینا وغیرہ ہو سکتی ہیں۔

نیم رسمی تعلیم: یہ سیکھنے کا ایک طویل عمل ہے جو گھر سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ایک شخص ماحول سے علم حاصل کرتا ہے جہاں آپ کسی کے کام یا مہارت کا تجربہ کر کے علم حاصل کرتے ہیں۔ اس میں بالغوں کے لیے بنیادی تعلیم، بالغ خواندگی تعلیم بھی شامل ہے۔

اس تعلیم سے مراد بالغوں کی بنیادی تعلیم، بالغ خواندگی کی تعلیم، یا مہارت کی ترقی ہے۔ یہ سیکھنے کی مختلف شکلیں لے سکتا ہے، جو کسی فرد میں کسی خاص مہارت یا صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے مستقل اور منظم طریقے سے فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ انتہائی قسم کی پکیدار تعلیم ہے جس میں سرگرمیوں کی بہت سی قسمیں شامل ہیں۔ جیسے صحت سے متعلق پروگرام، تعلیم بالغات کے کورس وغیرہ۔ اسی طرح تدریس کو بھی ہم دو قسموں میں بانٹ سکتے ہیں ایک رسمی تدریس میں دوسری غیر رسمی تدریس۔ اسی طرح تعلیم و تدریس کے دائرہ کار بھی مختلف ہیں۔

رسمی تدریس (Formal Teaching) کلاس روم پر مبنی تدریس ہے جو تربیت یافتہ اسائندہ کے ذریعہ فراہم کی جاتی ہے۔ جس کا اپنا ایک مخصوص نصاب، کلاس کی منصوبہ بندی اور منظم قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ جب کہ غیر رسمی تدریس (Non Formal Teaching) کلاس سے باہر، عجائب گھروں، لائبریریوں یا گھر میں بھی دی جاسکتی ہے۔ یہ بات یاد کھانا چاہیے کہ سیکھنا ایک عمل ہے اور سکھانا دوسرا عمل۔ دونوں عمل جب انجام پاتے ہیں تو اسے تدریس کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات تعلیم میں بالکل بھی کوئی رہ عمل نظر نہیں آتا، جیسا کہ کتاب پڑھنا۔ اور اس کے لیے منصوبہ بندی اور ترتیب کی بھی ضرورت نہیں، مثال کے طور پر انسان درخت یا فطرت سے سبق سیکھ سکتا ہے، اور اسے تدریس نہیں سمجھا جا سکتا۔ لیکن تدریس میں عمل اور رد عمل دونوں شامل ہیں۔

تعلیم اور تدریس کا آپس میں گہرا تعلق بھی ہے۔ تدریس دوسروں کو علم، ہنر یا معلومات فراہم کرنے کا عمل ہے۔ اس میں کسی استاد یا معلم کی طرف سے طلابے کو مخصوص مواد یا ہدایات کی فراہمی شامل ہے۔ دوسری طرف، تعلیم کا ایک وسیع تصور ہے جس میں علم، اقدار، عقائد اور عادات و اطوار سیکھنے کا مکمل عمل شامل ہے۔ تعلیم میں نہ صرف تدریس کا عمل شامل ہے، بلکہ مجموعی ماحول، وسائل، نصاب، اور تجربات بھی شامل ہیں جو کسی شخص کی فکری، سماجی اور جذباتی نشوونما میں مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

تدریسی طریقہ کار میں نہ صرف تعلیم کا حصہ شامل ہوتا ہے بلکہ اس میں مختلف اخلاقی اقدار جیسے آداب، ہنر، طرزِ عمل، روایات اور کہانیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ تدریس ایک ایسا عمل ہے جو ہم سب اپنی روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو صحیح طریقے سے کھانا سکھاتے ہیں۔ دادا دادی اپنے پوتے پوتوں کو پر اپنی کہانیاں سنائے سکھاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم سب دوسروں کو کچھ نہ کچھ سکھاتے ہیں۔

5.2.5 تدریس کے مراحل

تدریس میں عمل کو بہت اہمیت حاصل ہے طلابہ جس کام کو آپسی مشوروں سے کرتے ہیں یا خود کرتے ہیں اسے بہت جلدی سیکھ لیتے ہیں۔ سیکھنا ایک فطری چیز ہے۔ تدریس کے مختلف مراحل میں یہ عمل الگ الگ ہوتا ہے۔ تدریس کے مختلف مراحل کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

1۔ تدریس سے قبل کام مرحلہ (Pre Teaching Stage)

2۔ تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (Interaction Stage of Teaching)

3۔ تدریس کے بعد کام مرحلہ (Response Stage of Teaching)

1۔ تدریس سے قبل کام مرحلہ (Pre Teaching Stage): اس مرحلے میں معلم موضوع کے متعلق منصوبہ بناتا ہے اس میں وہ تمام معاملات آجاتے ہیں جنہیں معلم کلاس روم میں داخل ہونے سے پہلے تیار کرتا ہے اس مرحلے کے تحت معلم درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھتا ہے۔

- تدریسی اور علمی مقاصد کو متعین کرنا

- موضوع کے متعلق فیصلہ لینا

- پیش کش کے لیے ربط و تسلسل کو ملحوظ رکھنا

- موثر تدریسی طریقہ کار کا استعمال کرنا

2- تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (Interaction Stage of Teaching): اس مرحلے میں ایسی تمام سرگرمیاں شامل ہیں جنہیں معلم کلاس روم یا کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے لے کر موضوع کو پیش کرنے تک انجام دیتا ہے اس مرحلے میں معلم کلاس روم یا کمرہ جماعت میں طلباء کی مختلف طریقے سے حوصلہ افزائی کرتا ہے ساتھ ہی موضوع کے متعلق تفہیمی سوالات کرتا ہے جیسے سوال پوچھنا، سننا، دہرانا، تشریح و توضیح کرنا، اصلاح کرنا، بدایت دینا وغیرہ تاکہ تدریس اور آموزش کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس مرحلے میں تدریس کا عمل حسب ذیل نکت کے تحت پورا کیا جاتا ہے۔

- کلاس روم یا کمرہ جماعت کا دائرہ
- طلباء کی تشخیص / معالجاتی تدریس
- عمل اور رد عمل

3- تدریس کے بعد کا مرحلہ (Response Stage of Teaching): اس مرحلے میں معلم تدریسی امور کے اختتام پر طلباء کے رویے میں ہونے والی تبدیلی کی جائج کرنے کے لیے ان سے زبانی یا تحریری سوالات پوچھتا ہے تاکہ طلباء کی تفہیم کی جائج کی جاسکے۔ انداز قدر میں ان تمام سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے جو سوالات پوچھنے سے متعلق ہیں۔

- تدریس کے ذریعے طلباء کے رویے میں رونما ہونے والی تبدیلی
- مناسب تشخیصی رجحانات کا انتخاب
- تشخیص کے ذریعے طلباء کے متأج کو اور تدریسی مقاصد کا حصول

5.2.6 تدریس کی اقسام

تدریس کی اقسام کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

1- مقاصد کی بنیاد پر تدریس: مقاصد کی بنیاد پر تدریس میں تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) علمی تدریس: - اس تعلیم کا بنیادی مقصد علمی پہلو یارویے (علم، تفہیم، تجربہ، تجربیہ، ترکیب اور تشخیص وغیرہ) کو فروغ دینا اور تقویت دینا ہے۔

(ii) متأثر کن تدریس: - اس میں اثر انگیز پہلو کے فروغ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ جذبات اور جذباتی قوتیں اور طرز عمل کا ارتقا، تطہیر وغیرہ تدریس کے عمل کا ایک بڑا حصہ بنتے ہیں۔

(iii) اکشن لرنگ (Action Learning): - اس قسم کی تدریس میں رویے کی تبدیلی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس میں کسی ہنر یا کسی کام کو کرنے کا ایک مخصوص طریقہ سکھانے پر زور دیا جاتا ہے۔

2- تدریس کے نقطہ نظر سے: تدریس ایک متحرک تصور اور عمل ہے اور اس میں کئی طرح کی سرگرمیاں شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں کی بنیاد پر تدریس میں تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) معلومات فرائم کرنا:- اس قسم کی تدریس میں کسی بھی تصور، اصول، موضوع یا چیز وغیرہ کے بارے میں معلومات فرائم کرنا شامل ہے۔

(ii) مظاہرہ:- کسی کام، عمل یا مہارت کا مظاہرہ نمائشی تدریس کے تحت آتا ہے۔

(iii) عمل کرنا:- تدریس کی اس شکل میں، مہارت کی نشوونما اور فعال پہلو کو اہمیت دی جاتی ہے۔

3- تدریس کی سطحوں کے لحاظ سے: تدریس ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ عمل انسان کی مختلف ذہنی سطحوں پر ایک جیسا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، پڑھانے کا عمل بے فکری کی نچلی سطح سے سوچ سمجھ کر استدلال کی سطح تک جاسکتا ہے۔ اس بیان پر تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) یادداشت کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں صرف دی گئی معلومات کو اچھی طرح یاد رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(ii) تفہیم کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ نہ صرف کسی حقیقت کو یاد رکھا جائے بلکہ اسے سمجھا جائے، یعنی تصورات کا فہم، ان میں موجود نظریات، ان کی فطرت وغیرہ۔

(iii) سوچ کی سطح کی تدریس:- اس قسم کی تدریس میں اسے صرف حفظ یا فہم تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ تجسس، دلچسپی، تحقیق وغیرہ کو سائنسی طور پر سمجھا جائے اور منطقی طور پر حل کیا جاسکے۔

4- نظم و نسق کے مطابق: ملک کا نظام حکومت یا تعلیمی نظام تدریس کی نوعیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ جس قسم کے انتظامی نظام میں تعلیم دی جاتی ہے، وہی شکل اختیار کرتا ہے۔ نظم و نسق کی بیان پر تدریس عام طور پر تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) ایک مطلق العنان تدریس:- اس طریقہ تدریس میں استاد مرکزی نقطہ ہے اور استاد کا مقام اول سمجھا جاتا ہے اور طالب علم کا مقام ثانوی ہے۔ اس میں طالب علم کی تمام سرگرمیوں کو استاد کی طرف سے رہنمائی اور ہدایت دی جاتی ہے۔

(ii) جمہوری تدریس:- اس طریقہ تدریس کو طلبہ کے تعاون پر مبنی نظام تعلیم کہا جاتا ہے۔ اس میں طالب علم اور استاد دونوں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طریقے میں بچہ مواد کے سلسلے میں بات کر سکتا ہے اور غیر زبانی حرکتیں کر سکتا ہے۔ اس تدریس میں استاد کے مقام کو رہنمائی طور پر سمجھا جاتا ہے اور طالب علم اور استاد دونوں ایک دوسرے کے خیالات کا احترام کرتے ہیں۔

(iii) آزاد تدریس کا طریقہ: آزاد تدریسی طریقہ کو کھلا تدریسی طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس جدید تدریس پر مبنی ہے۔ اس میں بچہ دباؤ اور رکاوٹ سے آزاد ہو کر سیکھتا ہے۔ اس میں استاد طالب علم کی تخلیقی فطرت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس قسم کی تدریس کے دوران، استاد طالب علم کے ساتھ دوستانہ برداشت کرتا ہے۔

5- نظام تعلیم کے نظہ نظر سے: تدریس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔

(i) رسمی تدریس (Formal Teaching):- یہ با مقصد تدریس ہے۔ عمر، وقت اور جگہ کے مطابق ایک مقررہ نصاب کی بیان پر تدریس کا عقائد کیا جاتا ہے۔

(ii) نیم رسمی تدریس (Informal Teaching):- اس قسم کی تدریس کی نوعیت رسمی تدریس سے مختلف ہے۔ نصاب وقت، جگہ اور عمر کی پابندی نہیں ہے۔ تعلیم کے پچھے کوئی ارادہ یا منصوبہ نہیں ہے۔ سیکھنے والا خود بخود غیر متوقع طریقے سے علم، خیالات یا کچھ یقین حاصل کر لیتا ہے۔

(iii) غیر رسمی تعلیم (Non formal Teaching):- اس میں تعلیم کا اہتمام مخصوص مقاصد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے لیکن اس میں کسی کورس، وقت، جگہ اور آنے جانے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1۔ تدریس کے معنی و مفہوم بیان کیجیے۔
- 2۔ تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔
- 3۔ تدریس کی چند اقسام کی نشاندہی کیجیے۔

5.3 تدریس کی اہمیت

وہ سرگرمی جو طلباء میں تبدیلی لانے، تجربے کو آسان بنانے اور نفس مضمون سے واقفیت کرانے میں مدد کرتی ہے اسے تدریس کہتے ہیں۔ تدریس کا عمل باقاعدہ، منظم، بامقصود اور پہلے سے منصوبہ بند سرگرمیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ ایک ایسی سرگرمی جس کا مقصد سیکھنے کے لیے سازگار حالات پیدا کرنا ہے اور جو استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل اور باہمی رویے کی صورت میں ہوتی ہے۔ تدریس معلم، طلباء اور مضمون کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے۔ ایک استاد جب کوئی علم حاصل کرتا ہے تو جہاں وہ اس کے نکات اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے وہیں وہ طلباء کی ضروریات اور نفسیاتی عوامل کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے۔ تدریس جہاں ہمیں استاد اور طالب علم کے درمیان باہمی تعلق کا احساس دلاتی ہے وہیں استاد کی سرگرمیوں میں مقصودیت کو بھی اجاگر کیے رہتی ہے۔ اسی وجہ سے اگر کلاس میں استاد کی سرگرمی کسی خاص مقصد کی بنیاد پر نہیں ہوتی ہے تو ایسے عمل کو تدریس نہیں کہیں گے جو طلباء میں کسی قسم کی تبدیلی کا باعث نہ بنے۔

تدریسی عمل میں استاد کو مواد کے متعلق بتاریخناچاہیے کہ طلباء کو کیا سیکھنا ضروری ہے تاکہ اس کی بنیاد پر طلباء کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کی جائیں۔ کیونکہ دور حاضر میں معلم سے زیادہ متعلم کو اہمیت حاصل ہے۔ پورا تعلیمی نظام بچوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ آج کے زمانے میں کتنا سیکھا یہ اہمیت نہیں رکھتا بلکہ کیا سیکھا یہ اہم ہے۔ تدریس اسی وقت کامیاب مانی جاتی ہے کہ اس سے طلباء کس قدر متاثر ہوئے۔ ذیل میں چند نکات کو بیان کیا جا رہا ہے جس سے تدریس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

موالصلات کی مہارت کو بہتر بنائی ہے:- تدریس زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی ایک منظم تکنیک ہے۔ اس طرح تدریس کے پیشے میں رہنے سے موالصلات کی مہارت میں بہتری آئے گی، جس کے نتیجے میں استاد طلباء سے زیادہ اعتماد کے ساتھ بات چیت کر سکتا ہے۔ علم وہنر میں اضافہ کرتی ہے:- کامیاب اساتذہ صرف وہی ہیں جو اپنے علم اور ہنر کو نوجوان نسل تک پہنچاتے ہیں۔ اس پیشے کے ذریعے، اساتذہ طلباء کو اپنی فطری صلاحیتوں پر توجہ مرکوز کرنے اور ترقی دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

سیکھنے کا جذبہ برقرار رکھتی ہے:- انسانی زندگی میں سیکھنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ سیکھنے سے کوئی کبھی نہیں روک سکتا۔ تدریسی عمل میں بھی استاد کسی بھی مرحلے اور عمر میں سیکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا تھا:

"ایک چراغ کبھی بھی دوسرا چراغ نہیں جلا سکتا مگر یہ کہ وہ خود جلتا ہے، اسی طرح ایک استاد کبھی نہیں سکھا سکتا جب تک کہ وہ سیکھنے والا نہ ہو۔"

خوشنگوار ماحول میں سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے: بہترین تدریس کے لیے مزاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو یقیناً بہت اہم ہے۔ استاد تدریس کے دوران کبھی کبھی لطیفے، کہانیاں سناتا ہے جس سے پر سکون ماحول پیدا ہوتا ہے۔ لیکن لطیفے اور کہانیاں ایسے نہ ہوں جو کسی کو ناگوار گزریں۔ بہترین تنظیمی ہنر: تدریس کے ذریعہ طلباء بہترین طریقے سے کسی بھی کام کو ترتیب و تنظیم کرنے کا ہنر سیکھتے ہیں۔ منظم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بہتر تخلیقی کام کے وقت اور وسائل کا موثر طریقے سے استعمال کر سکتا ہے۔

ہمہ جہت ترقی: تدریس انفرادی اور معاشرتی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ تنقیدی سوچ کو فروغ دیتی ہے۔ تخلیقی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اخلاقی اقدار کو جنم دیتی ہے۔

دوسروں کے لیے نمونہ عمل بناتی ہے: استاد بننازیادہ مشکل امر نہیں ہے لیکن سب کا پسندیدہ استاد ہونا اہم ہے۔ استاد تدریس کے ذریعہ طلباء کی چچپی ہوئی صلاحیتوں کو تلاش کرنے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ تدریس ایک متاثر نمونہ عمل پیش کر کے ان کی صلاحیتوں کو متحرک اور ان کی نشوونما کرتی ہے۔

مستقبل کے لیے رہنمابانی ہے: تدریس کے ذریعہ طلباء کے کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ ان میں ذمہ داری کا احساس، خودداری، عزت نفس، خود اعتمادی کے اوصاف پیدا کرتی ہے اور مستقبل کا بہترین رہنمابانی کی ترغیب دیتی ہے۔

علوم کے ترسیل کا سبب بنتی ہے: استاد تدریس کے ذریعہ سابق میں حاصل شدہ علوم کی ترسیل نوجوان نسلوں میں کرتا ہے جس سے ان کے اندر ذاتی مطالعہ کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ فطری رجحانات کا فروغ ہوتا ہے۔

مسائل کا حل فراہم کرتی ہے: تدریس سے طلباء میں سماج کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غور و فکر کا عادی بناتی ہے جس سے تنقیدی انداز میں مسائل کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کا ہنر پیدا ہوتا ہے۔

جذباتی تعلق برقرار کرتی ہے: اگر طلباء میں جذباتی تعلق برقرار نہ ہو تو تدریس بیکار ہے۔ تدریس حوصلہ افزائی کی طاقت دیتی ہے کیونکہ ہمارا طرز عمل ہماری حوصلہ افزائی کے نتائج ہے۔

منصوبہ سازی: اس میں عمل و تجربات کا ارتقا ہوتا ہے۔ اس سے طلباء کی ذہنی، جسمانی، جذباتی و معاشرتی نشوونما ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1- تدریس کی اہمیت کیا ہے؟ تدریس کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
- 2- تدریس سیکھنے کے جذبہ کو برقرار رکھتی ہے، تو پڑھ کیجیے۔

5.4 معیاری تدریس کی خصوصیات

معیاری تدریس سے نہ صرف سائنسی معلومات کی منتقلی ہوتی ہے بلکہ اس سے حاصل کردہ متاثر ہو سنتے بھی دی جاتی ہے۔ معیاری اور بہتر تدریس کے مقصد کے حصول کے لیے استاذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے طلبہ سے محبت سے پیش آئیں اور طلباء میں سیکھنے اور دلچسپی کا ماحول پیدا کریں۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ تدریس کا معیار اسی وقت بلند ہو گا جب استاد نیک نیت سے بچوں کو علم سکھائیں۔ استاذہ باخلاق ہونے کے ساتھ سائنسی اصولوں اور طریقوں سے واقف ہوں اور بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھائیں۔ کیونکہ تدریس کا مقصد طلباء کو علمی اور سائنسی تصورات اور مواد کی تفہیم میں سہولت فراہم کرنا ہے۔

معیاری تدریس کے حصول میں سے ایک اہم عنصر یہ ہے کہ استاد سیکھنے کا ماحول فراہم کرے۔ بہتر ماحول سیکھنے کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ معیاری اور اچھی تدریس میں استاد اور سیکھنے والے دونوں کا عمل شامل ہوتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ تعلیمی مواد پیش کرنے کے لیے جدید ترین اور بہترین طریقوں کا انتخاب کرے تاکہ طالب علم (سیکھنے والے) کے ذہن اور تخلیقی صلاحیتوں کو تحریک ملے اور وہ مواد کو سمجھنے کے ساتھ ان پر تبصرہ بھی کر سکے یا ان پر تلقید بھی کر سکے۔ اور اس صورت میں تعلیمی ماحول بہتر ہو گا۔

تدریس تعلیمی سرگرمیوں کا وہ عمل ہے جو کلاس میں استاد کی موجودگی میں انجام پاتا ہے۔ جس میں پہلے سے منصوبہ بند اور منظم معلومات طلباء کے تعامل سے مختلف طریقہ تدریس کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے۔ تدریس کو بہتر اور معیاری بنانے کے لیے استاذہ ان خصوصی طریقوں کا استعمال کرتے ہیں اور سبق کے مضامین کے مطابق ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جن سے طلباء کو سیکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

کامیاب استاذہ وہی ہیں جو اپنے طالب علموں کو علمی اور سماجی مواد اچھی طرح فراہم کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کا مؤثر طریقہ سے استعمال کیسے کرنا ہے۔ وہ جسمانی، ذہنی اور سائنسی تیاری کے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے ہیں اور تدریسی مواد کو پڑھانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ تدریسی و اکتسابی عمل میں طلباء سے مدد حاصل کرتے ہیں اور کلاس کی مسلسل نگرانی کرتے ہیں۔ تدریسی مواد میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہر طالب علم پر انفرادی طور پر توجہ دیتے ہیں۔ ان کا احترام کرتے ہیں اور ان کے متعلق جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کی بہتری کا دار و مدار استاذہ کی تدریس کے معیار پر ہوتا ہے اور کلاس میں تعلیم کے منظم کی حیثیت سے استاد کا کردار اہم مانا جاتا ہے۔ اس لیے مختلف تعلیمی پروگراموں میں معیاری تدریس کے لیے قابل اور پیشہ ور استاذہ کا ہونا ضروری ہے۔ ذیل میں ان اصول و طریقے کو بیان کیا گیا ہے جو ایک معیاری اور اچھی تدریس کے لیے ضروری ہیں اور جو بچوں کی ذہنی نشوونما اور علمی معیارات کو بلند کرنے میں اہم تصور کی جاتی ہیں۔

1۔ **مکمل تیاری:** ایک اچھی اور معیاری تدریس کے لیے ایک طرف تو استاد کو جسمانی، ذہنی اور سائنسی طور پر تیار ہونا چاہیے اور دوسری طرف تدریس کے اوقات سے بہتر طور پر استفادہ کرنے کے لیے طلباء کو سیکھنے پر آمادہ کرنا اور کم جماعت کو منظم کرنا چاہیے تاکہ درس و تدریس کا کام اچھے طریقے سے انجام پائے۔

2۔ مطلوبہ اطلاع دینا: تدریس کی اہم خصوصیت میں سے بچوں کی ضروریات، دلچسپیوں، ان کی تعلیمی سطح اور ان کی نفیات کا خیال رکھتے ہوئے ایسی معلومات بھم پہنچانا ہے جو ان کے لیے ضروری ہیں۔ عمر کے لحاظ سے بچوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں اس لیے بچوں کے اس امتیاز کو مدد نظر رکھتے ہوئے افعال تدریس کو نجام دیا جانا چاہیے۔

3۔ مناسب تدریسی طریقوں کا استعمال: سب سے زیادہ کار آمد اساتذہ وہ ہوتے ہیں جو اپنے تدریسی طریقوں میں تبدیلی لاتے رہتے ہیں۔ ان کے پڑھانے کے طریقے اتنے چکدار ہوتے ہیں کہ وہ آسانی سے مختلف کامیابیوں سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔ سبق میں ضروری نہیں کہ ایک ہی تدریسی طریقہ استعمال کیا جائے بلکہ مطلوبہ مضمون کو پڑھانے کے لیے کئی طریقے استعمال کیے جائیں۔ اس لیے استاد کو مختلف تدریسی طریقوں میں مہارت حاصل کرنی چاہیے اور کلاس روم کی صورت حال اور ضروریات کے مطابق خصوصی طریقے استعمال کرنا چاہیے۔

4۔ رہنمائی کرنا: معیاری تدریس کی خصوصیات میں بچوں کو سیکھنے میں صحیح رہنمائی کرنا بھی شامل ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی دلچسپیوں، صلاحیتوں، لیاقتوں اور ضرورتوں کے حساب سے ان کی رہنمائی کرے۔ کنڈر گارٹن، ڈالٹن، مانسیری طریقہ تدریس اسی اصول پر بنائے گئے تھے۔

5۔ سیکھنے کے عمل میں طالب علم کی شرکت: استاد کو لازمی طور پر تمام طلباء کو تدریس کے تمام مراحل بشمل تدریس کا آغاز، وضاحت و تفہیم اور سبق کا خلاصہ کرنا وغیرہ میں شامل کرنا چاہیے، تاکہ کلاس کا نظم و نسق بہتر طریقے سے انجام پائے، اس طرح طلباء مطلوبہ مواد کو اچھی طرح سیکھتے ہیں کیونکہ یہ طلباء ہی ہیں جو سیکھنے کو عملی شکل دیتے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو سائنسی سرگرمیوں کے موقع فراہم کریں جیسے کہ تجربہ، مشاہدہ، انھیں کلاس کے مباحثوں اور دیگر اجتماعی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب اور از خود اکتساب کی اجازت دینا چاہیے۔

6۔ کلاس کی گگرائی: استاد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ تمام طالب علموں کے ساتھ یکساں سلوک کرے اور ان کے درمیان کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ کرے اور کوئی بھی کام منصفانہ طور پر تقسیم کرے۔ کیونکہ طلباء کی مواد کا کچھ حصہ اپنے استاد کے جمہوری و منصفانہ رویے سے سیکھتے ہیں۔ حقیقت میں عمدہ تدریس وہی ہے جو بچوں میں انصاف، جمہوری رہنمائی، آزادی، مساوات اور بھائی چارہ اور انواع پیدا کرے۔

7۔ تدریسی مواد میں مہارت: استاد کو تدریسی مواد میں مہارت ہونی چاہیے۔ اگر استاد کو مضامین کی مکمل سمجھ ہوگی اور وہ طلبہ کے سامنے سائنسی نقطہ نظر سے تدریس کرے گا تو طلبہ اس کی باتوں پر خصوصی توجہ دیں گے۔ اسی طرح استاد کی مضامین پر مہارت طلباء کے سوالات کے جواب دینے میں موثر کردار ادا کرے گی۔

8۔ وقت کا بہترین استعمال: تدریس کے معیار کو بلند کرنے میں وقت کا صحیح استعمال بہت ضروری ہے۔ استاد کو چاہیے کہ کلاس کے وقت کو اس طرح ترتیب دیں کہ اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ اس کے لیے بہتر ہے کہ غیر ضروری مواد سے گریز کرے اور تیار کردہ باب کی بنیاد پر معین کردہ وقت کے مطابق پڑھائے۔

9۔ تدریسی امدادی ذرائع کا استعمال: تدریسی امدادی ذرائع کا استعمال بھی معیاری تدریس کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔ بہتر تدریس کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ موزوں ذرائع ابلاغ و تعلیمی امدادی ذرائع کا انتخاب کریں۔ کیونکہ تعلیمی مواد، آلات اور وسائل، طریقوں اور تکنیکوں میں تنواع تدریس کو پرکشش بناتے ہیں۔

10۔ طلاء کو راغب کرنے کی صلاحیت: موثر تدریس کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ طلاء کو سابق کی طرف راغب کرتی ہے اور اکتسابی سرگرمیوں میں ان کی شرکت کو فعال بناتی ہے۔ ماہر اساتذہ جانتے ہیں کہ ہر طالب علم کے لیے سبق کہاں سے شروع کرنا ہے اور جب ضرورت محسوس ہوتا فرد امدادی تدریس کو اختیار کرتے ہیں اور طلاء کی ذہنی ترقی کے مطابق تدریس کی رفتار کو بڑھاتے ہیں۔

11۔ فکری صلاحیتوں کو فروغ دینا: بہترین تدریس و اساتذہ تعلیمی سرگرمیوں کو با معنی بناتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ایک موثر استاد نے طلاء کی نئی تعلیم کی رہنمائی اس طرح کرتا ہے کہ وہ ان کے سابقہ علم سے میل کھاتا ہوتا کہ طلاء نئے علم کو منطقی انداز میں اپنی یادداشت میں محفوظ کر سکیں۔

12۔ باہمی تعاون: بدلتے ہوئے تعلیمی ماحول میں، موثر تدریسی طریقہ کار اساتذہ کو ان کے تدریسی انداز کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ ان تدریسی طریقوں کو استعمال کرنے سے وہ اپنی تدریسی حکمت عملیوں کو طلاء اور اکتسابی مواد کے مطابق ڈھال سکتے ہیں، اور یہ شناخت کر سکتے ہیں کہ ہر طالب علم نہ صرف کبھی کبھی، بلکہ ہر روز ہر کلاس اور اسکول میں کیسے سیکھتے ہیں۔ موثر تدریس کا علمی، جسمانی، سماجی طرز عمل کی صحت پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔ موثر تدریس اس وقت ہوتی ہے جب تعلیمی نظام میں والدین، پالیسی ساز، کمیونٹی کے ارکین، اور اساتذہ، مسلسل بہتری اور طالب علم کی ترقی کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔

13۔ استاد کا کردار: ایک تدریس کو معیاری بنانے میں استاد کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل مانا جاتا ہے۔ ایک بہترین استاد کو ایک ایسے شخص کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو غیر معمولی توانائی، طلاء میں گہری دلچسپی اور غیر معمولی طاقت فراہم کر کے سیکھنے کے ماحول میں ثبت کردار ادا کرتا ہے۔

14۔ بہترین استاد: موضوع کے بارے میں مکمل علم رکھتے ہیں اور اس کے لیے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نصابی کتابوں کے علاوہ دیگر معیاری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جو طالب علموں کو علمی اور سماجی مواد فراہم کرتے ہیں اور انہیں سکھاتے ہیں کہ انہیں کیسے موثر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور سائنسی تیاری کے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے ہیں۔ تدریسی عمل کو انجام دینے کے لیے وہ سبق کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور تدریس و اکتسابی عمل میں طلاء کو شامل کرتے ہیں۔ کلاس کی مسلسل گمراہی کرتے ہیں اور تدریسی مواد میں مہارت رکھتے ہیں۔ طلاء کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ موثر اور معیاری تدریس کا ایک نکتہ یہ ہے کہ موثر اساتذہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے کہیں زیادہ افعال انجام دیتے ہیں لیکن ان کی بنیادی فکر اکتساب کو فروغ دینا اور طلاء میں منطقی اور تنقیدی سوچ کو فروغ دینا ہے۔

15۔ معیاری تدریس کے لیے آسان زبان کا ہونا: وہ طریقہ تدریس یا اساتذہ جو پیچیدہ مسائل کو آسان طریقوں سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے طلاء کو زیادہ موثر طریقے سے سیکھنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ وہ کورس کے مواد کو طلاء میں منتقل کرنے کے لیے مختلف ذرائع ابلاغ کا استعمال

کرتے ہیں بشویں خاکے، سلامیڈشو، تجرباتی مواد، یا ویڈیو وغیرہ۔ جب وہ منصوبہ بندی کرتے ہیں تو وہ کسی بھی مکانہ خدشات کو دور کرنے کے لیے مخصوص اقدامات کرتے ہیں۔ کلاس میں نئے تصورات آسان زبان میں متعارف کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک قسم کی مہارت ہے اور موثر تر لیں کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

16- تدریس کے تمام طریقوں پر عبور: ایک استاد کے لیے بہتر ہے کہ وہ پڑھاتے وقت صرف یکچھ کا طریقہ استعمال نہ کرے بلکہ سوال و جواب کے طریقے، مسئلہ حل کرنے، مشقون اور کانفرنسوں کی پیشکش وغیرہ کا استعمال کرے۔ پڑھانے سے قبل اور پیش نہ کیے گئے مواد سے کئی سوالات پوچھنا، تعلیمی ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنا اور سیکھنے کے لیے موزوں ماحول بنانا، تدریس کو معیاری اور کامیاب بناتا ہے۔ ابتدائے تدریس اور مابعد تدریس چند سوالات پوچھنا طلبا کو آغاز تدریس اور دران تدریس نفس مضمون کو توجہ سے سننے اور سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

17- طلباء کا تبصرہ کرنا: طلباء استاد کی اخلاقیات، رویے، کلاس روم کے انتظام اور تدریس کے طریقوں کا تبصریہ کرنے کے لیے بہترین ماہر نفیات ہوتے ہیں۔ استاد کے لیے بہتر ہے کہ وہ تعلیمی سال کے دوران ایک یادو باران سے پوچھیں کہ وہاں کے نام کے بغیر کسی کاغذ پر تدریس کے طریقہ کار کے بارے میں اپنی رائے اور تجاویز لکھیں۔ اس طریقہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ استاد اور طلباء کے درمیان افہام و تفہیم کی راہ میں کیا مسائل ہیں۔ یہ طریقہ تدریس کو معیاری بنانے میں کارآمد ہو سکتا ہے۔

18- بتدریج سوالات کرنا: استاد کوہر کلاس میں تمام طلبے سے سوالات پوچھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے صرف ایک سوال ہی کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر، چار نمبروں کے پانچ سوالات تیار کر لیں اور پانچ کلاس کے دوران تمام طلباء سے پوچھیں۔ اس طریقہ کار کو نافذ کرنے میں، استاد طلباء سے ایک دوسرے سے سوالات پوچھنے کے لیے کہہ سکتا ہے یا مطالعاتی گروپوں کو پوچھنے اور جواب دینے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ سوالات تمام پڑھائے گئے مواد سے ہونے چاہیں۔ اس حکمت عملی کے درست نفاذ کی صورت میں غیر منظم اور لاپرواہ طلباء کی تعداد میں یقیناً گی واقع ہو گی۔

19- بولتے وقت توازن برقرار رکھنا: معیاری تدریس کی ایک خصوصیت درس کے دوران آواز میں توازن برقرار رکھنا ہے۔ طلباء اچانک سخت آواز کے ساتھ چڑھائی نہ کر دی جائے۔ تدریس کے دوران مواد مضمون اور کمہ جماعت کے ماحول کے مطابق اپنی آواز کا الہجہ تبدیل کرتے رہنا چاہیے۔ طلبہ کی توجہ کے لیے کبھی آہستہ اور کبھی اوپھی آواز میں بولنا چاہیے۔

20- کلاس میں نظم قائم کرنا: استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی موجودگی اور غیر حاضری پر خصوصی توجہ دیں اور پچھلے کلاس سے غیر حاضر رہنے والے طلبے سے ہوم ورک اور اسپاک طلب کریں۔ تاکہ ان کو سمجھ آجائے کہ غیر حاضری کی صورت میں ان کا فرض اور ذمہ داری دو گنی ہو جائے گی۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ کلاس میں ان کی غیر موجودگی کہیں نقصان کا سبب نہ بن جائے۔ اس معاملے میں طلبہ کو بھی کوشش کرنا چاہیے کہ حاضر رہیں اور غیر حاضری کی صورت میں اپنے دوستوں سے سابقہ کلاس کے متعلق دریافت کر لیں۔ اس سلسلے میں بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر کلاس کے آغاز میں پچھلی کلاس میں بیان کردہ تفویضی کام کو جانچا جائے۔

21۔ گروہ بندی: تدریس میں بہتری کے لیے طلباء کو گروہ میں تقسیم کرنا چاہیے اور ان کا ایک نمائندہ مقرر کرنا چاہیے۔ نمائندوں کو ان کے فرائض سمجھائے جائیں۔ ان میں تعاون اور دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ مضبوط ہونا چاہیے، اور گروہ کے نمائندوں پر لازم ہے کہ وہ ایک خاکہ تیار کریں اور گروہ کی سرگرمیوں کی مہانہ رپورٹ استاد کو دیں۔ طلباء پر زور دیا جائے کہ وہ اسکول اور کلاس کے ماحول میں اور خالی اوقات میں ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کا کام زیادہ کریں۔

22۔ علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کرتی ہے: کوئی بھی علم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک طالب علم خود ان معلومات کے حصول کے لیے تیار نہ ہو۔ اس کے لیے طالب علم میں علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنا چاہیے۔ استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ طلباء کی صلاحیتوں ضروریات، دلچسپیوں اور رویوں کا نہ صرف اندازہ لگائے بلکہ ان کے مطابق اپنی تدریس کی منصوبہ بندی کرے تاکہ طلباء علم حاصل کرنے کی طرف مائل ہو سکیں۔ تدریس کو فطری طرز پر انجام دینا چاہیے۔ فطری طریقہ کار سے طلبہ کے دل میں علم حاصل کرنے کا شوق اور حوصلہ پیدا ہو گا۔

23۔ تدریس رد عمل ظاہر کرنے میں مدد کرتی ہے: معلومات فراہم کر دینا علم نہیں ہے بلکہ اس علم کے نتیجے میں طلباء جو رد عمل ظاہر کرتے ہیں درحقیقت وہی صحیح علم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طلبہ کسی مضمون کے بارے میں رد عمل ظاہر کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں یا غلط رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ اگر طلبہ کا مقصد صرف ان الفاظ کو بغیر سوچ سمجھے یاد کرنا ہو تو تدریس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس کے بر عکس وہ علم کسی دوسرے طالب علم کے لیے اہم ہو جاتا ہے جو کوئی نہ کوئی رد عمل ظاہر کرتا ہے۔

24۔ بہترین تدریس قابل عمل اور منتخب معلومات فراہم کرتی ہیں: جب سے انسان پیدا ہوا ہے وہ مستقبل جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں معلومات کا ذخیرہ جمع ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ معلومات کا ذخیرہ دور حاضر کے طلباء کو اتنے قلیل مدت میں مکمل طور پر نہیں منتقل کیا جاسکتا ہے اس لیے بہترین تدریس میں وہ ہے جس میں منتخب و فائز مند مواد کو پڑھایا جائے جو کہ اسے زندگی گزارنے میں بھرپور مدد کر سکے۔

25۔ معیاری تدریس فکر انگیز ہونی چاہیے۔ جو طلباء میں فکری قوتوں کو پیدا کرے جس کے نتیجے میں معاملات پر غور کرنے اور ان کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

26۔ اچھی تدریس مستقبل کی اجتماعی زندگی کو بلند مقام تک لے جاتی ہے۔ کامیاب تدریس کے لیے ایک طرف اپنی صلاحیتوں سے آگاہ رہیں اور دوسری طرف تدریسی عمل میں چھپے عملی عمل سے بھی آگاہ رہیں۔

27۔ معیاری تدریس اسی وقت انجام پاتی ہے جب طلبہ کو ذمہ داریاں سونپیں، طلبہ کی آراء کو قبول کریں، اچھے سامنے بینیں اور ان پر اعتماد کریں۔

28۔ ہر طالب علم کو جاننے کی کوشش کریں۔ ہر طالب علم پر انفرادی طور پر توجہ دیں۔ اپنے وقت میں سے کچھ وقت ہر طالب علم پر صرف کریں۔ طلباء کے ساتھ نرم اور ثابت کارویہ اختیار کریں۔ کلاس میں بہتر کار کر دیں اور نئی معلومات کے حصول کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

29۔ سال کے آغاز میں طلباء کی مدد سے اصول و ضوابط مرتب کریں اور طلبہ کے ساتھ ثبت انداز میں پیش آئیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں	
1.	معیاری تدریس سے کیا مراد ہے؟
2.	معیاری تدریس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

5.5 خلاصہ

تدریس سے طلباء میں سماج کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غور و فکر کا عادی بناتی ہے جس سے تنقیدی انداز میں مسائل کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کا ہنر پیدا ہوتا ہے۔ معیاری تدریس اسی وقت انجام دی جاسکتی ہے جب موزوں و مناسب اکتسابی ماحول ہو۔ تدریس کا معیار اسی وقت بلند ہو گا جب تعلیمی مواد کو پیش کرنے کے لیے تدریس کے جدید اور بہتر طریقوں کا انتخاب کیا جائے۔ اسے قابل اور ماہر اساتذہ تدریس کو معیاری بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ معیاری تدریس فکر انگیز ہوتی ہے جو طلباء میں فکری قوتوں کو پروان چڑھاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں معاملات پر غور کرنے اور ان کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

5.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- تدریس کے لغوی معنی سکھانا، پڑھانا، درس دینا، سبق پڑھانا وغیرہ ہیں۔ اور اصطلاح میں تدریس ایک ایسی منصوبہ بند سرگرمی ہے جو طلباء کی علم کی منتقلی کا سبب بنتی ہے۔
- تدریس ایک سماجی عمل ہے۔ یہ دو طرفہ سرگرمی ہے جس میں عمل اور رد عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس کا بنیادی کام علم کی منتقلی ہے۔
- تدریس نفس مضمون، معلم اور طلباء کے درمیان ارتباط پیدا کرتی ہے۔
- رینڈری گچ تدریس کی تعریف یوں بیان کرتا ہے: "کسی شخص کی طرف سے کوئی بھی سرگرمی، جو کسی دوسرے شخص کے سکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے لیے کی جاتی ہے وہ تدریس کہلاتی ہے۔"
- برطانوی مصنف براؤن کے نزدیک: "تدریس، جو کچھ بھی ہے، ایک کثیر الجھتی کوشش ہے جس میں اطلاع دینا، سوال کرنا اور جواب دینا، سمجھانا، سنا، حوصلہ افزائی کرنا، تعریف کرنا، اور بہت سی دیگر ضروری سرگرمیاں شامل ہیں۔ جو چیز تدریسی پیشے کو دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سئنے والے کو وہ معلومات ملتی ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔"

- سینٹ ٹھامس کہتا ہے: "کسی طرح سے کسی کو معلومات اور علم دینا تدریس ہے"۔
 - این ایل گیز کے مطابق: "تدریس ایک قسم کا باہمی اثر ہے۔ جس کا مقصد دوسرے انسان کے بر تاد میں تبدیلی لانا ہے"۔
 - ریانس کے نزدیک تدریس کی بہتر تعریف یہ ہے کہ: "دوسروں کو سیکھنے کے لیے صحیح ہدایت دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کے عمل کو تدریس کہا جاتا ہے"۔
 - بی۔ او۔ اسی طرح تدریس کا مفہوم واضح کرتا ہے: "تدریس ہدایتی عمل کا ایک مقصد ہے"
 - ایک رہنمائی حیثیت سے تدریسی طریقوں کو سیکھنا ایک استاد کے لیے ضروری ہے۔ کیونکہ تدریس ایک فن ہے۔
 - تدریس فن کے ساتھ ساتھ بھی ہے۔
 - تدریس ایک سہ رخی عمل ہے۔ (i) تعلیمی مقاصد (ii) اکتسابی تجربات (iii) رویے میں تبدیلی
 - تدریس ایک جمہوری عمل ہے جس میں سیکھنے والوں کو پوری آزادی حاصل ہے۔
 - تدریس طلباء میں غور و فکر، از خود اکتساب کی طرف راغب کرتی ہے۔
 - تدریس میں استاد کا موجود ہونا لازمی ہے جب کہ تعلیم فلم، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔
- 1۔ تدریس کے تین مرحلے ہیں (i) تدریس سے قبل کا مرحلہ (Pre Teaching stage) (ii) تدریس کا تعاملاتی مرحلہ (iii) تدریس کے بعد کا مرحلہ (Interaction Stage of Teaching)

(of Teaching

- تدریس مواصلات کی مہارت کو بہتر بناتی ہے۔
- تدریس کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ وہ علم وہنر میں اضافہ کرتی ہے۔
- تدریس طلباء میں سیکھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔
- تدریس بہترین تنظیمی ہنر سکھاتی ہے۔

5.7 فرہنگ

تدریس اور تدریسی عمل کی منصوبہ بندی پر مبنی وہ تمام سرگرمیاں جو ایک استاد کلاس میں جانے سے پہلے انجام دیتا ہے۔	Pre Teaching Stage
کمرہ جماعت میں داخل ہونے سے لے کر تدریسی مقاصد کے حصول تک کی سرگرمیاں کو کہا جاتا ہے۔	Interaction Stage of Teaching
تدریس کے بعد کا مرحلہ جس میں طلباء میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔	Response Stage of Teaching

باقاعدہ تعلیمی نظام میں تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعہ کلاس میں منصوبہ بند، منظم طریقے سے دی جانے والی تعلیم	Formal Education
غیر منصوبہ بند اور غیر ارادی طور پر دی جانے والی تعلیم	Informal Education
اس تعلیم سے مراد بالغوں کی بنیادی تعلیم، صحت سے متعلق وغیرہ شامل ہیں	Nonformal Education
آزاد، خود مختار، صاحب اختیار	مطلق العنان
رابطے کے ذریعے، ذرائع آمد و رفت	مواصلات
کسی چیز کا ارادہ بنانا	منصوبہ سازی
معنی کی جمع، مقصد، مطلب، ارادہ، مراد	معانی
مفہوم کی جمع، منشا، منصوبہ، رائے	مفہوم
بغیر کسی وسیلے اور ذریعے کے ا راست طور پر	با واسطہ
وسیلے اور ذریعے کے ہمراہ	بلا واسطہ

5.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ تعلیم کو کتنے اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؟

Informal Education (b)

(d) ان میں سے سبھی

Formal Education (a)

Non Formal Education (c)

2۔ رسمی تعلیم کی خوبی ہے؟

(b) باقاعدہ تعلیم

(a) مدارس یا اسکولوں میں دی جانے والی تعلیم

(c) مقاصد کا حصول اور اس کے مطابق نصاب کی تیاری

(d) ان میں سے سبھی

3۔ تدریس کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟ "تدریس وہ عمل ہے جو زیادہ باو قار شخصیت اور کم پختہ شخصیت کے درمیان آتا ہے اور وہ کم پختہ شخصیت کی تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔"

(b) ایچ۔ سی موریس

(a) بی۔ او۔ اسمٹھ

(d) سمسن

(c) این۔ ایل گیز

4۔ تدریس کیا ہے؟

(d) ان میں سے کوئی نہیں

(c) نصابی عمل

(b) ذاتی عمل

(a) سماجی عمل

(d) ان میں سے کوئی نہیں

(c) چہار قطبی

(b) سه قطبی

(a) دو قطبی

5۔ تدریس کی خوبی ہے؟

(b) تدریس شعوری اور سماجی عمل

(c) تدریس منظم اور منصوبہ بند طریقے سے انجام پذیر ہوتی ہے۔

(d) ان میں سے سبھی

6۔ تدریس کی خوبی ہے؟

(b) اچھی تدریس طلبائی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

(a) اچھی تدریس جمہوری قسم کی ہوتی ہے۔

(c) اچھی تدریس طلبائی زندگی میں Adjustment کرنے کے طور پر متحرک کرتی ہے۔

7۔ اچھی تدریس سے قاصر ہے۔

8۔ تدریس ان کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے؟

(a) معلم اور طلباء

(b) طلباء اور مضمون

(c) مضمون اور معلم

9۔ تدریس کیوں ضروری ہے؟

(a) علم وہنر میں اضافہ

(b) طلبائی ہمہ جہت ترقی

(c) مسائل کا حل پیدا

10۔ ایک معلم میں یہ خوبیاں ہونی چاہیے؟

(a) رہنمایاں

(b) وقت کا موثر استعمال کرنے والا

(d) ان میں سے سبھی

(c) تدریس کے تمام طریقوں پر عبور

معروضی سوالوں کے جوابات:

B (v)

A (iv)

B (iii)

D (ii)

D (i)

D (x)

D (ix)

D (viii)

C (vii)

D (vi)

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ تدریس کی چند خصوصیات تحریر کیجیے۔

2۔ تعلیم و تدریس کے فرق کو واضح کیجیے۔

- 3۔ تدریس کے مراحل کو بیان کیجیے۔
- 4۔ رسی وغیر رسی تدریس سے کیا مراہد ہے، مختصر نوٹ لکھیے۔
- 5۔ تدریس کی اہمیت پر اظہار نیاں کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ ماہرین تعلیم نے تدریس کی جو تعریف پیش کی ہیں، بیان کیجیے۔
- 2۔ معیاری تدریس کی خصوصیات مفصل طور پر تحریر کیجیے۔
- 3۔ تدریس کی مختلف اقسام پر روشی ڈالیے۔

5.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ اصول تدریس (تکنیک اور طریقہ)	محمد قاسم صدیقی
2۔ فن تعلیم و تربیت	فضل حسین
3۔ اصول تعلیم	سید ضیاء الدین علوی
4۔ اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس	پروفیسر فضل محمد
5۔ اردو زبان کی تدریس	معین الدین احمد
6۔ نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی	ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید
7۔ اردو زبان: فن تدریس	محمد قمر سلیم
8۔ تدریس اردو	محی الدین قادری زور
9۔ اردو زبان کی تدریس و فہم	ڈاکٹر تلمیز فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان
10۔ جدید تدریس اردو	محی الدین بچھ
11۔ ہم اردو کیسے پڑھائیں	معین الدین
12۔ اردو تدریس جدید طریقہ اور تقاضے	ڈاکٹر ریاض احمد
13۔ تدریس اردو	ڈاکٹر نجم الحسن / ڈاکٹر صابری سعید
14۔ طریقہ تعلیم اردو	محی الدین بچھ

اکائی 6- تدریس کے اصول*

اکائی کے اجزاء

6.0 تمہید

6.1 مقاصد

6.2 تدریس کے عام اصول

6.2.1 آمادگی کا اصول

6.2.2 انتخاب کا اصول

6.2.3 زندگی سے مربوط کرنے کا اصول

6.2.4 خود سے کر کے سیکھنے کا اصول

6.2.5 تقسیم کا اصول

6.2.6 اعادہ کا اصول

6.3 تدریس کے اقدامی اصول

6.3.1 آسان سے مشکل کی طرف

6.3.2 معلوم سے نامعلوم کی طرف

6.3.3 مادی سے غیر مادی تک

6.3.4 کل سے جزئی طرف

6.3.5 خاص سے عام کی طرف

6.3.6 براہ راست سے بالواسطہ تک

6.3.7 تجربی سے ترکیب تک

6.3.8 یقین سے غیر یقین تک

6.3.9 نفیاٹی سے منطقی تک

6.3.10 نظرت کی پیروی

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

6.3.11	تجرباتی سے عقلی تک
6.3.12	مثال سے حقیقت تک
6.4	خلاصہ
6.5	التسابی نتائج
6.6	فرہنگ
6.7	نمونہ امتحانی سوالات
6.8	تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید

معلم کو اپنی بات طبیاتک پہنچانے کے لیے کسی نہ کسی اصول و طریقے کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ذریعہ معلم اپنے طریقہ تدریس کو منظم اور قابل عمل بناتا ہے۔ اسی طرح تدریس کے کچھ اصول ہیں جن کی مدد سے معلم اپنی تدریس کو مفید اور موثر بناسکتا ہے۔ ایک اچھی اور موثر تدریس کا انحصار اس کے اصولوں پر عمل کرنے پر ہے۔ اگر استاد اصول و ضوابط کی روشنی میں تدریس کرے گا تو اس کے دیر پا اثرات ظاہر ہوں گے۔ ماہرین تعلیم نے تدریس کے اصول کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک تدریس کے عام اصول دوسرے تدریس کے اقدامی اصول۔ اس اکائی میں انہیں اصولوں کی تعریف، ان کے اقسام، اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

6.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطلعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- تدریس کے اصول کا اپنی تدریس میں اطلاق کر سکیں۔
 - تدریس کے عام اصول کی اہمیت و افادیت کو بیان کر سکیں۔
 - آمادگی کے اصول سے کیا مراد ہے، اس کا جائزہ لے سکیں۔
 - انتخاب کا اصول اور زندگی سے مر بوط کر کے سیکھنے کے کی وضاحت کر سکیں۔
 - خود سے کر کے سیکھنے کے اصول سے طلبہ کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس پر تبصرہ کر سکیں۔
 - تدریس کے اقدامی اصول کی غرض و غایت کو بیان کر سکیں۔

6.2 تدریس کے عام اصول

تدریس کو موثر بنانے کے لیے معلم کچھ خاص اصولوں کا خیال رکھتا ہے جن میں کچھ عام اصول اور کچھ اقدامی اصول شامل ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند عام اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

6.2.1 آمادگی کا اصول

آمادگی کے اصول سے مراد صرف طلباء کو آمادہ نہیں کرنا ہے بلکہ استاد اور طلاب و نوں کو تدریسی و اکتسابی عمل کے لیے آمادہ کرنا شامل ہے۔ لہذا آمادگی کے اطلاق میں استاد اور طالب علم کی آمادگی شامل ہے۔

استاد کی آمادگی: کسی بھی کام کو کرنے کے لیے آمادگی ضروری ہے۔ درس و تدریس کا عمل اس اصول سے مستثنی نہیں ہو سکتا۔ استاد کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ وہ کلاس روم یا کمرہ جماعت میں کون سی سرگرمی کرنا چاہتا ہے اور وہ تدریس کا آغاز کیسے کرنا چاہتا ہے؟ وہ کیسے طلباء میں محرکہ (Motivation) پیدا کر سکتا ہے اور اختتام تک طلباء کی دلچسپی کو کیسے برقرار رکھ سکتا ہے۔ اور آخر میں وہ اپنی تدریس کا اختتام کیسے کرنا چاہتا ہے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلباء کو مخوبی آمادہ کر کے سبق کا آغاز کرے تاکہ طالب علم اس تدریس سے مستفید ہو سکیں۔

طالب علم کی آمادگی: اگر کوئی طالب علم استاد کے سبق پر توجہ نہیں دیتا ہے اور تعلیمی سرگرمیوں کے نفاذ میں اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتا ہے تو تدریس اپنے تحقیق معنی میں نہیں ہوگی۔ طلباء کی توجہ اور ان کے تعاون کے لیے آمادگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سابقہ تجربات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کلاس میں داخل ہونے تک، زیادہ تر طلباء اب بھی ان مسائل میں اچھے ہوئے ہوتے ہیں جو کلاس میں آنے سے پہلے ان کے خیالات پر قابض تھے۔ کلاس کے آغاز میں، استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سنجیدگی سے طلباء کی توجہ اور خیالات کو سبق اور مطلوبہ سرگرمیوں کی طرف مبذول کرے۔ تجربہ کار اسائزہ اس موقع پر مختلف طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔

- مختصر تمہیدی گفتگو یا موزوں و مناسب سوالات کر کے بچوں میں سبق کے تینیں تجسس پیدا کر دیا جائے۔
- اخلاقی و ادبی کہانیوں کو تدریسی مواد کی شکل میں پیش کیا جائے۔
- دوران گفتگو تعلیم کے مقاصد کو بیان کیا جائے تاکہ طلباء میں سکھنے کا شوق پیدا ہو۔
- بچوں میں کھیل کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے لہذا کھیل کھیل کے ذریعہ کچھ تیار کرنے یا عملی کام کا موقع دیا جائے اس سے ان کے ہنر و مہارت میں اضافہ ہو گا۔
- سبق کو آگے بڑھانے میں طلباء کی رائے اور مشوروں کو اہمیت دی جائے۔
- کمرہ جماعت میں تجربہ اور مشق کے لیے در کار و سائکل فراہم کرنا چاہیے۔
- طلباء کی توجہ مبذول کرنے کے بعد استاد سبق کا عنوان اور اس کے اہداف کا تعارف پیش کرے۔ سبق اور اس کے مقاصد کا تعارف طلباء کی علمی سطح کے مطابق ہونا چاہیے۔ کیونکہ سبق اور اس کے اہداف کا تعارف طلباء کو اکتسابی تجربات کے بارے میں جاننے اور

انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ استاد کو طالب علموں سے اپنی توقعات کا انہمار بہت آسان، صاف اور واضح طور پر کرنا چاہیے۔

- سبق کا تعارف کم وقت میں ہونا چاہیے۔ اس میں کلاس کا 3 سے 5 منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں لگنا چاہیے۔
- سبق کی پیشکشی کے مرحلے میں، پڑھائے جانے والے مواد کی قطعی وضاحت ہونی چاہیے۔ اسی طرح طریقہ تدریس میں جیسے لیکھر، بحث و مباحثہ، سوال و جواب وغیرہ میں سے کون سا طریقہ ہر حصے کو پڑھانے کے لیے ضروری ہے، اس کو اختیار کیا جائے۔
- استاد کو یہ یقین بنانا چاہیے کہ مواد کے مختلف حصوں کو منطقی ترتیب میں پیش کیا جائے اور پیش کردہ مواد میں کوئی ناقابل فہم نکات نہیں ہوں۔ ہر حصے کے لیے درکار وقت کا مناسب تعین کیا جانا چاہیے۔ مواد کو پیش کرنا دراصل تدریسی کام کا نیمیادی حصہ ہے۔
- تمام اسپاک کے مواد کی تنظیم اور ان کی ترتیب کا جائزہ لینا چاہیے۔
- مختلف حصوں کو پڑھانے کا طریقہ تعین کیا جانا چاہیے۔

6.2.2 انتخاب کا اصول

انتخاب کا اصول تدریس کے اہم اصولوں میں سے ایک ہے۔ جس پر استاد کو توجہ دینی چاہیے۔ آپ اگر کسی ایسے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں جو بہت زیادہ مخاطبین کو متوجہ کرے تو آپ بلاشبہ ایک کامیاب استاد تسلیم کیے جائیں گے لیکن ایسے موضوع کا انتخاب کریں جو طلباء کے لیے نہایت ضروری، مفید، مناسب اور ان کی فطرت و صلاحیت اور مقصد کے عین مطابق ہو اور جسے معلم اپنے محدود وسائل و ذرائع سے سنجوی انجام دے سکتا ہو۔

تدریس میں انتخاب کے اصول کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک اچھے استاد کے لیے ضروری ہے کہ تدریس کے عمل سے قبل مناسب موضوع کا انتخاب کرے۔ ایک ایسا موضوع جسے پڑھانے سے آپ خود لطف اندوز ہوں گے اور یہ طلباء کے لیے بھی بہت مفید ہو گا۔ جس سے ان کا وقت بھی اور فضول کی باتوں سے فریج جائے گا۔ مضمون اور طریقہ تدریس کا انتخاب نہایت احتیاط سے کریں۔ اگر ایک معلم سبق کو دلچسپ اور موثر بنا ناچاہتا ہے تو اسے موضوع کا انتخاب کرتے وقت درج ذیل نکات پر توجہ دینی ہو گی۔

1. اپنے اندر شوق پیدا کرنا: سب سے اہم سوال یہ ہے کہ معلم کو خود درس و تدریس کے موضوعات میں سے کس چیز کا شوق ہے؟ اس سوال کا جواب ایمانداری سے ضرور دیں۔ کیونکہ بہترین استاد بننے کے لیے، آپ کو ہر اپنے مقصد کو اچھی طرح جانا ہو گا۔ اگر آپ کی اس پیشے میں دلچسپی ہو گی تو آپ اپنی قیمتی معلومات طلبائک منتقل کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کے حالات زندگی کو بہتر بناسکتے ہیں اور انہیں اس مقام تک پہنچا سکتے ہیں جس کی وہ توقع کرتے ہیں۔

2. موضوع کے متعلق خود سے سوالات کریں: جب آپ کو اپنے شوق کی وجہ معلوم ہے، اس سے متاثر ہو کر ایک موضوع کا انتخاب کریں اور اسی ضمن میں اپنے آپ سے سوالات کریں۔ مثال کے طور پر، اگر آپ دوسروں کو اپنا علم منتقل کرنا پسند کرتے ہیں، تو اپنے آپ سے پوچھیں کہ آپ کے پاس کس شعبے میں اتنی مہارت اور معلومات ہیں جو آپ دوسروں کو پہنچا سکتے ہیں۔ اپنی خصوصیات اور مہارتوں کو نظر

میں رکھیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ منتخب کردہ مضمون آپ کی ڈگری سے متعلق ہے یا نہیں، صرف ایسا مضمون منتخب کریں جس میں آپ مہارت رکھتے ہوں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

3. تدریس کی سطح کا انتخاب: یہ نکتہ بھی بہت اہم ہے کہ آپ کن سطح پر پڑھانا اور کام کرنا چاہیں گے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کنڈر گارڈن میں کام کرنا پسند کرتے ہیں، تو بنیادی طبیعت کا مضمون بلاشبہ پڑھانے کے لیے موزوں نہیں ہو گا۔ اس لیے یہ جانا ضروری ہے کہ کہاں اور کس عمر کے طلباء کے درمیان آپ کو تدریس کرنا ہے۔ اسی مناسبت سے موضوع کا انتخاب کریں۔ ایسی صورت میں آپ کا انتخاب بہترین انتخاب ہو گا۔

4. مستقبل کے مقاصد کا اندازہ لگانا: آپ کے پاس بچوں کے مستقبل کے لیے اہداف اور مقاصد ہونے چاہیے۔ جن پر آپ کو توجہ دینی چاہیے۔ مثال کے طور پر، آپ کا مقصد تدریس سے یہ ہونا چاہیے کہ طلباء کو مستقبل میں اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ طلباء کو اس طریقہ تدریس کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ اسکوئی زندگی سے عملی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر وہ ان اساتذہ کی تعریف کرتے ہیں جن کے طریقہ تدریس نے انہیں متاثر کیا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ مقصد کو نگاہ میں رکھ کر موضوع کا انتخاب کریں اور اگر ضروری ہو تو جس شعبے میں آپ بہتر طریقے سے تدریس کرنا چاہتے ہیں اس میں مزید تربیت حاصل کریں۔ آپ اپنے اہداف کے لیے جتنا زیادہ کام کریں گے، اتنی ہی زیادہ توانائی اور حوصلہ افزائی آپ کو بیشترین کرنے کے لیے ملے گی۔

5. موضوع سے متعلق تحقیق کرنا: انتخاب کرتے وقت تحقیق کریں کہ آج کے طلباء کن مضمایں کو سیکھنا چاہتے ہیں یا کن کن شعبوں میں وہ اپنے آپ کو کمزور محسوس کرتے ہیں، یا تحقیق کریں کہ کون سی مہاریں میں سیکھنے سے طلباء کو ان کی مستقبل کی راہ بہتر اور آسان بنانے میں مدد ملے گی۔

6. موضوع کی اہمیت کا اندازہ لگانا: بہت سے استاد پڑھانے کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں جن کی طلب بالکل نہیں ہوتی۔ کسی بھی موضوع کا انتخاب کرتے وقت آپ احتیاط سے تحقیق کریں کہ جو علم آپ دے رہے ہیں اس کا طلباء کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس طرح آپ مستقبل میں زیادہ سے زیادہ طلباء کو حصول کامیابی کے موقع دے سکتے ہیں اور اس طرح زیادہ طلباء کو آپ اپنے درس کی طرف راغب کر سکیں گے۔ بہترین موضوع کا انتخاب کرنے کے لیے، آپ کو 3 بنیادی نکات پر توجہ دینی چاہیے:

- کسی ایسے مضمون کا انتخاب کریں جس میں آپ کی دلچسپی ہو اور اسے جوش و خروش سے پڑھائیں۔
- آپ کا منتخب کردہ موضوع آپ کے سامعین (طلباء) کے لیے بھی دلچسپی کا حامل ہونا چاہیے تاکہ وہ زیادہ توجہ سے سنیں اور زیادہ طلباء آپ کی کلاس میں شریک رہیں۔
- جس عنوان یا موضوع کو آپ پڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس سے متعلق آپ کے پاس کافی معلومات ہونی چاہیں تاکہ آپ دوران تدریس روائی سے کام لیں اور اپنے سامعین (طلباء) کے سوالات سے پریشان نہ ہوں۔

6.2.3 زندگی سے مربوط کرنے کا اصول

تعلیم و تدریس کا انسان کی انفرادی اور معاشرتی زندگی کی ترقی، سر بلندی اور انسان کے اندر تبدیلی لانے میں ایک ناقابل تلافی مقام ہے اور یہ پوری انسانی زندگی کا محرک ہو سکتی ہے۔ انسانی وجود میں قدرت کی طرف سے جو صلاحیتیں پوشیدہ ہیں اسے آشکار ہونا چاہیے تاکہ اس کے وجود کی حقیقت اور چیزیں ہوئی صلاحیتوں کو ظاہر کیا جاسکے۔

تعلیم و تدریس پیدائش سے لے کر موت تک انسانی زندگی سے رسمی، غیر رسمی طور پر جڑی ہوئی ہے۔ معاشرے کے تمام طبقوں کو ترقی اور برتری حاصل کرنے کے لیے تعلیم کی ضرورت ہے۔ چونکہ تعلیمی عمل میں، پہلا مرحلہ تعلیمی ضروریات کا تعین کرنا ہوتا ہے، تاکہ تعلیمی پروگراموں کو تعلیمی اہداف کے مطابق چلایا جائے اور انسانی اور مالی و سائل ضائع نہ ہوں۔

کامیاب معلم وہ ہوتا ہے جو درس و تدریس کے نئے علوم و تجربات کو طلبائی سابقہ معلومات، روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو ان کے تجربات و مشاہدات اور سماجی و فطری معلومات سے مربوط کر کے پیش کرے۔ اس طرح طلبائی کو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی اور ذہنوں میں محفوظ ہو جائے گی۔ تعلیم ایک ایسا تجربہ ہے جس کی بنیاد سیکھنے پر ہے اور اس کے لیے انسان میں بذریعہ اور نسبتاً مستقل تبدیلیاں ہوتی ہیں تاکہ وہ اپنے کام کرنے کی صلاحیت کو بہتر بناسکے۔ یہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ تعلیم و تدریس مہارت، علم، رویوں اور سماجی اور تنظیمی رویے کو تبدیل کر سکتی ہے۔ اور جس موضوع کا انسانی زندگی سے کوئی ربط نہ ہو یا اس کی ضرورت محسوس نہ ہو تو اس کے سیکھنے پر طبیعت جلدی آمادہ نہیں ہوتی اور نہ وہ ذہنوں میں محفوظ رہتی ہے۔

زندگی سے مربوط سیکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ طالب علم جو کچھ سیکھتا ہے وہ اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اگر اس سے چھین لیا جائے تو اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ تدریس کے نتیجے میں انسان کی عقل و ہنر اور اس کی عظمت اور انسانی وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کو زندگی کے ہر مرحلے میں تعلیم و تدریس کی ضرورت ہوتی ہے۔

تدریس انسان کی انفرادی اور معاشرتی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے اور انفرادی ترقی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی فراہم کرتی ہے اسی وجہ سے ماہرین تعلیم نے تعلیم و تدریس کو زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔

6.2.4 خود سے کر کے سیکھنے کا اصول

خود سے کر کے سیکھنا بھی ایک تدریسی اصول ہے جس کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ اگر آپ خود سے کچھ کرتے ہیں تو آپ کچھ بہتر اور جلدی سیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ نام (Learning by Doing) سے بھی پتہ چلتا ہے۔ یہ امر کی فلسفی، ماہر نفیسیات، اور ماہر تعلیم جان ڈیوی (John Dewey) کا نظریہ ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ قدیم زمانے سے راجح تھا۔ اس اصول کے ذریعے طلباء کو اپنی تعلیم کے دوران سامنے تجربات اور سماجی سرگرمیوں میں مشغول ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔

خود سے کر کے سیکھنے کے اصول میں استاد کو کلاس میں اپنی فعالیت کو کم کر کے طلبائی کو زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کرنا چاہیے۔ جس سے

ان کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ کلاس میں درس دیتے ہوئے بعض اس باقی ایسے ہوتے ہیں جس میں طلباء کو خود سے کر کے سیکھنے کا موقع کم ملتا ہے لیکن استاد کو چاہیے کہ ان اس باقی میں طلباء کے خود سے سیکھنے کا پہلو نکالیں۔ اس سبق سے متعلق تحریری کام دیں یا اس سبق میں اگر مناظر فطرت کا ذکر ہے تو پھوٹ سے اس سے متعلق منظر نگاری کرنے کو کہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس سے طلباء موثر طور پر سیکھتے ہیں کیونکہ اس اصول کا ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ ہم اس وقت موثر طور پر سیکھتے ہیں جب ہم حقیقت میں سرگرمی انجام دیتے ہیں۔

پچھے ہنسے زیادہ عملی کام کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس میں انہیں لطف بھی آتا ہے اور اسی طرح وہ بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں۔ تجربات حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے اگر دران تدریس پھوٹ کو کر کے سیکھنے کا موقع دیا جائے تو ان کے لیے تعلیم زیادہ آسان، موثر اور دلچسپ ہو جاتی ہے۔ جو کام خود سے کر کے سیکھا جاتا ہے وہ دیر پاذ ہنوں میں محفوظ رہتا ہے۔

اس اصول اکتساب میں بہت زیادہ کسی سابقہ علم یا سمجھ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں عملی طور پر فعال شرکت یا تجربہ کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ جب کسی بھی نئی سرگرمی سے اپنے آپ کو متعارف کرانے کی بات آتی ہے تو یہ ایسا کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے کیونکہ آپ صرف یہ نہیں پڑھتے کہ کوئی چیز کیسے کام کرتی ہے بلکہ آپ کو حقیقت میں اس کے اطلاق کو سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ خود سے کر کے سیکھنے سے مہارت اور اعتماد پیدا کرنے کے ساتھ جب ہم تجربے کے ذریعے نئی معلومات کے حصول پر توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس سے تخلیقی صلاحیتوں اور تقدیری سوچ کو فرود غدینے میں مدد مل سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں یہ پھوٹ میں مسئلہ حل کرنے کی مہارت بھی پیدا کرتا ہے جو مستقبل میں پھوٹ کے لیے آسانیاں فراہم کرتی ہے۔

اس تدریسی اصول کو فرود غدینے سے چند ایسے فائدے حاصل ہوتے ہیں جو پھوٹ کی ذہنی نشوونما، فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

• سیکھنے اور یاد رکھنے میں آسانی ہوتی ہے: خود سے کر کے سیکھنا ایک عملی سرگرمی ہے۔ کسی موضوع کے بارے میں آپ نے پڑھانے بھی ہو تو اگر اس کو عملی طور انجام دیتے ہیں تو اسے یاد رکھنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایک کرسی سے لے لیجیے آپ نے کرسی بنانے کا طریقہ کتابوں میں پڑھا نہیں ہے لیکن جب آپ عملی طور پر بنانا شروع کرتے ہیں تو ممکن ہے ایک دوبار غلطی کریں، کچھ وقت بھی لگ سکتا ہے مگر جب اس کا طریقہ سیکھ جائیں گے تو وہ ہمیشہ آپ کو یاد رہے گا۔

• کامیابی کے لیے ہنر پیدا کرتا ہے: خود سے کر کے سیکھنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ کامیابی کے لیے آپ کی صلاحیتوں کو فرود غدیتا ہے کیونکہ یہ آپ کو رواجی تدریسی طریقے سے باہر نکلنے، نئی چیزوں کو دریافت کرنے اور پہلی بار آزمائے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک یادو بار غلطی ہو سکتی ہے، لیکن خود سے کر کے سیکھنے سے آپ کو اپنی غلطی پر پچھتا و انہیں ہو گا بلکہ نیا حوصلہ اور عزم ملے گا۔ نتیجے کے طور پر، کر کے سیکھنے سے آپ نئے کاموں کے لیے پہل کر سکتے ہیں۔

• مہارت پیدا کرتا ہے: جب آپ اپنے علم کا استعمال عملی طور پر کرنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ یہ طریقہ آپ کی کامیابی کے لیے درکار صلاحیتوں کو نکھارتا ہے۔ یہ آپ کو زیادہ پر اعتماد اور خود مختار بننے میں مدد دیتا ہے۔

• مختلف عمر کے طلباء افراد کے لیے نئی چیزیں سیکھنے کا ایک بہترین طریقہ: پھوٹوں کے لیے یہ طریقہ اسکولوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ اس طریقہ سے کچھ ایسے تصورات کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں جو انہیں کتابوں کو پڑھنے سے سمجھ میں نہیں آتے۔ اس کے علاوہ، بالغوں کے لیے، یہ ایک بہترین طریقہ ہے جس پر عمل کر کے وہ مہارت اور ہنر سیکھ سکتے ہیں۔

6.2.5 تقسیم کا اصول

ماہرین تعلیم تقسیم کے اصول کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں پھوٹوں کو جو کچھ پڑھایا جائے اسے مناسب اجزاء میں تقسیم کر کے پڑھایا جائے کیونکہ کوئی بھی سبق ایک دن میں مکمل نہیں ہوتا، لہذا پھوٹوں کی آسانی کے لحاظ سے اسے کئی حصوں میں بانٹ دیا جائے مگر خیال رکھا جائے کہ ہر حصے کی وضاحت ضروری ہے۔ سبق کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر جز پہلے اور بعد کے جز سے مر بوط بھی رہے اور منفرد بھی۔ اس طرح پھوٹوں کو سمجھانے میں آسانی بھی ہو گی اور ان کے ذہنوں میں سبق محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اگر تقسیم کے اصول کا لحاظ نہیں کیا گیا تو صحیح طریقے سے معلومات پھوٹوں تک منتقل نہیں ہو پائے گی۔ اگر ہر جز کا الگ عنوان دے دیا جائے تو سیکھنے میں اور آسانی ہو گی اور کسی طرح کا ابہام نہیں ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر کلاس میں پھوٹوں کو ہندوستان کے بارے میں بتانا ہے تو ظاہر سی بات ہے یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ لہذا اس عنوان کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جائے پھر ہر جز کا ایک عنوان دے دیا جائے تو بہت ہی آسانی ہو گی۔

ہندوستان کے بارے میں سبق پڑھانا شروع کریں تو پہلے حصے میں ہندوستان کی جغرافیائی تاریخ کو بتائیں۔ ہندوستان کے محل و قوع، آب و ہوا، موسم، سطح سمندر سے اس کی اوپرچائی، یہاں کی پیداوار اور مختلف فصیلیں اور کون سا ناجزیادہ پیدا ہوتا ہے وغیرہ۔ اور آبادی ان سب پر مفصل روشنی ڈالی جائے۔

دوسرے حصے کا عنوان رکھیں ہندوستان کی تاریخ: اس عنوان کے ذیل میں اس سر زمین کی تاریخ کتنی قدیم اور کتنے ہزار سال پر محيط ہے۔ کون کون سی قومیں یہاں آباد تھیں۔ ان کے رسم و رواج کیا تھے وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان کی تاریخ کی قوم و مذہب کے لحاظ سے بھی درج ذیل تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ ویدک دور: اس کے ضمن میں زمانہ شجاعت اور رزمیہ نظموں کے بارے میں پھوٹوں کو بتائیں۔ اس زمانے میں جو ذات پات کا مسئلہ تھا اس پر روشنی ڈالیں۔ بدھ مذہب اور جین مذہب کی تاریخ اور نظریات کو بتائیں۔ چندر گپت موریہ اور اس کے عہد میں کیا ترقیاں ہوئیں۔ مہاراجہ اشوك کے کارنامے، گپت خاندان اور راجپوتوں کی تاریخ سے پھوٹوں کو واقعہ کرائیں۔

2۔ مسلم حکمرانوں کا دور: اس حصے میں مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد اور فتح سندھ کا واقعہ سنائیں۔ سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان پر حملہ، شہاب الدین محمد غوری کی سلطنت کو بیان کرتے ہوئے خاندان غلامی، خاندان تغلق و خلجی، خاندان سید ولود حسی کے کارنامے اور طرز حکومت کا سبق پڑھائیں۔ مغلوں کی حکومت کا عروج و زوال، سکھوں اور مرتضیوں کی جنگ وغیرہ کا تذکرہ مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پڑھائیں۔

3۔ انگریزوں کا دور حکومت: انگریزوں کا ہندوستان میں آنے کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے سب سے پہلے کہاں قیام کیا؟ کون کون سی قومیں آئیں؟ انگریزوں نے کس طرح سے یہاں کے راجاؤں، نوابوں کو شکست دی اور ایک عظیم حکومت قائم کی۔ ہندوستانی قوموں پر ان کے ظلم

وستم کو بیان کریں۔ ہندوستانیوں کی طرف سے جگ آزادی کی جدوجہد، اس میں ناکامی کے اسباب وغیرہ کا ذکر کریں۔ آخر میں آزاد ہندوستان کی تاریخ طلب کو بتائیں۔

مذکورہ بالامثال پر جب غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ہندوستانی تاریخ کو ایک تسلسل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے مگر ہر جزو سرے سے مربوط ہے اور ترتیب بہ ترتیب تاریخ آگے بھی بڑھ رہی ہے۔ اس طریقہ سے بچوں کو سیکھنے میں آسانی ہو گی اور وہ الحسن کا شکار نہیں ہوں گے۔ اس طرح ہندوستان کی تاریخ ترتیب وار ان کے ذہنوں میں محفوظ رہے گی۔

6.2.6 اعادہ کے اصول

اداہ کے اصول کا مطلب یہ ہے جو کچھ بچوں کو پڑھایا گیا ہے وہ کتنا طلبہ کو ذہن نشین ہوا ہے یا طلبہ نے کتنا سمجھا ہے۔ اس اصول کو بنایا گیا ہے۔ اعادہ کے اصول سے غفلت برتنے کے نتیجے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اساتذہ بہت زیادہ معلومات تو طلبہ کے گوش گزار کر دیتے ہیں مگر ان سے اس سبق کے متعلق سوال و جواب نہیں کرتے جس کی وجہ سے تدریس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بچے پچھلا سبق بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے اگلا بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سبق کی کامیابی کا انحصار اعادہ پر ہی ہوتا ہے۔ ذیل میں اعادہ کے اصول کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چند مشقیں (Exercises) بیان کی جا رہی ہیں تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ ایک بچے کی زندگی میں اعادہ کے اصول سے کیا تبدیلی ہو سکتی ہے۔

• تفہیمی سوالات:

سبق کے اختتام پر معلم کو چاہیے کہ اس سبق سے متعلق بچوں سے سوالات کرے کیونکہ سبق کی تدریس کے بعد تفہیمی سوالات کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ سبق کے فوراً بعد موثر سوالات کے ذریعے سبق کا اعادہ کرنے سے سبق کے اہم نکات ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور سوالات اسی وقت اچھے اور موثر ہو سکتے ہیں جب معلم پہلے خود سبق کا اچھی طرح مطالعہ کر کے سبق سے متعلق سوالات تیار کریں گے۔ مثال کے طور پر چند سوالات درج ذیل ہیں۔

- 1۔ دنیا کے نقشے میں ہندوستان کہاں واقع ہے؟
- 2۔ ہندوستان کی خاص پیداوار کیا ہے؟
- 3۔ آریائی قوم ہندوستان میں کب آئی؟
- 4۔ مسلمانوں نے ہندوستان میں کتنے سال حکومت کی؟

ایسے چند سوالات کے ذریعے سبق کا اعادہ (revision) ہو جائے گا اور معلم کو یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ بچوں نے ان کے درس کو کس قدر سمجھا ہے اور معلم طلباء تک اپنی بات پہنچانے میں کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ اگر تدریس میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا کوئی نکتہ وضاحت طلب ہے تو وہ تفہیمی سوالات کے ذریعے سامنے آجائے گا اور معلم فوری طور پر اس کی یا کمزوری کو پورا کر لیں گے۔ ضرورت کے مطابق ایک یا دو تفہیمی سوالات کا پی یا نوٹ بک میں تحریر بھی کرائے جاسکتے ہیں اور ان کو ٹیکسٹ یا متحان میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

- **بلند خوانی (Loud Reading):** سبق کے بعد طلبہ سے کسی متن کو پڑھوایا جائے۔ اس سے طلباء کا تلفظ اور ادایگی کا طریقہ درست ہو جائے گا۔ اور سبق بھی یاد ہو جائے گا اور اس دوران معلم طلباء کی کمزوریوں کی نشاندہی بھی کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ ان کو الفاظ کا درست تلفظ اور ادایگی کا طریقہ بھی سمجھاتے رہیں گے۔
بلند خوانی میں کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو موقع دیا جائے اس لیے چند جملوں سے زیادہ کسی کو پڑھنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ جو بچے پڑھنے سے کترار ہے ہوں ان کو موقع فراہم کیا جائے تاکہ ان کی جھجک دور ہو اور ان کے اعتماد میں اضافہ ہو۔ بلند خوانی کے دوران معلم ہر پیرا گراف کے بعد طلباء کو اہم نکات سمجھاتے بھی رہیں اور ضرورت کے مطابق ان سے سوالات بھی پوچھتے رہیں تاکہ طلبہ اکتاہٹ نہ محسوس کریں اور وہ سبق پر بھرپور توجہ رکھیں۔
- نئے الفاظ کے معنی: تفصیلی سوالات یا بلند خوانی کے بعد ایسے الفاظ جو کہ طلباء کے لیے نئے ہوں ان کے معنی تختہ سیاہ/سفید (Black/White Board) پر تحریر کرائے جائیں تاکہ اس کے ذریعے طلباء کے ذخیرہ الفاظ (Vocabulary) میں اضافہ ہو۔ الفاظ کے معنی لکھوائے کے ساتھ ہی طلباء کو لغت (Dictionary) کے استعمال کی ترغیب بھی دی جائے اور اس کے لئے طلباء کو یہ ہدف (Task) دیا جاسکتا ہے کہ وہ ان کے علاوہ سبق کے سات یا آٹھ نئے الفاظ کے معنی لکھ کر لائیں۔
- سرگرمیاں (Activities): سبق کی تدریس کے بعد مختلف سرگرمیوں کے ذریعے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھار جاسکتا ہے اور طلبہ کھلیل کھلیل میں سبق کے اہم نکات کو ذہن نشین کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سبق کے اعادے کا ایک طریقہ ہے۔ سرگرمیاں مختلف قسم کی ہو سکتی ہیں مثلاً طلباء سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ انسانی جسم میں پانی کے کیا فوائد ہیں کا ایک چارٹ بنائیں وغیرہ۔
- سبق کا خلاصہ: اگر ثانوی جماعتوں کے طلباء ہوں تو ان سے اس سبق کا خلاصہ لکھنے کو کہا جائے۔ ضرورت پڑنے پر معلم ان کی رہنمائی کرے۔ خلاصہ لکھنے کا طریقہ سمجھائے۔ اس میں کون کون سے نکات ضروری ہوتے ہیں اس کی وضاحت کرے۔
- تفویض (Home work): طلباء کو گھر پر کرنے کے لیے جو کام دیا جاتا ہے اسے تفویض کا رکھتے ہیں۔ تفویض طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہو۔ جو کام دیا جائے وہ اسی دن کے سبق سے متعلق ہوتا کہ اعادے کے اصول کا مقصد پورا ہو سکے۔

اپنی معلومات کی جائجی کریں

- 1۔ تدریس کے عام اصول کون کون سے ہیں۔
- 2۔ آمادگی کا اصول سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔
- 3۔ خود سے کر کے سیکھنے کا اصول پر روشی ڈالیے۔

6.3 تدریس کے اقدامی اصول

ایک معلم کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ طلبہ کو ان کی دلچسپی، تجسس اور ان کی نفسیات کے عین مطابق علم دے ساتھ ہی جو علم دیا جا رہا ہے اسے واضح طور پر سمجھانا اور کلاس روم کا ماحول اس طرح تیار کرنا کہ طلبہ زیادہ سے زیادہ تجربات حاصل کر سکیں۔ تدریسی اصول طلبہ کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں اور اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ اصول جو تدریسی عمل میں مقاصد کے حصول کو یقینی بنائے اسے اصول کو تدریسی اصول کہتے ہیں۔

درس و تدریس میں حسب ذیل تدریسی اصولوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان اصولوں کو آفی طور پر قبول کیا گیا ہے یہ اصول معتبر ہوتے ہیں۔

- | | |
|-------------------------------|------------------------|
| 2. معلوم سے نامعلوم کی طرف | 1. آسان سے مشکل کی طرف |
| 4. کل سے جز کی طرف | 3. مادی سے غیر مادی تک |
| 6. براہ راست سے با واسطہ | 5. خاص سے عام کی طرف |
| 8. یقینی سے غیر یقینی تک | 7. تجربی سے ترکیب تک |
| 10. فطرت کی پیروی | 9. نفسیاتی سے منطقی تک |
| 12. مثال سے حقیقت یا نتیجے تک | 11. تجرباتی سے عقلی تک |

6.3.1 آسان سے مشکل کی طرف (From Simple to Complex)

اس اصول کے مطابق بچوں کو پہلے آسان اور پھر مشکل باتوں کا علم دیا جاتا ہے۔ یہ فطری رجحان ہے کہ ہم پہلے آسان چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں پھر مشکل چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس ترتیب سے ذہنی نشوونما ہوتی ہے اسی ترتیب سے بچوں کو آسان سے مشکل مضمایں کا علم دینا چاہیے مثلاً پڑھنا شروع کرنے کا سب سے موثر طریقہ حروف یا الفاظوں سے کرنا نہیں ہے۔ سب سے موثر اور کارآمد طریقہ جملوں سے شروع کرنا ہے۔ جملوں میں بھی آسان جملوں کا علم پہلے اور پچیدہ جملوں کو بعد میں پڑھایا جانا چاہیے۔ معلم کو اس اصول کا استعمال ضرور کرنا چاہیے اس سے طلبہ کی موضوع میں دلچسپی بنی رہتی ہے اور ان میں آگے کی بات سمجھنے کے لیے خود اعتمادی آجائی ہے۔ ان پر تدریس کا اثر بھی دائی اور مستحکم ہوتا ہے۔

6.3.2 معلوم سے نامعلوم کی طرف (From Known to Unknown)

سمجھنے کے عمل میں بچے اپنے پہلے سے حاصل کردہ علم اور تجربات کو نئے علم اور تجربہ سے جوڑتے ہیں۔ بچوں کو کسی بھی نئے مضمون کا علم صرف ان کے سابقہ علم کی بنیاد پر دیا جائے۔ تدریس کے عمل میں اتنا دو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ وہ بچے کے پچھلے علم کی بنیاد پر نیا علم فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لیے وہ معلوم سے نامعلوم تک کا تدریسی اصول استعمال کرتا ہے مثال کے طور پر اگر بچوں کو مختلف پھولوں اور

پتوں کے بارے میں سکھانا ہے تو سب سے پہلے انہیں ان کی شکلوں اور رنگوں کے بارے میں بتانا ہو گا اس کے بعد انہیں ان کی مختلف خصوصیات اور استعمال کے بارے میں بتانا ہو گا۔

اسی طرح زرخیز اور ہموار علاقوں کے بچوں کو ریگستانی علاقت کے بارے میں پڑھانا ہے تو معلم ان کے سابقہ علم کی بنیاد پر کچھ سوالات پوچھیں گے۔ جیسے آپ کے بیہاں کی زمین کیسی ہے؟ اس میں کیا کیا پیداوار ہوتی ہے؟ اچھی کاشت کے لیے ضروری عناصر کیا ہیں؟ اگر کھیتوں میں پانی نہ دیا جائے تو کیا ہو گا؟

اسی سابقہ علم کی بنیاد پر نئے سوال پوچھنے ہوں گے جیسے جہاں کم پانی برستا ہے وہاں کیسی پیداوار ہوتی ہو گی؟ اس طرح کے سوال پوچھنے کے بعد معلم طلباء کو بتاسکتے ہیں کہ صحرائی/ ریگستانی علاقوں میں پیداوار کیسی ہوتی ہیں؟ ریگستان میں پیڑ کنٹیلے کیوں ہوتے ہیں؟ اس طرح معلوم سے نامعلوم کا علم بچوں کو آسانی سے دیا جاسکتا ہے۔

6.3.3 مادی سے غیر مادی تک (From Concrete to Abstract)

شروعات میں بچے جو علم حاصل کرتے ہیں وہ ان کے حواس خصہ کے تجربات پر مشتمل ہوتا ہے۔ بچوں کے سیکھنے کے عمل میں ٹھوس چیزیں پہلے آتی ہیں جیسے جیسے ان کے تجربے کا میدان و سعی ہوتا ہے وہ غیر مادی خیالات کو قبول کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ شروع میں ان کا علم ایک یادو جانوروں کو دیکھنے تک محدود ہے لیکن بعد میں وہ جانوروں کے بارے میں تجربیدی خیالات پیدا کرتے ہیں۔ زبان کو سیکھنے میں ان کی نگاہ پہلے ان الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جو ان کے سامنے ٹھوس یا مجموعی شکل میں موجود ہوتے ہیں لیکن بعد میں ایک موقع آتا ہے جس میں وہ ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو غیر مادی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ سیکھنے کا عمل فطری ہے۔ تدریس میں استاد کو پہلے مادی خیالات پیش کرنے چاہیے اور پھر غیر مادی خیالات کی طرف بڑھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر دو اور تین مل کر پائچ ہوتے ہیں یہ خیال غیر مادی ہے۔ شروع میں بچے دو اور تین کے خیال کو نہیں سمجھ سکتے لیکن اگر انہیں دو گولیاں اور پھر تین گولیاں دے دیں تو وہ اپنے پاس گولیوں کو ٹھوس روپ میں دیکھیں گے۔ مختلف اشیاء کے بارے میں اس طرح کی مشق سے وہ دو تین کے تصور کو سمجھ جائیں گے۔

اس طرح شروع میں بچے پھولوں کا علم حاصل کرتے ہیں لیکن وہ رنگ کے بارے میں علم نہیں رکھتے۔ نیلے رنگ کو پیلا اور پیلے کو نیلا کہہ دیتے ہیں لیکن رنگ برلنگی اشیاء کو دیکھتے دیکھتے انہیں رنگوں کا علم ہو جاتا ہے اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں کے تجربات میں پہلے ٹھوس چیزیں آتی ہیں اس کے بعد اشیاء کو دیکھنے اور استعمال کرنے سے غیر مادی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

6.3.4 کل سے جز تک (From Whole to Part)

کسی بھی مضمون یا تصور کے بارے میں معلومات فراہم کرتے وقت طلبہ کو پہلے اس مضمون یا تصور کو مکمل اور پھر جزو سے واقف کروایا جائے کیونکہ بچے پہلے مکمل طور پر علم حاصل کرتے ہیں نہ کہ اس کے مختلف حصوں کا۔ یہ نفیاں کا ایک اصول ہے جسے (Gestalt Theory) کہتے ہیں۔ پیڑ کہنے پر بچے فوراً پیڑ سمجھ جاتے ہیں کیونکہ ان کے ذہن میں پیڑ کی تصوری شکل موجود ہوتی ہے۔ اور وہ پورے پیڑ کے

بادے میں سوچنے لگتے ہیں۔ پیڑ کے مختلف حصوں جیسے شاخیں، پتے، کلیاں، پھول اور پھل کی طرف ان کا دھیان نہیں جاتا۔ اس فارمولے میں بچے کسی بھی چیز کو ایک اکائی مان کر علم حاصل کرتے ہیں۔ معلم طلبہ کو اس پورے پیڑ کے علم کی بنیاد پر پیڑ کے دوسرے حصوں کا علم دیتا ہے۔ اسی فارمولے کے مطابق سب سے پہلے جملوں کا علم دیا جاتا ہے اس کے بعد لفظوں کا۔

اسی اصول کے بر عکس ایک اور اصول ہے۔ جز سے کل تک۔ یہ ایسا اصول ہے جس کے ذریعے طلبہ مختلف عصر کی بنیاد پر مکمل شکل یا مجموعی شے کا علم حاصل کرتے ہیں مثال کے طور پر طلبہ کو گھر اور اسکوں کے گرد و پیش کے قدرتی ماحول سے شناسائی ہونے پر جغرافیہ کی تعلیم دی جاتی ہے جغرافیہ پڑھانے کے لیے معلم کو زمین/ دنیا سے نہیں شروع کرنا چاہیے بلکہ طلبہ کے گرد و پیش میں موجود ان اشیا اور ان بالوں سے کرنا چاہیے جن سے طلبہ اچھی طرح واقف ہیں اور یہی واقف اشیا ان کے لیے جز ہے۔

6.3.5 خاص سے عام تک (From Particular to General)

اس اصول کے مطابق بچوں کو ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اسے استقرائی طریقہ تدریس (Induction Method) کہا جاتا ہے۔ یہ بچے کے سیکھنے کے عمل میں بہت اہم ہیں۔ اس میں پہلے استاد طلبہ کے سامنے مختلف قسم کی مثالیں پیش کرتا ہے پھر ان مثالوں کی بنیاد پر ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مثال کے طور پر طلبہ کو "صفت" کے بادے میں بتانے کے لیے سب سے پہلے طلبہ کے سامنے کچھ مثالی جملے پیش کیے جائیں، جن میں "صفت" استعمال کی گئی ہو اور پھر ان جملوں کی مدد سے "صفت" کو واضح طور پر سمجھایا جائے۔ اس فارمولے کے مطابق حاصل کردہ علم دائی گی اور مستحکم ہوتا ہے اور ان میں ذہنی بالیدگی فروغ پاتی ہے۔

6.3.6 براہ راست سے بالواسطہ تک (From Seen to Unseen)

وہ چیزیں اور وہ واقعات جو بچے کے تجربے کے میدان میں براہ راست موجود ہوتے ہیں انہیں بچے آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں۔ جو چیزیں اور واقعات ان کے سامنے موجود نہیں ہیں وہ ان کے لیے بالواسطہ ہیں اس لیے انہیں بچے کے علم میں شامل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ اپنے مضمون سے متعلق علم کو پہلے براہ راست اور بعد میں بالواسطہ انداز میں پیش کرے۔ اس وقت جب چیزیں واقعات، تجربات طلبہ کے سامنے نہیں ہیں۔ اس وقت ان بالوں کو پہلے ان کے تجربات میں شامل کرنا چاہیے یا انہیں ان بالوں سے واقف کرنا چاہیے تب ماضی اور مستقبل کا علم دینا چاہیے طلبہ کے سامنے براہ راست مثالوں کو ہی پیش کرنا چاہیے تبھی وہ بالواسطہ طور پر سمجھ سکیں گے۔

مان لیجیے ہمیں شیر شاہ کا انتظام حکومت پڑھانا ہے۔ طلبہ شیر شاہ کے انتظام حکومت کو تبھی سمجھ سکیں گے جب وہ براہ راست انتظامی طریقہ سے واقف ہوں یا اس کے تجربات ہوں۔

اگر طلبہ جانتے ہیں کہ حکومت عدل و انصاف پر کیا کام کر رہی ہے تبھی اس بات کی بنیاد پر وہ شیر شاہ کی حکومت کی انتظامیہ کو سمجھ پائیں گے۔

6.3.7 تجزیہ سے ترکیب تک (From Analysis to Synthesis)

کسی کل کے اجزاء کو الگ الگ کر دینا تجزیہ کہلاتا ہے اور ترکیب کی تعریف اس کے برعکس ہے۔ اس اصول میں پہلے کسی سبق کو جز میں تقسیم کر کے سمجھا دیا جاتا ہے تاکہ کوئی بات مبہم نہ رہے۔ اس کے بعد کل کے بارے میں بتایا جاتا ہے مثال کے طور پر اگر ہمیں دنیا کے بارے میں بتانا ہے تو پہلے دنیا کے نقشے میں اس کے برا عظموں کے بارے میں الگ الگ بتائیں پھر مکمل طور پر دنیا کا تعارف پیش کریں۔

6.3.8 یقینی سے غیر یقینی تک (From Indefinite to definite)

شروع میں بچوں کو کسی بھی موضوع کے بارے میں علم غیر یقینی رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ جیسے جیسے وہ نشوونما پاتا ہے غیر یقینی علم یقین میں بدل جاتا ہے جیسے شروع میں بچے ہر قسم کے پرندے کو ایک ہی نام سے پکارتے ہیں۔ وہ پرندوں کی مختلف اقسام کے درمیان فرق نہیں سمجھتے ہیں بلکہ وہ تمام پرندوں کو کبوتر ہی کہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ پرندوں کے درمیان فرق کو سمجھنے لگتے ہیں۔ کبوتر، طوطا گوریا، باز وغیرہ۔ اس طرح ان کا غیر یقینی علم یقینی ہو جاتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء کو واضح اور یقینی معلومات فراہم کرائے۔ غلط اور غیر واضح اصولوں کو صحیح طور پر پیش کرے اور طلباء کے غیر یقینی خیالات کو یقینی بنائے۔

6.3.9 نفسیاتی سے منطقی ترتیب تک (From Psychological to Logical)

نفسیاتی اور منطقی دونوں احکامات تدریس میں مر بوٹ ہیں۔ نفسیاتی ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ کسی موضوع کی پیشکش بچوں کی دلچسپی، تحسیس، جوش، عمر، قوت اور اک وغیرہ کے مطابق ہو۔ منطقی ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ مضمون کو منطقی انداز میں کئی حصوں میں تقسیم کیا جائے اور استاد ان حصوں کو منظم انداز میں طلبہ کے سامنے پیش کرے۔ تدریس کو موثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ منطقی اور نفسیاتی ترتیب دونوں کو مر بوٹ کیا جائے۔ اس کے تحت بچے کی دلچسپیوں، منصوبوں اور ضروریات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

6.3.10 فطرت کی پیروی (Follow Nature)

تدریس کا یہ اصول روسو کے تعلیمی اصولوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق استاد فطرت کی پیروی کرے اور بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے اصولوں کے مطابق تعلیم کے ذریعہ تیار کرے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بچے کی فطری نشوونما میں دشواری ہوتی ہے اور اس کی شخصیت مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے۔ تدریس کا یہ فارمولہ مضمون کی تعلیم کا بنیادی عنصر ہے۔

6.3.11 تجرباتی سے عقلی تک (From Empirical to Rational)

تجرباتی علم قابل تصدیق ہے جبکہ عقلی علم منطق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ استاذ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو پہلے تجرباتی نظریات سے متعارف کرائیں اور پھر عقلی تصورات کی طرف بڑھیں۔ تجرباتی علم تجربہ اور مشاہدے کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ چنٹی کی نچلی سطحوں سے اعلیٰ سطحوں تک کا سفر ہے۔

6.3.12 مثال سے حقیقت یا نتیجے تک (From Induction to Deduction)

اس اصول میں استاد متعدد مثالیں دیتا ہے اور پھر ان مثالوں سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مثالوں کے دیے گئے بیانات کے مجموعے کو دیکھ کر کسی نتیجے پر پہنچنا، اور (Deduction) تمام امکانات کا جائزہ لینے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچنے کا عمل ہے۔ مثال کے طور پر، حامد کو صندوق سے ایک کھلونا ملا، زید کو بھی صندوق سے ایک کھلونا ملا۔ لذا جب صندوق کی جانچ کی گئی تو نتیجہ یہ تکالکہ صندوق کھلونوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی کو استنباطی استدلال بھی کہا جاتا ہے۔

تدریسی اصول کا استعمال

معلم دوران تدریس اپنی بات کو موثر انداز میں طلبائک پہنچانے کے لیے مختلف وسائل اور ذرائع کا استعمال کرتا ہے اسے تدریسی زبان میں اصول کہا جاتا ہے۔ ان کے استعمال سے درج ذیل امور میں آسانی ہوتی ہے:

- تعلیمی نصاب کو تیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- کلاس میں سبق شروع کرنے سے پہلے معلوم سے نامعلوم کی طرف بڑھنے میں اصول معاون ہوتے ہیں۔
- تدریس کے ذریعے سیکھنے کے موقع فراہم کرتے ہیں۔
- تدریس کے ذرائع کے استعمال سے مقاصد حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔
- سیکھنے کی تمام سطحیوں میں یاد اشت، فہم اور سوچ کی سطح میں فروغ ہوتا ہے۔
- پرانگری سطح سے یونیورسٹی کی سطح تک تمام مضامین کے پڑھانے میں یہ اصول کام آتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1۔ تدریس کے کوئی دو اقدامی اصول تحریر کریں۔
- 2۔ کل سے جزتک کے اصول کی توضیح بیجیے۔
- 3۔ تجزیہ سے ترکیب تک کے اصول کو مثالوں سے واضح بیجیے۔

6.4 خلاصہ کلام

تدریس کو بہتر اور معیاری بنانے میں تدریسی اصولوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے نفیسیاتی ترتیب کے ساتھ بچوں میں سیکھنے کے تینیں دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور ان میں تھکن کا احساس نہیں ہوتا۔ تدریسی اصولوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا تدریس کے عام اصول اور دوسرا تدریس کے اقدامی اصول۔ درس و تدریس کے عمل میں دونوں تدریسی اصولوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ ان تدریسی اصولوں کے ذریعے ہم تدریسی عمل کو بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں۔

6.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- طلباتک اپنی بات پہنچانے کے لیے معلم تدریس کے دو اصولوں کا سہارا لیتا ہے۔ (1) تدریس کے عام اصول (2) تدریس کے اقدامی اصول
- تدریس کے عام اصول میں (1) آمادگی کا اصول (2) انتخاب کا اصول (3) زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے کا اصول (4) خود سے کر کے سیکھنے کا اصول (5) تقسیم کا اصول (6) اعادہ کا اصول وغیرہ شامل ہیں۔
- آمادگی کے اصول سے مراد یہ ہے کہ سبق شروع کرنے سے پہلے طلباء میں آمادگی پیدا کی جائے اور ان کے شوق اور تجسس کو ابھارا جائے ورنہ وہ تدریس کا اثر قبول نہیں کریں گے۔
- موضوع کا انتخاب طلباء کے نفسیاتی تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے کیا جائے۔ اگر ان کی دلچسپیوں اور خواہشات کا خیال نہیں کیا گیا تو وہ تدریس موثر ثابت نہیں ہوگی۔
- جو کچھ بھی پڑھایا جائے وہ طلباء کی سابقہ معلومات، روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو ان کے تجربات و مشاہدات اور سماجی و فطری معلومات سے مربوط کر کے پیش کرے۔ اس طرح طلباء کو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی اور ذہنوں میں محفوظ ہو جائے گی۔
- طلباء کو خود کر کے سیکھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے۔ اس سے ان کی صلاحیت میں اضافہ ہو گا۔
- سبق کے اختتام پر اعادہ کے اصول یعنی سوال و جواب، الفاظ کے معنی، سبق کا خلاصہ وغیرہ طلباء سے کرایا جائے تاکہ سبق ان کے ذہن نشین ہو جائے۔
- اصول تدریس کا دوسرا طریقہ استقرائی اصولوں پر مبنی ہے۔ جس میں آسان پہلوؤں کو پہلے بیان کیا جاتا ہے تاکہ طلباء کا ذہن اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔
- جو چیزیں طلباء کو معلوم ہوتی ہیں اس سے نامعلوم کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- کل بیان کر کے جز سے مربوط کیا جاتا ہے۔
- خاص سے عام کی طرف کے اصول میں ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے
- حال کی مثالوں سے ماضی یا مستقبل کے بارے میں جاننا براہ راست سے بالواسطہ کا اصول کہا جاتا ہے۔
- فطرت کی پیروی کا اصول روسو کے بنائے ہوئے اصولوں سے لیا گیا ہے جس میں بچوں کی جسمانی نشوونما کے مطابق تعلیمی نصاب تیار کیا جاتا ہے۔
- تجربائی علم قابل تصدیق ہے جبکہ عقلی علم منطق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ اس اصول میں استاد طلبہ کو تجربائی علم پہلے سکھاتا ہے پھر عقلی تصورات کی جانب بڑھتا ہے۔

6.6 فرہنگ

آمادگی	تیاری، مستعدی۔ تعلیم و تربیت میں آمادگی کے اصول سے مراد کلاس میں استاد و شاگرد کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ رہنا چاہیے تاکہ کلاس کو منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے چلایا جاسکے
Learning by Doing	اس کے معنی خود سے کر کے سکھنے کے ہیں۔ اس نظریہ کو امریکی فلسفی جان ڈیوی نے پیش کیا تھا۔ یہ متعلق مرکوز طریقہ تدریس ہے جس میں طلبانہود کر کے سکھتے ہیں۔
زرخیز	سر سبز، شاداب، اپجاؤ، پیداواری صلاحیت رکھنے والا
بلندخوانی	کسی بھی چیز یا متن کو بلند یا تیز آواز سے پڑھنا (Loud reading)
Critical Thinking	تلقیدی سوچ
فعال	Active، بہت زیادہ کام کرنے والا
گوش کرنا کرنا	(محاورہ) سنانا، بتانا، مطلع کرنا، شناسا کرنا، آگاہ کرنا
انحصار	Depend، منحصر ہونا

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ تلقینی سوالات کیوں پوچھتے جاتے ہیں؟

(a) سبق کا اعادہ کرنے کے لیے (b) سبق کے اہم نکات کو ذہن نشین کرنے کے لیے

(c) یہ اندازہ لگانے کے لیے کہ طلبانے سبق کو کس حد تک سمجھا ہے (d) ان میں سے سبھی

2۔ بلندخوانی کی کیا اہمیت ہے؟

(a) اس سے طلباء کا تلفظ درست ہوتا ہے۔ (b) جو طلباء پڑھنے سے کرتا تھے ہیں ان کی جھجک دور ہوتی ہے۔

(c) طلباء میں توجہ کے ساتھ سنتے کی عادت کا فروغ ہوتا ہے (d) ان میں سے سبھی

3۔ خود کر کے سکھنے کے اصول کا بانی ہے؟

(a) ماریہ موٹسیسری (b) فریڈریک فروہیل (c) جان ڈیوی (d) تھارنڈاٹک

4۔ طلباء کو سبقہ علم کی بنیاد پر نئے علم سے جوڑنا یا اتفاق کرنا کس اصول کے تحت آتا ہے؟

(a) آسان سے مشکل کی طرف (b) معلوم سے نامعلوم کی طرف (c) کل سے جز کی طرف (d) خاص سے عام کی طرف

5۔ کس اصول کے مطابق بچوں کو ایک مخصوص مثال پیش کر کے ایک عمومی اصول اخذ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے؟

- (a) استریجی طریقہ تدریس
 (b) استقرائی طریقہ تدریس
 (c) گیسٹالٹ تھیوری
 (d) ان میں سے کوئی نہیں
- 6۔ کس اصول تدریس کے تحت پہلے ٹھوس خیالات کو پیش کیا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ لطیف خیالات کی طرف بڑھا جاتا ہے ؟
 (a) براہ راست سے بالواسطہ (b) تجزیہ سے ترکیب (c) نفیاٹی سے منطقی (d) مادی سے غیر مادی
- 7۔ تدریسی اصول کا استعمال کیا جاتا ہے ؟
 (a) تدریس کے ذریعے سیکھنے کے حالات پیدا کرنے کے لیے
 (b) تدریسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے
 (c) سیکھنے کی تمام سطحیوں میں، یادداشت، فہم اور سوچ کی سطح
 (d) ان میں سے سبھی
- 8۔ تدریس کا عام اصول ہے ؟
 (a) زندگی سے مربوط کر کے سیکھنے کا اصول
 (b) اور (c) (a)
- 9۔ موضوع کو پیش کرتے وقت خیال رکھا جاتا ہے ؟
 (a) طلبائی عمر کا (b) طلبائی دلچسپی کا
 (c) طلبائی قوت ادراک کا (d) تمام
- 10۔ خود کر کے سیکھنے کا کیا فائدہ ہے ؟
 (a) اس طریقے میں استاد زیادہ متحرک ہوتا ہے۔
 (b) اس طریقے سے سیکھنا طلباء کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔
 (c) میں ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔
 (d) جب خود کر کے سیکھتے ہیں تو کبھی بھولتے نہیں اور ذہنوں میں ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔
- معروضی سوالوں کے جوابات:**
- | | | | | |
|-------|--------|----------|---------|--------|
| B (v) | B (iv) | C (iii) | D (ii) | D (i) |
| D (x) | D (ix) | C (viii) | D (vii) | D (vi) |
- مختصر جوابات کے حامل سوالات**
- آمادگی کے اصول پر مختصر نوٹ لکھیے۔
 - انتخاب کے اصول سے کی وضاحت کیجیے۔
 - خود کر کے سیکھنے کا اصول "کے کیا فائدے ہیں، بیان کیجیے۔
 - "آسان سے مشکل کی طرف" کے اصول کو مثال کے ذریعہ واضح کیجیے۔

5۔ "کل سے جز" اور "خاص سے عام" کے اصول پر اظہار خیال کیجیے۔

- ٹویل جوابات کے حامل سوالات
- 1۔ اعادہ کے اصول پر مفصل نوٹ لکھیے۔
 - 2۔ تقسیم کے اصول سے آپ کیا سمجھتے ہیں، بیان کیجیے۔
 - 3۔ تدریس کے اقدامی اصول پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

محمد قاسم صدیقی	(1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقہ)
فضل حسین	(2) فن تعلیم و تربیت
سید ضیاء الدین علوی	(3) اصول تعلیم
پروفیسر فضل محمد	(4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس
معین الدین احمد	(5) اردو زبان کی تدریس
مک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید	(6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی
محمد قمر سلیم	(7) اردو زبان: فن تدریس
محی الدین قادری زور	(8) تدریس اردو
ڈاکٹر تلمذیف افاضہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان	(9) اردو زبان کی تدریس و فہم
معین الدین	(10) ہم اردو کیسے پڑھائیں
ڈاکٹر ریاض احمد	(11) اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے
ڈاکٹر نجم الحیر / ڈاکٹر صابری سعید	(12) تدریس اردو
محی الدین بچھ	(13) طریقہ تعلیم اردو

* 1- اکائی 7- تدریس کے طریقہ کار-1

اکائی کے اجزاء

7.0	تمہید
7.1	مقاصد
7.2	تدریس کے طریقہ کار
7.2.1	کھیل کھیل کا طریقہ
7.2.2	کہانی کا طریقہ
7.2.3	اداکاری پاؤ رامای طریقہ
7.2.4	سوال و جواب کا طریقہ
7.2.5	مونیسیری طریقہ
7.2.6	ڈالٹن طریقہ
7.2.7	مسئلہ حل کرنے کا طریقہ
7.3	خلاصہ
7.4	التسابی نتائج
7.5	فرہنگ
7.6	نمونہ امتحانی سوالات
7.7	تجویز کردہ االتسابی مواد
7.0	تمہید

ایک اچھے استاد کو تعلیمی سرگرمیوں کے عمل میں اپنے طالب علموں کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ طالب علم کی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور خواہشات کو جانا ایک استاد کے لیے اپنی تدریس کو موثر بنانے کے لیے زیادہ کارآمد ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے طلباء کے رہنمائی اور پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے افکار و نظریات کو زیادہ موثر طریقے سے پہنچا سکتا ہے۔ جب استاد تعلیمی و تدریسی امور میں بنیادی

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

چیزوں کا لحاظ رکھے گا تو طالب علم کو نئی معلومات اور علمی آداب سے مزین کرے گا، تعلیمی مراحل کی تسهیل کرے گا، اور معاشرتی زندگی میں تعلیمی و تربیتی مراحل کو عام کرے گا تو یقیناً یہ استاذ ایک حقیقی مرتبی اور مخلص معلم ہو گا۔ کیونکہ تعلیم اور علم کی تعمیر میں تبدیلی کے لیے ضروری بنیاد فراہم کرنا اور سکھنے والوں کی دلچسپی اور حوصلہ افزائی ایک سازگار تعلق قائم کیے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس اکائی میں تدریس کے طریقہ کار اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کے مطالعہ سے طلباء دریی امور سے واقعیت حاصل کر سکیں۔

7.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعے کے آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- تدریس کے مختلف طریقہ کا پنے کمرہ جماعت میں اطلاق کر سکیں۔
 - کھیل کھیل کے طریقہ تدریس کو بیان کر سکیں۔
 - تدریس کے مختلف طریقہ کار جیسے کہانی کے ذریعہ تدریس کی اہمیت کو بیان کر سکیں۔
 - سوال و جواب طریقہ کار کی وضاحت کر سکیں۔
 - مونٹسیسری و ڈالٹن طریقہ تدریس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کر سکیں۔
 - طریقہ تدریس میں مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی اہمیت و فادیت کو بیان کر سکیں۔

7.2 تدریس کے طریقہ کار

تدریسی طریقہ کار میں سب سے اہم چیز معلم کے لیے یہ ہے کہ موضوع اور طریقہ تدریس کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کی سمجھ کے مطابق تعلیمی مواد اور سرگرمیاں فراہم کرے تاکہ سکھانے کا مقصد واضح ہو۔ درحقیقت تدریس کے دوران درج ذیل تین باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔

- 1- پڑھانے کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔
 - 2- تدریس کا طریقہ مقصد کے مطابق ہونا چاہیے یعنی جو سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔
 - 3- تصورات کو اس طریقے سے پیش کیا جانا چاہیے جو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق ہو۔ المذا، استاد کو یاد رکھنا چاہیے کہ بچوں کو کیا پڑھایا جائے اور تدریس سے متعلق کون سا طریقہ ہدف اور مقصد کی بنیاد پر اختیار کیا جائے ورنہ اس کے بغیر تدریس نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔
- طریقہ تدریس تعلیمی سرگرمیوں کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو طلباء کو سکھنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ مفہوم کو سمجھانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کلاس روم میں ایک استاد مختلف موضوعات کو پڑھانے اور سکھانے کے لیے مختلف طریقے

استعمال کر سکتا ہے۔ طریقہ تدریس کا انتخاب موضوع، دستیاب سہولیات اور طلبہ کی سطح سمجھ کے مطابق کیا جانا چاہیے۔ اساتذہ کی ایک اہم مہارت ہر کلاس میں پڑھانے کے لیے صحیح طریقہ کا انتخاب کرنا ہے۔ ایک بہترین اور موثر طریقہ تدریس میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1- تعامل برقرار کرنا: پہلی خصوصیت کلاس میں استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کا پایا جانا ہے۔ دوران تعلیم آپ کا سابقہ ایسے اساتذہ سے بھی ہوا ہو گا جہاں استاد صرف گفتگو کرتے تھے، طلباء کو خاموش بیٹھ کر صرف ان کی باتیں سننی اور کتابیں پڑھنی پڑتی تھیں۔ استاد اور طالب علم کے درمیان تعامل کا نقدان علم کا قاتل ہے۔ تحقیق کے مطابق، طالب علم کسی بھی عمر کا ہوا سے اپنے استاد کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے اس کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

2- کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا: دوسری بہت اہم چیز کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا ہے۔ مثال کے طور پر، کلاس میں داخل ہونے سے پہلے، ایک استاد کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس موضوع پر بات کرے گا۔ بد قسمتی سے، بعض صورتوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ استاد بغیر کسی مقصد کے کلاس میں داخل ہوتا ہے اور کتاب کا ایک حصہ پڑھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے طلباء الجھ جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں استاد کے پاس خود تدریس کے لیے کوئی واضح اور مکمل منصوبہ نہیں ہو گا۔ لہذا، ایک اچھے طریقہ تدریس میں، پہلے سے متعین اہداف ہونے چاہئیں۔

3- سیکھنے کے لیے کافی وقت اور موقع پیدا کرنا: تیسرا اور آخری چیز سیکھنے کے لیے کافی وقت اور موقع پیدا کرنا ہے۔ سیکھنے کے لیے طلباء کے ذہنوں کا تجویزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس تجویزیے کے لیے کافی وقت نہیں ہے تو یقیناً سیکھنے میں بڑی رکاوٹیں آئیں گی۔ ایک پیشہ ور استاد موضوعات کو پڑھانے میں جلدی نہیں کرتا اور طالب علم کو مطلوبہ مواد کا تجویزیہ کرنے دیتا ہے۔ سبق کے بارے میں اہم اور کئی سوالات تیار کرنا سبق کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں اہم چیزوں میں سے ایک ہے۔ سیکھنے کے لیے کافی وقت کا ہونا ضروری ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے تربیت اچھی طرح سے نہیں ہو پاتی۔ ذیل میں تدریس کے مختلف طریقہ کار کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

7.2.1 کھیل کھیل کا طریقہ

چھوٹے بچوں کو کھیل کے ذریعہ تعلیم دینے کا طریقہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس طریقہ کو Kindergarten کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس کا موجد Froebel تھا، جو 1783ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس طریقہ تدریس میں کھیل کو فوکیت حاصل ہوتی ہے اور تعلیم کا مقصد ثانوی ہوتا ہے۔ چونکہ بچپن میں باقاعدہ رسمی تعلیم کا بوجھہ اٹھانا بچوں کے لیے بھاری ہوتا ہے لہذا کھیل کھیل میں بچوں کو سکھانے کے ساتھ ہی صحت کا ضامن، نشوونامیں معاون اور تدریس کا بہتر موقع فراہم کرتا ہے۔ کھیل سے بچوں کو خوشی کے ساتھ جسمانی و ذہنی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

بچوں کو درس و تدریس کی طرف راغب کرنے میں کھیل کھیل کا طریقہ تدریس بہت اہم ہے۔ کھیل جہاں تفریق کا ذریعہ ہے وہیں اس کا ایک تعلیمی اور تعمیری پہلو بھی ہے اور بعض صورتوں میں اس کھیل میں بچوں کی شمولیت کتاب پڑھنے سے زیادہ ہوتی ہے۔ تعلیمی کھیلوں سے بچوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ نئے ذہنی تصورات اور زیادہ سے زیادہ بہتر مہارتوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ وہ کھیل کی مدد سے مفید تجربات

حاصل کرتے ہیں۔ کھیل کے دوران، سیکھنے کا مواد بغیر دباؤ اور اپنی مرضی سے سیکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تعلیم و تربیت سے وابستہ بعض ماہرین تعیین کا خیال ہے کہ بچے کو کوئی بھی مضمون کھیل کے ذریعہ ہی پڑھایا جانا چاہیے اور بنیادی طور پر پر ائمہ اسکول کے درسی اوقات کو تخلیقی اور معلومانی کھیلوں کے اوقات میں بدل دینا ہی بہتر ہے۔

اسکول کا ماحول ایسا ہونا چاہیے کہ بچے خود کو آزاد محسوس کریں اور بغیر کسی دباؤ کے اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں۔ کھیل کے ذریعہ بچوں میں تجسس اور کھو ج کا مادہ پیدا ہوتا ہے جس سے تدریس کو موثر اور لطف اندوز بنایا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں بچوں کے لیے کوئی باقاعدہ نصاب نہیں ہوتا لیکن مختلف قسم کے کھلونوں کے ذریعہ بچوں کی ذہنی تربیت میں مدد دیتے ہیں۔ ان وسائل سے بچوں کو عملی میدان میں خاموشی سے سنسنے کے بجائے سیکھنے کے عمل میں حصہ دار بنایا جاتا ہے۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کے اصول:

• کھیل کھیل طریقہ تدریس کا طریقہ Play way ہے۔ یہ تخلیقی مہارت اور اظہار خودی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

- یہ نظام زندگی پر مبنی ہے۔ اسکول بچوں کے لیے دوسرے گھر کے طور پر کام کرتا ہے۔
- تعلیم کا طریقہ غیر رسمی، فطری اور بچوں کی ضروریات اور دلچسپیوں کے مطابق ہوتا ہے۔
- سیکھنے کے تمام تجربات بغیر کسی پابندی کے کھلے اور آزاد ماحول میں انجام پاتے ہیں۔
- یہ بچوں اور اساتذہ کے درمیان فاصلے کو کم کرتا ہے۔
- سیکھنے کا موزوں و مناسب ماحول پیدا کرتا ہے۔
- یادداشت کی مہارت کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔
- تمام بچوں کو حصہ لینے کے موقع فراہم کرتا ہے۔

المذا، استاد کو ابتدائی مرحلے میں ہی ہر بچے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہو گی اور کلاس روم میں اس کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کے عملی طریقہ کار:

ذیل میں ان چند کھیلوں اور آلات کو بیان کیا جا رہا ہے جو بچوں کے اظہار خیال، زبانی ذہانت اور بات چیت کی مہارت میں مدد کر سکتے ہیں:

1. اندازہ گیری و گمان کا کھیل:- یہ کھیل بچوں کا اپنی صلاحیت کی مدد سے اشیا کو چھو کر اس کے بارے میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس کھیل کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو ایک ڈبہ تیار کرنا ہوتا ہے اور اس کے دونوں طرف اپنے ہاتھ کے سائز کے سوراخ کرنے ہوتے ہیں۔ باکس میں ایک چیز ڈالیں (اس طرح کہ بچے اسے دیکھ نہیں سکتا اور صرف محسوس کر سکتا ہے) اس کے بعد بچوں کو باری باری اس چیز کو چھونے اور محسوس کرنے کے بعد

اس کے بارے میں اپنے احساس و گمان کو بیان کرنے کو کہیں۔ یہ کھیل زبانی ذہانت اور طلبہ کی اظہار کی تکنیک کو معمبوط بنانے میں بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

2. متعلق الفاظ بنانے کا کھیل:۔ اس کھیل میں، مثال کے طور پر، ہم تین الفاظ لکھ سکتے ہیں اور بچوں سے چوتھے لفظ کا اندازہ لگانے کو کہہ سکتے ہیں اور وہ چوتھا لفظ پچھلے الفاظ سے متعلق ہو۔ مثال کے طور پر ہم "باغ، مٹی، پھل، اور چوتھا لفظ اسی سے متعلق بچوں سے بتانے کو کہیں۔ اسی طرح یہ الفاظ: گلاس، برتن، گھر، وغیرہ۔ یہ کھیل بچوں کی اصلاحی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

3. الفاظ کے ذریعہ کہانی بنانے کا کھیل:۔ اس کھیل میں استاد بچے کو تین سے چار الفاظ دیتے ہیں اور اسے استعمال کرتے ہوئے کہانی بنانے کو کہتے ہیں۔ جیسے گھر، مدرسہ، کتاب۔ بچوں کی عمر کے حساب سے مشکل الفاظ کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

4. اجتماعی کہانی بنانے کا کھیل:۔ یہ کھیل بچوں کے گروہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور بڑوں کے لیے بھی پر کشش ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پانچ افراد کے گروہ میں پہلا شخص کوئی لفظ یا جھوٹا جملہ کہتا ہے، دوسرا شخص اس میں دوسرا جملہ جوڑتا ہے۔ تیسرا فرد دوسرے فرد کے جملے میں چوتھے اور پانچویں شخص تک ایک اور جملہ جوڑتا ہے اور پہلے شخص کو دو گناہ کرتا ہے؛ یہ کہانی اس وقت تک جاری رہ سکتی ہے جب تک کہ کوئی ایک کھلاڑی کہانی کو الجھانہ دے اور جملے کو صحیح طریقے سے یاد نہ کر سکے۔

5. نظم بنانے کا کھیل:۔ یہ طریقہ بچے کی زبانی ذہانت کو بھی کافی حد تک فروغ دیتا ہے۔ اس کھیل میں بچے سے اس کے سنبھالے ہوئے چند الفاظ سے ایک سراہ تال پر مبنی نظم بنانے کو کہیں۔ اس سے بچے کو شاعری اور اس کے وزن کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

6. ڈرامائی کردار ادا کرنے کا کھیل:۔ اس کھیل میں کئی بچوں سے مختلف کردار ادا کرنے کے لیے کہیں اور ان کو چند منٹ کا وقت دیں، مثال کے طور پر، آپ بچوں میں سے ایک کو استاد، دوسرے کو طالب علم، مینیجر وغیرہ کا کردار ادا کرنے کے لیے کہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے کو کہیں۔ یہ کھیل انہیں مختلف کرداروں اور حالات کی بہتر تفہیم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

8. الفاظ کو درست کرنے کا کھیل:۔ الفاظ کو درست کرنے اور لفظ میں اضافی حروف کی پہچان کرنے کے لیے ایک بہت بھی دلچسپ کھیل ہے۔ "بلیک بورڈ پر چند الفاظ لکھیں اور ان کی ججے (Spelling) میں کمی یا زیادتی کر دیں اس کے بعد بچوں سے باری باری صحیح لفظ بتانے کو کہیں۔

9. تصویروں کے ساتھ کہانی بنانے کا کھیل:۔ بچوں کو کچھ تصاویر دیں اور ان سے ان تصویروں کو آپس میں جوڑ کر کہانی بنانے کو کہیں۔ یہ کھیل اصلاح اور موضوعات کو جوڑنے کی طاقت میں بہت مدد کرتا ہے۔

10. جملے بنانا: استاد کی طرف سے دیے گئے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے جملوں کو ترتیب دینا زبان کا ایک اچھا کھیل ہے۔ جملے بنانے کے کھیل کا طریقہ یہ ہے کہ استاد بورڈ پر کئی الفاظ لکھے۔ اس کے بعد طلبہ سے کہے کہ وہ صرف انہیں الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جملے بنائیں لیکن انہیں جتنی بار چاہیں استعمال کریں۔

11. وضاحتی ڈرائیگ کھیل:۔ یہ کھیل بچوں کی سنبھالنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں بہت مدد کرتا ہے اور اسے دو فرداں کھیلتے ہیں۔ اس کھیل میں دونوں بچے ایک دوسرے کے بر عکس بیٹھتے ہیں اور ان میں سے ایک کے پاس قلم اور کاغذ ہوتا ہے۔ استاد ایک بچے کو کسی چیز کی تصویر

بنانے کو کہتا ہے لیکن وہ سمجھ نہیں پاتا پھر وہ دوسرے بچے کو سمجھاتا ہے اور کہتا ہے اس چیز کا نام یہ بغیر پہلے طالب علم کی مدد کرے تاکہ وہ اس کی تصویر بناسکے۔

12. بحث کا کھیل: اس کھیل میں آپ سب سے پہلے بچوں کے لیے ایک بحث چھیڑتے ہیں اور پھر ان میں سے حامیوں اور مخالفوں کا ایک گروہ بناتے ہیں۔ پھر آپ مخالفین اور حامیوں سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے اپنی وجوہات بیان کریں اور ایک دوسرے سے بحث کریں۔ یہ کھیل زبانی ذہانت اور زبانی مہارت کو بہتر بناسکتا ہے۔ اس سے بچوں پر اچھا اثر ہوتا ہے۔

13. کوئے ہوئے الفاظ کا کھیل: اس کھیل میں آپ کو بچوں کو ایک جملہ دینا ہے اور جملے میں سے ایک لفظ نکال دینا ہے اور بچوں سے گشਦہ لفظ تلاش کرنے کو کہنا ہے۔

14. تبادل لفظ کا کھیل: اس کھیل میں آپ بچے کو ایک لفظ دیتے ہیں اور اسے اس سے ملتے جلتے الفاظ تلاش کرنے اور ایک ہی معنی رکھنے اور ان کی جگہ لینے کو کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، لفظ "اہم" کے بجائے کون سا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

15. لفظ بنانے والا کھیل: اس کھیل میں بچوں کو کچھ مختلف حروف دیے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ ان کو با معنی الفاظ بنانے کے لیے استعمال کریں، مثال کے طور پر، ہم بچے کو حروف: A,B,D,G,T,M, وغیرہ دیتے ہیں اور وہ ایسے الفاظ بناسکتا ہے جیسے: Bag, Tab, Mat, Bad, Tag

16. تیزپات کرنے والا کھیل: اس کھیل میں بچوں سے کہیں کہ وہ اپنے ارد گرد کسی چیز کا انتخاب کریں اور اس کے بارے میں ایک منٹ میں تیز فتاری سے بات کریں۔ اس سے کوئی فرق نہیں ہوتا کہ وہ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ کامل طور پر درست ہوں، اہم بات یہ ہے کہ وہ الفاظ کو تیزی سے جوڑتے ہوئے استعمال کریں۔

کھیل کھیل طریقہ تدریس کی خوبیاں:

• کھیلنا بچوں کے لیے ایک فطری عمل ہے۔ کھیل میں بچے فعال طور پر شامل ہوتا ہے۔ جس سے اس کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

- نہ صرف بچوں کی علمی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے بلکہ ان کی علمی سطح کو پرداز چڑھاتا ہے۔
- بچوں کے اندر نظم و ضبط کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔
- بچے کو اپنے اساتذہ سے زیادہ مؤثر طریقے سے رابطہ قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- بچوں کی (علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذبائی اور جمالياتی) مجموعی ترقی کو بڑھاتا ہے۔
- بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ ابتداء ہی سے اپنی مدد آپ کرنا سیکھتے ہیں۔
- بچے بغیر کسی طرح کا بار محسوس کیے ہوئے کھیل کھیل میں پوری دلچسپی اور انہاک سے متعدد باتیں سیکھ لیتے ہیں۔

کھیل کھیل کے طریقے کے نقصانات:

اس طریقہ تدریس میں جہاں بہت سی خوبیاں اور فوائد پائے جاتے ہیں وہیں چند نقصانات بھی ہیں جیسے۔۔۔

- یہ طریقہ صرف پری پر انگری اور پر انگری سطح کے طلباے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔
- اس طریقے میں تمام مضامین کے مواد اور تصورات کو متعارف نہیں کرایا جاسکتا۔
- بہت کم بچے play way method کے ذریعے سیکھنے کے بجائے game کھیلنے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔
- تعلیم کے مصارف بہت بڑھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے صرف امیروں کے بچے اس کا فائدہ اٹھا پاتے ہیں۔
- اجتماعیت پر بہت زیادہ زور دینے کی وجہ سے بچوں کی انفرادیت مجرور ہونے لگتی ہے۔

اپنی معلومات کی جائیج کریں

1۔ کھیل کھیل طریقہ سے کیا مراد ہے۔

2۔ کھیل کھیل طریقہ کی خوبیوں و خامیوں کی بیان کیجیے۔

7.2.2 کہانی کا طریقہ

قصہ گوئی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہیں جتنی انسانی تاریخ۔ کہانی پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا موثر طریقہ ہے۔ کہانی سنانا ماضی بعید سے پڑھانے اور سیکھنے کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ قصہ گوئی یا کہانی سنانا ایک ایسا فن ہے جس میں الفاظ، تصویر اور آواز کے ذریعے ایک حقیقی یا افسانوی واقعہ کی تصویر کشی یا عکاسی کی جاتی ہے۔ کچھ کہانیاں صرف تفریجی مقاصد کے لیے ہوتی ہیں جبکہ اکثر کہانیاں سبق آموز ہوتی ہیں اور اخلاقی قدریں بیان کرتی ہیں۔

تدریس کے طریقوں میں سے ایک اہم اور موثر طریقہ تدریس کہانی سنانے کا تدریس کرنا ہے۔ جس کا خاص مقصد یہ ہے کہ کہانی کے ذریعہ طلباء کے سامنے تعلیمی نظریات پیش کیے جائیں۔ بروز کار موڈی، کینیڈا کے ایک مشہور قصہ گو اور ریٹارڈ مہر تعلیم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دوسرے فوائد کے علاوہ قصہ گوئی بچوں میں تنقیدی سوچ اور تخيیل (Imagine) کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ بچہ جب کہانی سنتا ہے تو اسے پڑھنے میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور اس کا تخيیل اس کی مدد کرتا ہے۔ جب ہم کلاس میں کہانی سنانے کا طریقہ استعمال کرتے ہیں تو اس کے بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ جب ہم بچوں کو کہانی کی صورت میں سبق سناتے ہیں تو بچوں کی پڑھائی میں اضافہ ہوتا ہے اور سبق میں ان کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ کہانی سنانے سے کلاس کا ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔ کہانیاں سنانے کے درمیان، ہم بچوں کے ساتھ بات چیت کر سکتے ہیں، جب ہم سبق کے وسط میں پہنچیں تو بچوں سے کہانی کے اختتام کا اندازہ لگانے کو کہیں اور کہانی کے آخر میں ان سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کو کہیں۔ اس طریقہ تدریس کے درج ذیل فوائد ہیں:

1۔ الفاظ، اصطلاحات سے واقفیت

- 2۔ تجسس کی منتقلی
- 3۔ تصورات کی منتقلی
- 4۔ تخيیلی صلاحیتوں اور تخيیل کی نشوونما
- 5۔ طرز عمل میں تبدیلی
- 6۔ سماجی عصر

اگرچہ کہانی کے دوران اور یقینی طور پر کہانی سنانے سے پہلے متحرک ہوں تو اگر ہم ان سے کہانی کے بعد سوالات و جوابات میں حصہ لینے اور کہانی اور کہانی سنانے والے کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے کہیں، تو ان کی توجہ اور سننے کی صلاحیت کو تقویت ملے گی۔ اس کے علاوہ، ان کے لیے ایک میدان فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے اور اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے طریقوں پر عمل کریں۔ یہ طریقہ خاص طور پر شر میلے اور الگ تھلگ رہنے والے بچوں کے لیے بہت کارآمد ہے۔

کہانی سنانے کے طریقہ کار کے مراحل: (1) اہداف معین کرنا (2) کہانی کی قسم کا انتخاب (3) کہانی بنانا (4) طریقہ کار کو نافذ کرنا (5) اختتام مندرجہ بالا طریقہ کار سے آپ طلباء کی توجہ بہتر طور پر اپنی طرف مبذول کر سکتے ہیں۔ طلباء میاد سے زیادہ دلچسپی لیں گے۔ ان کے جذبات کو متحرک کرنے میں مدد ملے گی۔ تدریسی میاد مطلوبہ اور پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ طلباء کے ساتھ مخلصانہ تعلق قائم ہو جاتا ہے جس کے تیتج میں آپ کا پیغام زیادہ واضح طور پر سنائی جائے گا۔ اس طریقہ تدریس سے جو اخلاقی و علمی پیغام یاد کریں گے وہ ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

کہانی کے طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- یہ کلاس میں خاموشی کو ختم کر کے خوشنگوار ماحول پیدا کرتا ہے۔ یہ طریقہ تعلیمی سال کے آغاز یا کسی تدریسی سیشن کے آغاز کے لیے بہت موزوں ہے۔
- یہ دوسرے تدریسی طریقوں سے آسان اور زیادہ موثر ہے۔
- اس سے استاد و شاگرد کے درمیان قربت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ طالب علم نے عموماً پنے قربی لوگوں سے کہانی سنی ہے۔
- طلباء کو مطالعہ کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔
- طالب علم کہانیوں سے سیکھتا ہے کہ حقیقی زندگی میں اگر اس طرح کا واقعہ پیش آجائے تو کس طرح مناسب رویہ اور رد عمل ظاہر کرے۔
- کہانی سننے، دہرانے اور یہاں تک کہ سوچنے کے نتیجے میں، طالب علم پیغامات اور اقدار کو جذب کر سکتا ہے اور خاندانی، سماجی اور انسانی اقدار کو سیکھ سکتا ہے۔
- بہت سے اباق کہانیوں سے سمجھائے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ سائنسی اور بظاہر مشکل مسائل۔ مثال کے طور پر خون کی گردش کی کہانی یا عینک میں روشنی کے انعطاف کی کہانی۔

- کہانی سننے سے بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت ہوتی ہے۔
- مشکل اور خشک موضوعات کہانیوں کے سہارے آسان، دلچسپ اور قابل فہم بن جاتے ہیں۔
- سخنی، بہادر اور سچے کردار والے اشخاص کے بارے میں کہانی سنانے سے بچوں میں یہ صفت پرداں چڑھتی ہے۔

کہانی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- ہر استاد کہانی سنانے کے فن میں ماہر نہیں ہوتا۔
- کہانی سنانے کے لیے ایک صحیح وقت اور جگہ کا ہونا ضروری ہے۔
- ہر استاد کو موثر کہانی سنانے کی مہارت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے طلبہ بور ہونے لگتے ہیں۔
- کہانی کی بے عملی طلباء کو غیر فعال سامعین بناتی ہے۔
- اسے اعلیٰ سطح پر استعمال کرنا قدرے مشکل ہے۔
- عام طور سے کہانیاں تخيّل سے بھری ہوتی ہیں اور اس سے بچوں میں ناقابل اعتباری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1- کہانی کا طریقہ تدریس کے کیا فوائد ہیں؟ مختصر طور پر بیان کیجیے۔
- 2- کہانی طریقہ تدریس کی خوبیوں پر روشنی ڈالیے۔

7.2.3 ادکاری یا ڈرامائی طریقہ

ادکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس سے مراد وہ خاص ہنر اور مہارت نہیں ہے جس کے لیے سینما ہال یا **ٹھیٹھیٹر** کی ضرورت ہو بلکہ مضامین اور اسپاٹ کو بہتر طریقے سے سمجھانے کے لیے اس طریقہ تدریس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں طلبہ میں سے کوئی ایک طالب علم یا گروہ کسی موضوع کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے ہیں جو ڈرامے کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں طالب علموں کو اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کو بیان کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ مبصرین (طلبہ) کار کر دگی اور کردار ادا کرنے والوں کے ساتھ ایک جذباتی تعلق قائم کرتے ہیں اور وہ پر فار منس کے مراحل کو جوش و خروش سے دیکھتے ہیں اور اسٹچ پر خود کو محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ اس طریقہ کار میں توجہ کا ارتکاز اور جذباتی تعلق زیادہ ہے اس لیے سیکھنا بہتر اور موثر طریقے سے انجام پاتا ہے۔ درج ذیل افراد ادکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس میں حصہ لیتے ہیں۔

- 1- استاد یا پر فار منس مینیجر:۔ منصوبہ بندی، ڈرامے کے اجرائے لیے وسائل فراہم کرنا اور انتظامی امور کی گنگانی کرنا استاد کی ذمہ داری ہے۔ استاد درحقیقت پر و گرام کاڈا ریکٹر ہوتا ہے۔

2۔ اداکار: اداکار وہ طالب علم ہوتے ہیں جو رضا کار اور یا منتخب طور پر پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو ڈرامے کے میدان میں تجربہ اور فنی ذوق رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

3۔ مبصرین: دوسرے طلباء کو مبصر سمجھا جاتا ہے۔ پروگرام کے دوران یا اختتام پر یہ طلباء ڈرامے کے متعلق تبصرہ، سوال یا گفتگو کر سکتے ہیں۔ کار کر دگی کی عمومی تکنیک: اس طریقہ کار میں جو طلباء کلاس میں یا تھیڑ میں اداکاری کرتے ہیں وہ عام طور پر ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں اور انہی کے درمیان بات چیت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ڈرامے کے سین کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ تمام طلباء ایکشن دیکھ سکیں اور اداکار اونچی آواز میں بولیں تاکہ تمام ناظرین ان کی گفتگو سن سکیں۔

اداکاری طریقہ کار کے مراحل: کردار ادا کرنے کے طریقہ کار کے نفاذ میں، عام طور پر درج ذیل اقدامات پر عمل کیا جانا چاہیے:

1۔ موضوع کا تعین کرنا اور اسے ڈرامے کے طور پر لکھنا

2۔ پروگرام کی کار کر دگی کے لیے ضروری ساز و سامان فراہم کرنا

3۔ اداکیے جانے والے کرداروں کا تعین کرنا

4۔ طلباء کو کردار ادا کرنے کے لیے تیار کرنا، جیسے کہ میک اپ کرنا اور مشق کرنا

5۔ طلباء کو پروگرام کے موضوع اور مقصد کے بارے میں ایک مختصر وضاحت دینا

6۔ ڈرامے کا اجرا

7۔ مشمولات اور ڈرامے کو انجام دینے کے طریقے اور اس کے نتائج کا جائزہ لینا

اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- اداکاری کا طریقہ طلباء کی حوصلہ افزائی اور جوش و خوش کے ساتھ کار کر دگی کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

- دیگر طلباء جو مبصر ہیں اداکاروں کے جذبات میں شریک ہوتے ہیں اور خود کو منظر میں محسوس کرتے ہیں۔ اس جذباتی تعلق کا سیکھنے اور جذبات پیدا کرنے پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

- اس طریقہ کار سے گروہی بحث و مباحثہ کے لیے بنیاد فراہم کرنا ممکن ہے۔

- شر میلے طلباء کی شرم و حیا کو دور کرنے کا ایک مفید طریقہ ہے۔ استاد کو ایسے طالب علموں کو کار کر دگی میں حصہ لینے اور کردار ادا کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ ایسے طلباء کو پہلے سادہ کردار تفویض کیا جانا چاہیے اس لیے کہ اگر انہیں کسی مسئلے کی ذمہ داری سونپی جائے اور وہ اسے اچھی طرح نبھانے سکیں تو خود کو اور کمزور محسوس کریں گے۔

- یہ طریقہ تدریس تاریخ اور سماجی علوم جیسے مضامین کے لیے موزوں ہے۔

اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- پیچیدہ تعلیمی اہداف کے حصول کے لیے اداکاری کا طریقہ موزوں نہیں ہے۔ کیونکہ مشکل مسائل سے نہیں کے لیے بہت زیادہ

تیاریوں اور فنکارانہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے یہ طریقہ آسان اور عمومی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

- یہ طریقہ ایک سنجیدہ تعلیمی طریقہ نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں سینما اور فنکارانہ پہلو ہے۔
- اداکاری کے طریقہ کے میں کافی وقت اور سامان کی ضرورت ہوتی ہے جس کا نفاذ وقت طلب ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1۔ اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی اہمیت بیان کیجیے۔
- 2۔ اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس کی افادیت بیان کریں۔

7.2.4 سوال و جواب کا طریقہ

اس طریقہ تدریس میں معلم طلباء کو مطالب کو بیان کرنے یا نئے مفہیم کو سمجھنے کے لیے غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ معلم اپنے افکار و نظریات طلباء پر بردستی نہیں تھوپتا، چونکہ وہ طلباء کے احساسات و تفکرات کو مثل آئینہ کے پروان چڑھاتا ہے لہذا منطقی طریقوں سے طلباء کی فعالیت و اور اک کو ایک جہت عطا کرتا ہے۔ اگر طلباء کسی چیز کا جواب دینے یا تدریسی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو استاد صرف مسائل کی توضیح و تشریح کر کے طلباء کی پریشانی کو دور نہیں کرتا بلکہ وہ طلباء کی ہر ممکنہ مدد کرتا ہے تاکہ وہ خود سے اس مسئلہ کو حل کریں۔ استاد کی حیثیت سے وہ علمی و اخلاقی طور پر فوراً فیصلہ کرنے سے پرہیز کرتا ہے اور طلباء کو اپنے نظریات بیان کرنے کی پوری آزادی دیتا ہے۔ معلم اپنی رائے دینے کے بجائے طلباء کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اپنی فکر و احساس کو تقدیت بخشیں۔ اس طریقہ تدریس سے طالب علم کو شش کرتا ہے کہ اپنی ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے معلوم سے نامعلوم کو جاننے کی طرف قدم بڑھائے۔

تدریس کے تمام مراحل میں استاد کی حیثیت ایک رہنماء کے جیسی ہوتی ہے وہ براہ راست طلباء کی سرگرمیوں میں دخل اندازی نہیں کرتا۔ وہ طلباء کے مسائل کو حل کرنے میں اپنے حق کا استعمال نہیں کرتا بلکہ وہ طالب علموں کو موقع دیتا ہے کہ وہ آسانی سے اپنے نظریات کو بیان کریں اور ذمہ داری کو قبول کریں۔ تدریسی طریقہ کا خود سے انتخاب کریں اور سیکھیں۔ یہ طریقہ تدریس Carl Rogers کے نظریہ سے مانوڑ ہے اور بعض لوگ اس طریقہ تدریس کو "سقراطی طریقہ تدریس" بھی کہتے ہیں۔ سقراط کا کہنا تھا کہ علم و دانش انسان کی نظرت میں موجود ہوتی ہے استاد کا کام بس اتنا ہے کہ وہ ایسے موقع فراہم کرے کہ اس کی صلاحیت باہر آسکے۔ سقراط بھی بھی براہ راست کسی بھی ملاقات یا کلاس میں معلومات بیان نہیں کرتا بلکہ پے درپے سوالوں کے ذریعے افراد کو غور و فکر کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ قدم قدم پر رہنمائی کرتا تھا تاکہ خود سے صحیح جواب کو کشف کریں۔

سوال و جواب طریقہ تدریس میں معلم کبھی بھی درسی مطالب و مواد کو براہ راست بیان نہیں کرتا ہے بلکہ منصوبہ بند سوالات قائم کر کے طلباء کی سرگرمی کو نئے مواد اور مفہیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاکہ خود سے نئے مفہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ طریقہ تدریس

بہت ہی موثر ہے لیکن سوالات ایسے ہوں جس سے طالب علم کی توجہ مبذول ہو اور ان کا ذہن حرکت میں آجائے۔ سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔

- 1۔ سوالات ایسے ہوں کہ جس سے طلباء میں تجسس پیدا ہو اور انہیں ذہنی سرگرمی کرنے پر مجبور کریں۔
 - 2۔ ذہنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لگہتا رہنا۔
 - 3۔ مسائل کو دریافت کرنے کے لیے رہنمائی کرتے رہنا تاکہ اس کے نتیجے میں تخلیقی صلاحیت اور علم حاصل ہو۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس کا مقصد سوچ، صلاحیتوں اور دلچسپیوں کی شناخت اور حوصلہ افزائی کرنا، استدلال، تشخیص اور فیصلے کی طاقت کو مضبوط کرنا، ماضی کے تجربات اور علم کو استعمال کرنا اور طالب علم میں خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔

سوال و جواب طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- یہ طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔
- یہ طلباء میں دلچسپی پیدا کرنے اور تخلیقی سوچ کو مضبوط کرنے کا باعث بنتا ہے۔
- یہ طلباء کے استدلال اور اظہار کی طاقت کو تقویت دیتا ہے۔
- یہ طالب علموں کو مباحثوں اور تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے۔
- اس سے طلباء میں مطالعہ اور تحقیق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سوال و جواب طریقہ تدریس کی خامیاں:

- یہ طریقہ پر بحوم کلاسوں کے لیے مناسب و سازگار نہیں ہے۔
- اس طریقہ میں مخصوص اہداف اور بہت زیادہ وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔
- استاد میں مہارت کی کمی کی صورت میں انتشار اور انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔
- یہ تمام کورسز میں لا گو نہیں ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1۔ سوال و جواب طریقہ تدریس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
- 2۔ سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار کن چیزوں پر ہے؟

7.2.5 موٹسیسری طریقہ تدریس

ماریہ موٹسیسری 1870 عیسوی میں اٹلی کے ایک خوشحال اور پڑھ لکھے خاندان میں پیدا ہوئی۔ انہوں نے منظم طریقے سے تعلیم

حاصل کر 24 سال کی عمر میں رومینویورسٹی سے میڈیسین ایم۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد انہیں اسی یونیورسٹی میں ذہنی معدود بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس کام کی تکمیل کے دوران ان کی تدریس کے طریقہ کار میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ذہنی معدود بچوں کی پسمندگی کی وجہ ان کے حواس کی کمزوری ہے۔ موٹسیسٹری نے محسوس کیا کہ اس وقت تعلیم نظام کی ایک بڑی خامی ایک ہی طریقے کے ذریعے تمام طلبہ کو یکساں تعلیم فراہم کرنا تھی۔ ایسی صورت حال میں ذہنی معدود بچوں کا یچھے رہ جانا فطری امر ہے۔ ایسے طلبہ کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ماریہ موٹسیسٹری نے ان کی تعلیم کے لیے بہت سے تجربات کیے ان کا تیار کردہ تعلیم و تربیت کا طریقہ موٹسیسٹری طریقہ کہلاتا ہے۔

موٹسیسٹری طریقہ استعمال کرتے ہوئے پس ماندہ بچوں نے حیرت انگیز ترقی کی۔ ذہنی معدود بچوں کے معاملے میں کامیاب حاصل کرنے کے بعد موٹسیسٹری نے عام بچوں کی تعلیم کے لیے بھی بھی طریقہ استعمال کیا۔

موٹسیسٹری طریقہ کا نفاذ:

ماریہ موٹسیسٹری نے بچوں کو تین طریقوں سے تربیت دینے کا مشورہ دیا۔

- 1۔ عملی زندگی کے کاموں کی مشق (پاٹھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناخن صاف کرنا، کپڑے پہننا اور بد لانا، بال بنانا)
- 2۔ حسی تربیتی کام۔ لکڑی کے ٹکڑوں میں چوڑائی اور نچائی یادوں میں فرق کرنا، بلاکس، مختلف سائز کی سلاخیں، مختلف اشکال میں کھینچی جانے والی شکلیں۔

لمس (Touch) کی سمجھ کے لیے ایک انتہائی ہموار سطح اور دوسرا کھرد روی سطح۔

وقت سماحت کے لیے مختلف اشیاء کے ساتھ ساؤنڈ بک (Sound Book) دیے جاسکتے ہیں۔

رنگوں کے علم کے لیے مختلف رنگوں میں رنگا ہواں دیا جائے۔

- 3۔ تعلیم سے متعلق کام: موٹسیسٹری طریقے میں پہلے لکھنا اور پڑھنا بعد میں سکھایا جاتا ہے۔ ان کے مطابق پڑھنے کا تعلق ذہنی نشوونما سے ہے جب کہ لکھنے کے لیے صرف نقل کی ضرورت ہوتی ہے جو بچوں کے لیے آسان ہے۔

(i) قلم کپڑنے کی مشق کرنا

(ii) حروف کی شکل کو سمجھنا

(iii) حروف کے درمیان فرق کرنے کے قابل ہونا

ماریہ موٹسیسٹری طریقہ کی خصوصیات:

- 1۔ موٹسیسٹری کی تعلیم کا طریقہ سائنسی طریقے پر مبنی ہیں۔ موٹسیسٹری نے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر یہ طریقہ اختیار کیا۔
- 2۔ روسو، Pestology اور Fobel کی طرح موٹسیسٹری بھی طلبہ کی مکمل آزادی کی حمایت کرتی ہیں۔ ان کے مطابق ایک صحت مند شخصیت آزادا ماحول میں ہی پر وال جزو سکتی ہے۔ موٹسیسٹری کا طریقہ انفرادی ہے۔

- 3۔ موٹسیسری کی تجویز کردہ حواس کی تعلیم نفسیاتی اصول سے ہم آہنگ ہے۔
- 4۔ موٹسیسری کے لکھنے اور پڑھنے کے طریقے بالکل نئے ہیں۔ پہلی بار ایک ماہر تعلیم نے تحریری تدریس کے عمل میں پھوٹوں کے توازن پر زور دیا۔
- 5۔ بچوں کو مکمل آزادی ہے اور استاد ان کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا اس لیے نظم و ضبط کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
- 6۔ اس نظام میں ذہنی نشونما کے ساتھ جسمانی نشونما کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

موٹسیسری طریقے کی خوبیاں:

- یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے بہت موزوں ہے۔
- بچے اشیاء کے استعمال سے لطف اندوڑ ہوتے ہیں۔
- اس طریقہ کار میں شخصیت کی مکمل نشونما پر توجہ دی جاتی ہے۔
- موٹسیسری کا طریقہ سائنسی ہے یہ تجربے اور مشاہدے پر زور دیتا ہے۔
- اس طریقے میں حواس کی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ دماغ کی نشونما حواس سے ہوتی ہے۔
- موٹسیسری طریقہ فرد کی عظمت پر لقین رکھتا ہے۔
- اس کا لکھنے کا طریقہ سیکھنے والے کی ترقی کے انداز کے مطابق ہے۔
- طلبہ کھیل کو بہت پسند کرتے ہیں موٹسیسری طریقہ میں کھیل کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے۔
- نظم و ضبط کے بارے میں اس کا خیال بہترین ہے۔ ان کے مطابق نظم و ضبط باہر سے نہیں لا یا جاتا بلکہ اندر سے پیدا کیا جاتا ہے۔
- آلات کے ذریعے تعلیم دینے کا خیال قابل تعریف ہے۔

موٹسیسری طریقے کی خامیاں:

- اس طریقے میں آزادی ہے لیکن ایک وقت میں ایک آہنگ کے سیکھنے والے کی آزادی کو محدود کر دیا جاتا ہے۔
- یہ طریقہ زیادہ مہنگا ہے اس لیے غریب معاشرے میں اسے نافذ کرنا مشکل ہے۔
- اس طریقہ کار میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔
- اس طریقے سے سیکھنے والے کو کچھ ایسے کام کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں جو اس کی حالت کے لیے موزوں نہیں کہا جاسکتا۔
- بچوں کے اپنے طور پر سیکھنے کا موٹسیسری کا نظریہ بہترین ہے لیکن اس کا اطلاق تمام مضامین پر نہیں ہو سکتا نیز اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔
- اس نظام میں تھیلائی کھیلوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کھیل صرف کھیل کے لیے ہو گا تو کھیلا جائے گا اور نہ کام ہو جائے گا۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1- موٹسیسری طریقہ تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، بیان کیجیے۔
- 2- موٹسیسری طریقہ کے خوبیوں کی نشاندہی کیجیے۔

7.2.6 ڈالٹن طریقہ تدریس

ڈالٹن طریقہ تعلیم کے جدید طریقوں میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ تعلیم کے اس نئے طریقے کو امریکہ کی مس ہیلین پارک ہرست (Helen Parkhurst) نے جنم دیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے پہلے امریکہ کے شہر ڈالٹن میں استعمال کیا گیا تھا۔ اس لیے اس طریقے کو ڈالٹن طریقہ کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کا پہلا اسکول 1920 میں قائم کیا گیا تھا۔ ڈالٹن اور موٹسیسری کے طریقوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے کیونکہ موٹسیسری طریقہ کی طرح ڈالٹن کا طریقہ بھی بچوں میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات پر مخصوص زور دیتا ہے۔ ڈالٹن طریقہ 11، 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے بہت مفید اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔

اس طریقے کو لیبارٹری طریقہ بھی کہا جاتا ہے اس طریقے سے تعلیم دینے والے اسکولوں میں ہر مضمون کے لیے لیبارٹریز ہیں۔ ان میں مختلف مضامین کے اساتذہ ہیں اور بچوں کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بچوں کی دلچسپیوں اور خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کو ایک ہفتہ یا ایک ماہ کا کام دیا جاتا ہے۔ جب بچہ اپنا کام مکمل کر لیتا ہے تو اسے مزید کام دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس نظام میں فن کی تعلیم اور انفرادی تدریس کا انتظام ہے اور بچے کی آزادی کا بھی پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

اس طرح ڈالٹن کا مطلب ہے وہ طریقہ جس میں بچوں کو مناسب لیبارٹریز میں مقررہ وقت میں اپنی دلچسپیوں اور خواہشات کے مطابق کام مکمل کر کے ذمہ دار اور مناسب طریقے سے اپنی شخصیت کی نشوونما کا موقع ملتا ہے۔

ڈالٹن طریقہ تعلیم کا مقصد

اس طریقے کا مقصد بچوں کو عام کلاس میں پائے جانے والے حالات سے بالکل مختلف حالتوں میں رکھ کر ایک نئی قسم کے تعلیمی معاشرے کو جنم دینا ہے اور معاشرے میں بہتری لانا ہے۔

ڈالٹن کے طریقہ کار کے اصول

- | | | | |
|----------------------------------|-----------------------------|---------------|------------------------|
| 1) بچوں پر مرکوز تعلیم | 2) خود تعلیم کا اصول | 3) مکمل آزادی | 4) بڑے پیمانے پر تعلیم |
| 5) اسٹاڈ بطور رہنمایا/ سہولت کار | 6) انفرادی اختلافات پر توجہ | | |

ڈالٹن طریقہ تعلیم کی خوبیاں:

- ڈالٹن طریقہ تعلیم میں طلبہ کی صلاحیت کے مطابق ترقی کے موقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

- اس میں طلبہ کے کام کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔
- اس طریقہ کار میں طلبہ کو مضامین کے انتخاب کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔
- اس طریقے میں اس باق کو مکمل کرنے کی ذمہ داری خود پر ہوتی ہے وہ اپنی تفویضات کو مکمل کرنے اور اپنی صلاحیت کے مطابق آگے بڑھنے، مختلف مضامین اور ان کے ذیلی حصوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں بچہ جانتا ہے کہ اس کو کس وقت کیا کام کرنا ہے۔ اس طرح ان میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- اس نظام میں Home Work کو لازمی نہیں سمجھا جاتا ہے۔
- اس طریقے میں بچوں کو مکمل آزاد ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے ٹائم ٹیبل (Time Table) اور کلاس کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بچہ جس کلاس میں چاہے داخل ہو سکتا ہے۔
- یہ طریقہ کلاس روم کی تدریس کے ناقص سے پاک ہے کیونکہ اس میں بچے کے انفرادی اختلافات پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔
- اس نظام میں بچے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے مسائل حل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو مناسب تجاویز دیتے ہیں۔ اس طرح اس طریقے میں بچوں کو باہمی مدد فراہم کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- اس طریقے میں بچے خود مطالعہ کرتے ہیں اور اپنے مسائل خود حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے بچوں میں تفتیشی قوت پیدا ہوتی ہے۔
- اس نظام کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر بچے کو اپنی صلاحیت، دلچسپی اور توانائی کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی آزادی ہے۔
- اس طریقے میں اساتذہ اور طالب علم کا باہمی رشتہ بہت خوشنگوار ہوتا ہے۔ اس میں اساتذہ طلباء کو اپنے دوست اور رہنماء کے طور پر ضروری تعاون فراہم کرتے ہیں۔

ڈالٹن طریقے تعلیم کی خامیاں:

- اس طریقے تعلیم میں تحریری کام پر زیادہ اور زبانی مانند پر کم زور دیا جاتا ہے۔
- ڈالٹن کے طریقہ کار کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ لیبارٹریز، موزوں نصابی کتابیں، حوالہ جاتی کتابیں اور مختلف قسم کے تدریسی آلات ہوں۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں کے لیے رقم درکار ہے۔ اس لیے یہ طریقہ صرف خوشحال اور امیر ممالک ہی استعمال کر سکتے ہیں۔
- مختلف مضامین جیسے جسمانی تربیت، شاعری اور زبان وغیرہ لیبارٹری میں تو ڈالٹن طریقے سے نہیں پڑھائے جاسکتے۔
- ڈالٹن کا طریقہ ذہین بچوں کے لیے فائدہ مند ہے لیکن اوس طور پر بچوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ہوشیار بچے اپنے کام کو مکمل کرنے میں استاد کا زیادہ وقت لیتے ہیں جس کی وجہ سے اوس طور پر استاد کی رہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔
- اس طریقہ کار میں موزوں تعلیم دینے کے لیے مناسب تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی ہے۔ اس طرح تعلیم کا کام خوش اسلوبی سے انجام

نہیں دیا جاسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1- ڈالٹن طریقہ تدریس کا تعارف پیش کیجیے۔

2- ڈالٹن طریقہ تدریس کی خامیوں کو بیان کیجیے۔

7.2.7 مسئلہ حل کرنے کا طریقہ

زندگی مسائل سے بھری پڑی ہے اور انسان ان کو کامیابی سے اسی صورت میں حل کر سکتا ہے جب اس کے پاس صحیح تجربہ اور مشکلات پر قابو پانے کا فن ہو۔ یہ عادت تعلیم کے ابتدائی مرحلے سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے وہ مسائل سے نہنے کے نئے طریقے سیکھتا ہے۔ کوششیں کرنے اور مختلف مسائل کو آزادانہ طور پر حل کرنے کی یہ عادت مختلف نصابی شعبوں سے متعلق مختلف حقائق کو سیکھنے میں کارآمد ثابت ہوتی ہے اور بعد کے مرحلے میں زندگی کے حقیقی مسائل کو حل کرنے میں بھی بچے کی مدد کرتی ہے۔ اگر ہم کسی مسئلے کو منطق سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یقیناً ہم کسی نہ کسی مقصد تک پہنچ جاتے ہیں اور مسئلہ حل کر لیتے ہیں۔ مسئلے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو منطقی انداز میں حل کرنا اور کسی مقصد کو حاصل کرنا مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کا رہ میں آتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقے کی تعریف:

(i) اسکنر کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا ایک مقصد کے حصول میں رکاوٹ بننے والی مشکلات پر قابو پانے کا عمل ہے۔"

(ii) جان ڈیوی کے مطابق، "مسئلہ کا حل منطقی سوچ کے تابنے بانے میں بنا جاتا ہے۔ مسئلہ مقصد کا تعین کرتا ہے اور مقصد سوچ کے عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔"

(iii) رسک کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا ایک منصوبہ بند عمل ہے جس کا مقصد کسی مشکل یا چیز کی کا تسلی بخش حل تلاش کرنا ہے۔ اس میں محض حقائق کو جمع کرنا یا کسی عالم کے خیالات کو غیر معقول قبول کرنا شامل نہیں ہے، بلکہ یہ سوچ سمجھا عمل ہے۔

مندرجہ بالا تعریفوں سے واضح ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص علمی حقائق کی بنیاد پر مقاصد سے انحراف کرتا ہے تو اس کے اندر تنازع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور یہ تنازع اسی وقت کم ہوتا ہے جب اس کا انجام اس مسئلے کے حل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کو مسئلہ حل کا طریقہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ کے انتخاب کے لیے معیار:

- مسئلہ بچوں کے لیے فکری طور پر چلنچ ہونا چاہیے۔

- یہ مسئلہ سیکھنے والوں کے لیے مکمل طور پر ناواقف نہیں ہونا چاہیے اس کا تعلق ان کے پچھلے تجربات سے ہونا چاہیے۔

- مسئلہ کا تعلق بنیادی انسانی سرگرمی سے ہونا چاہیے۔

- مسئلہ کی عملی مطابقت ہوئی چاہیے۔
- مسئلہ میں یہ صلاحیت ہوئی چاہئے کہ وہ خاص مسئلہ میں خاص طور پر اور عام طور پر مسئلہ حل کرنے میں دلچسپی پیدا کرے۔

مسائل کے حل میں اقدامات

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار میں درج ذیل مراحل ہیں:

1. فکر:- مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار کا پہلا مرحلہ فکر ہے۔ اس مرحلے میں طالب علموں کے سامنے ایک صورت حال اس طرح پیش کی جاتی ہے کہ وہ اس پر مشکل اور پریشانی محسوس کرتے ہیں اور انہیں یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ وہ اس مشکل کو کسی پہلے سے طے شدہ طریقے سے حل نہیں کر پائیں گے۔ ایسی صورت حال میں وہ اس مسئلے یا صورت حال کو مشکل طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ غور و فکر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔
2. تعریف:- مسئلہ حل کرنے کے اس دوسرے مرحلے میں، مسئلہ سے متعلق مشکل کی وضاحت کی گئی ہے اور اسے واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہر مسئلے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مسائل بھی جڑے ہوتے ہیں۔ یہ مسائل بھی طلبہ کو تفصیل سے بتائے جاتے ہیں اور پھر ان کے حل کا طریقہ بھی تجویز کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کار کا دوسرا مرحلہ ختم کرتا ہے۔
3. حل کی کوششیں:- مسئلہ حل کرنے کا تیسرا مرحلہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوششوں کا مرحلہ ہے۔ اس میں مسئلہ سے متعلق حقائق کا مطالعہ، تجربہ اور بحث کی جاتی ہے۔ ان کی درجہ بندی اور تجویزیہ کر کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے سے طے شدہ اصولوں کا بھی دوبارہ جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس دوران مختلف طریقے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اگر مسئلہ بڑا ہے تو اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
4. قیاس یا مفروضہ:- تیسرا مرحلے میں مسئلے کے حل سے متعلق حقائق کو جمع کیا جاتا ہے اس مرحلے میں ان کا تجویزیہ کیا جاتا ہے۔ اس سرگرمی میں کلاس کے تمام طلباں اپنا تعاون دیتے ہیں۔ مسئلے کو حل کرنے کے بارے میں ایک مفروضہ وضع کیا جاتا ہے اور اس مفروضے کو جمع کرنے والے زیادہ تر سوالات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسے حقیقی مفروضہ کی جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے ہی مسئلہ کا حل ممکن ہے۔ اسے مفروضہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس مفروضے کے ذریعے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
5. تشخیص:- مسئلہ حل کرنے کے اس آخری مرحلے میں، تخلیق کردہ مفروضے کو دوبارہ استعمال کر کے اس کی صحائی کو دوبارہ جانچا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے، مفروضے سے جو کچھ سیکھا گیا ہے اس کے ساتھ مسئلہ کیا جاتا ہے اور اس کی صحائی کو سابقہ تجربات کی بنیاد پر کھا اور جانچا جاتا ہے۔ اس کے بعد فیصلے کا مرحلہ آتا ہے اور مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی خوبیاں:

- یہ مستقبل کی زندگی کے لیے تیار کرتا ہے۔
- یہ تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے۔

- یہ شاگرد کو علم کا فعال وصول کرنے والا ہے۔
- یہ رواہی اور کھلے ذہن کی اقدار کو فروغ دیتا ہے۔
- یہ علم کی آسانی سے انظام میں مدد کرتا ہے۔
- یہ استاد اور شاگروں کے درمیان ہم آہنگی اور تعلقات قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

مسئلہ حل کرنے کے طریقہ کی خامیاں:

- اگر کثرت سے استعمال کیا جائے تو یہ طریقہ غیر دلچسپ ہو جائے گا۔
- مسئلہ حل کرنے کا طریقہ آسان، معمولی اور بے وقت موضوعات کے انتخاب کا باعث بن سکتا ہے۔
- یہ علمی قابلیت کو فروغ دینے کے لیے موزوں ہے لیکن متاثر کرن تبدیلیاں لانے کے لیے نہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1- مسئلہ حل کرنے کا طریقہ تدریس کی خوبیاں بیان کیجیے۔
- 2- مسئلہ حل کرنے کا طریقہ تدریس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

7.3 خلاصہ

انسانی زندگی مسائل سے دوچار ہے اور درس و تدریس میں اس کو حل کرنے کے لیے جو طریقہ استعمال کیا جاتا ہے اسے "مسئلہ حل کرنے کا طریقہ" کہا جاتا ہے۔ مسئلہ حل کرنا ایک مقصد کے حصول میں رکاوٹ بننے والی مشکلات پر قابو پانے کا عمل ہے۔ رسک کے مطابق، "مسئلہ حل کرنا" ایک منسوبہ بند عمل ہے جس کا مقصد کسی مشکل یا چیز کی کا تسلی بخش حل تلاش کرنا ہے۔ اس میں محض حقائق کو جمع کرنا یا کسی عالم کے خیالات کو غیر معقول قبول کرنا شامل نہیں ہے، بلکہ یہ سوچا سمجھا عمل ہے۔ تدریسی عمل کے درمیان طلباء کو مختلف موضوع کو سمجھانے کے لئے معلم مختلف طریقے کا طریقہ تدریس کرتا ہے جن میں کھلیل کھلیل کا طریقہ، کہانی کا طریقہ، اداکاری یا ڈرامائی طریقہ اور سوال و جواب کا طریقہ بہت ہی اہم طریقے کا رہیں۔

7.4 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- تدریس کے دوران تین باتوں (1) پڑھانے کا کوئی مقصد ہونا چاہیے۔ (2) جو کچھ سیکھیں اس کا اظہار ہونا چاہیے۔ (3) تصورات کو طلبہ کی سمجھ اور صلاحیت کے مطابق بیان کرنا چاہیے۔

- کھیل کھیل طریقہ تدریس بچوں کو فعال بنتا ہے۔ بچوں کی علمی صلاحیتوں کو فروع دیتا ہے۔ بچوں کے اندر نظم و ضبط کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ بچوں کی (علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذباتی اور جمالياتی) مجموعی ترقی کو بڑھاتا ہے۔ بچے بغیر کسی قید و بند کے کھیل کھیل میں پوری دلچسپی اور انہاک سے متعدد باتیں سیکھ لیتے ہیں۔
- کہانی کا طریقہ تدریس کے موثر طریقوں میں سے ایک ہے۔ کہانی کی صورت میں بچے تعلیمی و اخلاقی نظریات کو آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔ کہانی سننے سے بچوں میں پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ سوال و جواب کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ کہانی سننے، دہرانے کے نتیجے میں بچے غور و فکر کرتا ہے جس سے وہ انسانی اقدار کو سیکھتا ہے۔
- اداکاری یا ڈرامائی طریقہ تدریس سے مراد یہ ہے کہ طلبہ کلاس میں کسی موضوع کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ تمام طلباناظرین کی حیثیت سے اس ڈرامے کو دیکھتے ہیں اور تبہہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں طلبہ کی حوصلہ افرائی ہوتی ہے۔ سیکھنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس تاریخ اور سماجی علوم جیسے مضامین کے لیے موزوں ہے۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس میں معلم طلبہ کو مطالب کو بیان کرنے یا نئے مفہوم کو سمجھنے کے لیے غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔
- سوال و جواب طریقہ تدریس کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ (1) سوالات ایسے ہوں کہ جس سے طلباء میں تجسس پیدا ہو اور انہیں ذہنی سرگرمی کرنے پر مجبور کرے۔ (2) ذہنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لگاتار سوالات کرتے رہنا۔ (3) مسائل کو دریافت کرنے کے لیے رہنمائی کرتے رہنا تاکہ اس کے نتیجے میں تخلیقی صلاحیت اور علم حاصل ہو۔
- موٹسیسری طریقہ تدریس کی موجہ ماریہ موٹسیسری ہے جو 1870ء میں اٹلی میں پیدا ہوئی۔ ذہنی طور پر معدود اور پس ماندہ بچوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔ جس سے پس ماندہ بچوں میں کافی ترقی دیکھی گئی۔ اس کامیابی کے بعد عام بچوں کے لیے بھی اس طریقہ کو اپنایا گیا۔
- موٹسیسری طریقہ سائنسی طریقے پر مبنی ہے۔ موٹسیسری نے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر یہ طریقہ اختیار کیا۔ یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے بہت موزوں ہے۔ لیکن اس طریقے میں کافی وقت خرچ ہوتا ہے۔
- جدید طریقہ تدریس میں ایک طریقہ ڈالٹن کا طریقہ ہے جسے ہیلین پارک ہرست (Helen Parkhurst) نے ایجاد کیا۔ چونکہ یہ طریقہ سب سے پہلے امریکہ کے شہر ڈالٹن میں استعمال کیا گیا اسی وجہ سے اسے ڈالٹن طریقہ کہا جانے لگا۔ اس کا پہلا اسکول 1920ء میں قائم کیا گیا تھا۔
- ڈالٹن اور موٹسیسری کے طریقوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے کیونکہ موٹسیسری طریقہ کی طرح ڈالٹن کا طریقہ بھی بچوں میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات پر مخصوص زور دیتا ہے۔ ڈالٹن طریقہ 11، 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے بہت مفید اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔

7.5 فرہنگ

بچوں کا باغیچہ، اس طریقہ تدریس کا موجہ Froebel تھا، جو 1783ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس طریقہ تدریس میں کھیل کو فوقيت حاصل ہوتی ہے اور تعلیم کا مقصد ثانوی ہوتا ہے۔	Kindergarten
اثر ڈالنا، متأثر کرنا، اثر قبول کرنا، متأثر ہونا	تعامل
کسی بھی چیز کو فعال طریقے سے سیکھنے کو کہتے ہیں	Active Based Learning
جتیجو، تلاش، تحقیق، کھو ج	تجسس
دلیل پیش کرنا، سند لانا، ثبوت، بحث، اپنی بات صحیح ثابت کرنے کے لیے جو سند یاد لیل دی جائے	استدلال
هدف کی جمع، مقصد، غرض	اہداف
فرض کیا ہوا، تسلیم کیا ہوا، وہ بات جو استدلال کی بنیاد پر مان لی جائے	مفروضہ
کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی معین کر لینے کو اصطلاح کہتے ہیں۔ اصطلاح کے لغوی معنی باہمی مصلحت کر کے معنی مقرر کر لینے کے ہیں	اصطلاح

7.6 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ ایک بہترین اور موثر تدریس کی خصوصیت ہوتی ہے؟

(a) استاد اور طلباء کے مابین تعامل برقرار رکھنا
(b) کلاس اور تعلیم کا ایک خاص مقصد ہونا

(c) سیکھنے کے لیے وقت اور موقع فراہم کرنا
(d) ان میں سے سبھی

2۔ چھوٹے بچوں کو کھیل کے ذریعے تعلیم دیئے کا طریقہ کس ماہر تعلیم نے پیش کیا؟

(a) ماریہ مونٹسیسری
(b) فریڈریک فروبل
(c) بی۔ او۔ اسمٹھ
(d) جان ڈیوی

3۔ کھیل کھیل طریقہ تدریس کی خوبی ہے؟

(a) اس طریقے میں تمام مضامین اور تصورات کو متعارف کرایا جا سکتا ہے۔

(b) یہ طریقہ صرف پرائمری اور پر پرائمری طلباء کے لیے موزوں ہے۔

(c) اجتماعیت پر زور دینے کی وجہ سے انفرادیت مجرور ہو جاتی ہے۔

(d) بچوں کی علمی، زبانی، جسمانی، سماجی، جذبائی اور جمالياتی ترقی کو بڑھاتا ہے۔

4۔ کہانی طریقہ تدریس کے فوائد ہیں۔

(a) اس سے کمرہ جماعت کا ماحول خوشنگوار ہو جاتا ہے۔

(b) تخلیقی صلاحیتوں اور تخيیل کی نشوونما ہوتی ہے۔

(c) یہ طریقہ شر میلے اور الگ تھلگ رہنے والے بچوں کے لیے کارآمد ہے۔

(d) ان میں سبھی شامل ہیں۔

5۔ کہانی کے ذریعے طلباء میں فروغ دیا جاسکتا ہے۔

(a) تخيیل (b) تجسس

6۔ سوال و جواب طریقہ تدریس کا مقصد نہیں ہے۔

(a) طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا

(c) طلباء کی شخصیت کی تکمیل کرنا

7۔ Montessori طریقہ کی خوبی ہے۔

(a) یہ طریقہ چھوٹے بچوں کے لیے موزوں نہیں ہے۔

(c) اس طریقے میں کافی وقت ضائع ہوتا ہے۔

8۔ Montessori طریقے کی خصوصیت ہے۔

(a) مکمل آزادی (b) ذہنی و جسمانی نشوونما (c) (1) اور (2) (d) زیادہ مہنگا طریقہ

9۔ ڈالٹن کے طریقہ تعلیم کا اصول ہے۔

(a) بچوں پر مرکوز تعلیم (b) انفرادی اختلافات پر توجہ (c) استاد بطور رہنمای

(d) ان میں سبھی

10۔ ادکاری طریقہ تدریس کی خوبی ہے

(a) شر میلے طلباء کی جھجک کو دور کرنے کی صلاحیت کو فروغ ہوتا ہے۔

(b) طلباء میں مکالموں کو ادا کرنے کی صلاحیت کو فروغ ہوتا ہے۔

(c) یہ طریقہ تاریخ اور سماجی علوم کو رس کے لیے موزوں ہے۔

(d) ان میں سبھی

معروضی سوالوں کے جوابات:

- | | | | | |
|-------|--------|----------|---------|--------|
| D (v) | D (iv) | D (iii) | B (ii) | D (i) |
| D (x) | D (ix) | C (viii) | B (vii) | D (vi) |

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

- 1- تدریس کے طریقہ کار سے آپ کیا سمجھتے ہیں، بیان کیجیے۔
- 2- کھیل کھیل کے طریقے کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیے۔
- 3- ادارکاری یا ذر امامی طریقہ تدریس میں کون کون سے افراد حصہ لے سکتے ہیں وضاحت کیجیے۔
- 4- موٹسیسری طریقہ تدریس کو بیان کرتے ہوئے اس کی خوبیوں کی نشاندہی کیجیے۔
- 5- ڈالٹن طریقہ تعلیم کی خوبیوں و خامیوں کو بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

- 1- کہانی کے ذریعہ تدریس ایک اہم موثر طریقہ ہے، اس پر اظہار خیال کیجیے۔
- 2- تدریس میں سوال و جواب طریقے کی کیا اہمیت ہے، بیان کیجیے۔
- 3- مسئلہ حل کرنے کے طریقے کے بارے میں مفصل قلم بند کیجیے۔

7.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- | | |
|--------------------------------------|---|
| (1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقے) | محمد قاسم صدیقی |
| (2) فن تعلیم و تربیت | فضل حسین |
| (3) اصول تعلیم | سید ضیاء الدین علوی |
| (4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس | پروفیسر فضل محمد |
| (5) اردو زبان کی تدریس | معین الدین احمد |
| (6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی | ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید |
| (7) اردو زبان: فن تدریس | محمد قمر سلیم |
| (8) تدریس اردو | محی الدین قادری زور |
| (9) اردو زبان کی تدریس و فہم | ڈاکٹر تلمذ فاطمہ نقوی / ڈاکٹر آفاق ندیم خان |
| (10) جدید تدریس اردو | محی الدین بچھ |
| (11) ہم اردو کیسے پڑھائیں | معین الدین |
| (12) اردو تدریس جدید طریقہ اور تقاضے | ڈاکٹر ریاض احمد |
| (13) تدریس اردو | ڈاکٹر بجم ال سحر / ڈاکٹر صابری سعید |
| (14) طریقہ تعلیم اردو | محی الدین بچھ |

8- تدریس کے طریقہ کار-2

اکائی کے اجزاء

8.0	تمہید	
8.1	مقاصد	
8.2	تدریس کے طریقہ کار	
8.2.1	لیکچر یا تقریری طریقہ	
8.2.2	بحث و مباحثہ کا طریقہ	
8.2.3	استخراجی طریقہ	
8.2.4	استقرائی طریقہ	
8.2.5	گروہی تدریس کا طریقہ	
8.3	خلاصہ	
8.4	اکتسابی متأنی	
8.5	فرہنگ	
8.6	نمونہ امتحانی سوالات	
8.7	تجویز کردہ اکتسابی مواد	

8.0 تمہید

تعلیم میں تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ آپ تعلیم میں جتنے بھی اعلیٰ مقاصد متعین کر لیں اس کے لیے چاہے کتنا بھی اچھا نصیب تیار کر لیں لیکن اگر طریقہ تدریس کا صحیح استعمال نہیں کیا گیا تو مقاصد اور نصیب بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ کوئی ایک بھی طریقہ تدریس ایسا نہیں ہے جو تمام اساتذہ، طلباء اور تمام موضوع کے لیے مناسب ہوں۔ لہذا اساتذہ کو مختلف طریقہ تدریس سے واقفیت رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ موضوع، طلبائی ذہانت، معیار اور اپنی خوبیوں و خامیوں کو دیکھ کر طے کریں کہ، کب کس وقت کس طریقہ تدریس کو استعمال کیا جائے۔

* Dr. Abdul Basit Ansari, Assistant Professor, MANUU CTE, Varanasi

اس اکائی میں طریقہ تدریس کے ضمن میں تدریس کے مختلف طریقہ کار جیسے لکچر یا بیانیہ طریقہ، بحث و مباحثہ طریقہ، استخراجی و استقرائی طریقہ کار اور گروہی تدریسی طریقہ کار کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کے اغراض و مقاصد، خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح ان طریقہ کار کے ذریعے تدریس سے طلباء کے تعلیم پر کیا اثرات مرتب ہوئے ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

8.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- تدریس کے تقریری طریقہ کی تعریف، اس کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کر سکیں۔
- بحث و مباحثہ طریقہ کے مقاصد اور اس کے مراحل کو جان سکیں۔
- استخراجی و استقرائی طریقہ کار کے فرق کو بیان کر سکیں۔
- گروہی تدریس کے مقاصد اور اس کی خوبیوں کو سمجھ سکیں۔

8.2 تدریس کے طریقہ کار

8.2.1 لکچر یا تقریری طریقہ

تدریسی طریقہ کار میں تقریری طریقہ کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ استاد مضمون کے مواد کو زبانی طور پر پیش کرتا ہے اور طالب علم غور سے سن کر یاد کرتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں۔ یہی اس طریقہ کار کی بنیاد ہے۔ اس طریقہ کار میں استاد اور طالب علم کے درمیان تدریس کی منتقلی اور ذہنی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ استاد فعال اور بات چیت کرنے والا ہوتا ہے اور طالب علم قبول کرنے والا اور غیر فعال ہوتا ہے۔ اس تدریسی عمل کا اختیار استاد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ اس موضوع کے بارے میں اپنی پسند کے مطابق بات کر سکتا ہے اور جب بھی ضروری سمجھے اسے ختم کر سکتا ہے۔ اس طریقہ میں استاد کو مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔

تقریری طریقہ کے نفاذ کے مراحل

قدیم زمانے سے لے کر آج تک تقریر یا لکچر طریقہ تدریس تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ آج بھی رائج ہے۔ پوری دنیا کے استاد اس طریقہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ تقریری طریقہ چاہے مختصر ہو یا مفصل اس کو بیان کرنے کے لیے درج ذیل مرحلے پائے جاتے ہیں۔

1- تقریر یا لکچر کے لیے تیاری کرنا: لکچر کی تیاری میں تین چیزوں کا خیال رکھا جائے تو تدریس موثق ثابت ہو گی۔

(الف) فلموں، ٹیلی ویژن، سلائیڈ اور مواد کی مدد سے لکچر تیار کرنا۔

(ب) وقت کا خیال کرتے ہوئے لکچر کا تیار کرنا۔

(ج) آرام و سکون سے لکھر دینا۔ بہت سے لوگوں کو تقریر کرتے وقت ایک قسم کا خوف محسوس ہوتا ہے۔ یہ خوف تقریر کرتے وقت بات چیت کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیتا ہے۔ لہذا ایک استاد کو لکھر دیتے وقت آرام و سکون کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

لکھر کا مقدمہ: ایک بہترین مقدمہ استاد اور طالب علم کے درمیان تعلق پیدا کرنے، طلباً کی توجہ مبذول کرنے، بنیادی مواد اور موضوعات کو سمجھنے اور طلباً کی معلومات اور تجربات کو فعال سے فعال تر بنانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مقدمہ میں ان نکات کو بھی بیان کر دیا جائے جو لکھر میں پیش کیے گئے ہیں۔ اسی طرح استاد کے تمام اہداف کو واضح جملوں میں بیان کرنا چاہیے یا انہیں چاک بورڈ پر لکھنا چاہیے۔

تقریر کا متن اور مواد: لکھر کا متن اس کا بنیادی اور بہت اہم حصہ ہے۔ اس مرحلے پر استاد کو موثر لکھر دینے کے لیے کچھ نکات پر بھی توجہ دنی چاہیے۔ وہ نکات یہ ہیں:

- مواد کی پیشش کے دوران طلباً کی توجہ کا تسلسل
- جامع مواد
- مواد کی منطقی تنظیم
- مواد کی جامعیت

خلاصہ اور نتیجہ: خلاصہ اور نتیجہ استاد کے طریقہ کار کا آخری مرحلہ ہے۔ جب لکھر ختم ہو جائے تو استاد یہ کر سکتا ہے:

- طلباً سے سبق کے کچھ اہم نکات یاد رکھنے یا ان کے بارے میں اپنی رائے دینے کو کہیں۔
- طلباً سے سوالات کے جوابات دینے کے لیے کہیں۔
- سبق کے اہم اور بنیادی نکات کو یاد دلائیں اور ان کا جائزہ لیں۔
- لکھر کے دوران جوشکوک پیدا ہوئے ہیں ان کی وضاحت کریں۔
- لکھر کے اختتام پر اگلے لکھر کے بارے میں طلباء کو بتانہ بھولیں۔ مثال کے طور پر، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عزیز طلباء جیسا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ آج کا ہمارا یہ لکھر اردو ادب کی تاریخ اور اس کے آغاز و ارتقا کے بارے میں تھا۔ جس میں ہم نے اردو ادب کے بارے میں مختلف نظریات کو بیان کیا۔ اگلے لکھر میں ہم مختلف دبستانوں اور شعر و ادب پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے، کو بیان کریں گے۔ اس طرح کی بین نصابی تنظیم طلباء کی رہنمائی کرے گی اور ان کے ذہنوں میں لیکھر کے تعلق سے دلچسپی پیدا ہوگی۔

تقریری طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- یہ لکھر کا طریقہ بڑی کلاسوں کے لیے مخصوص ہے۔
- پیچیدہ مواد، خاص طور پر نئے نظریات جو بھی تک شائع نہیں ہوئے ہیں، بیانیہ تدریس کے ذریعے موثر طریقے سے پیش کیے جاسکتے ہیں۔
- ایسے طلباء جو پڑھ کر موثر طریقے سے نہیں سمجھتے یہ طریقہ انہیں اصل موضوع سے متعارف کر سکتا ہے۔

- معلم اگر ضروری ہو تو، مواد کو مختلف الفاظ کے ساتھ دہرا سکتا ہے، جبکہ کتابیں عام طور پر الفاظ کی ایک شکل فراہم کرتی ہیں۔
- بیانیہ کتابوں سے زیادہ ڈپیسی اور جوش پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے آپ کوئی ڈرامہ دیکھتے یا سنتے ہیں جو اسے پڑھنے سے بہتر ہوتا ہے۔
- تقریری یا بیانیہ طریقہ بہت ستا ہے کیونکہ اساتذہ اور طلبہ کی تعداد کا تناسب بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ یکچھ کے طریقہ کار کو استاد کے پروگرام کے ساتھ کافی حد تک ڈھال لیا جاسکتا ہے، جبکہ پرنٹ شدہ اور پروگرام شدہ مواد میں ایسا امکان نہیں ہے۔
- کوئی تدریسی طریقہ نہیں ہے جس کا موازنہ یکچھ کے طریقہ کی طرح دوسرے طریقوں سے کیا جاسکے جو صرف مخصوص گروپوں اور مضامین کے ساتھ ایک مخصوص وقت میں ممکن ہے۔
- وقت، جگہ اور حالات کے مطابق یکچھ کا طریقہ بہت لچکدار ہے۔
- طلباء کو جب اس بات کا لیکھن رہتا ہے کہ درس میں ان کی توجہ اور موجودگی مناسب اور موثر ہے تو انہیں ایک قسم کا تحفظ اور تربیت ملتی ہے۔

تقریری طریقہ تدریس کی خامیاں:

- یکچھ بیانیہ طریقہ کار کے نصانات پر بحث کرتے ہوئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ طریقہ اس وقت کار آمد تھا جب کوئی مطبوعہ مواد نہیں تھا، اور اب جب کہ بہت ساری کتابیں موجود ہیں اور ہر کوئی پڑھ سکتا ہے، اس لیے یکچھ کا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- ان لوگوں کی رائے میں، اگر طالب علم توجہ کی کمی کی وجہ سے یکچھ کے مواد کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو وہ تقریباً تمام یکچھ کے مواد سے محروم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ اپس نہیں جا سکتا، جبکہ یہ مطبوعہ تعلیمی مواد سے ممکن ہے۔
- میک لیش کا خیال ہے کہ پرینگ کی ایجاد کے بعد سے بولنے کے طریقے پر تنقید کی جاسکتی ہے۔ اس معنی میں کہ یہ سنتے والے کو غیر فعال کرنے کا سبب بنتا ہے اور طالب علم کو اپنے ماحول کے ساتھ زیادہ فعال ہونے پر مجبور کرنے کے بجائے، اسے نوٹس لینے تک محدود کرتا ہے۔
- یکچھ کے طریقہ کار میں استاد کا یک زبان ہونے کی وجہ سے طلبہ زیادہ متحرک نہیں ہوتے، صرف سنتے کی حس استعمال ہوتی ہے، طلبہ کی بولنے کی طاقت زیادہ مضبوط نہیں ہوتی۔
- اس میں انفرادی اختلافات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا، اور یہ کچھ طریقوں سے کم قابل اعتماد ہے؛ لیکن بولنے کے طریقہ کار کی حد زیادہ تر اس کے درست اطلاق کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تقریر کا طریقہ اکثر غلط استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ضرورت سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔
- زیادہ تر یکچھ طویل اور تکادینے والا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، وہ اہداف جو دوسرے تدریسی طریقوں سے بہتر طریقے سے پورے ہوتے ہیں وہ یکچھ کے طریقے سے پڑھائے جاتے ہیں۔

- یکچر کا طریقہ طلباء کو غیر فعال بناسکتا ہے۔ استاد کی ذاتی روحانیات کے اظہار کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ ان کلاسوں میں جہاں ہنر اور فکری صلاحیتیں مختلف ہوں، یکچر کا طریقہ صرف چند لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو سکتا ہے اور اس میں بہت سے لوگ شامل نہیں ہو سکتے ہیں جو اس حد سے اوپر یا نیچے ہیں۔
- یکچر کا طریقہ ہر استاد کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اس طریقہ کا رکارکے لیے کچھ خصوصیات کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ آواز، بولنے کا انداز، روانی، سکون اور ترتیب، جو تمام اساتذہ میں ایک ہی تناسب سے نہیں پائی جاتی ہیں۔

8.2.2 بحث و مباحثہ کا طریقہ (Discussion Method)

لفظ "Discuss" لاطینی زبان میں (Discutere) سے مانوختہ ہے، جس کا مطلب ہلانا ہے یا ہڑتاں کرنا ہے۔ اس طرح "بحث" سے مراد موضوع کو اچھی طرح ہلا دینا ہے، یعنی کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے اس کا اچھی طرح جائزہ لینا۔ انگریزی زبان میں، "discussion" اور "discourse" مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی لغات میں، ان الفاظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: باقاعدہ زبانی تبادلہ میں مشغول ہونا اور خاص موضوعات پر تبصرہ کرنا۔

اساتذہ (مغربی معاشروں میں خاص طور پر انگریزی بولنے والے) لفظ discussion کا استعمال کرتے ہیں، لیکن ماہرین علوم تربیتی اور محققین لفظ ڈسکورس Discourse کے استعمال کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ اردو زبان میں بحث، جھٹ، کہنا، سننا، مباحثہ، مذاکرہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ بحث ایک مخصوص موضوع پر بیٹھ کر بات کرنے کی سرگرمی ہے۔

بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو یونانی فلسفی سقراطی کی نسبت کی وجہ سے سقراطی طریقہ بھی کہتے ہیں۔ سقراط گفتگو اور بحث کو علمی طریقہ مانتا تھا اور طلبہ کو اسی طریقہ کو اپنانے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ایک طالب علم تک صحیح طریقہ سے اپنے علم پر مہارت حاصل نہیں کر سکتا تھا جب تک وہ اس پر بحث و مباحثہ نہ کر لے۔ اس کا خیال تھا کہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے طالب علم کا فہم اور خود سے سیکھنے کی صلاحیت پر وہ چڑھتی ہے اور وہ تخلیقی کام انجام دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس کی تنقیدی سوچ کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ ماہرین تعلیم بھی بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو مفید اور موثر طریقہ سمجھتے ہیں۔ جس کے ذریعہ معلم بہتر طور پر اپنے طالب علموں کے اندر تخلیقی و علمی صلاحیتوں، عملی روپیوں اور مہارتوں کو پر وان چڑھاتے ہیں۔ کیونکہ اس سے طلباء کو معلومات حاصل کرنے کے بجائے اس پر کارروائی کرنے میں مدد ملتی ہے۔ استاد کا کام طلباء کی رہنمائی کرنا اور ان کی سرگرمیوں کو مربوط کرنا ہے۔ لہذا، طلباء کے ذہنوں میں اپنے علم کو ذخیرہ کرنے کے بجائے، یہ انہیں تنقیدی سوچ میں مشغول کرنے اور ان کے علم اور آگہی کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

بحث و مباحثہ کے طریقہ کا رکارک میں طلباء سیکھنے میں سرگرم ہو کر حصہ لیتے ہیں اور ایک دوسرے سے مطلوبہ تصور سیکھتے ہیں۔ اس طرح استاد کو ایک محرك، بحث کا آغاز کرنے والا اور رہنمای سمجھا جاسکتا ہے۔ استاد سوال یا مسئلہ کو اس طرح اٹھاتا ہے کہ طالب علموں کو جواب دینے یا مسئلہ حل کرنے کی ترغیب دی جائے۔ یہ طریقہ خاص طور پر درج ذیل دو صورتوں میں مفید ہے۔

1- جب استاد طلباء کو ایک نیا تصور سکھانا چاہتا ہے اور یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ سب اس تصور کو ایک ہی طریقے سے سمجھیں گے، اس صورت میں استاد بحث کو اس سمت میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

2- استاد کا مقصد طالب علم کے ذہن کو کوشش اور تلاش کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس صورت میں استاد طالب علموں کے لیے اس کا حل تجویز کرنے کے لیے ایک مسئلہ بیان کرتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ اس مسئلے کا حل جو اس کے ذہن میں ہے کلاس پر مسلط نہ کرے۔
بحث و مباحثہ طریقہ کی قسمیں:- (1) رسمی (2) غیر رسمی

(1) رسمی بحث و مباحثہ: اسے منصوبہ بند بحث کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس میں مقاصد پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں۔ اس طریقہ گفتگو میں پنل ڈسکشن (Pannel Discussion) اور ڈیبیٹ (Debate) وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں استاد نتیجہ اخذ کرنے میں طلباء کی مدد کرتا ہے۔ رسمی بحث و مباحثہ میں تمام طلباء یا ان کے چھوٹے چھوٹے گروپ دیے گئے عنوانات پر بحث کرتے ہیں اور اپنے اپنے خیالات کا زبانی اظہار کرتے ہیں اور استاد ایک رہنماء کے طور پر بحث میں حصہ لیتا ہے۔

(2) غیر رسمی بحث و مباحثہ: جسے غیر منصوبہ بند بحث کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس بحث کے مقاصد پہلے سے طے شدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں کلاس روم کی بحث بھی شامل ہے۔ یہ اس وقت انجام پذیر ہوتا ہے جب طلباء استاد سے کلاس میں جاری موضوع کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ غیر رسمی طریقہ میں یکچھ کے بعد طلباء کی اپنے طور پر کی جانے والی بحث، گروپ / یہٹک گفتگو وغیرہ شامل ہیں۔

بحث و مباحثہ طریقہ کا رکن کے اجزاء:

1. رہنماء: بحث کے انعقاد کے لیے اصول و ضوابط وضع کرتا ہے۔ اور وہ طلباء کو بحث میں حصہ لینے کے مساوی موقع فراہم کرتا ہے۔

2. طلباء کا گروپ: بحث کے طریقہ کار کا ایک اور اہم جزو طلباء کا گروپ ہے۔ کلاس روم میں تمام طلباء کو بحث میں حصہ لینا چاہیے، کیونکہ اس سے ان کا اعتماد بڑھے گا۔

3. زیر بحث موضوع: استاد یا رہنماء طلباء کے تعاون سے ایک موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔ جس پر کلاس میں بحث کی جائے گی۔ طلباء پر موضوع زبردستی تھوپانہ جائے۔ مواد میں تصاویر، چارٹ، نقشے اور دیگر سمعی و بصری امداد شامل ہوئی چاہیے۔

4. تشخیص: بحث کے اختتام پر، استاد کو ہر شرکاء کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ طالب علموں کے رویے میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا نہیں۔ اچھی بحث سے طلباء کے رویے میں تبدیلی لانی چاہیے۔

بحث و مباحثہ کے طریقہ کا استعمال:

یہ طریقہ تدریس ان طلباء کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے جن طلباء کے پاس پہلے سے اس موضوع کے بارے میں کچھ جانکاری یا معلومات ہو۔ پہلے استاد اس موضوع کے انتخاب کے بارے میں توضیح دے تاکہ طلباء اس کو قبول کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔ اور ان کو رغبت دلائے تاکہ وہ دلائل کے بارے میں پہلے سے غور و فکر کر لیں اور اپنے ساتھ کے طلباء کے سوالات کا جواب دینے اور ان سے متعلق بحث کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔

بحث و مباحثہ طریقہ کار کی خوبیاں:

- یہ آزادی، مساوات اور غیر جانبداری کے جمہوری اصولوں پر مبنی ہیں، جہاں تمام شرکاء کو موقع دیا جاتا ہے اور ہر شرکیک کے خیالات کا احترام کیا جاتا ہے۔
- سوچنے اور بات چیت کرنے کی صلاحیتیں فروغ پاتی ہیں۔
- قائدانہ معیار و نظریات کی متحمل سوچ پیدا ہوتی ہے۔
- دو طرفی مواصلاتی نظام (Two way communication) پر مبنی ہے۔
- اس طریقہ کار میں، طلبہ دوسرے طلبہ کے خیالات اور خیالات کو قبول کرنا اور برداشت کرنا سمجھتے ہیں، چاہے ان کے خیالات متضاد ہوں۔
- اظہار رائے کی صلاحیت پر وان چڑھتی ہے۔
- با مقصد مطالعہ کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔
- استاد طالب علموں کی مہارتوں اور صلاحیتوں جیسے کہ بولنے، سنتے اور بات چیت کی مہارتوں کے بارے میں معلومات کا مشاہدہ اور اس کو جمع کر سکتا ہے۔
- یہ طریقہ نفسیاتی نوعیت کا ہے کیونکہ یہ طلباء کی دلچسپیوں، ضروریات اور صلاحیتوں کو برداشت کرنے کے جذبے کے مطابق بنایا گیا ہے۔
- مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت، حوصلہ افرادی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے۔
- تخلیقی صلاحیت نہ ممکن ہے۔

بحث و مباحثہ طریقہ کار کی خامیاں:

- اس طریقہ کار کو اختیار کرنے میں درج ذیل باتوں کا امکان ہو سکتا ہے۔
- اس بات کا امکان ہے کہ کچھ طلباء بحث پر حاوی ہو جائیں اور دوسرے طلباء اس میں حصہ لینے میں ناکام رہیں۔
- ممکن ہے کہ اس مسئلہ کے دیگر پہلوؤں پر بحث شروع ہو جائے جن سے کلاس کے چند ممتاز طلباء مستفید ہوں۔
- وقت طلب سرگرمی ہے۔
- طلباء کثربحث کرنے سے پہنچاتے ہیں جس سے طلبہ کی پوری طرح سے شرکت ممکن نہیں ہو پاتی۔
- یہ طریقہ ثانوی جماعتوں کے لیے موزوں نہیں ہے، لیکن اعلیٰ جماعتوں کے لیے موزوں ہے۔
- اگر بات چیت قواعد کے مطابق نہیں کی جاتی ہے، تو یہ بے مقصد گفتگو کا باعث بن سکتی ہے، اور اس بات کے امکانات ہیں کہ بات چیت راستے سے ہٹ جائے۔

- یہ طریقہ تمام مضمایں جیسے ریاضی وغیرہ کے لیے مفید نہیں ہے۔
- کلاس کا نظم برقرار نہ رہنے کا خدشہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1۔ بحث و مباحثہ طریقہ کار کی تعریف بیان کیجیے۔

2۔ بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کی چند خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالیے۔

8.2.3 استخراجی طریقہ تدریس

تدریس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ ہر معلم دوسرے معلم سے جدا ہوتا ہے اور اس کا طریقہ تدریس بھی جدا ہوتا ہے۔ بعض معلم کہانیوں کے ذریعہ، بعض کھیل کو دے کے ذریعہ، بعض اداکاریوں کے ذریعہ تو بعض سیر و تفریح کے ذریعے تدریس کا کام انجام دیتے ہیں۔ استخراجی طریقہ تدریس کا روایتی اور قدیم طریقہ ہے۔ اس میں طلباء کو تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔ ایک استاد جو اس باق کے مواد پر دسٹر س رکھتا ہے وہ اس کے تمام یا کچھ حصے کی وضاحت کرتا ہے اور پھر طلباء سے توقع کرتا ہے کہ وہ اسی مواد کو مشق اور تکرار کے ذریعے یاد رکھیں۔ طلباء بغیر مفہوم کو سمجھے اصول و قواعد کو یاد کرتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے نفس مضمون کے متعلق ان کی دلچسپی کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بے دلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر طلباء قواعد کے نام سے بھاگنے لگتے ہیں اور یہ عمل انتہائی بوچل ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں نامعلوم سے معلوم اور اصول سے مثال کا قاعدہ اپنایا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں طلباء کے اسم، صمیر، صفت، موصوف، فعل وغیرہ کی تعریفیں یاد کر لیتے ہیں۔ استاد مزید مثالوں کے ذریعہ وضاحت کر دیتا ہے۔ پھر طلباء کو ایک پیرا گراف دے کر کہا جاتا ہے کہ وہ اس پیرا گراف میں سے اسم، فعل، صفت، موصوف، فعل، فعل کی نشاندہی کریں۔ اگر طالب علم صحیح نشاندہی کر لیتا ہے تو سبق کامیاب مانا جاتا ہے۔

اس طریقہ کار میں طلباء کی حیثیت محسن ایک سامع کی رہتی ہے۔ وہ استاد کی باتوں پر یقین رکھتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ یہ طریقہ معلم مرکوز طریقہ ہے جس میں استاد کا کردار اہم ہوتا ہے۔ اس میں مطالب کو زبانی یا تحریری طور پر پیش کیا جاتا ہے جسے طلباء ہراتے ہیں اور اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ خاص طور پر زبان، تاریخ اور ادب جیسے موضوعات کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں نظم و ضبط بہت سخت اور آمرانہ ہے۔ استاد اور طالب علم کے درمیان تعلق رسمی، احترام اور خوف پر مبنی ہے۔ اس طریقہ کار کا بنیادی مقصد واحد ہے کہ قوتوں کو پروان چڑھانا اور اصول و قواعد یاد کر دینا ہے۔ اس طریقہ کار میں حفظ کیے گئے تصورات کا سرگرمی کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ سیکھنا زیادہ تر مشق اور تکرار پر مبنی ہے۔

اس طریقہ تدریس میں سب سے پہلے ایک قاعدہ یا اصول بیان کیا جاتا ہے پھر طالب علم اسے یاد کرتا ہے اور مشق کرتا ہے۔ آخر میں

استاد طالب علموں سے ان قواعد کی روشنی میں مثالیں بنانے کو کہتا ہے۔ مثال کے طور پر استاد کلاس میں "حال استمراری" کا قاعدہ لکھتا ہے پھر مثالیں بیان کرتا ہے جس میں اس قاعدہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

حال استمراری کی مثال: "میں ابھی کتاب پڑھ رہا ہوں" ، "وہ میں وی دیکھ رہا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ طالب علم اس قاعدے کو یاد کرتے ہیں اور اس کی مدد سے مشق کو حل کرتے ہیں۔

استخراجی طریقہ کی خوبیاں:

- یہ طریقہ تدریس شانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے طلباء کے لیے زیادہ موثر ہے۔
- یہ طریقہ مختلف علوم کے اصولوں، قواعد اور قوانین کو حفظ کرنے کے لیے ایک موزوں طریقہ ہے۔
- اس طریقے سے تعلیم دینے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلے سے طے شدہ اور واضح اصولوں کے استعمال سے مسئلہ کو حل کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔
- کسی قوم کے عقائد، تاریخ، ثقافت اور ادب کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ اجتماعی تعلیم کے لیے مفید ہے۔
- فرمابرداری، ماضی کا احترام، اور بزرگوں کا احترام جیسی خصوصیات کو تقویت دینے اور پروان چڑھانے کا یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔
- مشق اور دہرانے کی وجہ سے طلباء کو حل کرنے میں ماہر ہو جاتے ہیں۔
- یہ سب سے سستا تعلیمی طریقہ ہے۔ کیونکہ اس طریقہ کار میں تعلیمی سہولیات اور آلات کی ضرورت نہیں ہے۔
- معلم کی ذمہ داری بہت کم ہو جاتی ہے وہ ایک قاعدہ یا اصول طلباء کو بتا دیتا ہے اور اس کے سہارے متعدد مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔
- اس طریقہ تدریس کے ذریعہ طلباء کے علم حاصل کرنے کی رفتار تیز ہوتی ہے کیونکہ طلباء پہلے سے وضع اصولوں کا استعمال کرتے ہیں۔

استخراجی طریقہ کی خامیاں:

- اس طریقہ کار میں استاد اور طالب علم کے درمیان باہمی رابطہ اور تعاون نہیں ہوتا۔
- یہ طریقہ طلباء میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینے سے قاصر ہے۔
- طلباء کا ٹھووس مثالوں سے واقف نہ ہونے کی صورت میں کسی غیر مرئی اصول کو سمجھنے میں دقت آسکتی ہے۔
- اس طریقہ میں طلباء کی حیثیت ایک مجہول سامع کی ہوتی ہے اس لیے وہ سبق میں عملی دلچسپی نہیں لیتے۔
- خشک نظم و ضبط کی وجہ سے، یہ طریقہ استاد اور طالب علم کے درمیان نامناسب تعلقات پیدا کرتا ہے۔
- طلباء کے تجسس کو ابھارنے کے لیے یہ ایک مناسب ذریعہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے طلباء کا ترا سکول کے ماحول کو ناپسند کرتے ہیں۔
- یہ طریقہ مفکرین، تجزیہ نگاروں اور نقادوں کی صلاحیتوں کو پروان نہیں چڑھاتا ہے۔

- اس طریقہ کار میں، سر گرمی کیساں ہے اور انفرادی اختلافات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔
- تعلیمی سر گرمیوں میں طلبہ کی دلچسپی، خواہش اور ہنر کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔
- حاصل کردہ معلومات کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
- یہ طریقہ معاشری اور سماجی زندگی کے لیے فعال اور قابل لوگوں کی تربیت نہیں کرتا۔
- طلباء میں خود اعتمادی کا فروغ نہیں ہو پاتا۔

اپنی معلومات کی جائج کریں۔

1- استخراجی طریقہ تدریس کی خوبیوں اور خامیوں پر اظہار خیال کیجیے۔

8.2.4 استقرائی طریقہ

جب انسان کوئی کام کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کام کو کامیاب بنانے کے لیے مختلف طریقوں کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے اور سوچتا سمجھتا ہے۔ اگر بغیر سوچے ہی کام شروع کر دیا جائے تو تحسن و خوبی کامیابی ملنانا ممکن ہے۔ بالکل اسی طرح ایک معلم درس و تدریس کرنے سے پہلے یہ متعین کرتا ہے کہ مختلف موضوع کو کس طریقہ سے پڑھائے۔ حالانکہ اس کے لیے کوئی ایک مقرر اصول متعین نہیں ہے بلکہ موضوع اور معلم کا موضوع پر کتنی دسترس ہے، پر منحصر ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس، تدریس کا ایک سائنسی طریقہ ہے جس میں مخصوص تجربات اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ اس میں طلباء متحرک ہو کر تعلیمی تصورات (Concept) کی مدد سے نئے علم کو حاصل کرتے ہیں اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔

تدریس کا عمل آسان بنانے کے لیے ماہرین تعلیم کے ذریعہ تعلیم کے میدان میں و فنا فتا درس و تدریس کے مختلف طریقوں کو بروئے کار لایا گیا۔ انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ "استقرائی طریقہ" ہے جو ایک نفیاٹی اور سائنسی طریقہ ہے اس طریقہ میں پہلے مثالیں دی جاتی ہیں پھر ان مثالوں کا تجزیہ کر کے عام اصول کی کھوچ کی جاتی ہے۔ یعنی اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ عام زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ استقرائی طریقہ تدریس وہ طریقہ ہے جس میں طلباء کے سامنے سب سے پہلے مثالیں پیش کی جاتی ہیں پھر طلباء مثالوں کی مدد سے اصولوں کی کھوچ کرتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جب ہم طلباء کے سامنے کئی طرح کی مثالیں، مفروضے یا کوئی سامان رکھتے ہیں تو طلباء ان کی جائج، تحقیق و تلاش میں لگ جاتے ہیں اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کو استقرائی طریقہ تدریس کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم نے طلباء کے سامنے "چورا ہے" کی مثال دی۔ جسے طلبہ سمجھتے ہیں اور تجزیہ کرتے ہیں پھر اصول بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ "چورا ہا" یعنی چار راستوں کا مجموعہ۔ اس میں دو زمرے ہیں۔ پہلا زمرہ گنتی کی طرف اشارہ ہے یعنی چار، اور دوسرے زمرے میں خاصیت بتائی جا رہی ہے یعنی راستہ۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مثالوں سے اصول کی طرف جانا ہی استقرائی طریقہ ہے۔ اس طریقہ کا موحد یونان کا مشہور فلسفی ارسطو ہے۔ یہ تدریس کا

قدیمی اور رداہی طریقہ ہے۔

استقرائی طریقے کے مرحلے:

استقرائی طریقہ تدریس کے چار مرحلے ہوتے ہیں۔

- 1۔ مثالوں کو پیش کرنا: استقرائی طریقہ کا یہ پہلا مرحلہ ہے جس میں طلباء کے سامنے بہت ساری مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔
- 2۔ معاہنہ کرنا: یہ دوسرا مرحلہ ہے جس میں طلباء کے سامنے جو مثالیں پیش کی گئی ہیں طلباء ان کا معاہنہ کرتے ہیں، معلم طلباء سے کئی طرح کے تفہیمی سوالات پوچھتے ہیں اور طلباء کو جانچ اور کھونج کی طرف راغب کرتے ہیں۔
- 3۔ تعمیم (Generalization): اس میں طلباء کی گئی مثالوں کا تجزیہ کرنے کے بعد عام اصول وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- 4۔ جانچنا: جانچنا استقرائی طریقے کا چوتھا اور آخری مرحلہ ہے جس میں طلباء مثالوں کا تجزیہ کر کے جو اصول وضع کرتے ہیں، ان کی جانچ دوسری مختلف مثالوں سے کی جاتی ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس کی خوبیاں:

- استقرائی طریقہ تدریس کا نفسیاتی اور سائنسی طریقہ ہے جو طلباء میں نئی نئی چیزوں کو جاننے، سوچنے اور غور و فکر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔
- اس طریقے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طلباء خود کو شش کر کے مثالوں کو بنیاد بنا کر نئے اصولوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح حاصل کردہ علم ان کے لیے دامنی اور مستحکم ہوتا ہے۔
- استقرائی طریقے سے طلباء کو مختلف طرح کی شناسامثالوں کے ذریعہ غیر شناسا اصولوں کی تلاش کروائی جاتی ہیں جس سے طلباء میں خود اعتمادی، شوق اور تخلیقی کام کرنے کی خوبی پیدا ہوتی ہے۔
- اس طریقے کے ذریعہ طلباء معلوم سے نامعلوم کی طرف جاتے ہیں، تجزیہ کرتے ہیں خود اصول وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کا دماغ قوی ہوتا ہے اور ان کی ذہنی ترقی ہوتی ہے۔
- اس طریقہ تدریس کے ذریعہ طلباء میں تحقیقی کاموں کو کرنے، سائنسی نقطہ نظر سے سوچنے اور منطقی نظریہ کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔
- استقرائی طریقہ میں خود کر کے سکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ براہ راست علم حاصل کرنے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔
- اس طریقے کے ذریعہ ادب، تاریخ، سائنس وغیرہ کی تعلیم بھی مؤثر طریقے سے دی جاسکتی ہے۔
- استقرائی طریقے میں طلباء فطی طریقے سے علم حاصل کرتے ہیں جو ان کی نفیسیات کے عین مطابق ہے۔
- اس طریقے سے علم حاصل کرنا آسان اور دلچسپ ہوتا ہے۔ طلباء میں خود سے علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ کمرہ جماعت کا ماحول بھی خوشنگوار رہتا ہے۔

- استقرائی طریقہ تدریس میں طلباء معلم کی بہ نسبت زیادہ متحرک رہتے ہیں۔ اس سے ان میں منطق، غور و فکر اور فیصلہ سازی کی صلاحیت کافروغ ہوتا ہے۔

استقرائی طریقہ تدریس کی خامیاں:

- اس طریقہ تدریس میں زیادہ وقت اور محنت درکار ہوتی ہے اور علم حاصل کرنے کی رفتار بھی کم ہوتی ہے۔
- یہ طریقہ چھوٹے درجات کے لیے ہی فائدہ مند ہے۔
- اسے تجربہ کار اور باصلاحیت معلم ہی حسن و خوبی سے انجام دے سکتے ہیں۔
- یہ طریقہ زیادہ تر طلبہ پر منحصر ہوتا ہے اس لیے حاصل کردہ نتیجے پوری طرح صحیح نہیں ہوتے اور غلطی کی گنجائش رہتی ہے۔
- یہ طریقہ سمجھی مضمون کی تعلیم کے لیے موزوں / موثر نہیں ہے۔
- یہ طریقہ اپنے آپ میں نامکمل ہے اس لیے اس کے ذریعہ حاصل کردہ علم یا اصول کی جائیج کرنے لیے استخراجی طریقے کی ضرورت پڑتی ہے۔
- استقرائی طریقے میں اگر طلباء سیکھتے ہوئے کسی غلط عام اصول کی جانب بھٹک جائیں تو انہیں صحیح اصول کی جانب واپس لانے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں فرق:

1. استقرائی طریقہ تدریس سائنسی طریقہ ہے جب کہ استخراجی طریقہ سائنسی طریقہ نہیں ہے۔
2. استقرائی طریقے سے تدریس کرنے میں وقت زیادہ لگتا ہے لیکن استخراجی طریقہ تدریس میں کم وقت لگتا ہے۔
3. استقرائی طریقے میں طلباء خود سے عمل کر کے سیکھتے ہیں اور اس کے نتیجے کو بنیاد بنا کر اصول وضع کرتے ہیں جب کہ استخراجی طریقے میں طلباء پہلے سے طشدہ اصولوں پر چلتے ہیں۔
4. استقرائی طریقہ ابتدائی درجات اور چھوٹی عمر کے طلباء کے لیے سو دمند ہے جب کہ استخراجی طریقہ ثانوی درجات اور بڑی عمر کے طلباء کے لیے فائدہ مند ہے۔
5. استقرائی طریقے میں طلباء زیادہ متحرک ہوتے ہیں کیونکہ ان کو خود سے سیکھنا ہوتا ہے لیکن استخراجی طریقے میں استاد زیادہ متحرک ہوتا ہے کیونکہ اس طریقے میں طلباء معلم کی ہاتوں پر اکتفا کرتا ہے اس طریقے میں طلباء کی حیثیت محسن سامع کی ہوتی ہے۔
6. استقرائی طریقے میں طلباء کی تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے جب کہ استخراجی طریقے میں طلباء کی تخلیقی صلاحیت استقرائی طریقے کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔
7. استقرائی طریقے میں طلباء میں خود اعتمادی، غور و فکر اور منطقی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے لیکن استخراجی طریقے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

- 8۔ استقرائی طریقہ طلباء میں تحقیق اور جستجو پر زور دیتا ہے جب کہ استخراجی طریقہ رٹنے اور نقل کرنے پر مبنی ہے۔
- 9۔ استقرائی طریقے میں طلباء کو تلاش کرنے، جانچنے اور پر کھنے کے موقع دستیاب ہوتے ہیں لیکن استخراجی طریقے میں ایسے موقع فراہم نہیں ہوتے۔

- 10۔ استقرائی طریقہ تدریس قواعد کا ایک دلچسپ طریقہ ہے اسے طلباء خوشی خوشی سمجھتے ہیں جب کہ استخراجی طریقہ میں طلباء اکتا جاتے ہیں اور بیزاری سے سمجھتے ہیں۔

- 11۔ استقرائی طریقے میں عام طور پر طلباء سے اصول وضع کرائے جاتے ہیں جب کہ استخراجی طریقے میں طلباء کو اصول بتائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

پہلے طلباء کو الگ الگ طرح کے مثلث (Triangle) دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے مثلث کے سارے زاویوں کو جوڑنے کو کہا جاتا ہے۔ سارے زاویوں کو جمع کرنے کے بعد 180 زاویہ نکلتا ہے۔ اس طرح طلباء یہ بات سمجھ جاتے ہیں کہ مثلث چاہے جیسا بھی ہو اس کے تینوں زاویوں کو جمع کرنے پر 180 ہی ہو گا۔ اس طرح طلباء خود سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ یہ تدریس کا استقرائی طریقہ ہے۔

استقرائی طریقے میں طلباء کو خود سے کسی بھی کام کو کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ یہ طریقہ چھوٹے طلباء اور چھوٹے درجے کے لیے ہے کیونکہ اس میں اصول بنانے سے پہلے مثال دی جاتی ہے۔ اور طلباء مثالوں کے ذریعہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔

اس کے بر عکس معلم پہلے ہی طلباء کو یہ بتا دیتے ہیں کہ مثلث کے تینوں زاویوں کو جمع کرنے پر 180 ہوتا ہے۔ اس کے بعد طلباء کو الگ مثلث دے دیے جاتے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی بھی مثلث کے تینوں زاویوں کو اگر آپ جمع کریں گے تو ان کا کل جوڑ 180 ہی آئے گا۔ یہ تدریس کا استخراجی طریقہ ہے اس میں اصول سے مثال کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1۔ استقرائی طریقہ تدریس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، تو پیش دیجیے۔

2۔ استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں فرق واضح کیجیے۔

8.2.5 گروہی تدریس کا طریقہ

گروہی تدریس سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں متعدد اساتذہ مل کر اپنے انفرادی کام کو بہتر بنانے اور طلباء کی بڑی تعداد کو تربیت دینے کے لیے کام کرتے ہیں۔ وہ اجتماعی طور پر تدریس کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور پھر جائزہ لیتے ہیں۔

اصطلاح میں گروہ کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب دو یادو سے زیادہ افراد کسی مخصوص مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ گروہی تدریس میں دو یادو سے زیادہ اساتذہ باہمی تعاون سے ایک یا زیادہ گروہی کلاس کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ ایک مقررہ وقت میں ایک مناسب اور متفقہ تدریسی منصوبے کے تحت ان کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ٹیم کے اراکین کی مخصوص صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

اس طریقہ تدریس میں ایک ٹیم اساتذہ کے ایک گروپ پر مشتمل ہوتی ہے جو اپنے طلبا کی معلومات کا تجزیہ کرتے ہیں اور ان کے تعلیمی اہداف کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے ہر اسٹادیہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنے دوستوں اور ان کی سہولیات کو بہتر طریقے سے استعمال کیا ہے اور اس کے پاس تیاری کے لیے زیادہ وقت ہے اور وہ وقت تمام طلبہ پر صرف کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تعریفوں سے، یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ گروہی تدریس میں اساتذہ کا ایک گروہ شامل ہوتا ہے جو ایک گروہ میں باہمی تعاون کے ساتھ کام کر رہے ہوئے ہوئے ہیں تاکہ تدریس کا ایک پروگرام تیار کیا جا سکے اور آپس میں تدریس، تشخیص اور کورس کی بہتری میں اشتراک کیا جاسکے۔

گروہی تدریس کی خصوصیات:

- 1۔ اساتذہ کا گروہ: گروہی تدریس میں عموماً اساتذہ کا ایک گروہ شامل ہوتا ہے۔ جس میں اساتذہ کی تعداد، کورس کی نویعت اور مقاصد، کلاس کے حساب و ضروریات پر مختصر ہوتی ہے۔
- 2۔ مشترکہ ذمہ داریاں: گروہی تدریس میں، اساتذہ مل کر کام کرتے ہیں اور نصاب کی تیاری میں مشترکہ طور پر ذمہ دار ہوتے ہیں۔
- 3۔ کوآپریٹو ٹیچنگ: گروہی تدریس (Cooperative Teaching) بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اساتذہ باہمی تعاون کے ساتھ ہدایات کی منسوبہ بندی، ترتیب، تدریس، تشخیص اور کورس کی بہتری میں حصہ لیتے ہیں۔
- 4۔ مخصوص قابلیت: گروہی تدریس میں، ہر ایک اسٹاد کے پاس مخصوص قابلیت ہوتی ہے اور سب کا کام ان مخصوص صلاحیتوں کی بنیاد پر تفویض کیا جاتا ہے۔ گروہی تدریس میں ایک اسٹاد کو ملٹی ٹاسکنگ (Multi-Tasking) کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اساتذہ جو منسوبہ بندی میں اچھے ہیں وہ طلباء کے لیے تدریسی مواد کی مخصوص صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے لیے مناسب تدریسی موضع اور مناسب وقت فراہم کرتے ہیں۔
- 5۔ ضرورت پر مبنی: گروہی تدریس میں، اساتذہ ضروریات پر غور کرتے ہیں۔ طلباء کی دلچسپیوں اور تعلیمی سطح کو فروغ دینے اور دلچسپیوں کو پورا کرنے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے باہمی تعاون دیتے ہیں۔
- 6۔ اساتذہ کو خود مختاری: گروہی تدریس ہر ایک اساتذہ کو اپنی ضروریات، دلچسپی اور صلاحیتوں کے مطابق اپنی تدریس سے متعلق سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کا انتخاب کرنے کے لیے خود مختاری فراہم کرتی ہے۔
- 7۔ تدریس میں چک: گروہی تدریس اساتذہ کو طلباء اور خود کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنی سرگرمیوں کو (Schedule) کرنے میں کافی چک فراہم کرتی ہے۔
- 8۔ تدریسی عمل میں بہتری: گروہی تدریس کے اساتذہ اپنی مخصوص صلاحیتوں کے مشترکہ تعاون کے نتیجہ میں طلباء کے تدریسی عمل میں بہتری لانے میں مدد کرتے ہیں۔
- 9۔ وسائل کا جمع کرنا: گروہی تدریس میں، وسائل کو جمع کیا جاتا ہے تاکہ سیکھنے والوں کو بڑے بیانے پر فالکہ ہو اور انفرادی طور پر اساتذہ کی مدد

کی جاسکے۔

گروہی تدریس کی خوبیاں:

- بہتر منصوبہ بندی: روایتی نظام میں اساتذہ الگ الگ کلاسوں یا ایک ہی کلاس کے لیے ایک ہی مواد کی مختلف طریقے سے منصوبہ بندی کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ گروہی تدریس میں دونوں اساتذہ طلباء کے فائدے کو دیکھتے ہوئے ایک ساتھ منصوبہ بندی اور مواد کی تیاری میں زیادہ وقت اور توانائی صرف کر سکتے ہیں۔
- تدریس میں بہتری: گروہی تدریس میں اساتذہ کو ایک دوسرے کے طریقہ تدریس کا مشاہدہ کرنے اور رائے دینے کا موقع ملتا ہے جس سے ان کی تدریسی مہارت کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔
- تخصص (Specialization) کا فائدہ: گروہی تدریس میں معلم کا انتخاب عام طور پر ان کی مہارت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، جس سے طلباء کو مواد کو گہرائی سے سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے جو تنہا معلم کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔
- ذہین طلباء کے لیے مفید: گروہی تدریس ذہین طلباء کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ موضوع کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرتے ہیں، جو کبھی کبھی ایک پنجھر کے ذریعہ کلاس میں ممکن نہیں ہوتی ہے۔ انہیں اضافی کام دیا جاتا ہے اور وہ کلاس روم کی روایتی تدریس کے برخلاف دلچسپی نہیں کھوتے۔
- وسائل کا بہترین استعمال: گروہی تدریس انسانی وسائل کے بہترین استعمال کا موقع فراہم کرتی ہے۔ سیکھنے والے بہترین اساتذہ سے مستفید ہوتے ہیں۔
- بہتر تعامل: معلم اور طلباء دونوں کو کسی مضمون یا مخصوص شعبے کے ماحرین کے ساتھ بات چیت کرنے کے موقع ملتے ہیں۔ وہ انہیں تعلیم کے نئے اصولوں کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتے ہیں اور وہ طلباء میں سیکھنے کے لیے دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔
- پچ (Flexibility): یہ پڑھانے کا ایک انتہائی پکدار طریقہ ہے جبکہ روایتی تدریس کے طریقے سخت ہیں۔

گروہی تدریس کے نقصانات:

- مہنگا طریقہ: گروہی تدریس روایتی طریقہ سے مہنگا ہے کیونکہ یہ خصوصی اساتذہ کی ٹیم کی خدمات حاصل کرتا ہے۔
- مواد کی سہولیات کی کمی: بڑے کمروں، فرنچس، لیبارٹری، لابریری، ورکشاپس، تدریسی سامان، مواد اور موافقانی آلات کی شکل میں ناکافی جگہ اور مادی سہولیات گروہی تدریس کی کامیابی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
- تعاون کی کمی: گروہی تدریس کی بنیاد تعاون پر مبنی ہے۔ لیکن بعض اوقات اساتذہ دوسرے اساتذہ کے ساتھ تعاون کرنے میں چکچا ہے۔ اس لیے تمام اساتذہ سے تعاون کی توقع نہیں کی جاسکتی۔
- جوابدی کی کمی: روایتی تدریس میں، ایک استاد کسی خاص کلاس کو ایک مضمون پڑھاتا ہے اور وہ اس مضمون میں سیکھنے والوں کے نتائج

اور پیشہ فت کے لیے جوابد ہوتا ہے۔ گروہی تدریس میں ایک گروہ تعلیم دیتا ہے اس لیے جوابد ہی ان کی مشترکہ ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ایک استاد جوابد ہی کی ذمہ داری دوسرے استاد پر ڈال دیتا ہے۔

- ہم آہنگی (Understanding) برقرار رکھنے میں دشواری: گروہی تدریس کے لیے گروہ کے ارکان کے درمیان مناسب سمجھ بوجھ، تعاون اور ہم آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن گروہ کے ارکان کے درمیان مناسب ٹیم اسپرٹ (Teamspirit)، تفویض کردہ کام کے تین مثبت رویہ، مناسب ہم آہنگی برقرار رکھنے میں دشواری ہوتی ہے۔
- خصوصی اساتذہ کی کمی: گروہ کے تمام اساتذہ کو تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کلاس روم کے انتظام کو سنبھالنے کے لیے ضروری مہارتوں کے ساتھ مضمون کا مکمل علم ہونا چاہیے۔ اس قسم کے قابل اور خصوصی اساتذہ دستیاب نہیں ہیں جو گروہی تدریس کے بارے میں مکمل آمادگی اور مثبت رویہ رکھتے ہوں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1۔ گروہی تدریس سے کیا مراد ہے؟ مختصر آئیاں کیجیے۔
- 2۔ گروہی تدریس کی خوبیوں پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

8.3 خلاصہ کلام

اردو تدریس کے مختلف تدریسی طریقہ کار ہیں۔ ان میں لکچر یا تقریری طریقہ کار۔ بحث و مباحثہ کا طریقہ، گروہی تدریس، استقرائی و استخراجی تدریس طریقہ کار بہت ہی اہم ہیں۔ یہ سارے طریقہ تدریس شانوی سطح کے درجہ میں درس و تدریس میں بہت ہی موثر ہوتی ہیں۔ معلم کو ان کی خوبیوں خامیوں کے دیکھتے ہوئے سبق کے مناسبت سے ان کا استعمال کرنا چاہیے۔ استقرائی و استخراجی تدریس طریقہ کار کا استعمال اردو قواعد کے تدریس میں بہت ہی موثر ہوتا ہے۔

8.4 اکتسابی نتائج

- لکچر یا تقریری طریقہ تدریس بہت ہی قدیم ہے۔ جس میں استاد سبق کو لکچر کی صورت میں پیش کرتا ہے اور طالب علم اس کو یاد کرتے ہیں۔ یہ معلم مرکوز طریقہ تدریس ہے جس میں استاد کی حیثیت مرکزی ہوتی ہے۔ اس میں مختلف ذرائع جیسے فلم، ٹیلی ویژن وغیرہ کی مدد سے لکچر کو موثر بنانے کے لیے مددی جا سکتی ہے۔ مواد جامع ہوتا ہے تاکہ طلباء کا تسلسل برقرار رہے۔ ترتیب و تنظیم منطقی ہوتی ہے۔ لکچر کے آخر میں طلباء سے سوالات کرنے اور اپنی رائے کے اظہار کو موقع دیا جاتا ہے۔ اہم نکات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بڑی کلاسوں کے لیے مخصوص اور بہت ستا طریقہ ہے۔

• بحث و مباحثہ طریقہ تدریس کو یونانی فلسفی سقراطی کی نسبت کی وجہ سے سقراطی طریقہ بھی کہتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں رسمی

وغیرہ کی دونوں طرح سے تدریس کا عمل انجام پاتا ہے۔ رہنمائی کے لیے استاد موجود ہوتا ہے۔

- استخراجی طریقہ تدریس کواعد کی تدریس کارروائی اور قدیم طریقہ ہے۔ اس میں طلباء کو تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔ اس طریقہ تدریس میں نامعلوم سے معلوم اور اصول سے مثال کا قاعدہ اپنایا جاتا ہے۔ کسی قوم کے عقائد، تاریخ، ثقافت اور ادب کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ اجتماعی تعلیم کے لیے مفید ہے۔
- استقرائی طریقہ تدریس استخراجی طریقہ کے بر عکس ہے جس میں مخصوص تجربات اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کیا جاتا ہے۔ اس میں طلباء متحرک ہو کر تعلیمی تصورات (Concept) کی مدد سے نئے علم کو حاصل کرتے ہیں اور مثالوں کے ذریعہ اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔ اس طریقہ کا موجہ یونان کا مشہور فلسفی ارسطو ہے۔ اس طریقہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طلباء خود کو شش کر کے مثالوں کو بنیاد بنا کر نئے اصولوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- گروہی تدریس سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں متعدد اساتذہ مل کر اپنے انفرادی کام کو بہتر بنانے اور طلباء کی بڑی تعداد کو تربیت دینے کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں اساتذہ کا ایک گروہ طلباء کی ضروریات کے مطابق نصاب تیار کرتا ہے اور اپنی مخصوص صلاحیتوں کے مشرک کے تعاون کے نتیجہ میں طلباء کے تدریسی عمل میں بہتری لانے میں مدد کرتے ہیں۔ مگر گروہی تدریس کا طریقہ روایتی طریقہ سے مہنگا ہے کیونکہ یہ مخصوصی اساتذہ کی ٹیم کی خدمات حاصل کرتا ہے۔ تعلیمی وسائل کی کمی سے یہ طریقہ متاثر ہوتا ہے۔

8.5 فرنگ

discourse	Discussion
(ا) اس طریقے میں پہلے اصول رٹوائے جاتے ہیں۔ پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔	استخراجی طریقہ
(اس طریقے میں پہلے مثال بیان کی جاتی ہے پھر اس سے اصول بنائے جائے جاتے ہیں۔)	استقرائی طریقہ تدریس
Printed, Published	مطبوعہ مواد
ایسا طریقہ تعلیم جس میں دو یادو سے زیادہ اساتذہ مل کر مقصد کو نظر میں رکھتے ہوئے منظم طور پر تدریس کرتے ہوں۔	گروہی تدریس
مختلف ذمہ داریاں،	Multi Tasking
قائد و رہنمائی طرح	قائدانہ

8.6 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات:

1- کچھ یا تقریری طریقہ تدریس میں مرکزیت حاصل ہوتی ہے؟

(a) طلباء کو (b) استاد کو (c) نصاب کو (d) ان میں سے کسی کو نہیں

2- استاد کو لکھر دینے کے لیے توجہ دینی چاہیے۔

(a) مواد کی پیش کش (b) مواد کی منطقی تنظیم (c) مواد کی جامعیت (d) یہ سبھی

3- بحث و مباحثہ کا طریقہ مفید ہے۔

(a) اس سے طلباء میں تنقیدی سوچ کا فروغ ہوتا ہے۔ (b) اس سے نئے تصورات کو سمجھنے اور سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔

(c) اس سے طلباء کا ذہن کو شش اور تلاش کیلئے تیار رہتا ہے۔ (d) ان میں سے سبھی

4- کس طریقہ تدریس میں پہلے تعریفیں اور اصول رٹوائے جاتے ہیں پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

(a) استخراجی طریقہ (b) استقرائی طریقہ (c) بحث و مباحثہ کا طریقہ (d) کچھ یا تقریری طریقہ

5- استخراجی طریقے کی خوبی نہیں ہے۔

(a) یہ طریقہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے طلباء کے لیے بہت موثر ہے۔

(b) یہ طریقہ طلباء میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینے سے قاصر ہے۔

(c) اس طریقہ تعلیم سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔

(d) مشق اور دھرانے کی وجہ سے طلباء والوں کو حل کرنے میں ماہر ہو جاتے ہیں۔

6- استقرائی طریقے کا موجود ہے۔

(a) افلاطون (b) ارسطو (c) سقراط (d) فرویل

7- وہ کون سا طریقہ ہے جس میں طلباء کے سامنے سب سے پہلے مثالیں پیش کی جاتی ہیں پھر طلباء ان کی مدد سے اصولوں کو وضع کرتے ہیں۔

(a) بحث کا طریقہ (b) استخراجی طریقہ (c) استقرائی طریقہ (d) کھیل کھیل کا طریقہ

8- گروہی تدریس کی خوبی ہے۔

(a) باہمی تعاون حاصل ہوتا ہے۔ (b) پڑھانے کا انتہائی لچکدار طریقہ ہے۔

(c) معلم اور طلباء کے درمیان بہتر تعاون (d) ان میں سبھی

9- استقرائی طریقے کی خصوصیت ہے۔

(a) استقرائی طریقہ طلباء میں تحقیق اور جستجو کو فروغ دیتا ہے۔ (b) اس طریقے میں طلباء زیادہ متحرک ہوتے ہیں۔

c) اس میں طلبکی تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے۔
d) ان میں سبھی اصول سے مثال کی طرف لے کر جایا جاتا ہے۔

10) a) استخراجی طریقے میں b) استقرائی طریقے میں c) کھیل کھیل طریقے میں d) بحث و مباحثہ کے طریقے
معروضی سوالوں کے جوابات:

- | | | | | |
|-------|--------|----------|---------|--------|
| C (v) | A (iv) | D (iii) | D (ii) | B (i) |
| A (x) | D (ix) | D (viii) | C (vii) | B (vi) |

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1۔ لکھریات تقریری طریقہ کے مراحل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

2۔ تدریس کو فعال بنانے میں لکھر طریقہ کی اہمیت کو واضح کیجیے۔

3۔ استخراجی طریقہ تدریس کی وضاحت کیجیے۔

4۔ تقریری طریقہ تدریس کی خوبیوں کو بیان کیجیے۔

5۔ استقرائی طریقے کی خوبیوں و خامیوں پر وہشی ڈالیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

1۔ بحث و مباحثہ کا طریقہ اور اسکی خصوصیات بیان کیجیے۔

2۔ گروہی تدریس سے کیا مراد ہے نیز اس کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

3۔ استخراجی و استقرائی طریقہ تدریس کے ما بین فرق کو بیان کیجیے۔

8.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- | | |
|-----------------------------|-------------------------------------|
| محمد قاسم صدیقی | (1) اصول تدریس (تکنیک اور طریقہ) |
| فضل حسین | (2) فن تعلیم و تربیت |
| سید ضیاء الدین علوی | (3) اصول تعلیم |
| پروفیسر فضل محمد | (4) اصول تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس |
| معین الدین احمد | (5) اردو زبان کی تدریس |
| ملک محمد موسیٰ / شاذیہ رشید | (6) نایاب تدریسی حکمت ہائے عملی |
| محمد قمر سعیم | (7) اردو زبان: فن تدریس |

- محی الدین قادری زور~ (8) تدریس اردو
- ڈاکٹر تلمیز فاطمہ نقوی/ڈاکٹر آفاق ندیم خان (9) اردو زبان کی تدریس و فہم
- محی الدین بچھ (10) جدید تدریس اردو
- معین الدین (11) ہم اردو کیسے پڑھائیں
- ڈاکٹر ریاض احمد (12) اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے
- ڈاکٹر نجم الحسن/ڈاکٹر صابری سعید (13) تدریس اردو
- محی الدین بچھ (14) طریقہ تعلیم اردو

اکائی 9۔ سننے کی مہارت*

اکائی کے اجزاء

9.0	تمہید
9.1	مقاصد
9.2	سننے کے معنی و مفہوم
9.3	سننا اور غور سے سننے میں فرق
9.4	سننے کا طریقہ کار
9.5	سننے والے کی خصوصیات
9.6	سننا اور اس کی اہمیت
9.7	سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کی حکمت عملیاں
9.8	خلاصہ
9.9	اکتسابی نتائج
9.10	فرہنگ
9.11	نمونہ امتحانی سوالات
9.12	تجویز کردہ اکتسابی موارد

9.0 تمہید

جب ہم تعلیم، درس و تدریس جیسے اہم موضوع پر بات کرتے ہیں تو تدریس میں اردو کے مقاصد کو متعین کرنا لازمی ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی فلسفہ کے تحت زندگی گزارتا ہے اور یہی نظریہ اس شخص کے ظاہری و باطنی پہلو کو شکل دیتا ہے۔ اسی طرح ایک معلم کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ فرض شناس، باشمور اور احساس ذمہ دار بنے۔ جب معلم تدریس کے واضح و عملی تصور سے واقف ہو گا تب ہی وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دیتے ہوئے کامیابی کی جانب گامزن ہو سکتا ہے۔ تعلیمی مقاصد سے واقفیت نہ صرف تدریسی عمل کو کامیابی سے ہم کنار کرواتی ہے بلکہ

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

مناسب طریقہ تدریس، متعلقہ سرگرمیوں کو متعین کرتے ہوئے طلبائی ہمہ جہت نشوونما میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیمی مقاصد طے ہو جانے پر تدریس کو ایک سمت ملتی ہے اور غیر ضروری و غیر مفید عناصر ختم ہو جاتے ہیں۔

H.G. Wyatt نے انگریزی پڑھانے کے چار بنیادی مقاصد متعین کئے ہیں۔

جس کا اطلاق عام طور پر ہم اردو زبان کی تدریس میں بھی کرتے ہیں۔ ان چار مہارتوں کے متعلق تفصیلی معلومات ہم اس بلاک کے چار اکائیوں میں حاصل کریں گے۔ پہلی اکائی میں ہم سننے کی مہارت صرف سننا اور غور سے سننے میں فرق، سننے والی کی خصوصیات اس کی اہمیت اور اس مہارت کی نشوونما کے لیے مناسب و کارگر سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

9.1 مقاصد

- اس کائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- سننے کی مہارت کے معنی و مفہوم بیان کر پائیں گے۔
 - سننا اور غور سے سننے میں فرق واضح کر سکیں گے۔
 - سننے کا طریقہ کارکی وضاحت کر سکیں گے۔
 - سننے والے کی خصوصیات پر اظہار خیال کر پائیں گے۔
 - سننے کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے۔
 - سننے کے مختلف اقسام سے واقف ہو گے۔
 - طلباء میں سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر پیش کر پائیں گے۔

9.2 سننے کے معنی و مفہوم

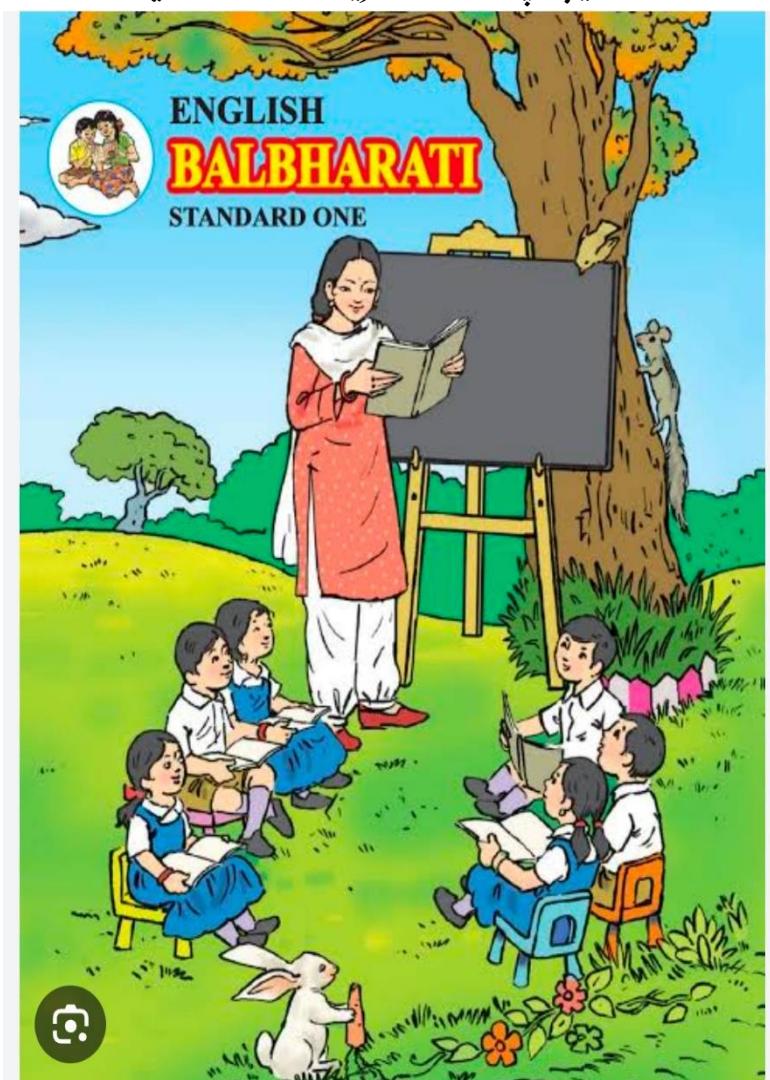
کسی بھی زبان کے نشوونما اور ارتقا سننے کی مہارت سے ہوتی ہے سننے سے مراد سن کر بولی ہوئی بات کو سمجھنا ہے۔ عام طور پر ایسا سوچا جاتا ہے کہ سننے اور بولنے کی مہارت کے لیے کسی خاص تعلیم تربیت و مشق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بچے خود بخود یہ سیکھ لیتا ہے لیکن یہ دونوں مہار تیں حاصل کرنے لیے تعلیم و تربیت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گھر ہو یا اسکول بچے ہر جگہ کچھ نہ کچھ سننے ہی رہتے ہیں۔ کسی بھی زبان کی تعلیم کا خصا رزیادہ تربیت کے ماحول پر ہوتا ہے۔ اردو زبان کی بنیاد سننے پر ہے۔ درستگی کے ساتھ بولنے کا دار و مدار درستگی کے ساتھ سننے پر ہے۔ اس لیے زبان کے معلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح زبان بولنے اور بچے صحیح الفاظ سننیں کیونکہ سننے کا بولنے اور سمجھنے سے گھر اتعلق ہے۔ اس لیے اردو زبان کی تعلیم میں اس مہارت کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لہذا اسکول کو اپنے منصوبہ میں اور استاد کو اپنے درس و تدریس کے عمل میں سننے کی مہارت کی باقاعدہ تربیت فراہم کرنے کے لیے خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

سننا ایک ایسا فعل ہے جس کے ذریعہ بولنے والے کے خیالات، جذبات احساسات اور روحانیت کی ترجیحی ہوتی ہے۔ کسی خاص مقصد کے تحت مکمل توجہ کے ساتھ سنافعال عمل ہوتا ہے۔ مثلا۔ ٹیلی ویژن یا موبائل پر خبریں سننا یادادی، نانی سے کہانیاں سننا۔ بچوں میں وقفہ سماحت بہت کم ہوتا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک سننے پر توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتے۔ اس لیے معلم کا انداز گفتگو مناسب اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران یا بات چیت کرتے وقت استاد کو صاف اور موثر انداز میں بولنا چاہیے ٹھراو، لب والہجہ اور تلفظ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ایسا کرنے پر طلبہ سماحت کی جانب راغب ہوں گے اور سننے کی عادت پیدا ہوگی۔ یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ سننے والا متوجہ رہنا چاہیے اگر طلبہ بغور نہیں سننے گے تو وہ مطلب سمجھنے سے خاصل رہیں گے۔ معلومات اور ہدایات کی ہوئی باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔

سننے کے لیے خواہش کا ہونا لازمی ہے۔ جس مواد یا مضمون میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے اُسے بچے بغور سننے ہیں کیونکہ وہ حاصل شدہ معلومات کا اطلاق کرنا چاہتے ہیں۔

ذیل میں دی گئی تصویر کا مشاہدہ کریں۔

اس تصویر پر آپ 6 سے 8 جملے تحریر کرنے کی کوشش کریں۔



9.3 سنے اور غور سے سننے میں فرق

صرف سننا:

سننا ایک قدر تی جسمانی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان آواز کو محسوس کرتا ہے۔ یہ ایک فطری، حیاتیاتی اور غیر ارادی عمل ہے جو خود بخود ہوتا ہے۔ جب آواز کی لمبیں ہوا کے ذریعے کان میں داخل ہوتی ہے اور دماغ تک پہنچتی ہیں تو دماغ ان آوازوں کی صورتوں کو پہچاتا ہے۔ اس عمل کے لیے کسی خاص توجہ یا شعوری کو شش کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ ہمارے حسی نظام کا ایک معمولی اور خود کار عمل ہے۔ سننے کا مقصد صرف ارد گرد موجود آوازوں سے آگاہی حاصل کرنا ہے، جیسے لوگوں کی باتیں، موسيقی، الارم، یا ٹرینک کی آواز۔ یہ عمل ہمیں اپنے ماحول سے خبردار رہنے اور بینیادی رد عمل دینے میں مدد کرتا ہے۔ سننا مواصلات کا پہلا مرحلہ ہے، مگر موثر سمجھ بوجھ اور رابطے کے لیے یہ کافی نہیں ہوتا۔

غور سے سننا:

غور سے سننا ایک شعوری، فعال اور ذہنی عمل ہے، جس میں صرف آواز سننا ہی نہیں بلکہ اسے سمجھنا، اسکی تشریح کرنا اور مناسب رد عمل دینا بھی شامل ہے۔ اس عمل میں ذہنی محنت توجہ اور ضروری درکار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں بولنے والے کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات، لبیج اور جسمانی حرکات کو بھی سمجھنا شامل ہوتا ہے۔ غور سے سننے کے عمل میں سامع آواز کو کان سے وصول کرتا ہے، اس پر توجہ دیتا ہے، اسکے معنی سمجھتا ہے، اس کا تجزیہ کرتا ہے، اور پھر جواب دیتا ہے۔ سننے کے بر عکس، غور سے سننا خود بخود ہونے والا عمل نہیں ہے۔ اس کے لیے ذہنی یکسوئی اور دلچسپی ضروری ہے۔ غور سے سننے کا مقصد بولنے والے کی بات کو سمجھنا، نئی معلومات حاصل کرنا، تعلقات کو بہتر بنانا اور ثابت رابط قائم کرنا ہے۔ ایک اچھا سامع دوسروں کے جذبات کو سمجھتا ہے، غلط فہمیوں سے بچتا ہے اور بہتر تعلقات قائم کرتا ہے۔ اس طرح سننا صرف آواز سننے کا نہیں بلکہ سمجھنے اور محسوس کرنے کا عمل ہے جو تعلیمی، ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں کامیابی کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔

9.4 سننے کا طریقہ کار

سننا حقیقت میں ایک فعل طریقہ کار ہے۔ جس کے تین بینیادی مراحل ہیں۔

1۔ سننا: اس مرحلے میں بولنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ اتنا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کہا جا رہا ہے کہ کوئی دو افراد ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ اگر آپ اس حقیقت کو دہراتے ہیں اس کا مطلب آپ نے کہی ہوئی بات کو سننا۔

2۔ تفہیم: سننے کے طریقہ کار کے دوسرے مرحلے میں آپ نے جو سننا ہے اسے اپنے انداز میں سمجھتے ہیں۔ چلے اب ہم اسے پہلے مرحلے میں دی گئی مثال کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔ جب آپ نے سننا کہ دو افراد ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں تو آپ نے سوچنا شروع کیا کہ، انسان عادات، اطوار، رنگ، جسمانی ساخت، ذہانت، نفسیات وغیرہ میں ایک دوسرے سے منفرد ہوتے ہیں۔

3۔ فیصلہ کرنا: اس بات کا یقین ہو جائے کہ آپ کہی ہوئی بات کو سمجھ چکے ہیں تو پھر سوچیں، کیا مقرر کی بتائی ہوئی بات قابل قدر ہے؟ جو آپ نے سننا کیا آپ اس بات پر یقین کرتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچیں، ہر فرد کس طرح ایک دوسرے سے منفرد ہو سکتا ہے لیکن پھر آپ اپنے اطراف اور سماج کے لوگوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر فرد شکل و صورت، ذہانت، عادات و اطوار، جسمانی ساخت، نفسیات وغیرہ میں ایک دوسرے سے منفرد ہوتے ہیں تو یہ بات قابل قدر ہے۔

9.5 سنے والے کی خصوصیات

ایک اچھا سننے والا وہ ہوتا ہے جو نہ صرف بولنے والے کے الفاظ سنتا ہے بلکہ ان کے معنی، احساسات اور ارادوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اچھا سننا موثر گفتگو کی ایک بنیادی صلاحیت ہے جو اعتماد، تفهمیم، اور مضبوط تعلقات قائم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ذیل میں ایک اچھے سامع کی اہم خصوصیات بیان کی گئی ہے۔

1. توجہ اور ارتکاز:

ایک اچھا سامع بولنے والے پر مکمل توجہ دیتا ہے۔ وہ موبائل فون، دوسری باتوں یا غیر ضروری خیالات سے خود کو دور رکھتا ہے۔ وہ آنکھ سے رابطہ قائم کرتا ہے، سر ہلاتا ہے، اور اپنے جسمانی حرکات سے ظاہر کرتا ہے کہ وہ بات کو پوری دلچسپی سے سن رہا ہے۔ توجہ سے سننا بات کو بہتر طور پر سمجھنے اور جذبات کو محسوس کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

2. صبر اور سکون:

اچھے سامعین صبر سے کام لیتے ہیں۔ وہ بولنے والے کو نقش میں نہیں ٹوکتے اور نہ ہی جلد بازی کرتے ہیں۔ وہ بولنے والے کو اپنی بات کمل کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ صبر سے سننا احترام اور وقار کی علامت ہوتی ہے، جو بولنے والے کو اپنی بات کھل کر کرنے کی حوصلہ افزائی دیتی ہے۔

3. کھلے ذہن سے سننا:

ایک اچھا سننے والا ہمیشہ کھلے ذہن کے ساتھ سنتا ہے۔ وہ کسی کی بھی پوری بات سے بغیر نہ ہی فیصلہ کرتا اور نہ ہی تقيید کرتا ہے۔ غیر جانبداری سے سننے پر نئے خیالات، تجربات، اور مختلف نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

4. ہمدردی:

ہمدردی ایک اچھے سامع کی نمایاں خوبی ہے۔ ایک ہمدرد سامع بولنے والے کے جذبات، احساسات، اور نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ دل سے سنتا ہے اور محبت و نرمی کے ساتھ رد عمل دیتا ہے۔ یہ طرز عمل بولنے اور سننے والے کے درمیان اعتماد پیدا کرتا ہے اور تعلقات کو مضبوط بناتا ہے۔

5. رد عمل دینا:

ایک اچھا سننے والا مناسب رد عمل دیتا ہے، جیسے کہ سر ہلانا، مسکرانا، یا جملے کہنا مثلاً "میں سمجھ رہا ہوں" یا "یہ دلچسپ ہے" وغیرہ۔ یہ اشارے بولنے والے کو پیغام دیتے ہیں کہ اس کی بات توجہ سے سنی جا رہی ہے۔

6. مداخلت سے گریز:

ایک اچھا سامع بولنے والے کی گفتگو کے دوران مداخلت نہیں کرتا۔ درمیان میں بولنا گفتگو کے بہاؤ کو توڑ دیتا ہے اور بے ادبی کے مترادف ہے۔ اچھا سامع بولنے والے کی بات کامل ہونے کے بعد ہی اپنی رائے دیتا ہے۔

7. غیر زبانی اشاروں پر توجہ:

ایک اچھا سامع نہ صرف الفاظ بلکہ لمحے، چہرے کے تاثرات، اور جسمانی حرکات پر بھی دھیان دیتا ہے۔ غیر زبانی اشارے اکثر بولنے والے کے اصل جذبات اور ارادوں کو ظاہر کرتے ہیں، جس سے پیغام کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

8. وضاحت کے لیے سوال کرنا:

ایک اچھا سامنے والا تجسس اور فہم کے ساتھ سنتا ہے۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو وہ مود بانہ انداز میں متعلقہ سوال کرتا ہے تاکہ بات کی وضاحت ہو سکے۔ یہ عمل دلچسپی اور فہم کی نشاندہی کرتا ہے۔

9. جذبات پر قابو رکھنا:

ایک اچھا سامع اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے۔ اگر گفتگو حساس یا جذباتی ہو تو وہ پر سکون رہتا ہے اور جلد بازی میں اپنارد عمل ظاہر نہیں کرتا۔ غصہ، تعصب یا منفی سوچ سمنے میں رکاوٹ بنتی ہے، اس لیے دوسروں کی بات سمنے وقت جذباتی توازن رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

10. بات یاد رکھنا اور غور کرنا:

سمنے والا گفتگو کے اہم نکات یاد رکھتا ہے اور ان پر بعد میں غور کرتا ہے۔ وہ بولنے والے کی بات کو مختصر آدھرا کر تصدیق کرتا ہے کہ اس نے درست سمجھا ہے یا نہیں یہ عادت فہم اور موثر د عمل کو سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔

11. احترام دکھانا:

احترام ایک اچھے سمنے والے کی بنیاد صلاحیت ہے۔ وہ بولنے والے کے وقت اور خیالات کی قدر کرتا ہے۔ وہ بیچ میں بات نہیں کاٹتا، فیصلہ نہیں سناتا اور بولنے والے کی بات کو غیر ضروری نہیں سمجھتا۔ یہ رو یہ باہمی احترام اور اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔

اپنی معلومات کی جائیگی کریں

1) سمنے کے طریقہ کار کو مع مثال بیان کیجیے؟

2) فعال سمنے والا، غیر فعال سمنے والے (سامع) سے بہتر و موثر کیوں مانا جاتا ہے؟

سننا اور اسکی اہمیت کو ہم ذیل میں دئے گئے نکات کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں:

- 1- گفتگو کی صلاحیت:- بغور سننے کی مہارت سے طلباء میں گفتگو کرنے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے طلباء پنے ساتھی اساتذہ اور دیگر افراد سے بات چیت کرنے کے طریقے سے واقف ہوتے ہیں۔ اس طرح طلباء میں تعاون اور ٹیم ورک جیسی صلاحیت بھی پروان چڑھتی ہیں۔
- 2- سمجھنے کی صلاحیت:- گھر ہوایا سکول ہر جگہ بچے کچھ نہ کچھ سنتے ہی رہتے ہیں۔ سننے کا عمل مسلسل طور پر جاری رہتا ہے۔ سننے کا بولنے اور سمجھنے سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے زبان کی تعلیم میں سننے کی باقاعدہ تربیت پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے۔ سننا ایک ایسا عمل ہے جس سے بولنے والے کے احساسات، جذبات، نظریات، افکار اور خیالات کی ترسیل ہونے میں مدد ملتی ہے۔
- 3- تقيیدی سوچ:- کرہ جماعت اور دوسری جگہوں پر فعال طور پر سننا طلباء میں تقيیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے۔ بچوں کے سامنے پیش کی جانی والی معلومات کا وہ تجزیہ اور جانچ کرتے ہیں اس طرح بچوں میں درست رائے پیدا ہوتی ہے اور صحیح فیصلے لینے کی صلاحیت بھی پروان چڑھتی ہے۔
- 4- تنازع حل ہونا:- سننے کے عمل سے طلباء میں دوسری کی گفتگو کو اہمیت دینے اور انکے نقطہ نظر کو سمجھنے کی صلاحیت فروغ پاتی ہے۔ اگر طلباء کا آپس میں کوئی تنازع پیدا ہوتا بھی ہے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے مشترکہ رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ امن کے ساتھ تنازعات کو حل کرنے کے قابل بنتے ہیں۔
- 5- جذبہ ہمدردی اور فہم:- اپنے اساتذہ اور ہم جماعت ساتھیوں کی گفتگو کو بغور سننے سے طلباء میں فہم پیدا ہوتی ہے۔ دوسروں کی بات کو سن کر سمجھنے سے بچوں میں شفقت اور جذبہ ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے طلباء کے آپس میں تعلقات مضبوط ہوتے ہیں ساتھی ساتھی ان میں ثابت رویہ بھی قائم ہوتا ہے۔
- 6- جدید دور میں انھیں ملازمین کی قدر کی جا رہی ہے جو سننے اور سمجھنے میں اہر ہو۔ جب اساتذہ طلباء کو سننے کی تربیت دیتے ہیں یعنی وہ اپنے طلباء کو مستقبل میں پیشہ وار انہ کا رکرداری کو بہتر انداز میں انجام دینے کے لیے تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ مستقبل میں طلباء دوسروں کی ضروریات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاونی رشتہ قائم کر سکتے ہیں اور خاص طور پر ہدایات پر درست طریقے سے عمل کر سکتے ہیں۔
- 7- معلومات کو برقرار رکھنا:- کرہ جماعت میں تدریس کے دوران فعال طور پر سننے سے طلباء کو معلومات و ہدایات کو یاد اور برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ جب طلباء پڑھائی کرتے ہیں یا امتحان میں سوالیہ پرچہ حل کرتے ہیں تو کرہ جماعت میں غور سے سن کر حاصل کردہ معلومات ان کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے۔
- 8- اعتماد میں اضافہ:- جب ہم دوسروں کی بات کو دھیان سے سننے اور سمجھتے ہیں تو ساتھیوں اور سماج میں ہماری ایک الگ پہچان بنتی ہے۔ توجہ کے ساتھ سننے سے ہمیں معاشرے میں عزت بھی ملتی ہے اور دوسروں کے ساتھ ہمارے تعلقات لمبے عرصے تک قائم رہتے ہیں جس سے انسان میں عزت نفس اور خود اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔

9۔ مفہوم رابطہ قائم کرنا اور مقاصد کی حصولیابی:- کسی بھی تنظیم یا ادارے میں غلط رابطے کی وجہ سے ثیمتی وقت اور دستیاب وسائل کا نامناسب استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے غلط ساعت سے طے شدہ مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سننے کی صلاحیت سے ترسیل بہتر ہوتی ہے جس سے تنظیم کے مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

10۔ وقت کی بچت:- سننے کی صلاحیت وقت کی برپا دی کرو رکتا ہے۔ درست ساعت پہلی بار میں صحیح معلومات و پیغام کو منتقل کرتا ہے۔ ہدایات کو بار بار دوہرائے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔

11۔ غلط فہمی کم کرنا:- سننے کی مہارت سے کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے دوران طلباء غلط فہمی کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ وہ بانی ہدایات کو صحیح طریقے سے سننے اور سمجھتے ہیں اس سے تفویضات اور پروجیکٹ مکمل کرنے میں غلطیوں کی گنجائش بہت کم ہو جاتی ہے۔

12۔ زبان کی ترقی:- سنا کسی بھی زبان کو سیکھنے کا بنیادی مرحلہ ہے۔ جب طلباء دوزبان کو فعال طور پر سننے ہیں تو وہ اپنے فہم، تلفظ و قواعد کو درست بناسکتے ہیں۔

13۔ قائدانہ صلاحیت:- قابل و اہل رہنماؤں میں سننے کا شعور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی رائے کی قدر کرتے ہیں اور مختلف پہلووں کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔ جو طلباء توجہ کے ساتھ سننے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ مستقبل میں قیادتی کردار کو بخوبی سنبھال سکتے ہیں اور اپنے انداز گفتگو سے دوسروں کو محک و متابڑ کر سکتے ہیں۔

14۔ ڈیجیٹل خواندگی:- آج کے ڈیجیٹل دور میں طلباء کاروزانہ آن لائن لیکچر، ویڈیو اور ملٹی میڈیا پیش کش سے سامنا ہوتا رہتا ہے۔ موثر سننے کی صلاحیت سے طلباء ڈیجیٹل وسائل کے استعمال سے اپنے مضامین کے تعلق سے معلومات حاصل اور نوٹ کر سکتے ہیں۔

15۔ ذاتی ترقی:- سننے کی صلاحیت سے طلباء کے معلومات کا ادا رہ و سعی ہوتا ہے۔ وہ ہدایات بہتر انداز میں سمجھ پاتے ہیں۔ دوسروں کی گفتگو بغور سننے سے موثر انداز میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ اس سے طلباء کی ذاتی ترقی ممکن ہوتی ہے۔

دوسرоں کی بات کو سمجھنے کے غرض سے بغور سننا ایک اہم فعل ہے جس سے بچوں کو بولے ہوئے الفاظ یا جملوں کے معنی اخذ کرنے اور پیغام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ بچوں کے ساعت سے متعلق ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ان کا وقفہ ساعت تھوڑا ہوتا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک دوسروں کی باتوں پر اپنی توجہ مرکوز نہیں رکھ پاتے ہیں۔ بچوں کے رو بہ رو ہو کر بولنے وقت ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بچے کیا اور کس طرح سننا پسند کرتے ہیں؟ بچے اکثر ان باتوں کو سننا پسند کرتے ہیں جو ان کے ماحول، زندگی اور خیالات کے قریب تر ہوتی ہیں۔ بہتر انداز گفتگو کا نہ ہونا ہی سامنے والے کا توجہ کے ساتھ نہ سننے کی اہم وجہ ہے۔ جب بچوں کو الفاظ کا درست تلفظ سننے ملے گا تب ہی وہ صحیح تلفظ ادا کر پائیں گے۔

9.7 سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کی حکمت عملیاں

زبان کی تدریس کا انحصار اساتذہ کی باقی سن کر مفہوم سمجھنے پر ہوتا ہے۔ اساتذہ کے تاثرات کا تلفظ کی ادا یگی اور آواز میں اتار چڑھاو، تدریس کے عمل پر بہت زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔ بغور سننا ہی صحیح گفتگو کے لیے بنیاد ہے اور صحیح گفتگو پڑھنے اور صحیح لکھنے میں مدد گار ثابت ہوتی ہے۔ اندوز بان کے بنیادی مہارتوں کے سلسلے میں مناسب سے پہلا مرحلہ ہے۔

گفتگو سیکھنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ پچوں نے کس حد تک سننے کی تربیت حاصل کی ہے؟ اس طرح سننے اور بولنے کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے اور پچھے اس دوران بہتر سن کر بہتر بولنے کی تربیت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

1- توجہ کے ساتھ سننے کی تربیت:- سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے توجہ مرکوز کرنا ایک لازمی جز ہے۔ اگر طلباء سننے پر توجہ مرکوز نہیں کر پاتے ہیں تو نہ ہی وہ مفہوم سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ پچھے عموماً کہانیاں، گیت، نظمیں، تقریریں وغیرہ دھیان سے سنتے ہیں۔

2- پس منظر کوڑہن میں رکھ کر سننا:- طلباء کو ہدایات دیں کہ جب بھی وہ دوسروں کی گفتگو کو سننے تو بولنے والے کا مقصد 'ضرورت مقام، وقت، حالات وغیرہ کوڑہن میں رکھ کر سنیں۔

3- فعال سننے کی مشقیں:- طلباء کو ایسی سرگرمیوں میں شامل کریں جس میں وہ فعال رہیں۔ طلباء کی توجہ کے ساتھ سننے، جوابات دینے خلاصہ اور تشریح کرنے یا سوالات پوچھنے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

4- اہم نکات نوٹ کرنا:- طلباء کو اہم نکات نوٹ کرنے کی تکنیک سیکھائی جائے ایسا کرنے پر طلباء غور سے سماعت کریں گے اور حاصل کردہ معلومات کو یاد رکھ پائیں۔

5- مختلف امداد اشیا کا استعمال:- اگر اساتذہ تدریس کے دوران مختلف توضیحات جیسے چارٹ، تصاویر، نمونے، کارڈ، نقشہ وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں تو طلباء کے ایک سے زیادہ حصوں کا استعمال ہوتا ہے۔ ایسا کرنے پر وہ سننے میں دلچسپی لیتے ہیں اور کمرہ جماعت میں سرگرم رہتے ہیں۔

6- بحث و مباحثہ کو فروغ دینا:- طلباء کو تر غیب دیں کہ وہ کمرہ جماعت میں بحث و مباحثہ میں حصہ لیں۔ کسی موضوع پر تبادلہ خیال کریں اور اپنے ساتھیوں کے خیالات و گفتگو کو غور سے سنیں۔

7- حقیقی دنیا سے وابستگی:- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنی تدریس کے دوران طلباء کے حقیقی دنیا اور حالات سے مثالیں پیش کریں، حقیقی اشیا کا استعمال کریں ایسا کرنے سے سننے کی سرگرمیوں میں طلباء کی شمولیت کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

8- پاکستانی فراہم کرنا:- سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے طلباء کو بروقت باز رسانی فراہم کرنا چاہیے۔ سننے کی مہارت میں ترقی کے غرض سے طلباء کی خوبیوں کی ستائش کریں اور خامیوں کو دور کرنے کے لیے رہنمائی و حوصلہ افزائی کریں۔

9- ریڈیو کا استعمال:- مواد مضمون کے لحاظ سے کسی خاص مقصد کے تحت ریڈیو سے شائع کئے جانے والے تعلیمی پروگرامس اور کہانیاں پچوں کو سنائی جاسکتی۔ ریڈیو پر بولنے والے افراد کا انداز گفتگو پر کافی حد تک عبور ہوتا ہے۔ اس طرح کے موقع فراہم کرنے سے پچھے درست تلفظ

آواز کے اتار پڑھاو 'لب و لہجے سے واقف ہوتے ہیں اور ان میں بہتر سماعت کی عادت بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔

10- آواز کا تجزیہ کروانا: آواز کا تجزیہ کے تحت طلباء کو ایسے الفاظ کے درمیانی فرق سے واقف کروانا چاہیے جن کے تلفظ تقریباً یکساں ہوں لیکن معنوی اعتبار سے الگ الگ ہوں۔ مثال کے طور پر لفظ 'واہ' کے تلفظ ہی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ حیرت اور تعریف دونوں کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔ الفاظ کے صحیح مطلب سمجھنے میں تلفظ اور لب و لہجہ مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔

11- معنی و مطلب اخذ کرنا: طلباء میں سننے کی مہارت پیدا کرنے کے لیے زبان اور اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے مطلب اخذ کرنے کی تربیت دی جاسکتی ہے۔ طلباء کو سیکھا یا جاسکتا ہے کہ بولنے والے کے الفاظ کی ترتیب اور بولنے کے انداز سے کس طرح مطلب اخذ کیا جائے۔

12- سننے ہوئے رد عمل پیش کرنے کی مشق: سننے والے کا مناسب رد عمل ظاہر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ سماعت کی مہارت پیدا کرنے کے لیے لازمی ہے کہ اساتذہ بچوں کو زیادہ سے زیادہ سننے کے موقع فراہم کریں۔ اس کے لیے نظم خوانی و گیت گانا، کہانی و قصہ گوئی زبانداری کے کھیل جیسے مختلف سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔

13- زبان کی غلطیوں کو سمجھنے کی مشق: اگر کسی لفظ کے تلفظ میں تبدیلی کی جائے یا غلط تلفظ ادا کیا جائے اور طلباء اس غلطی کو سمجھ لیتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سننے کی مہارت کی ترقی ہوئی ہے۔ مثلاً مٹی کو مٹی، یکھڑا کو کچھڑا چیکڑ کہا جائے تو غلطی فوری سمجھ میں آجائی چاہیے۔

اپنی معلومات کی جائجگہ کریں۔

1) سرگرمی: کہہ جماعت میں استاد کے لیکھر کو بے غور سنیں (بغیر نکات تحریر کیے) اور بعد میں لیکھر کو یاد کرتے ہوئے اپنے ذاتی نوٹس تیار کریں۔

i) اس سرگرمی سے آپ نے سننے کی اہمیت کے متعلق کیا نتیجہ اخذ کیا؟

ii) کمزور سماعت کی وجہ سے کیا نوٹس تیار کرنے میں کیا غلطیاں آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑیں؟

2) سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے کوئی پانچ حکمت عملیاں پیش کیجیے؟

9.8 خلاصہ

جب ہم تعلیم جیسے اہم موضوع پر گفتگو کرتے ہیں تو ادو تدریس کے مقاصد کو متعین کرنا لازمی ہوتا ہے۔ H.G. Wyatt نے سُننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا یہ انگریزی پڑھانے کے بنیادی مقاصد متعین کئے ہیں جس کا اطلاق عام طور پر ہم اردو زبان کی تدریس میں کرتے ہیں۔ کسی بھی زبان کے نشوونما کا ارتقاء سُننے کی مہارت سے ہوتا ہے۔ سُننے سے مراد بولی ہوئی بات کو سمجھنا ہے۔ گھر ہو یا اسکول ہر جگہ بچے کچھ نہ کچھ

سُننے رہتے ہیں۔ درستگی کے ساتھ بولنے کا انحصار درستگی کے ساتھ سُننے پر ہوتا ہے۔ اردو معلم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ صحیح زبان بولے تاکہ طلباء صحیح الفاظ سن سکیں۔ اسکوں کو اپنے منصوبہ میں اور اساتذہ کو اپنی درس و تدریس کے عمل میں طلباء کو سُننے کی مہارت کی باقاعدہ تربیت دینا چاہیے۔

9.9 اکتسابی نتائج

- کسی خاص مقصد کے تحت مکمل توجہ کے ساتھ سُننا ایک فعل عمل ہے۔ مثلاً ٹیلی ویژن یا موبائل پر خبریں سننا یا انی دادی سے کہانیاں سُننا۔
- بچوں کا وقته ساعت بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے اساتذہ کا انداز گفتگو لچسپ ہونا چاہیے۔ کمرہ جماعت میں تدریس کے دوران یا بات چیت کے وقت وہ صاف و موثر انداز میں بولیں۔ ٹھراو، لب و لہجہ روانی اور تلفظ ایسا ہو کہ طلباء ساعت کی جانب راغب ہوں اور ان میں سُننے کی عادت پیدا ہو۔
- سُننے کے عمل میں خواہش کا ہونا لازمی ہے۔ جس مواد یا مضمون میں طلباء کو دلچسپی ہوتی ہے اُسے بچے بغور سُننے ہیں کیونکہ وہ حاصل شدہ معلومات کا اطلاق کرنا چاہتے ہیں۔
- ایک اچھا سامع وہ ہے جو توجہ، صبر اور ہمدردی کے ساتھ سُنتا ہے۔ وہ دل و دماغ سے بات کو سمجھتا ہے، مداخلت سے گریز کرتا ہے اور بولنے والے کا احترام کرتا ہے۔ ان خصوصیات کو اپنانے سے انسان ایک مؤثر سامع، بہتر گفتگو کرنے والا، اور مضبوط تعلقات قائم کرنے والا فرد بن سکتا ہے۔
- سُننے کی مہارت سے طلباء میں گفتگو کرنے، سمجھنے، تقتیدی سوچ پیدا کرنے، تنازع حل کرنے، جذبہ ہمدردی، فہم معلومات کو برقرار رکھنے، اعتماد پیدا کرنے، مضبوط رابط قائم کرنے، وقت کا مناسب استعمال، غلط فہمی کم کرنے، ذاتی وزبان کی ترقی، قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے ڈیجیٹل خواندگی جیسی صلاحیتیں پر وان چڑھتی ہے۔
- اس مہارت میں سُننا، تفہیم اور فیصلہ کرنا یہ تین بنیادی مراحل ہوتے ہیں۔
- سُننے کی مہارت کو فروع دینے کیلئے توجہ کے ساتھ سُننے کی تربیت دینا، پس منظر کو ذہن میں رکھ کر سُننا، فعال سُننے کی مشقیں کروانا، اہم نکات کو نوٹ کرنا، مختلف امدادی اشیاء کا استعمال، بحث و مباحثہ، بازرسائی، سرگرم مشاغل کی مشق، ریڈیو کا استعمال، آواز کا تجزیہ کروانا، معنی و مطلب اخذ کروانا۔ سُننے ہوئے ردِ عمل دینا اور زبان کی غلطیوں کو سمجھنے کی مشق کروانا جیسے تدابیر اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

9.10 فرہنگ

- غیر مبہم۔ واضح

- ہم کنار کرنا۔ کسی چیز سے واقف کروانا
 - متعین کرنا۔ طے کرنا
 - سامع۔ سنبھالنے والا
 - اطلاق کرنا۔ ذاتی و حقیقی زندگی میں حاصل شدہ معلومات کا استعمال کرنا۔

نمونه امتحانی سوالات 9.11

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- | | | | | |
|---|---------------------|-------------------|------------------|------------------------|
| 1- سننا یک ----- ہے؟ | الف) فعل | ب) قواعد | ج) ادب | د) شعر |
| 2- زبان کی مہارت میں بیان ----- ہے؟ | الف) استاد | ب) دیکھنے | ج) سنتے | د) اسکول |
| 3- سنتے کے عمل میں ----- کا ہونا لازمی ہے؟ | الف) خواہش | ب) دیکھنے | ج) پڑھنے | د) استاد |
| 4- ذیل میں سے سنتے کا آہ کون سا ہے؟ | الف) نقشہ | ب) چارٹ | ج) تختنہ سیاہ | د) ٹیلی و یژن |
| 5- ذیل میں سے ----- صحیح لفظ کا چناؤ کریں؟ | الف) مٹی | ب) میٹی | ج) مائی | د) مٹی |
| 6- سنتے کی مہارت کا فروغ ----- ہوتا ہے؟ | الف) مضمون نگاری سے | ب) تصویر بنانے سے | ج) تقریر سنتے سے | د) ڈوڑ سے |
| 7- سنتے کے مواقع میں ----- شامل ہے؟ | الف) کہانی سننا | ب) گیت سننا | ج) فلم دیکھنا | د) سمجھی |
| 8- طلباء میں زبان کے نشوونما کا ارتقاء ----- کی مہارت سے ہوتا ہے؟ | الف) سُننے | ب) ادب | ج) مشاعرہ | د) ان میں سے کوئی نہیں |
| 9- سنتے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے کیا ----- ضروری ہے؟ | الف) اسکول | ب) سماج | ج) توجہ | د) معلم |
| 10- درستگی کے ساتھ بولنے کا انحصار درستگی کے ساتھ ----- پر ہے؟ | | | | |

الف) دیکھنے	ب) سُننے	ج) لکھنے	و) سمجھی
معروضی سوالوں کے جوابات:			
(1) الف	(2) ج	(3) الف	(4) د
(5) الف	(6) ج	(7) د	(8) الف

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1. سننے کی مہارت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مختصر بیان کریں۔
2. سننے کے طریقہ کا پروپر شنی ڈالیے۔
3. سننے کی اہمیت کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
4. سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے تدابیر پیش کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

1. سننا اور اسکی اہمیت کو واضح کریں۔ سننے کے طریقہ کا پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے؟ مناسب مثالوں کے حوالے سے بحث کیجیے۔
2. سننے اور غور سے سننے میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ایک اچھے سننے والے کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. بچوں میں وقہ ساعت بہت کم ہوتا ہے۔ بحیث معلم اپنے طلباء میں سننے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے آپ کیا اقدامات لیں گے؟ تفصیل سے بیان کیجیے۔

9.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1. نئی دہلی۔ NCPUL (میں آرڈین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)۔
 2. ڈاکٹر مختار احمد کی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤز، جہار گھنڈ۔
 3. شیر دانی۔ تدریس زبان اردو
 4. Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
 5. Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- Websites:
- 6- https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur_iii-reading/
 - 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 10- بولنے کی مہارت*

اکائی کے اجزاء

تمہید	10.0
مقاصد	10.1
بولنے کے معنی و مفہوم	10.2
موثر گفتگو کے اجزاء	10.3
بولنا اور اسکی اہمیت	10.4
بولنے والے کی خصوصیات	10.5
بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں	10.6
خلاصہ	10.7
اکتسابی متانج	10.8
فرہنگ	10.9
نمونہ امتحانی سوالات	10.10
تجزیز کردہ اکتسابی مواد	10.11

تمہید 10.0

بولنے سے مراد گفتگو کرنا ہے۔ بولنے کے ذریعے انسان میں اپنے جذبات، احساسات، خیالات اور تجربات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اس صلاحیت میں ڈرست تلفظ کے علاوہ روانی و سلاست کے ساتھ گفتگوں کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس مہارت کی نشوونما سے بچے بہتر، موثر اور دلکش انداز میں گفتگوں کر سکتے ہیں۔ بولنے کی مدد سے ہی انسان اپنی سماجی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور تعلقات کو پیدا و قائم رکھتا ہے۔ بولنے وقت کن الفاظ کو کس طرح ادا کرنا چاہیے اور جملے کو کس طرح ادا کرنا چاہیے، اس سے واقفیت ہونی چاہیے۔ گفتگوں کو موثر اور قابل فہم بنانے کیلئے جسمانی حرکات، وسکنات و تاثرات پر توجہ دی جانی چاہیے۔ صحیح اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا دار و مدار بڑی حد تک صحیح اردو بولنے پر ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ طلباء جس طرح سے الفاظ ادا کرتے ہیں اُسی طرح لکھتے ہیں۔ جن طلباء و طالبات میں بولنے کی

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

مہارت کی نشوونما نہیں ہو پاتی ہے انھیں اُردو پڑھنے اور لکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ جن طلباء کے بولنے میں درستگی اثر نمایاں ہوتا ہے کم و پیش وہی پڑھنے یا لکھنے میں بھی برقرار رہتا ہے۔

بولنے کی مہارت اور بات چیت کی تربیت بچوں کی سیرت و کردار کی تعمیر میں مدد کرتی ہے۔ ہماری زندگی میں بولنے کا عمل و دخل میں قدر ہے اتنا پڑھنے اور لکھنے کا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین تعلیم نے ابتدائی درجات میں زبانی یا بولنے کے فعل پر زیادہ زور دیا ہے۔

10.1 مقاصد

اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- بولنے کی مہارت کے معنی مفہوم بیان کر پائیں گے۔
- موثر گفتگو کے اجزاء پنے الفاظ میں بیان کر پائیں گے۔
- بولنے والے کی خصوصیات سے واقف ہوں گے۔
- بولنے کی اہمیت و ضرورت پر تبادلہ خیال کر پائیں گے۔
- بولنے کے مختلف اقسام سے واقف ہوں گے۔
- بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیوں پر پیش کر پائیں گے۔

10.2 بولنے کے معنی و مفہوم

بولنے کی مہارت سے مراد کسی فرد یا گروہ کے سامنے اپنے خیالات، تصورات، جذبات اور معلومات کو واضح اور موثر انداز میں زبانی طور پر پیش کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں صرف الفاظ کو زبانی طور پر ادا کرنا شامل نہیں ہوتا بلکہ واضح تلفظ، مناسب الفاظ کا انتخاب، درست قواعد اور بولنے میں روانی بھی ضروری ہوتی ہے جس سے سننے والوں تک پیغام صحیح طور پر پہنچتا ہے۔ بولنے کی مہارت میں کئی اجزاء شامل ہے جیسے لسانی مہارت جس میں الفاظ کا درست استعمال جملوں کی صحیح تشکیل، درست تلفظ کی ادائیگی، روانی اور تسلسل شامل ہے۔ سننے والوں کے سماجی حالات کے مطابق زبان کا استعمال کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ موثر گفتگو کے لیے خود اعتمادی، وضاحت اور سامعین کے لحاظ سے بات کرنے کی صلاحیت بھی اہمیت رکھتی ہے۔ غیر زبانی عناصر مثلاً سننے والوں سے نظری رابطہ کھنچہرے کے تاثرات، جسمانی حرکات و سکنات، آواز میں اتار چڑھا و مناسب لب و لہجہ بھی گفتگو کو موثر بنانے میں اہم کردار کا داکرتے ہیں۔

بولنا ایک باہمی عمل ہے جس میں سوال و جواب، رائے دینا، بات چیت کو جاری رکھنا اور مکالے کی روانی کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو بولنے کی مہارت فرد کو اپنے خیالات کو با مقصد انداز میں پیش کرنے، ذاتی، سماجی، تعلیمی، اور پیشہ ورائہ شعبوں میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے۔

موثر گفتگو ایک ایسی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنے خیالات، نظریات اور جذبات کو اس انداز میں بیان کرتا ہے کہ سننے والا انہیں آسانی سے سمجھ سکے اور ثابت رد عمل دے سکے۔ موثر بولنا صرف الفاظ کا استعمال کرنا نہیں بلکہ بولنے کا انداز، لہجہ، جسمانی حرکات و سکنات، اور اعتماد کا مجموعہ ہے۔ ذیل میں موثر گفتگو کے بنیادی اجزاء تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ **وضاحت:** وضاحت سے مراد خیالات کو صاف، سادہ اور بامعنی انداز میں پیش کرنا ہے۔ ایک اچھا مقرر ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جو سننے والے کی سمجھ کے مطابق ہوں۔ مشکل الفاظ، غیر ضروری تفصیلات یا مبہم جملوں سے گریز بولنے میں وضاحت پیدا کرتا ہے۔ درست تلفظ اور جملوں کی ساخت بھی وضاحت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ استاد کسی مشکل موضوع کو آسان زبان میں سمجھاتا ہے تاکہ طلبہ تصورات بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

2۔ **اعتماد:** اعتماد موثر گفتگو کی بنیاد ہے۔ ایک پُر اعتماد مقرر قابل اعتبار محسوس ہوتا ہے۔ اعتماد کے ساتھ بات کرنے والا شخص سامعین کے سامنے پر سکون رہتا ہے، نظری رابطہ رکھتا ہے، اور بلا جھک بات کرتا ہے۔ تاہم، اعتماد کو غرور میں تبدیل نہیں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر ایک طالب علم جو اچھی تیاری کے ساتھ پیش کش کرتا ہے، پُر اعتماد نظر آتا ہے۔

3۔ **روانی:** روانی کا مطلب غیر ضروری و قفوں کے بغیر، تسلیل اور فطری انداز میں بات کرنا ہے۔ رواں گفتگو سننے والے کو دلچسپی کے ساتھ بات سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔ غیر ضروری الفاظ جیسے "یعنی" یا "آہ"، "ام" کا بار بار استعمال گفتگو کی روانی کو متاثر کرتا ہے۔ روانی کے ساتھ بولنے کی بہترین مثال ایک نیوز اینکر ہے جو مسلسل اور واضح انداز میں خبریں پڑھتا ہے۔

4۔ **آواز کا انداز:** آواز میں اتار چڑھاؤ، مناسب لب و لہجہ اور فشار میں تبدیلی گفتگو کو پر اثر بناتی ہے۔ ایک ہی لہجہ میں بات کرنے کا انداز بوریت پیدا کرتا ہے، جبکہ آواز میں تنوع دلچسپی کو بڑھاتا ہے۔ موضوع کے مطابق لہجہ بدلا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے کہانی سننے والا مختلف کرداروں کے لیے الگ الگ لہجے کا استعمال کرتا ہے۔

5۔ **ذخیرہ الفاظ:** ایک موثر مقرر کے پاس الفاظ کا وسیع اور مناسب ذخیرہ ہوتا ہے۔ صحیح الفاظ کے انتخاب سے پیغام واضح اور موثر نتاتا ہے۔ الفاظ کا انتخاب ہمیشہ سامعین کی سطح اور موقع کے مناسبت سے ہونا چاہیے۔ تقریر میں ہمیشہ ثابت اور متاثر کن الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے۔

6۔ **ادائیگی اور تلفظ:** درست تلفظ اور صاف ادا یگنی موثر گفتگو کا لازمی جز ہوتا ہے۔ الفاظ کو غلط تلفظ کے ساتھ ادا کرنا سامعین کو لجھنے میں ڈال سکتا ہے۔ واضح بولنا، الفاظ کو صاف ادا کرنا اور غیر واضح انداز سے گریز کرنے سے سننے والوں کے لیے پیغام سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ جیسے استاد کمہ جماعت میں الفاظ کو درست تلفظ کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ جس سے طلباء کو مواد مضمون کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

7۔ **حرکات و سکنات:** غیر زبانی حرکات جیسے چہرے کے تاثرات، ہاتھوں کے اشارے، نظری رابطہ، اور جسمانی حرکات کا استعمال گفتگو کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ ثابت حرکات بولنے والے کے، اعتماد، دلچسپی اور سچائی کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے، مقرر کو پر سکون انداز میں مسکراتے ہوئے سامعین سے نظری رابطہ رکھتا چاہیے۔

8۔ سنا اور رد عمل دینا: مؤثر گفتگو ایک دو طرفہ عمل ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کی تاثرات اور رد عمل کو دیکھ کر اپنی گفتگو میں مطابقت پیدا کرتا ہے۔ ایسا کرنے پر بات چیت زیادہ پُر اثر اور دلچسپ بن جاتی ہے۔ جیسے استاد طلبہ کے چہروں کے تاثرات سے سمجھ جاتا ہے کہ کسی موضوع کیوضاحت درکار ہے یا نہیں۔

9۔ تنظیم اور ترتیب: ایک اثردار تقریر میں واضح آغاز، وسط، اور اختتام یہ تینوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔ بات کو منطقی انداز میں پیش کرنا اور نکات کو منظم رکھنا سننے والے کے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں۔ بولنے میں بے ترتیبی انداز گفتگو کو کمزور و بے جان بناتی ہے۔ جیسے بہتر پیش کش تعارف، اہم نکات اور خلاصے پر مشتمل ہوتی ہے۔

10۔ سامعین سے آگاہی: ایک اچھا مقرر ہمیشہ سامعین کی عمر، پس منظر، دلچسپی اور علم کے لحاظ سے بات کرتا ہے۔ گفتگو کرنے والے کی زبان، مثالیں، اور لہجہ سامعین کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر استاد اسکول کے بچوں کو سادہ زبان میں پڑھاتا ہے، جبکہ کالج کے طلبہ کے لیے زیادہ تکنیکی الفاظ استعمال کا کرتا ہے۔

11۔ جذباتی تعلق: ایک اچھا مقرر سامعین سے جذباتی تعلق قائم کرتا ہے۔ بولتے وقت کہانیاں، مثالیں، یا ذاتی تجربات شامل کرنے پر اسکی باتیں سننے والے کے دل کو چھوٹی ہیں اور پیغام کو یاد گار بنا دیتی ہیں۔ جیسے موٹیویشنل اسپیکر دورانے گفتگو اپنے ذاتی تجربات، محض، سبق آموز کہانیاں پیش کر کے دوسروں کو ممتاز کرتا ہے۔

12۔ وقت کی پابندی: اچھا مقرر وقت کی قدر کرتا ہے۔ وہ دیے گئے وقت میں مکمل پیغام پیش کرتا ہے اور غیر ضروری طوالت سے بچتا ہے۔ وقت کی پابندی پیشہ ور انہ صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر صدر جلسہ طے کر دہ وقت میں تمام اہم نکات بیان کرتے ہوئے اپنی بات مکمل کرتا ہے۔

10.4 بولنے والے کی خصوصیات

بولنارا بٹے کی سب سے اہم صلاحیتوں میں سے ایک ہے۔ مناسب گفتگو کا مطلب ہے کہ اپنے خیالات، احساسات اور نظریات کو اس انداز میں بیان کرنا کہ سننے والا انہیں درست طور پر سمجھ سکے۔ ایک اچھا مقرر ہمیشہ گفتگو کے کچھ بنیادی اصولوں کی پابندی کرتا جس سے اس کا پیغام واضح، پُر اثر اور دلچسپ بن سکے۔

1۔ پیغام میں وضاحت: گفتگو کا سب سے پہلا اور اہم اصول وضاحت ہے۔ مقرر کو اس بات سے بخوبی و قیمت ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ بات کو صاف، سادہ اور بامقصود زبان میں بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مہم جملے یا غیر واضح الفاظ کا استعمال بات کے اثر کو کم کر دیتے ہیں۔ واضح الفاظ ہی واضح خیالات پیدا کرتے ہیں۔ جیسے استاد کسی مشکل موضوع کو آسان زبان میں سمجھاتا ہے۔

2۔ اعتماد: اعتماد مؤثر گفتگو کی بنیاد ہے۔ ایک پُر اعتماد مقرر قابل اعتبار نظر ہے۔ اعتماد کے ساتھ بولنے والا شخص سامعین کے ساتھ نظری رابط رکھتا ہے اور گھبراہٹ سے بچتا ہے۔ تیاری اور موضوع سے متعلق صحیح علم اعتماد پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

- 3- درستگی: ایک اچھا مقرر معلومات، زبان اور تلفظ کی درستگی کو یقینی بنتا ہے۔ غلط معلومات یا زبان کی کمزوری سامعین پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔ درست حقائق، تلفظ، اور قواعد کا صحیح استعمال گفتگو کو قابلے اعتماد بناتے ہے۔ جیسے نیوز رپورٹر درست تلفظ کے ساتھ صحیح خبریں سنانا ہے۔
- 4- اختصار: مؤثر گفتگو ہمیشہ مختصر، جامع اور مقصودی ہوتی ہے۔ غیر ضروری تفصیل یا بار بار کی تکرار سامعین کے لیے بوریت کا سبب بنتی ہے۔ گفتگو میں استعمال کے جانے والے الفاظ کا کچھ نہ کچھ مقصود ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر صدر جلسہ مختصر مگر پراذر تقریر کرتا ہے۔
- 5- شانستگی اور احترام: ایک اچھا مقرر ہمیشہ سامعین کے ساتھ احترام اور شانستگی سے پیش آتا ہے۔ نرم لہجہ، مودو بانہ الفاظ، اور ثابت رو یہ گفتگو کو خوشگوار بناتا ہے۔ مثال کے طور پر بحث و مباحثہ کے دوران طلباء استاد کی موجودگی میں مودو بانہ انداز میں اپنے اختلافات پیش کرتے ہیں۔
- 6- روانی اور قدرتی انداز: گفتگو کا انداز قدرتی، رواں اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ مقرر کو محض یاد کردہ جملے دہرانے کے بجائے فطری انداز میں بات کرنی چاہیے۔ جب بولنے میں روانی ہوتی ہے تو بات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ جیسے کمرہ جماعت میں استاذہ بغیر جھبک کے روانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔
- 7- موزونیت: گفتگو کا انداز، زبان اور لہجہ سامعین، موقع اور موضوع کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ مختلف حالات میں گفتگو کا انداز بھی مختلف ہونا چاہیے۔ جیسے استاد اسکول کے پھوٹو سے سادہ زبان میں بات کرتا ہے جبکہ کالج کے طلبہ سے زیادہ علمی انداز میں بات کرتا ہے۔
- 8- نظری رابطہ اور جسمانی حرکات: نظری رابطہ اور ثابت جسمانی حرکات گفتگو کو بہتر بناتے ہیں۔ مقرر کو سامعین کی جانب دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے، ہاتھوں کے اشارے اور چہرے کے مناسب تاثرات کا استعمال کرتے ہوئے بات کرنا چاہیے۔ مقرر کو سیدھا کھڑا ہو کر اعتماد کے ساتھ سامعین سے مخاطب ہونا چاہیے۔
- 9- آواز کا درست استعمال: آواز کے اتار چڑھاؤ اور لہجہ میں تبدیلی سننے والوں میں دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ ایک ہی لہجہ میں بات کرنا سننے والوں کے لیے بوریت پیدا کرتا ہے جبکہ آواز میں تنوع اثر بڑھاتا ہے۔ مثال کے طور پر مقرر اہم نکات پر آواز بلند کرتا ہے اور سنجیدہ حصول پر اظہار خیال کرتے وقت میں نرم لہجہ اختیار کر لیتا ہے۔
- 10- بازرسی اور باہمی رابطہ: مؤثر گفتگو ہمیشہ دو طرفہ ہوتی ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کے تاثرات دیکھ کر اپنی گفتگو میں تبدیلی لاتا ہے۔ بولنے کے دوران سوالات اور تبصرے گفتگو کو مزید بہتر بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر کمرہ جماعت میں استاد طلبہ سے سوالات کے جوابات اخذ کر کے ان کی سمجھو فہم کو جانچتا ہے۔
- 11- تیاری: کامیاب گفتگو کے لیے مواد مضمون کی اچھی تیاری ضروری ہوتی ہے۔ ایک تیار مقرر منظم خیالات، درست مواد اور اعتماد کے ساتھ بات کرتا ہے۔ موضوع کی تیاری بولنے وقت گھبراہٹ کو کم کرتی ہے۔ ایک ذمہ دار مقرر اپنی تقریر کی تیاری اور مشق پہلے سے ہی کرتا ہے۔
- 12- خلوص اور جوش: خلوص اور جوش سے کی گئی گفتگو دل پراذر کرتی ہے۔ سننے والے ایسے مقرر سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں جو اپنے موضوع سے جذبائی تعلق رکھتا ہو۔ جب استاذہ جوش و خوش سے ساتھ تدریسیں انجام دیتے ہیں تو طلباء مواد مضمون سے تعلق قائم کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1) اپنے بولنے کے انداز کو واضح، موثر اور روایں بنانے کے لیے آپ کیا کریں گے؟
- 2) دوران تدریس، اگر طلبہ کی توجہ منتشر ہو جائے تو آپ طلبہ کی توجہ مرکوز کرنے کے لیے بولنے کی کونسی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے انداز گفتگو میں تبدیلی لائیں گے۔

10.5 بولنا اور اس کی اہمیت

- 1۔ بولنا سیکھانے کا مقصد طلباء میں موجود بولنے کی خامیوں کو دور کرنا اور انھیں صحیح تلفظ، مناسب لب و لبجھ کے ساتھ بولنا سیکھانے کی تربیت دینا ہے۔ اس سے مراد بچے جو کچھ بولتے ہیں وہ ”ش“، ”ق“، ”کی“ درستگی کے ساتھ بولیں۔
- 2۔ حروف، الفاظ اور جملے آواز میں صحیح تحریج سے ادا کریں۔ بات و گفتگو کرتے وقت مناسب آواز کی بلندی اور فشار کو مد نظر رکھیں۔
- 3۔ طلباء بولنے میں زیادہ وقت نہ لیں۔ بچے بے معنی و مہم الفاظ نہ بولیں بلکہ واضح و با معنی بولیں۔ فکر و اور جملوں کی ساخت مناسبت ہو، آواز کی بلندی اتنی ہو کہ سُننے والے آسمانی سے سُن و سمجھ سکیں۔
- 4۔ بچے بولنے میں خود اعتمادی، خوشی و طہانتی محسوس کریں۔ یہ چند معیارات ہیں جو بولنے کی تربیت کے دوران ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور ان معیارات کی حصولیابی درحقیقت بولنا سیکھانے کا، ہم مقصد ہوتا ہے۔
- 5۔ روزہ روزہ کی زندگی میں جاندار و دلچسپ گفتگو کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ مادری زبان کو روانی، سلاست، صحیح تلفظ لب و لبجھ، درستگی، ہنر مندی و بر جستگی کے ساتھ بولنے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے زندگی میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- 6۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ طلباء کی تلفظی غلطیوں کو بولنے کی مشق کے ذریعے دور کریں۔ ساتھ ہی مناسب لب و لبجھ، روانی، صفائی، ہم آہنگی کے ساتھ بولنے کی مہارت کو فروغ دیں۔
- 7۔ بولنا سیکھانے کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ زبانی عملی کام کو نصاہب میں میں شامل کیا گیا ہے۔ اظہار خیال کو امتحانات کا ایک لازمی حصہ بنادیا گیا ہے۔ دوران تدریس، گفتگو، اظہار خیال، بات چیت کے زیادہ سے زیادہ موقع دئے جائے۔ اس کیلئے مختلف طریقے تدریس کا انتخاب واستعمال کیا جا سکتا ہے۔

10.6 بولنا سیکھنا کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں

- 1) صحیح تلفظ کی مشق: صاف و واضح اور درست تلفظ کے ساتھ بولنا ایک فن ہے۔ غیر رسمی گفتگو میں با تین سُننے کی قابل گنتی ہیں لیکن رسمی تقریر کے وقت تلفظ کی غلطیاں نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہیں جس کے کئی اسباب ہوتے ہیں مثلاً علمی اور غلط نقل اکش پھوپھوں کے انداز گفتگو پر

ماحول کا بہت زیادہ اثر رہتا ہے۔ مثلاً س کو، ش، ڈ کو، ج، ڈ کہنا۔

صحیح تلفظ کو کیلئے طلباً کو بار بار درست تلفظ سنبھالا چاہیے ادا کروانا چاہیے اور مختلف حروف کے تلفظی فرق کو واضح کریں۔ تلفظ کی خامیوں کو دور کرنے کیلئے اساتذہ کو زیادہ سے زیادہ مثالیں پیش کریں۔

2) اساتذہ کا بولنے کا انداز: اساتذہ کا تلفظ صحیح ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اگر ان کے گفتگو میں غلطیاں پائی جاتی ہیں تو طلباً بھی انھیں غلطیوں کے ساتھ لوٹا سکتے ہیں۔ اس لیے اساتذہ پہلے اپنی علطیوں کو دور کریں تاکہ انکی نقل کے ذریعے طلباً میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ صاف اور صحیح انداز میں گفتگو کریں۔

3) تدریس کے دوران اقدامات: کمرہ جماعت میں بولنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کیلئے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباً کو بولنے کے موقع فراہم کریں اور بولنے کے لیے حوصلہ افزائی بھی کریں۔ طلباً کو نئے الفاظ، فقرے اور جملے سیکھاں۔ طلباً کے مختصر جوابات اور جملوں کو بھی قبول کریں۔ تدریس کے دوران طلباً کی فعال گفتگو کے ساتھ شمولیت کو یقینی بنائیں۔

4) لسانی کھیل: مختلف لسانی کھیلوں کے ذریعے طلباً میں بولنے کی مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ زبانی کھیل سکھنے کے عمل کو فعال اور دلچسپ بناتا ہے۔ اس نوعیت سے بولنے کی مشق کروانے سے طلباً میں اضطراب کو کم کیا جاسکتا ہے۔ کھیل کے ذریعے طلباً الفاظ اور جملوں کی ساخت سیکھتے ہیں جو حقیقی زندگی میں بات چیت کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ لسانی کھیل میں فوری باز رسانی فراہم کی جاتی ہے جس سے بچوں کی زبانی غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے زبان کے مختلف پہلووں جیسے الفاظ کا استعمال، قواعد و بات چیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

5) بحث و مباحثہ: بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے کمرہ جماعت کے طلباً کو چھوٹے چھوٹے گروہ میں تقسیم کیا جائے تاکہ وہ کسی ایک موضوع پر بحث و مباحثہ کر سکیں اور اعتماد کے ساتھ اپنے نیا لات کا اظہار کر سکیں۔ اس کے ذریعے زیادہ طلباً کی شرکت کو یقینی بنائیں اور بولنے کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ بچوں کو سوچنے، سمجھنے اور بحث کرنے کیلئے وقت دیں۔ اس سے طلباً میں معلومات کو مر بوط کرنے اور بولنے کی مہارت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں طلباً سرگرم رہتے ہیں، سوالات پوچھتے ہیں، جوابات دیتے ہیں اور دلائل پیش کر سکتے ہیں۔

6) نفسیاتی وجوہات کو دور کرنا: بعض اوقات جسمانی نقص کی وجہ سے بچے ٹھیک سے بول نہیں پاتے۔ اسی طرح طلباً میں غیر صحیت مند نفسیات کی بناء پر بچوں میں نفسیاتی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر احساس کمتری، خوف، ڈر، جھجک، اداسی وغیرہ جس وجہ سے بچے الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ والدین اور اساتذہ طلباء کی ان کمزوریوں کی نشاندہی کریں اور نفسیاتی علاج کے ذریعے انھیں دور کرنے کی کوشش کریں۔

7) ٹیکنالوژی کا استعمال: طلباً میں بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے ٹیکنالوژی کا استعمال کرتے ہوئے ویڈوز، پوڈ کا سس، تعاملی مواد کے ذریعے انھیں کو (Duolingo, Babbel) سئنے اور بولنے کے موقع فراہم کرنے جاسکتے ہیں۔ ڈیجیٹل ٹولز، زبان سکھنے اور بولنے کی مشقیں دستیاب کرتی ہیں۔ ٹیکنالوژی طلباء کے انفرادی ضروریات کے لحاظ سے (Rosetta Stone) سکھنے کے تجربات دیتا ہے۔ آن

لائے وسائل سے سیکھنے میں سہولت اور چک پائی جاتی ہے۔ طلباء اپنی تقریر کو یکارڈ اور پلے کر کے خود کا ہجہ ”تلفظ اور بولنے کی صلاحیت کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ تعاملی مواد سیکھنے کے عمل کو چکپ اور خوشنگوار بناتا ہے۔ اس سے بچوں کو بولنے کی مشق کرنے کی تحریک ملتی ہے۔

8) کہانی اور نظم سنانا: بچے کہانی و قصہ گوئی میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ انکی عمر ذہانت و دلچسپی کے لحاظ سے بچوں کو کہانی یا اپنے تجربات بیان کرنے کے موقع دے جائے۔ ایسا کرنے پر طلباء میں روانی سے بولنے بیان کرنے اور خیالات کو مر بوط کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ انھیں تصاویر کی مدد سے کہانی بیان کرنے کی مشق کروائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح نظم کو ترجمہ سے پڑھنے سے بچے لطف انداز ہوتے ہیں۔ انھیں مختلف موضوعات پر مبنی نظموں کو با آواز بلند پڑھنے کی مشق کروانی چاہیئے ساتھ ہی ساتھ نظم خوانی کے مقابلہ بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں۔

9) اصلاحی تدابیر: اساتذہ کی درست رہنمائی میں طلباء صحتِ تلفظ کے ساتھ بولنا سیکھتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہیئے کہ ہمیشہ صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ تغیرِ حن کو مد نظر رکھتے ہوئے مثالی بلند خوانی کریں۔ نئے اور مشکل الفاظ کو دوہر اکرذ ہن نشین کروادیں۔ بولنے کی انفرادی اور مجموعی مشق کے دوران تلفظ کی ادائیگی پر خصوصی توجہ دیں اور غلطیوں کی فوری اصلاح کریں، بولنے کی مشق اور مکالمے ادا کرنے کیلئے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے۔

10) سنا اور دہرانا: ویدیو، خبریں، آڈیو بکس، پوڈ کا سٹس کی مدد سے مقامی یا مشہور مقرر کو سنا اور انکے الفاظ یا جملوں کو دہرانے کی مشق کروانے سے طلباء میں بولنے کی مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرز پر کم رہ جماعت میں اساتذہ مشکل الفاظ یا جملوں کو ادا کر کے طلباء کو دہرانے کی ہدایت دے سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) طلبہ میں بولنے کی صلاحیت کو کس طرح فروغ دیا جاسکتا ہے؟ نتیجہ خیز بحث کریں۔

10.7 خلاصہ

بولنے سے مراد گفتگو کرنا ہے۔ اس مہارت میں صحیح تلفظ کے علاوہ روانی و سلاست کے ساتھ بولنا مقصود ہوتا ہے۔ بولنے کے ذریعے ہی انسان اپنی سماجی و معاشری ضروریات کو پورا کرتا ہے اور سماجی تعلقات کو پیدا اور قائم رکھ پاتا ہے۔ بولنے کی مہارت کو موثر اور قابل فہم بنانے کے لیے جسمانی حرکات، سکنات و تاثرات پر توجہ دی جانی چاہیئے۔ صحیح اردو بولنے پڑھنے اور لکھنے کا دار و مدار بڑی حد تک صحیح اردو بولنے پر ہوتا ہے۔ جن طلباء و طالبات میں بولنے کی مہارت کی نشوونما نہیں ہو پاتی ہے انھیں اردو پڑھنے اور لکھنے میں دشواری درپیش آتی ہے۔

10.8 آکتسابی نتائج

- بولنے کی مہارت اور بات چیت کی تربیت سے بچوں کی سیرت و کردار کی تعمیر میں مدد کرتی ہے۔ ماہرین تعلیم نے ابتدائی درجات میں زبانی یا بولنے کے فعل پر زیادہ زور دیا ہے۔ اظہار خیال کو امتحانات کا ایک حصہ بنادیا گیا ہے۔ دوران تدریس گفتگو، اظہار خیال اور بات چیت کے زیادہ سے زیادہ موقعے دئے جائے۔
- بولنا سیکھانے کا مقصد طلباء میں بولنے کی خامیوں کو دور کرنا اور نہیں صحیح تلفظ، لب و لہجہ آواز کی بلندی، مخرج اور رفتار کے ساتھ بولنا سیکھانا ہے۔ بچے، ش، اور، ق کی درستگی کے ساتھ بولیں ساتھ ہی فکر و فکر، جملوں کی ساخت مناسب ہو آواز کی بلندی اتنی ہو کہ سننے والے آسانی سے سن کر مفہوم اخذ کر سکیں۔
- گفتگو کے اصول جیسے وضاحت، اعتماد، درستگی، شاشستگی، اور تیاری انسان کو ایک مؤثر مقرر بناتے ہیں۔ ایک اچھا مقرر مقصد، خلوص اور احترام کے ساتھ بولتا ہے تاکہ اس کا پیغام صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔ گفتگو کے اصولوں پر عمل کر کے ہر شخص ایک متأثر کن اور کامیاب مقرر بن سکتا ہے۔
- مؤثر گفتگو، وضاحت، اعتماد، روانی، ثابت جسمانی حرکات اور صحیح الفاظ کے امترانج سے بنتی ہے۔ ایک اچھا مقرر سامعین کو سمجھتا ہے، ان سے تعلق قائم کرتا ہے، اور اپنے پیغام کو جذب بات اور ترتیب کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان تمام اجزاء پر عبور حاصل کر لے تو وہ ایک کامیاب، پُر اعتماد اور متأثر کن مقرر بن سکتا ہے۔
- بولنا سیکھانے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے اساتذہ مختلف طریقے تدریس کا انتخاب واستعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ طلباء کی تلفظی غلطیوں کو بولنے کی مشق کے ذریعے دور کریں اور وہ خود بھی طلباء کے ساتھ مناسب لب و لہجہ، روانی، صفائی، ہم آہنگی، صحیح مخرج اور آواز کی بلندی کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کریں۔
- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لے طلباء سے صحیح تلفظ کی مشق کروانی چاہیے، لسانی کھیل، بحث و مباحثہ، کہانی و نظم سنانا، سننا اور دہرانا جیسے فعال تدابیر کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض طلباء میں پائے جانے والے نفسیاتی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انھیں دور کرنا چاہیے۔
- طلباء میں بولنے کی مہارت کی نشوونما کے لیے اصلاحی تدابیر بھی بہت کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔ ٹیکنالوژی کا استعمال کرتے ہوئے تعلیمی ویڈیو، بودھ کا سٹیشن اور تعلیمی مواد کی مدد سے طلباء کو سئنے اور بولنے کے موقع فراہم کرنے جاسکتے ہیں۔ ٹیکنالوژی طلباء کی انفرادی ضروریات کے لحاظ سے سیکھنے کے تجربات فراہم کرتی ہے۔

10.9 فرہنگ

- مقصود۔ غرض، مطلب، مراد
- قابل فہم۔ سمجھنے کے قابل
- حرکات و سکنات۔ چہرے کے تاثرات و جسمانی حرکات
- مخرج۔ منہ اور حلق وغیرہ کی جگہ جہاں سے کسی حرف کی آواز ادا ہوتی ہے۔
- اقدامات۔ پیش قدمیاں یا نداء ایریں
- شمولیت۔ شامل کرنا/ ہونا
- لسانی کھیل۔ زبان پر مبنی کھیل
- اغطراب۔ بے چینی، جلد بازی
- بوڈ کا سٹس۔ کسی خاص موضوع پر کی گئی، پیچھیل ریکارڈنگ مثلاً گفتگو، کہانی یا معلومات۔
- تغیر لحن۔ آواز میں اتار چڑھاو
- آڈیو بکس۔ ایسی کتب جیسے موبائل یا کمپوٹر پر سن سکتے ہیں۔

10.10 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ تلفظ کے ساتھ بولنا ایک ---- ہے؟

الف) بیماری ب) فن ج) عادت د) کوئی نہیں

2۔ اساتذہ کا تلفظ ---- ہونا لازمی ہوتا ہے؟

الف) صحیح ب) غلط ج) نیم د) کوئی نہیں

3۔ آواز میں اتار چڑھاو کو ---- کہتے ہیں؟

الف) زبان ب) تغیر لحن ج) بولی د) ادب

4۔ ایسی کتب جیسے موبائل یا کمپوٹر پر سن سکتے ہیں۔ اسے ---- کہا جاتا ہے؟

الف) ریڈیو ب) آڈیو بکس ج) اساتھی د) موبائل

5۔ زبان پر مبنی کھیل کو ---- کہا جاتا ہے؟

الف) اساتھی ب) تقریر ج) زبانی بال د) آئینوں

- 6- منہ اور حلق وغیرہ کی جگہ جہاں سے کسی حرف کی آواز ادا ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے؟
 (الف) مخرج (ب) مضجع (ج) مخجن (د) عرب
- 7- چہرے کے تاثرات و جسمانی حرکات کا کہا جاتا ہے؟
 (الف) اب (ب) حرکات و سکنات (ج) اہج (د) تنفس
- 8- اضطراب کا معنی ہے؟
 (الف) سکون (ب) دل (ج) زبان (د) بے چینی
- 9- اقبال فہم کا مطلب ہے؟
 (الف) سمجھنے کے قابل (ب) ناسمجھ (ج) نادان (د) کمزور
- 10- شیکنالوجی طلباء کو بولنے کی مہارت کی فروغ میں ۔۔۔۔۔ ہے؟
 (الف) بیکار (ب) معاون (ج) غیر مناسب (د) کوئی نہیں

معروضی سوالوں کے جوابات:

- | | | | | |
|----------|----------|----------|----------|---------|
| (i) ب | (ii) الف | (iii) ب | (iv) ج | (v) الف |
| (vi) الف | (vii) ب | (viii) د | (ix) الف | (x) ب |

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1- بولنے کی مہارت کی وضاحت کریں۔

2- بولنے کی مہارت پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

3- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے میں معلم کے روں و کردار پر روشنی ڈالے۔

4- بولنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے کوئی تین سرگرمیاں تجویز کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

1- بولنے کی مہارت کو فروغ دینا کیوں ضروری ہے؟ یہ مہارت طلباء کی ضروریات کو مکمل کرنے اور ہمہ جہت نشوونما میں کس طرح کارگر ثابت ہو سکتی ہے؟

2- بولنے کی مہارت کی خصوصیات کو بیان کریں۔ طلباء میں اس مہارت کی نشوونما کے لئے اساتذہ کیا اقدامات اٹھاسکتے ہیں؟ مناسب مثالوں کی مدد سے بحث کیجیے۔

3- بولنے کی مہارت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے شیکنالوجی کا استعمال کس طرح معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ مع مثال تفصیل سے بیان کیجیے۔

10.11 تجویز کردہ اکتسابی موارد

-
- 1- نئی دہلی۔ NCPUL (معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ 1983)۔
 - 2- ڈاکٹر منظہر احمد کلی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان۔ سلیسنس ہاؤز، جھار گھنڈ۔
 - 3- شیر وانی: تدریس زبان اردو
- 4- Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
- 5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- 6- https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur_iii-reading/
- 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 11- پڑھنے کی مہارت*

اکائی کے اجزاء

تمہید	11.0
مقاصد	11.1
پڑھنے کے معنی و مفہوم	11.2
پڑھنے کے مقاصد	11.3
پڑھنے کے اقسام	11.4
پڑھنے والے کی خصوصیات	11.5
پڑھنا اور اسکی اہمیت	11.6
پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے مختلف سرگرمیاں	11.7
خلاصہ	11.8
اکتسابی تائیج	11.9
فرہنگ	11.10
نمونہ امتحانی سوالات	11.11
تجویز کردہ اکتسابی مواد	11.12

تمہید 11.0

یہ زبان سیکھنے کے عمل کا تیسرا مرحلہ ہے۔ جب کوئی خاص معلومات حاصل کرنا ہو تو کتابوں یا ذیکری میں تحریری مواد کو پڑھا جاتا ہے۔ جب کوئی تحریری مواد ہمارے آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو ہم حروف کی شناخت کرتے ہوئے تلفظ کے علم کے مدد سے بلند آواز یا دل ہی میں پڑھتے ہیں تو اسے پڑھنا کہتے ہیں۔ لکھا ہوا مواد اس طرح پڑھا جائے کہ اس کا مطلب و مفہوم اخذ ہو جائے۔

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

بچوں میں بولنے کی صلاحیت فطری ہوتی ہے جو ماحول کے زیر اثر پر وان چڑھتی ہے۔ لیکن پڑھنے اور لکھنے کی نوعیت اس سے الگ ہوتی ہے۔ یہ مہار تیں اکتساب پر مبنی ہوتی ہیں۔ انھیں سیکھنے کے لیے شعوری توجہ اور محنت درکار ہوتی ہے۔ صرف ماحول سے یہ سیکھی نہیں جاسکتی اس کے لیے خاص اقدامات اٹھانا لازمی ہوتا ہے۔ ماہرین تعلیم نے پڑھنے کی صلاحیت کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ جواہر محل نہرو، سروپلی رادھا کرشن، بابائے اردو مولوی عبدالحق جیسے دانشور پڑھنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ مطالعہ کے لیے پڑھنے کی مہارت سے بخوبی واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ مطالعہ سے معلومات اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔

11.1 مقاصد

- اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- پڑھنے کی مہارت کی وضاحت کر سکیں گے۔
 - پڑھنے کے مقاصد سے واقف ہونگے۔
 - پڑھنے کی مہارت کی اہمیت و ضرورت کو بیان کر پائیں گے۔
 - پڑھنے کے اقسام پر تبادلہ خیال کر پائیں گے۔
 - پڑھنے والے کے مختلف خصوصیات پر روشنی ڈال پائیں گے۔
 - پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر پیش کر پائیں گے۔

11.2 پڑھنے کے معنی و مفہوم

جب تک طلباء پڑھنے سے آشنا نہیں ہوتے انھیں لکھنا سکھانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پڑھنے کی مہارت لکھنے کی مہارت میں راست طور پر مدد گار ثابت ہوتی ہے۔ مطالعہ کرنے اور علم و معلومات حاصل کرنے کے لیے پڑھنے کی مہارت سے واقفیت ضروری ہے۔ اسی سے علم میں وسعت و گہرائی حاصل ہوتی ہے۔ بچوں میں اردو زبان کے لیے ذوق و شوق پیدا کرنا زبان کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے طلباء کو پڑھنا آنا چاہیے اور اس معیار کا آنا چاہیے کہ تحریری مواد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ علم کے دروازے کھولنے اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے پڑھنے کی مہارت کی نشوونما کرنا ضروری ہے۔ ذاتی اور پیشہ وار انہ ترقی کے لیے یہ مہارت انتہائی اہم ہوتی ہے۔

11.3 پڑھنے کے مقاصد

مطالعہ صرف الفاظ دیکھنا اور پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مقصد عمل ہے جس سے قاری کو علم، سمجھ، تخلیقی صلاحیت، اور فکری پیشگوئی حاصل ہوتی ہے۔ مطالعہ تعلیمی، پیشہ وار انہ اور ذاتی زندگی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مطالعہ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

- 1- علم حاصل کرنا: مطالعہ کا سب سے بنیادی مقصد نئی معلومات حاصل کرنا ہے۔ کتابیں، مضمایں، اور تعلیمی مواد انسان کو مختلف موضوعات مثلاً ادب، سائنس، تاریخ، سماجی علوم اور ٹیکنالوجی کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں۔
- 2- سمجھ اور اداک میں اضافہ: مطالعہ انسان کی سمجھ بوجھ اور فہم کو بہتر بناتا ہے۔ یہ چیزیں خیالات کو سمجھنے، دلائل کو سمجھنے اور مفہوم مضمون کا مفہوم اخذ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔
- 3- الفاظ اور زبان کی مہارت میں اضافہ: مطالعہ نئے الفاظ، جملوں کے انداز اور زبان کے استعمال سے روشناس کرواتا ہے، جس سے ذیلیہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے ساتھ ہی گنتیگو تحریری صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔
- 4- تخیل اور تخلیقی صلاحیت میں اضافہ: کہانیاں اور ناول پڑھنے سے تخیل کی قوت بڑھتی ہے۔ قاری مناظر، کرداروں اور واقعات کو ذہن میں محسوس کرتا ہے جس سے تخلیقی صلاحیت میں بہتر ہوتی ہے۔
- 5- تقیدی سوچ پیدا کرنا: مطالعہ انسان کو معلومات کا تجزیہ کرنے، سوالات اٹھانے اور دلائل کا جائزہ لینے جیسی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس سے تقیدی سوچ اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔
- 6- توجہ مرکوز کرنا: باقاعدگی سنجیدگی سے مطالعہ کرنے سے ذہنی توجہ اور یکسوئی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے طلبہ کو کسی ایک کام پر توجہ برقرار رکھنے کی تربیت دیتا ہے۔
- 7- دلچسپی اور تفہیح حاصل کرنا: مطالعہ کہانیوں، ناولوں، شاعری اور رسائل کے مطالعہ سے تفہیح اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک صحیت مند مشغله ہے جو ذہن کو تازگی فراہم کرتا ہے۔
- 8- جذباتی سمجھ اور ہمدردی پیدا کرنا: مختلف کرداروں، حالات اور ماحول کے بارے میں پڑھنے سے انسان دوسروں کے جذبات اور نظریات کو بہتر انداز میں سمجھنے لگتا ہے۔ اس سے جذباتی ذہنات اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- 9- تعلیمی اور پیشہ وارانہ کامیابی: مطالعہ امتحانات، تحقیق اور ملازمت میں کامیابی حاصل کرنے اور معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ مسلسل مطالعہ پڑھنے والے کو نئے علوم اور مہارتوں سے آگاہ رکھتا ہے۔
- 10- دنیا سے آگاہی: اخبارات، مضمایں، ملکی مقامات، تحقیقی مقالے اور پورٹس پڑھنے سے قاری دنیا کے حالات، مسائل اور جدید رجحانات سے آگاہ رہتا ہے۔ باخبر شخص جدید معلومات سے آگاہ رہتا ہے اور بہتر فیصلے بھی کر سکتا ہے۔

11.4 پڑھنا اور اس کی اہمیت

- پڑھنے کی ضرورت و اہمیت کو ذیلی نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔
- 1- علم و معلومات حاصل کرنے کے لیے: مختلف موضوعات پر معلومات حاصل کرنے کا بنیادی طریقہ پڑھنا ہے۔ جدید علم سے باخبر رہنے کے لیے پڑھنے کے مہارت سے واقفیت ضروری ہے۔

2۔ تقدیمی سوچ و نظریہ:- پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے طلباء میں تقدیمی سوچ پیدا ہوتی ہے۔ تحریری مواد کے مطالعہ سے مختلف افراد کے نظریات اس سوچ اخیالات کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

3۔ ذہنی نشوونما:- پڑھنا یہ عمل ذہن کو متحرک رکھتا ہے۔ پڑھنے وقت طلباء کی توجہ مرکوز رہتی ہے ساتھ ہی وہ فعال بھی رہتے ہیں۔ انکار و یہ تعاملی رہتا ہے جس سے طلباء میں یادداشت، تفہیم، تجزیہ کرنے اور اطلاق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

4۔ تعلیمی کامیابی:- طلباء کو تعلیمی سفر میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔ زیادہ تر تعلیمی مواد متن کی شکل میں ہوتا ہے جسے جو پڑھنا، سمجھنا اور مفہوم اخذ کرنا ہوتا ہے۔

5۔ ترسیلی مہارت میں مدد گار:- پڑھنے کی صلاحیت سے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے، تفہیم کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔ موقع محل، حالات کے لحاظ سے زبان کا استعمال کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔ یہ تمام چیزیں بہتر ترسیل کے لیے انہتائی ضروری ہے۔

6۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ: طلباء جب عبارت پڑھتے ہیں تو نئے الفاظ سے واقف ہوتے ہیں۔ کہا توں، محاوروں سے رو بہ رو ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ مختلف فکریوں اور جملوں کی ساخت کا علم ہوتا ہے۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہونے سے گفتگو میں روانی، درستگی اور پر اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

- 1) آپ مواد کو پڑھنے وقت کن مقاصد کا خیال رکھتے ہیں؟
- 2) پڑھنے کی ضرورت و اہمیت پر تاکے خیال کریں؟

11.5 پڑھنے کے اقسام

بنیادی طور پر پڑھنے کے چار اقسام ہوتے ہیں جو ذیل میں دیے گئے ہیں۔

1۔ سرسری مطالعہ کرنا (Skimming): اس قسم کے مطالعہ کا مقصد سرسری طور پر عبارت کو پڑھنا اور مرکزی خیال کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے۔ پڑھنے کی اس تکنیک میں سرخیاں، ذیلی سرخیاں، اہم نکات، عنوانات کو پڑھتے ہیں۔ ساتھ ہی متن کے پہلے اور آخری پیرا گراف کو پڑھتے ہیں اور ہر پیرا گراف کے شروعاتی سطریں پڑھی جاتی ہیں۔ خصوصی طور پر خلاصہ اور اختتامی حصہ پر توجہ دی جاتی ہے۔ تحریری مواد کو تفصیل سے نہ پڑھتے ہوئے ہمیں اس بات کا پتہ لگانا ہوتا ہے کہ عبارت ہماری ضرورت کے لحاظ سے ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں اسکمینگ امطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اخبار پڑھنا۔ ایسا کرنے پر وقت کی بچت ہوتی ہے اور کوئی مواد کو تفصیل سے پڑھنا ہے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2۔ اسکنینگ (Scanning): اس طرح مطالعہ میں تحریری مواد کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے غرض سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں عبارت پڑھتے وقت آنکھوں کو تیزی سے حرکت دی جاتی ہے تاکہ ہم خاص الفاظ، فقرے، تاریخ، اعداد یا اہم الفاظ کو تلاش کر سکیں۔ توجہ مرکوز کرنے کے لیے دوران مطالعہ انگلی یا قلم کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عبارت کے اس حصے پر دھیان دیا جاتا ہے جہاں پر مطلوبہ معلومات دستیاب ہونے کے امکانات ہو، مثلاً کفہرست، اہم و خط کشیدہ الفاظ۔ جب ہمیں کسی خاص مسئلہ یا سوال کا جواب تلاش کرنا ہو، حقائق کا پتہ لگانا ہو یا معلومات حاصل کرنا ہوتا اس طریقے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پورا اقتباس نہ پڑھتے ہوئے موثر انداز میں درکار معلومات حاصل کی جاتی ہے۔

3۔ تفصیلی عبارت خوانی (Intensive): عبارت کو مکمل طور پر سمجھنے یعنی عبارت کے مواد، ساخت اور مفہوم کو سمجھنے کی غرض سے تفصیلی عبارت خوانی کی جاتی ہے۔ الفاظ، قواعد اور نفسی مضمون کو مد نظر رکھتے ہوئے مواد کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ پڑھتے وقت نوٹس تحریر کئے جاتے ہیں، اہم نکات کو خط کشیدہ کیا جاتا ہے اور عبارت کے مطابق سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں، عبارت کا کوئی حصہ سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے تو اس مخصوص حصے کو دوبارہ پڑھا جاتا ہے۔ اس طریقے سے پیچہ تصورات کی مکمل تفہیم ہوتی ہے اور اسے یاد رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

4۔ اضافی یا وسیع مطالعہ (Extensive): پڑھنے کے عمل سے لطف انداز ہونے، اردو زبان کے مختلف مہارتوں کو بہتر بنانے اور روانی کے ساتھ عبارت خوانی کرنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے لئے دلچسپ ناول یا طویل مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے جسے پڑھنے سے لطف اندازی ہوتی ہے۔ مواد کے تفصیلات اور مشکل الفاظ کو نظر انداز کرتے ہوئے آرام و اطمینان بخش رفتار سے پڑھتے ہیں۔ مطالعہ کرتے وقت عبارت سے مطابق مناظر کا تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں موجود مختلف کردار و حالات سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مواد پر غور و فکر بھی کیا جاتا ہے۔ زبان سمجھنے یا پڑھنے کی مہارت کو بہتر بنانے اور فرصت کے اوقات کا صحیح استعمال کرنے کے لیے یہ طریقہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ پڑھنے کی رفتار اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرتا ہے۔ فہم کے ساتھ مطالعہ کرنے سے یہ سرگرمی خوشنگوار بن جاتی ہے۔

فرانسیسی میکن کے مطابق:

"کچھ کتابوں کا مزہ چکھا جاتا ہے، کچھ کتابیں نگلی جاتی ہیں اور کچھ کتابیں اچھی طرح چاکر ہضم کی جاتی ہیں۔"

اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کچھ کتابوں کا مخصوص حصہ ہی پڑھا جاتا ہے۔ کچھ کتابیں پڑھی جاتی ہیں لیکن تجسس کے ساتھ نہیں، جب کہ کچھ کتابیں پوری توجہ، دلچسپی اور صحت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اضافی مطالعہ کا مقصد ادبی ذوق پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ درجہ فوقانیہ میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں اور شانوی درجات میں ڈرامہ، ناول، سفر نامہ، سوانح حیات، وغیرہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح پڑھنے سے زبان سے واقفیت اور اظہار مانی خصیمیر میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں صرف مواد کا مطلب سمجھ لینا ہی کافی نہیں۔ نصابی کتابوں کو پڑھنے سے غور و فکر کی عادت پیدا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ طلبہ تمام باتیں یاد رکھیں۔ ساتھ ہی عمومی و خصوصی مقاصد کی حصولیابی ہو سکے۔

اوپر دیے گئے چار طریقوں میں سے پڑھنے کا ہر ایک طریقہ مختلف ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ قاری کے ہدف اور عبارت کی نویت کے لحاظ سے ان موثر طریقوں کو انداز میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

11.6 پڑھنے کی خصوصیات

اچھا پڑھنے والا وہ ہوتا ہے جو نہ صرف الفاظ پڑھتا ہے بلکہ ان کے معنی، مفہوم، مرکزی خیال اور پیغام کو بھی سمجھتا ہے۔ اچھے قاری میں کچھ خصوصیات، عادات، مہار تیں اور رویے پائے جاتے ہیں جو انہیں موثر، پراعتماد اور گہری سوچ رکھنے والا قاری بناتے ہیں۔ ذیل میں اچھے قاری کی کچھ خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

- 1- پڑھنے والا جو کچھ مواد پڑھتا ہے اسے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ مضمون کے مرکزی خیال، اہم نکات اور مصنف کے پیغام کے متعلق فہم قائم کرتا ہے اور متن کو اپنے الفاظ میں بیان بھی کر سکتا ہے۔
- 2- اچھے قارئین کے پاس وسیع الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ وہ نئے اور مشکل الفاظ کو سیاق و سباق کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے پڑھنے میں روانی برقرار رہتی ہے۔
- 3- اچھا پڑھنے والا اپنی توجہ میں خلپیدا نہیں ہونے دیتا ہے اور پڑھنے وقت اپنی توجہ پوری طرح مرکوز رکھتا ہے۔ غیر ضروری مواد سے خود کو دور رکھتا ہے جس سے وقت ضائع نہیں ہوتا ساتھ ہی فہم بہتر ہوتی ہے۔
- 4- اچھے قارئین میں فطری طور پر جگتو پائی جاتی ہے۔ وہ نئی معلومات حاصل کرنے اور مختلف موضوعات پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں جو انہیں زیادہ مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔
- 5- اچھا پڑھنے والا کبھی بھی ہر بات بغیر سوچے سمجھے قبول نہیں کرتا ہے، وہ معلومات کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے اور اپنی رائے قائم کرتا ہے۔
- 6- اچھے قاری کی ایک خاصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ پڑھنے وقت مناظر، کردار اور حالات کو ذہن میں تصور کرتا ہے جس سے سمجھ اور یادداشت بہتر ہوتی ہے۔
- 7- اچھا پڑھنے والا ہمیشہ کسی مقصد کے تحت مطالعہ کرتا ہے، مثلاً معلومات حاصل کرنا، تحقیق کرنا، تفریح یا امتحان کی تیاری کرنا۔
- 8- ایک اچھا پڑھنے ہمیشہ غیر ضروری تفصیلات سے اصل بات کو الگ کر لیتا ہے اور مواد مضمون یا متن سے اہم معلومات اور نکات کو سمجھ لیتا ہے۔
- 9- پڑھنے وقت اچھا قاری اس بات کا اندازہ لگایتا ہے کہ عبارت یا کہانی میں آگے کیا ہو سکتا ہے۔ یا مضمون میں کیا بات آنے والی ہے۔
- 10- پڑھنے والا مناسب رفتار اور روانی کے ساتھ عبارت پڑھتا ہے۔ نہ بہت تیز اور نہ ہی بہت آہستہ تاکہ فہم برقرار رہے۔
- 11- ایک اچھا قاری متن کو اپنی ذاتی زندگی، تجربات، معلومات یادو سرے مضامین سے جوڑتا ہے جس سے سوچ اور سمجھ میں گہرائی پیدا ہوتی ہے۔
- 12- اچھا قاری کھلے ذہن کا حامل ہوتا ہے۔ وہ نئی چیزیں سکھنے، مختلف نظریات کو قبول کرنے اور اپنی سوچ کو بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتا ہے۔

13۔ مشکل اور طویل موارد پڑھنے کے لئے صبر لازمی ہوتا ہے۔ اچھا پڑھنے والا تھکاوت یا مشکل الفاظ کے باوجود ثابت تدبی کے ساتھ مطالعہ جاری رکھتا ہے۔

14۔ اچھا قاری مطالعہ کامل ہونے کے بعد اس پر غور و فکر کرتا ہے۔ مضمون کے پیغام اور مرکزی خیال کو سمجھتا ہے اور اسے اپنی ذاتی زندگی میں استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

11.7 پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے تدابیر

ذیل میں دی گئی تدابیر کے ذریعے طلباء میں پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

1۔ حروف تہجی کا طریقہ: اس روایتی طریقہ میں فلیش کارڈ پر حروف لکھے جاتے ہیں اور معلم ایک ایک کارڈ کھا کر طلباء کو حروف بتاتے ہوئے مخاطب ہوتا ہے اور طلباء سے کارڈ پر تحریر حروف کی شناخت کرواتا ہے۔ اس کے بعد دو حروف سے مل کر بننے والے جوڑ الفاظ پڑھانے کی مشق $= \text{آم} + \text{ب} = \text{اب}$ ۔ کروائی جاتی ہے۔ مثلاً $\text{آ} + \text{م} = \text{آم}$ ۔

2۔ لفظی طریقہ: دیکھو اور بولو طریقہ کو لفظی طریقہ کہتے ہیں۔ اس میں فلیش کارڈس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کارڈ پر ایسے اشیاء کی تصاویر چسپا کی جاتی ہے جس سے طلباء نوں ہوتے ہیں اور تصویر کے نیچے اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ دوسرے کارڈ پر ایک جانب تصویر ہوتی ہے اور دوسری جانب اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسے دور خی کارڈ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک کارڈ پر تصویر اور دوسرے کارڈ پر اشیا کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسے جوڑ کو جوڑ والے کارڈس کہتے ہیں۔ یہ ایک کے بعد ایک بچوں کو دکھائے جاتے ہیں۔ اس پر موجود تصاویر سے وہ مانوں ہوتے ہیں، اس طرح کارڈس کی مدد سے الفاظ پڑھائے جاتے ہیں۔ ان حروف کو بار بار دکھا کر پڑھنے کی مشق کروائی جاتی ہے۔ طلباء تصویر کی مدد سے، بغیر ان الفاظ کے حروف کی شناخت کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ تصویر کے بعد نام والا کارڈ کھایا جاتا ہے اور معلم کی ہدایت کے مطابق طلباء تصویر کے نام کی شناخت کرتے ہیں تو ان حروف کی شکلیں طلباء کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔

3۔ جملے کا طریقہ: الفاظ سے واقفیت کے بعد اس طریقے میں جملوں کو خصوصیت کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ جملوں کو ایک تسلیل میں لکھا جاتا ہے۔ اس میں جملے لکھ کر مطلب ظاہر کرنے والی تصویر، کارڈ پر بنالی جاتی ہے۔ جملوں کے کارڈ کو بچوں سے پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں تین طرح کے جملوں کے کارڈس تیار کئے جاسکتے ہیں۔

i. شناختی جملے کے کارڈ

ii. دور خی کارڈ

iii. جملوں کے کارڈ

4۔ اخراج: الفاظ کا صحیح تلفظ اسی وقت ادا کیا جاسکتا ہے جب مخارج کا صحیح علم ہو۔ معلم کو چاہیے کہ وہ خود حروف کے صحیح اخراج سے واقف ہو اور طلباء کو درست مخارج سے واقف کروائے ساتھ ہی حروف کی آوازان کے صحیح مخارج سے ادا کرنے کی مشق کروائے۔

5۔ اعراب: زیر، زبر، پیش، سکون اور تشدید کو اعراب کہتے ہیں۔ اردو کی تحریر میں اس کا استعمال نہیں ہوتا ہے جس وجہ سے پڑھنے میں عام طور پر غلطیاں ہوتی ہیں۔ بچوں کو اعراب کے ساتھ پڑھنے کی تربیت دی جانی چاہیے۔

6۔ تفصیل: اس کا مطلب ہر لفظ کے ارکان کو واضح طور پر ادا کرنا ہے۔ پڑھنے کی رفتار اعتدال پر ہو، بچے آہستہ آہستہ، رک رک کر یا ایک دو سانس میں جلدی جلدی عبارت نہ پڑھیں۔

7۔ تغیر لحن: آواز کے اتار چڑھاؤ کو تغیر لحن کہتے ہیں۔ اس پر خاص طور پر دھیان دینا چاہیے تاکہ پڑھنے کی مہارت پُراڑ اور دلچسپ بنے۔

8۔ معنی آفرینی: پڑھنے کا عمل اس حد تک موثر ہونا چاہیے کہ عبارت کا مفہوم سننے والوں کے لیے واضح ہو۔ طلباء کو پڑھنے کی مہارت سکھاتے وقت ان کے لب ولہجہ، عبارت پڑھنے کی رفتار اور تغیر لحن تربیت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

9۔ فقرہ بندی: عبارت کے الفاظ اور جملوں میں ایک طرح کا باہمی ربط ہوتا ہے۔ طلباء کو اس باہمی ربط کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھنے کی مشق کروانی چاہیے۔ الفاظ اور جملوں کو کہاں کہاں ملا کر پڑھنا ہے اور کس مقام پر ان کے درمیان تھوڑا سا وقفہ یا ٹھہر اور دینا ہے، اس کی تربیت طلباء کو دی جانی چاہیے۔

10۔ روانی و سلاست: بلا جھگک، بلا تکلف، اخراج، تفصیل، اعراب اور تغیر لحن کے ساتھ عبارت کو پڑھنے کی مہارت روانی و سلاست کھلائی ہے۔ روانی سے پڑھنے کے لیے اساتذہ کی رہنمائی میں طلباء کی بار بار مشق اور تربیت ضروری ہے۔

11۔ بلند خوانی: پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کا ایک اور طریقہ عبارت کو بلند آواز میں پڑھنا ہے۔ اس سے نہ صرف پڑھنے کی صلاحیت کی نشوونما کا پہنچ چلتا ہے بلکہ، اخراج، اعراب، روانی، تغیر لحن اور درستگی کا علم ہوتا ہے جو پڑھنے کی مہارت کو متاثر کرنے والے عوامل ہیں۔ بلند آواز میں پڑھنے سے رفتار بہتر ہوتی ہے اور بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ خاموش خوانی کے بہ نسبت بلند خوانی پڑھنے کی مہارت کو پروان چڑھانے کے لیے حقیقی اور ٹھوس طریقہ ہوتا ہے۔

12۔ آڈیوبک (صوتی کتب) **Audio book**: پڑھنے صلاحیت کی فروغ کے لئے آڈیوبک ایک کار آمد ذریعہ ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں صوتی کتب کی دستیابی کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت ممکن ہے۔ اس کے استعمال سے بچوں میں روانی اور درستگی سے پڑھنے کی مہارت مزید مضبوط ہوتی ہے۔ آڈیوبک میں بچے چاہیے تو عبارت کے کسی خاص حصہ کو توجہ کے ساتھ سننے کے لیے دوبارہ چلا سکتے ہیں۔ آڈیوبک کے ساتھ تحریر کتب کا استعمال کرتے ہوئے بچے آڈیوبک کے ساتھ خود بھی پڑھنے کی مشق کر سکتے ہیں۔

13۔ سرگرمیوں کا انعقاد: بچوں میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً گرم جماعت میں عبارت، نظمیں، گیت، کہانی، اخبار وغیرہ پڑھنے کے لے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔ یوم عالمی کتب اور یوم قومی مطالعہ کا جشن منانے کے لیے مخصوص سرگرمیوں کا انعقاد اور ان سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔

14۔ پڑھنے کے خامیوں کی نشاندہی اور انھیں دور کرنا: بچہ پڑھنے کی مہارت پیدا کرنے کے لیے بار بار مشق کروانا ضروری ہے۔ باوجود اس کے بعض بچوں کے پڑھنے میں خامیاں پائی جاتی ہے۔ طلباء کی اخراج اور غلط تلفظ کے ساتھ پڑھنے ہتھے ہیں۔ کچھ بچے جملوں کو ادھورا یا الفاظ کو الٹ پلٹ کر پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات عبارت میں نہ لکھیں الفاظ کو دل ہی سے جوڑ کر پڑھتے ہیں۔ کسی لفظ کو بار بار دہراتے ہیں یا پھر

بعض الفاظ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اکثر بچے کیساں سر میں عبارت پڑھتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباء میں موجود خامیوں کی نشاندہی کریں اور انھیں دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات لیں۔ بچوں سے مشق کرو ایں اور پڑھنے کے لیے حوصلہ افزائی کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) پڑھنے والے کی خصوصیات قلم بند کریں؟

2) طلبہ میں پڑھنے کی صلاحیت کو فروغ دینے میں ICT کا استعمال کس طرح کارگر ثابت ہو سکتا ہے؟

11.8 خلاصہ

تحریری مواد کو جب ہم حروف کی شناخت کرتے ہوئے تلفظ کے علم کی مدد سے بلند آواز یاد ہی دل میں عبارت پڑھتے ہیں تو اسے پڑھنے کی مہار تیں کہتے ہیں۔ عبارت کو اس طرح پڑھنا چاہیے کہ اس کا مطلب و مفہوم واضح ہو جائے۔ طلباء میں اردو زبان کیلئے ذوق و شوق پیدا کرنا ایک اہم مقصد ہے۔ اسے حاصل کرنے کیلئے طلباء کو پڑھنا آنحضرتی ہے اور اس معیار کا پڑھنا آنچاہیے کہ تحریری مواد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

11.9 اکتسابی نتائج

- علم و معلومات حاصل کرنے، تنقیدی سوچ و نظریہ پیدا کرنے، ذہنی نشوونما، تعلیمی و پیشہ و رانہ ترقی، ترسیلی مہارت، ذخیرہ الفاظ میں اضافہ اور تفہیمی صلاحیت پیدا کرنے کیلئے پڑھنے کی مہارت سے واقفیت ہونا بہت ضروری ہے۔
- سرسری مطالعہ، اسکینگ، تفصیلی اور اضافہ مطالعہ کرنا یہ پڑھنے کے چار بنیادی اقسام ہوتے ہیں۔
- طلباء میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کیلئے حروف تہجی، لفظی اور جملے پڑھانے کے طریقے کارگر ثابت ہوتے ہیں۔
- اس مہارت کو فروغ دینے کیلئے بچوں کو اخراج، اعراب، تفصیل، تغیر لحن، معنی آفرینی، روانی و سلاست کے ساتھ پڑھنا اور فقرہ بندی وغیرہ کے تعلق سے تربیت دی جانی چاہیے۔
- معلم کی بلند خوانی، طلباء کی فرداً افرداً بلند خوانی اور اجتماعی عبارت خوانی کے ذریعہ بھی طلباء میں پڑھنے کی مہارت پیدا کی جاسکتی ہے۔
- آڈیو بک (صوتی کتب) کی دستیابی کی وجہ سے کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت بچے کتب پڑھ سکتے ہیں۔ آڈیو بک کے ساتھ تحریری کتب کے استعمال سے پڑھنے کے مزید اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

- کمرہ جماعت میں عبارت، نظمیں، گیت، کہانی و اخبار وغیرہ پڑھنے اور دیگر سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کے پڑھنے میں خامیاں پائی جاتی ہے۔ مثلاً غیر واضح آواز و غلط تلفظ کے ساتھ پڑھنا، جملوں کو ادھورا، الفاظ کو والٹ پلٹ کر پڑھنا، کسی لفظ کو بار بار پڑھنا وغیرہ۔ معلم کو چاہیے کہ وہ ان خامیوں کی نشاندہی کرے اور انھیں دور کرنے کے کیلئے مناسب اقدامات اٹھائے۔

11.10 فرہنگ

- ترسیل۔ بات چیت و گفتگو کرنا
- Skimming۔ پڑھنے کا وہ طریقہ کار جس کا مقصد عبارت کو سرسری طور پر پڑھنا اور مرکزی نیاں کو سمجھنا ہوتا ہے
- قاری۔ پڑھنے والا
- اخراج۔ خرچ کی جمع۔
- اعراب۔ یعنی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید، تنوین اور مدد۔
- معنی آفرینی۔ لفظ میں پوشیدہ معنی کو اخذ کرنا۔
- فقرہ بندی۔ مختلف الفاظ کو با معنی و با فہم انداز میں بولنا یا لکھنا۔
- ایسی کتب جو موبائل یا کمپوٹر پر سنی جاتی ہے۔ Audio book

11.11 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ آواز کے اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں۔

- | | | | |
|--|----------|--------------|--------------|
| الف) بولی | ب) زبان | ج) تغیر لحن | د) سمجھی |
| 2۔ زیر، زبر، پیش، سکون اور تشدید کو کہتے ہیں؟ | | | |
| الف) اعراب | ب) مدد | ج) تشدید | د) کوئی نہیں |
| 3۔ خرچ کی جمع ہے؟ | | | |
| الف) خرچ | ب) اخراج | ج) اخراج | د) اخراجا |
| 4۔ ایسی کتب جو موبائل یا کمپوٹر پر سنی جاتی ہے۔ کہی جاتی ہے؟ | | | |
| الف) صرف کتاب | ب) کتب | ج) سمیٰ کتاب | د) آڈیو کتاب |
| 5۔ الفاظ کا صحیح تلفظ کے لئے کس کی صحیح جانکاری ہونا ضروری ہے؟ | | | |
| الف) مخارج | ب) عرب | ج) حرف | د) کوئی نہیں |

6- دیکھو اور بولو طریقہ کو کہتے ہیں؟

الف) لفظی طریقہ

7- تحریری مواد کو مخصوص پا تفصیلی معلومات کو حاصل کرنے کے غرض سے جو مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسے ----- کہتے ہیں؟

الف) لفظی سرسری اسکینگ ج) اسکینگ د) کینگ

8- پڑھنے کے کتنے بنیادی اقسام ہوتے ہیں؟

الف) دو ب) پانچ ج) تین د) چار

9۔ کس طریقے میں افلیش کارڈس کا استعمال کیا جاتا ہے؟

الف) جملہ طریقہ ب) لفظی طریقہ ج) تحریری طریقہ د) ابدی طریقہ

10- کس طریقہ میں عبارت کو بلند آواز میں پڑھا جاتا ہے؟

الف) خاموش خوانی ب) تیز خوانی ج) زور خوانی د) بلند خوانی

معروضی سوالوں کے جوابات:

(i) الف (ii) الف (iii) ب (iv) ، (v) الف (vi) الف (vii) ج (viii) ، (ix) ب (x) ، (xi) ج

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1- پڑھنے سے کام را دے؟ معنی و مفہوم کے روشنی میں وضاحت کیجیے۔

2- پڑھنے کے کیا مقاصد ہوتے ہیں؟

3۔ پڑھنے کی مہارت کی اہمیت بیان کریں۔

4۔ پڑھنے کے اقسام پر مختصر نوٹ لکھئے۔

5۔ بڑھنے والے کی خصوصیات یہ مختصر نوٹ لکھئے۔

6۔ بچوں میں پڑھنے کی کون سی خامیاں پائی جاتی ہے؟ انھیں کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟

طويل جوامات کے حامل سوالات:

1- مڑھنے کی مہارت سے آپ کا سمجھتے ہیں؟ بیجوں کو مڑھنے کی مہارت سے واقف ہونا کیوں ضروری ہے؟ مع مثال تفصیل سے بیان کیجئے۔

2. پڑھنے کے حار اقسام کون سے ہیں؟ پڑھنے کے ہار اقسام کن مقاصد کو مدد نظر رکھتے ہوئے استعمال کئے جاتے ہیں؟

3۔ اک اچھے ہے والے میں کون کو نئی خصوصیات پائی جاتی ہے؟ تفصیل سے بیان کیجئے؟

4۔ طلب میں پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے اسکول یا کمرہ جماعت میں کون کون سی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جا سکتا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

تجویز کردہ اکتسابی موارد 11.12

- 1۔ نئی دہلی۔ NCPUL (معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)۔
 - 2۔ ڈاکٹر مختار احمد کلی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان پبلیشنگ ہاؤز، جہار ٹنڈ۔
 - 3۔ شیر وانی: تدریس زبان اردو
- 4۔ Omair Manzar Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
- 5۔ Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- Websites:
- 6- https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur_iii-reading/
 - 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 12- لکھنے کی مہارت *

اکائی کے اجزاء

تمہید	12.0
مقاصد	12.1
لکھنے کے معنی و مفہوم	12.2
لکھنا اور اسکی اہمیت	12.3
لکھنے کا عمل	12.4
لکھنے کے اقسام	12.5
اچھے تحریر نگار کی خصوصیات	12.6
لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں	12.7
خلاصہ	12.8
اکتسابی متن	12.9
فرہنگ	12.10
نمونہ امتحانی سوالات	12.11
تجویز کردہ اکتسابی مواد	12.12

تمہید 12.0

زبان کی مہارت میں آخری اور انہتائی، ہم مہارت لکھنے کی ہے، لکھنے سے مراد تحریر کرنا ہے۔ یہ ماضی اضمیر کے اظہار کا دوسرا اطریقہ ہے۔ تحریری طور پر اپنے خیالات کو وضاحت اور پر جتنی کے ساتھ پیش کرنا ایک ہنر ہے۔ اس میں خوش خطی، زبان کی مہارت کے لیے انہتائی ضروری ہے۔ شعر ادیب اور مصنفین اپنے خیالات کو تحریری شکل میں پیش کرتے ہیں۔ یہ مہارت ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں عیسے ذاتی، تعلیمی اور پیشہ وار انسان ماحول کو متاثر کرتی ہے۔ ہم اس مہارت سے اپنے خیالات، جذبات اور تجربات کو لکھ کر ظاہر کر سکتے ہیں۔ کوئی مضمون

* Dr. Syeda Hajera Nausheen, Assistant Professor, MANUU CTE, Aurangabad

، جواب، کہانی، افسانہ، خط لکھنے یا میل ٹائپ کرنے کے لیے تحریری صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لکھنے کی مہارت حاصل کرنے کے لیے پابند مشق، بازرسائی اور سیکھنے کی جستجو طلباء میں ہونی چاہیے۔ یہ مہارت پڑھنے کی مہارت کے بعد ترقی پاتی ہے۔

12.1 مقاصد

- اس اکائی کے اختتام پر آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- لکھنے کی مہارت کے تصور کو بیان کر پائیں گے۔
 - لکھنے کی مہارت کے معنی و مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کر پائیں گے۔
 - لکھنے کے عمل کو اپنے الفاظ میں بیان کر پائیں گے۔
 - اسکی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کر سکیں گے۔
 - لکھنے کے اقسام پر روشنی ڈال پائیں گے۔
 - اچھے تحریر نگار کی خصوصیات کے متعلق اظہار خیال کر پائیں گے۔
 - لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے مختلف تدابیر تجویز کر پائیں گے۔

12.2 لکھنے کے معنی و مفہوم

لکھنے سے مراد زبان کے با معنی آوازوں کو تحریری شکل دینا ہے۔ اگر دوسرے لفظوں میں بیان کریں تو حروف 'الفاظ' فقرہوں اور جملوں کو تحریری روپ دینے کا عمل، "لکھنا" کہلاتا ہے۔ عمدہ لکھنے کی بنیادی طور پر دو خوبیاں ہوتی ہے ایک صاف لکھنا اور دوسرا صحیح لکھنا۔ قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح لکھنا اور خوش خط لکھنا تحریر کے خارجی پہلو ہیں۔ جب کہ لکھنے والے کے خیالات، جذبات، فکر نظریہ کا اظہار کرنا تحریر کا باطھی پہلو ہوتا ہے۔ خیالات، احساسات، جذبات در حقیقت تحریر کی روح ہوتی ہے۔ ان دونوں پہلووں کی ترقی میں ہی لکھنے کی مہارت کی ترقی شامل ہے۔ اس مہارت میں ہم بنیادی طور پر چار ذیلی مہارتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1۔ ججے

2۔ املا

3۔ اوقاف و علامت کا صحیح استعمال اور

4۔ خوش خطی

ان چار ذیلی مہارتیوں پر قدرت حاصل کرنے کے بعد ہی کوئی اپنے خیالات کو لکھ کر دوسروں تک آسانی سے پہنچا سکتا ہے۔ جس طرح بولنے وقت ادا کئے جانے والے الفاظ کا تلفظ و مطلب معلوم ہونا چاہیے اسی طرح لکھنے وقت بھی الفاظ کا ملا درست ہونا چاہیے۔ مثل 'ا'، 'قلم' کو، 'خلم' یا، 'کلم' نہیں لکھنا چاہیے۔ اردو تحریر میں حروف کے جوڑ میں مناسب جگہوں پر شوشوں اور نقطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ایمانہ

کرنے پر تحریر کو پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے اور معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اچھی لکھاٹ کے لیے حروف کی تربیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ، رموز و اوقاف، اعراب مثلا۔ سکته، وقفہ، رابط، خاتمہ، سوالیہ و فیاسیہ نشان، تو سین، داویں وغیرہ کا کے مطابق: Ottow Burk مناسب استعمال بھی لازمی ہے۔

اوٹوبر کے مطابق۔

”طلبا میں تو یہ صلاحیت پیدا ہی ہو جانی چاہیے کہ اپنے تجربات، خواہشات اور ضرورتوں کو ضبط تحریر میں لا سکیں۔“

12.3 لکھنا اور اسکی اہمیت

لکھنا اور اس کی اہمیت کو ذیل میں دئے گئے نکات کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

- 1۔ اظہار ذات:۔ بولنے کی طرح لکھنا بھی اظہار خودی کا ایک اہم ذریعہ ہے لکھنے کا مقصد انسانی جذبات، خیالات، تصورات و فکر کو مناسب الفاظ کا جامہ پہنانا کر پیش کرنے ہے۔
- 2۔ دوسروں تک اپنی بات پہنچانا:۔ تحریر کے ذریعہ اپنے پیغام کو ہم موثر و ٹھووس انداز میں دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں لوگوں کو اپنی رائے اور خیالات سے روشناس کروانے اور اپنی بات کو تسلیم کروانے کے لیے تحریری مہارت ضروری ہوتی ہے۔
- 3۔ تعلیمی کامیابی کے لیے:۔ بچوں کو تقویضات، پروجیکٹ، مضمون، جوابات یا ہوم ورک مکمل کرنے اور امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لکھنے کی مہارت پر قدرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تعلیمی کامیابی کے لیے تحریری مہارت کو بطور معیار طے کیا گیا ہے۔
- 4۔ علم و معلومات کا مظاہرہ:۔ لکھنے کی مہارت کے ذریعہ طلباء مختلف مضامین و موضوعات کے بارے میں اپنی فہم ظاہر کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی پیچیدہ تصورات کی وضاحت بھی کر سکتے ہیں۔
- 5۔ تنقیدی سوچ کی نشوونما:۔ لکھنے کی مہارت میں بچوں کو اپنے خیالات کو منظم و منتظم انداز میں متعلقہ دلائل کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ جس سے بچوں میں تنقیدی سوچ اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جو ذہنی نشوونما میں معاون ثابت ہوتی ہے۔
- 6۔ سماجی شرکت:۔ لکھنے کی مہارت سماجی شرکت اور ذمہ داری کو ادا کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ مثلا درخواست لکھنا، رہنماؤں اور منتخب عہدیداروں سے رابط کرنا وغیرہ۔
- 7۔ ڈیجیٹل خواندگی میں مددگار:۔ (Email) ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر معلومات اور خیالات کے اشتراک کے لیے بھی لکھنے کی مہارت ضروری ہے۔ ای میل کرنے، بلا گز لکھنے اور آن لائن طرز پر اپنی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لیے تحریری صلاحیت پر کمال حاصل ہونا چاہیے۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے ذریعہ ہم عالمی سطح پر علم، معلومات و خیالات کا تبادلہ کر سکتے ہیں جو سماج کے تغیری میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

8۔ ذہنی، قلبی سکون و مسرت کے لیے:۔ تحریر کے ذریعہ ہم اپنے علم، معلومات، جذبات، تجربات، نظریات، تخلیق وغیرہ کو دوسروں کے ساتھ بانٹے ہیں جو سماج کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ شعر، ادیب، فلسفی، محقق اور عام انسان اپنے دلی باتوں کو تحریر کر کے ظاہر کرتے ہیں جس سے انھیں ذہنی قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔

9۔ سماجی اصلاح:۔ سماجی مصلحین، شعراء، ادیب، فلسفی، اپنے خیالات اور تحریر کے ذریعہ سماج میں نئی تحریک پیدا کرتے ہیں۔ انکی اصلاحی سوچ لوگوں کو متاثر کرتی ہے جسے عملی جامہ پہنانیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر علامہ آقبال کی شاعری، مولانا ابوالکلام آزاد اور سر سید احمد خان کا تعلیمی نظریہ، ڈاکٹر اے پی جے عبد الکلام کا سائنسی نظریہ اور کارل مارکس کا سماجی فلسفہ وغیرہ، چھوٹ چھات 'بچپن کی شادی'، اندھی تقیید اور دیگر سماجی پرماندگی کو اصلاحی مصلحین نے اپنی تحریروں سے دور کیا۔

12.4 لکھنے کا عمل

1۔ ابتدائی منصوبہ بندی: یہ سوچنے اور منصوبہ بنانے کا مرحلہ ہوتا ہے جس میں تحریر نگار موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔ خیالات جمع کرتا ہے، تحریر کا مقصد اور سامعین کا تعین کرتا ہے ساتھ ہی ایک خاکہ تیار کرتا ہے۔ اس مرحلے میں لکھنے سے پہلے خیالات تیار کرنے کا عمل ہوتا ہے۔

2۔ خاکہ نویسی: اس مرحلے میں تحریر کا پہلا مسودہ لکھا جاتا ہے۔ اس میں تحریر سے جڑی غلطیوں کی فکر نہیں کی جاتی ہے بس خیالات کو جملوں اور پیرا گراف میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے کا مقصد خیالات کو کاغذ پر اتارنا ہوتا ہے۔

3۔ نظر ثانی: اس تیسرے مرحلے میں تحریر کردہ مواد کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ اس میں تفصیلات بڑھانا، غیر ضروری باتیں نکالنا، پیرا گراف کی ترتیب کو بہتر بنانا اور تحریر کو مزید واضح و مؤثر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مرحلے میں مواد کو زیادہ بہتر، یقینی اور دلچسپ بنانے کی جانب پیش تدی کی جاتی ہے۔

4۔ درستگی: یہ مرحلہ غلطیاں کی اصلاح کرنے کا ہوتا ہے۔ تحریر کے عمل میں یہاں قواعد بھجے، رموز اوقاف اور جملوں کی ساخت درست کی جاتی ہے۔ اس مرحلے کا مقصد تحریر کو درست اور غلطی سے پاک کرنا ہوتا ہے۔

5۔ آخری شکل دینا: یہ مرحلہ تحریر کو صاف ستری اور مکمل شکل میں پیش کرنے کا مرحلہ ہے۔ اس میں تحریر کردہ مواد کو جمع کروایا جاتا ہے، شائع کیا جاتا ہے یادوں سر کے ساتھ شیئر کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں تحریر کو بہتر شکل دے کر پیش کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جاگہ کریں۔

1) لکھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالیے؟

2) لکھنے کے عمل کا لحاظ کرتے ہوئے کسی ایک عنوان پر مختصر کہانی تحریر کریں؟

لکھنے کے چار اقسام ہوتے ہیں

1) تفسیری تحریر 2) ترغیبی تحریر

3) وضاحتی (کہانی) تحریر

4) بیانیہ تحریر

1- **تفسیری تحریر (Expository):** اس قسم کی تحریر میں مصنف کا مقصد مضمون کے حوالے سے قاری کو معلومات فراہم کرنا، بیان اور وضاحت کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کی تحریر واضح، حقائق پر مبنی اور منظم طرز کی ہوتی ہے۔ تفسیری تحریر کسی بھی موضوع کو بیان کرنا، سمجھائے یا معلومات فراہم کرنے کے غرض سے لکھی جاتی ہے۔ اس قسم کی تحریر کا بنیادی مقصد قاری کو کسی موضوع کے بارے میں صحیح اور غیر جانبدار ی کے ساتھ مکمل معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس میں تحریری نگار اپنی ذاتی رائے، جذبات یا تعصب شامل نہیں کرتا ہے۔ تفسیری تحریر عموماً درسی کتابوں، مضمایں، رپورٹس، تحقیقی مواد، اور معلوماتی تحریروں میں استعمال کی جاتی ہے کیونکہ یہ حقیقی موضوعات کو ترتیب، منظم اور سادہ زبان میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس تحریر میں ہمیشہ ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جسے حقائق، مثالوں، اعداد و شمار، تعریفوں اور شواہد کے ذریعے تفصیل سے سمجھایا جاتا ہے۔ اس میں استعمال ہونے والی زبان سادہ، واضح اور آسان ہوتی آسانی سے سمجھائے۔ اس تحریر کی شروعات تمہید پر مشتمل ہوتی ہے جس میں موضوع کا تعارف بہر تین انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تفصیلی پیرا گراف آتے ہیں جن میں مرکزی خیال اور اہم نکات منظم انداز میں بیان کیے جاتے ہیں، اور آخر میں ایک جامع نتیجہ دیا جاتا ہے جو پوری تحریر کا خلاصہ کلام پیش کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ وضاحتی تحریر کا مقصد قاری کی سمجھ میں اضافہ کرنا، معلومات کو ترتیب وار انداز میں پیش کرنا اور موضوعات کو منظمی، معروضی اور قابل فہم انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر درسی کتب، اخبارات، انسائیکلو پیڈیا اور سائنسی رپورٹس، مضمون نویسی و رسائل وغیرہ تفسیری تحریر کی مثالیں ہیں۔ اس تحریر میں حقائق، دلائل، ثبوت اور تجزیے کو واضح و مختصر طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں ادیب کی ذاتی رائے یا تعصب مواد پر اثر انداز نہیں ڈالتی ہے۔

2- **ترغیبی تحریر (Persuasive):** ترغیبی تحریر ایک ایسی طرز تحریر ہے جس کا مقصد قاری کو کسی مخصوص رائے سے متفق کرنا، کسی خیال پر یقین دلانا، یا کسی خاص رد عمل پر آمادہ کرنا ہوتا ہے۔ اس تحریر میں تحریری نگار اپنا نقطہ نظر واضح طور پر پیش کرتا ہے اور اسے زور دار دلائل، حقائق، مثالوں، اعداد و شمار اور مہرین کی آراء سے ثابت کرتا ہے۔ ترغیبی کرنے والی تحریر میں ایسی زبان، لہجہ اور انداختیار کیا جاتا ہے کہ قاری کے جذبات اور منطق دونوں متاثر کرتے ہیں۔ جذباتی اپیل کے لیے اکثر پر اثر الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جس سے قاری میں ہمدردی، خوف، امید یا جوش کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس طرز تحریر میں پیغام کو زیادہ ٹھووس اور دلکش بنانے کے لیے سوالیہ انداز، تکرار، تقابلی مثالیں اور براہ راست مخاطب کرنے جیسے اسلوب بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس میں پڑھنے والے کی عمر، دلچسپیوں، عقائد اور پس منظر کو ذہن میں رکھ کر تحریر کو تشكیل دینا انتہائی ضروری ہوتا ہے، کیونکہ ترغیبی تحریر اسی وقت مؤثر ثابت ہوتی ہے جب وہ سامع یا قاری کی سوچ سے مطابقت رکھتی

ہو۔ اس تحریر کی ساخت اکثر منظم اور واضح ہوتی ہے، جس میں مضبوط تمہید، ٹھوس دلائی پر مبنی مرکزی حصہ، اور ایک متأثر کن نتیجہ شامل ہوتا ہے۔ اس میں اکثر قاری کو کسی خاص سمت میں قدم اٹھانے یا اپنی رائے تبدیل کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

اس طرح کی تحریر میں ادیب اپنے خیالات و نظریات سے پڑھنے والوں کو ترغیب دینے کی کوشش کرتے ہیں ابتداء میں تمہید باندھتے ہوئے قاری کی توجہ مرکوز کی جاتی ہے اور پھر مصنف اپنے رائے کو بیان کرتے ہوئے پڑھنے والوں کو متأثر کرتا ہے۔ تحریر کے آخری مرحلے میں آگے کیا کیا جائے؟ اس کے مطابق پڑھنے والوں سے رائے طلب کی جاتی ہے۔ عام طور پر، ترغیب کرنے والی تحریر صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ قاری کے خیالات، فیصلوں اور جذبات پر اثر ڈال کر اسے کسی خاص نتیجہ تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ اشتہارات، مدیر مضامین کسی کتاب کا جائزہ پیش کرنا، سیاسی تقاریر اور خطوط وغیرہ تر غیری تحریر کی مثالیں ہیں۔

3۔ وضاحتی تحریر: یہ کسی موضوع کی خصوصیات بیان کرنے یا تفصیل سے وضاحت کرنے کے لیے بیانیہ استعمال کیا جانے والا طرز تحریر ہے۔ اس میں تحریر نگار کی ذاتی رائے شامل نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا انداز تحریر ہے جس میں تحریر نگار اپنے الفاظ کے ذریعے قاری کے ذاتی میں واضح اور جاندار تصویر قائم کرتا ہے۔ اس طرح کی تحریر کا مقصد کسی شخص، جگہ، منظر، چیز یا واقعے کو اس طرح بیان کرنا ہوتا ہے کہ مضمون پڑھتے وقت قاری اسے اپنی نظر وہ کسی محسوس کرنے اور مادے سے اپنا جذباتی تعلق قائم کریں۔ تحریر میں نظر، سماعت، خوبصورت، ذاتیہ اور لمس ان پانچوں حواس کا استعمال کرتے ہوئے قاری کو تحریر میں مشغول رکھا جاتا ہے، جو بیان کو مزید لچکپ، خوبصورت اور متأثر کن ہوتے ہیں۔ اس انداز تحریر میں اکثر تشبیثات، استعارے اور فنی طریقے کا استعمال کیا جاتا ہے، جو بیان کو مزید لچکپ، خوبصورت اور متأثر کن بنادیتا ہے۔ ایک اچھی وضاحتی تحریر خاص اور معنی خیز تفصیلات پر توجہ دیتی ہے، منظم انداز میں آگے بڑھتی ہے، ساتھ ہی جذبات، ماحول اور مناظر کو واضح کرنے کے لیے موثر الفاظ، خوبصورت صفات اور درست افعال کا استعمال کرتی ہے۔ منظر چاہے ایک پر سکون باغ کا ہو، مصروف بازار کا یا کوئی یاد گار لمحہ ہو، یہ تحریر پڑھنے والے کو بیان کردہ جگہ اور لمحات کا مکمل تجربہ کرواتی ہے۔

وضاحتی تحریر میں مصنف کوئی کہانی یا قصہ بیان کرتا ہے لکھی گئی کہانیاں حقیقت پر مبنی یا پھر خیالی ہوتی ہے۔ شروعات میں قاری کی توجہ کو مرکوز کیا جاتا ہے پھر ابھسن اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حالات اچھے ہو جاتے ہیں اور آخر میں کوئی پیغام دیا جاتا ہے۔

اس طرح کی تحریر کا بنیادی مقصد صرف کہانی سنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ پڑھنے والے کو دکھانا، محسوس کروانا بھی اور منظر کا تجربہ کروانا ہوتا ہے۔

4۔ بیانیہ تحریر (Descriptive): یہ ایک ایسی تحریر ہے جس میں کسی حقیقی یا خیالی واقعے کو دلچسپ، منظم اور مؤثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس تحریر میں مصنف کا بنیادی مقصد قاری کو تفہیق کروانا، کسی تجربے کو بانٹنا تقدیمی سوچ پیدا کرنا یا معنی خیز پیغام کو واقعات اور کرداروں کے ذریعے دوسروں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ بیانیہ تحریر میں عموماً ایک واضح پس منظر، بھرپور کردار مختلف واقعات کی ترتیب، ایک مسئلہ یا نکلراو، اور اس کا حل شامل ہوتا ہے۔ اس طرح کی تحریر میں تفصیلی بیانات اور جذباتی زبان کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والے مناظر، کرداروں اور احساسات کو اپنے ذہن میں واضح طور پر محسوس کر سکیں۔ بیانیہ تحریر عام طور پر پہلی یا تیسرا شخصی روایت میں لکھی جاتی ہے اور اس میں روایی کے خیالات، جذبات اور تجربات نمایاں طور پر شامل ہوتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر واقعات زمانے کی ترتیب میں بیان کیے جاتے ہیں، کبھی کبھار گزشتہ واقعات کی اچانک منظر کشی کی جاتی ہے یا تحریر کی تخلیقی انداز میں تبدیلی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اس تحریر میں مصنف کسی شخص مقام، چیز یا تقریب کی منظر کشی تیار کرتا ہے۔ اس میں چیزیں کیسی نظر آتی ہے، آواز، ذائقہ، احساسات و جذبات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس تحریر کا مقصد قارئین کے لیے، ذہنی منظر کشی پیدا کرنا، جذبات کو اجاگر کرنا اور بیان کئے گئے حالات کا تجزیہ فراہم کرنا ہوتا ہے۔

مصنف کا مقصد قاری کو کہانی میں مکمل طور پر مشغول رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ تحریر میں شامل جذبات، حالات اور واقعات کو گہرائی سے محسوس کر سکے۔ مجموعی طور پر، بیانیہ طرز تحریر عام واقعات کو ایک خوبصورت اور معنی خیز کہانی میں تبدیل کر دیتا ہے جو پڑھنے والے کے ذہن اور جذبات پر کافی دیر تک اپنا اثر چھوڑتی ہے۔

ناول، افسانہ، مختصر کہانیوں، ڈرامے، ذاتی مضمون، سفر نامہ، سوانح عمری اور آپ بیتی وغیرہ بیانیہ تحریر کی مثالیں ہیں۔

12.6 اچھے تحریر نگار کی خصوصیات

اچھا تحریر نگار وہ ہوتا ہے جو اپنے خیالات کو واضح، تخلیقی اور موثر انداز میں اس طرح پیش کرے تاکہ قاری تحریر سے متاثر بھی ہو اور اسے سمجھ بھی سکے۔ ایک اچھے تحریر نگار میں مختلف صلاحیتیں، عادات اور اوصاف پائے جاتے ہیں جو اس کی تحریر کو پُرا اثر، دلچسپ اور با مقصد بناتے ہیں۔ ذیل میں اچھے تحریر نگار کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

1- خیالات کی وضاحت: اچھے تحریر نگار کے خیالات صاف اور مفہوم ہوتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کیا کہنا ہے اور کس طرح کہنا ہے، اس لیے وہ اپنی تحریر میں بہم اور غیر واضح تصورات کا استعمال نہیں کرتا ہے۔

2- اچھا ذخیرہ الفاظ: اچھے تحریر نگار کے پاس الفاظ کا مناسب ذخیرہ ہوتا ہے۔ وہ مناسب الفاظ کے انتخاب کے ذریعے اپنے خیالات کو درست اور پرا شر انداز میں پیش کرتا ہے۔

3- تخلیقی اور خیال آرائی کی صلاحیت: اچھے تحریر نگار کی سوچ منفرد ہوتی ہے اور وہ اچھا تحریر نگار منفرد انداز میں سوچتا ہے عام باتوں کو بھی خاص بنانے کے لیے طریقے سے پیش کرنے کا ہنر رکھتا ہے۔ اس کا خیال آرائی کا انداز قارئین کو کہانی یا تحریر کے اندر شامل کر لیتا ہے۔

4- زبان اور قواعد پر عبور: اچھا تحریر نگار قواعد، بھجے، جملوں کی ترتیب اور موزہ اوقاف پر مکمل عبور رکھتا ہے۔ یہ اپنی تحریر کو صاف، معیاری اور قابل فہم بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

5- خیالات کی تنظیم: اچھا تحریر نگار اپنے خیالات کو منطقی ترتیب دے کر بیان کرتا ہے۔ اس کی تحریر میں واضح آغاز و لپیٹ پر میانی حصہ اور پر اثر اختتام پایا جاتا ہے۔

6- باریک بینی: ایک اچھا تحریر نگار چھوٹی سے چھوٹی غلطی کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ اپنی پوری توجہ تحریری غلطیوں کی نشاندہی پر مرکوز رکتا ہے۔ وہ اصلاح کی غرض سے اپنی تحریر کو بار بار پڑھتا ہے تاکہ غلطیوں کی اصلاح ہو غیر ضروری جملے اور چیزوں کو مضمون سے نکالا جاسکے ایسا کرنے پر بہتر مواد منظر عام پر آتا ہے۔

7- قاری سے تعلق قائم کرنے کی صلاحیت: ایک اچھا تحریر نگار اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ اس کا قاری کون ہے اور اسے کس انداز میں لکھنا ہے۔ تاکہ وہ پڑھنے والے سے تعلق قائم کیا جاسکے۔ وہ قاری کی ضرورت اور دلچسپی کے لحاظ سے لہجہ، الفاظ اور تحریر کا اندازہ اختیار کرتا ہے۔

8- صبر اور مستقل مزاجی: لکھنا ایک محنت طلب عمل ہے۔ ابھی تحریر نگار کئی بار اپنی تحریر پر نظر ثانی کرتے ہیں اور غلطیاں درست کرتے ہیں وہ صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کبھی ہمت نہیں ہارتے۔

9- مشاہدے کی صلاحیت: اچھا تحریر نگار اپنے ارد گرد کے ماحول، لوگوں اور واقعات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی صلاحیت کی وجہ سے پڑھنے والوں کو تحریر اسکی اپنی زندگی کے قریب تر محسوس ہوتی ہیں۔

10- مطالعے کی عادت: اچھا تحریر نگار ہمیشہ ایک اچھا قاری بھی ہوتا ہے۔ وہ مختلف کتابیں اور مضامین کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا کرنے سے اس کی تحریر کا انداز، زبان اور معلومات بہتر ہوتے ہیں۔

11- اظہار خیال کی صلاحیت: اچھا تحریر نگار جذبات، خیالات اور تجربات کو موثر انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی تحریر میں جذبات اور حقیقت کا مناسب توازن پایا جاتا ہے۔

12- مسلسل بہتری کی کوشش: اچھا تحریر نگار ہمیشہ خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنی تحریر کے متعلق دوسروں سے بازرسائی حاصل کرتا ہے، ساتھ ہی نئے اسلوب آزماتا رہتا ہے۔

12.7 لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیاں

بچے جو کچھ بھی دیکھتے ہیں اور سیکھتے ہیں وہ چیزیں ان کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے ماہرین تعلیم کی رائے ہے کہ پڑھنا سیکھنے کے بعد لکھنے کی تربیت ابتدائی درجات ہی سے شروع کرنی چاہیے۔ ساتھ ہی الفاظ کے لمحے بھی سکھائے جائے تاکہ ایک حروف کو دوسرے حروف سے جوڑنے کا علم بچوں کو معلوم ہو۔ ذیل میں دئے گئے تدابیر کی مدد سے ہم طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دے سکتے ہیں۔

1- حروف، لفظ، فقرے و جملہ بندی: پہلی دوسری جماعت میں بچے حروف تہجی، الفاظ، فقرے اور بعد میں چھوٹے و آسان جملے لکھنا سیکھتے ہیں۔ آگے چل کر طلباء جملوں کو خوش خط لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مرحلے پر انھیں حروف کی صحیح شکل، شوشوں، نقطوں کو صحیح جگہ لگانا، مناسب دائرے بنانے کی مشتقت کرداری جاتی ہے۔

2- جملے لکھنا: ہر زبان میں جملے لکھنے کی ایک خاص ترکیب ہوتی ہے۔ بچوں کو جملے بنانے کے مختلف طریقوں اور الفاظ کو جملوں میں کس طرح استعمال کیا جائے؟ اس فن سے واقف کروانا چاہیے۔ الفاظ کی ترتیب و باہمی تعلق، اسم کی جنس، تعداد، زمانہ اور اس کے مطابق استعمال ہونے والے افعال کا علم بچوں کو سیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ لکھنے وقت خیالات کا اظہار کرنے کے لیے کن الفاظ کو کس طرح جملوں میں استعمال کیا جائے؟ اس کی بھی تربیت طلباء کو دی جانی چاہیے۔

- 3۔ ادھورے جملے اور کہانیاں مکمل کروانا: لکھنے کی مہارت سیکھنے کے ابتدائی مرحلے میں جب طلباء الفاظ اور جملے لکھنے سے واقف ہو جاتے ہیں، تب انھیں ادھورے جملے مکمل کرنے کی مشق کروائی جاسکتی ہے۔ پھر کہانیوں میں خاصی دلچسپی ہوتی ہے اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ادھوری کہانیاں مکمل کرنا یا نکات کی مدد سے کہانی تحریر کروائی جاسکتی ہے۔
- 4۔ مختصر تحریر کروانا: کسی ایک عنوان یا تصویر پر جملوں کی مدد سے مختصر تحریر یعنی پیراگراف لکھوائے جاسکتے ہیں۔ اس تحریر میں بچے ایک خیال کو مختلف جملوں میں پھیلا کر بیان کرتے ہیں اور ان جملوں میں گہرabaہی ربط ہوتا ہے۔
- 5۔ خلاصہ لکھنا: کوئی عبارت، نظم یا ادب پارے کی مکمل تفہیم ہونے کے بعد اس متن کے اہم نکات کو مختصر و جامع انداز میں لکھنا خلاصہ کہلاتا ہے۔ اس طرح کی تحریر طلباء کروائی جاسکتی ہے۔ خلاصہ لکھنے سے پھر میں تفہیمی صلاحیت کی ترقی ہوتی ہے کیونکہ عبارت کا مرکزی خیال کو سمجھتے ہوئے ضروری تفصیلات کو شامل کیا جاتا ہے اور غیر ضروری معلومات و ذاتی رائے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں پڑھے ہوئے اسماق یا مامواد کا واضح و مختصر جائزہ اہم دلائل کے ساتھ کم سے کم الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔
- 6۔ کہانی نویسی: کہانی کے مدد سے سے طلباء کی ذہنی، جذباتی، اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی نشوونما ہوتی ہے۔ اردو زبان، جملہ بندی "ذخیرہ الفاظ میں اضافہ، جذباتی اظہار سیکھانے میں کہانی نویسی معاون ثابت ہوتی ہے۔ ابتدائی درجات میں تصاویر کی مدد سے کہانی تحریر کروائی جاسکتی ہے اور آگے کے درجات میں نکات کی مدد سے کہانی لکھوائی جاسکتی ہے۔
- 7۔ مکالمہ نگاری: دو یادو سے زیادہ افراد کے درمیانی با مقصد گفتگو کو تحریر کرنا مکالمہ نگاری کہلاتا ہے۔ اس میں پھر کو موضوع، پلاٹ، کردار پہلے ہی بتادے جاتے ہیں۔ ان کی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے بمقام اور زمانے کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے مکالمے لکھتے ہیں۔
- 8۔ مضمون نویسی: آغاز، نفس مضمون اور اختتام یہ مضمون نویسی کے تین اہم اجزاء ہوتے ہیں۔ ابتدائی میں پھر کو اپنے ماحول، اہل خاندان، اسکول کا تعارف جیسے عنوانات پر مضمون لکھنے کے لیے کہا جائے۔ اس کے بعد انھیں اپنے پسندیدہ موضوعات پر بارہ تا پندرہ سطروں پر مشتمل مضامین تحریر کروائے جائے۔ اس سے طلباء میں مطالعہ کرنے کی عادت، تنقیدی، تحقیقی، تخلیقی اور مواد کو تنظیم کرنا جیسی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- 9۔ خطوط نویسی: خطوط کے ذریعہ انسان اپنے دل کی بات، جذبات اور خیالات کو تحریری شکل دے کر دوسروں کو آگاہ کرواتا ہے۔ پھر کوئی سے رسمی اور غیر رسمی خطوط نویسی کروائی جاسکتی ہے۔ خط لکھنے کا مقصد واضح ہو اور خط کو مختصر رکھیں۔ اس سے طلباء قواعد اور املائی درستگی سیکھتے ہیں۔
- 10۔ روزنامچہ: ذاتی زندگی سے تعلق رکھنے والے کام، حالات اور تجربات کو قلم بند کرنے کو روزنامچہ یعنی ڈائری لکھنا کہتے ہیں۔ پھر کوئی حوصلہ افراطی کی جائے کہ وہ اپنے روزمرہ زندگی کے حالات اور تجربات کو تحریر کریں۔ اس سے طلباء میں خود کا احتساب کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ ان میں اپنی غلطیوں کا اعتراض کرنے اور اپنی کارکردگی کا جائزہ لینے کی قابلیت پر وان چڑھتی ہے۔

11۔ املاؤسی: جب بچے اردو زبان اور لکھائی پر کچھ عبور حاصل کر لیں، تب ان سے زبانی جملے لکھوائے جائے۔ املا لکھوائے سے قبل معلم عبارت کو طلباء کے سامنے پڑھ لے، مرکزی خیال کو سمجھادے اور تحریری تختہ پر مشکل الفاظ لکھ کر ان کا تلفظ و معنی بتادے اور بعد میں تحریری تختہ صاف کر دیں۔ املاؤسی میں جملے آہستہ آہستہ ادا کئے جائے اور طلباء نہیں اپنی بیاضوں میں لکھتے جائیں۔

اپنی معلومات کی جاگئے کریں۔

1) ابھے تحریر نگار کی کوئی پانچ خصوصیات مناسب مثال کی مدد سے بیان کریں؟

2) ایک معلم اپنے طلباء میں تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے کن سرگرمیوں کا اتفاقاً کر سکتا ہے؟

12.8 خلاصہ

لکھنے کی مہارت انسانی زندگی کے مختلف پہلووں۔ مثلاً ذاتی، تعلیمی اور پیشہ وار اہم احوال کو متاثر کرتی ہے۔ کوئی مضمون، جواب، کہانی، افسانہ، خط لکھنے یا میل تائپ کرنے کے لیے تحریری صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لکھنا سیکھنے کے لیے پابند مشق، باز رسانی اور طلباء میں جتنجہوں ہونا چاہیے۔ لکھنے سے مراد زبان کے بامعنی آوازوں کو تحریری شکل دینا ہے۔

12.9 اکتسابی نتائج

- حروف، الفاظ، فقروں اور ہجوں کو تحریری روپ دینے کا عمل، لکھنا کہلاتا ہے۔
- صاف اور صحیح لکھنایہ تحریر کی دو خوبیاں ہوتی ہیں۔
- لکھنے کی مہارت میں بھج، املا، اوقات و علامت کا صحیح استعمال اور خوش خطی یہ چار مہارتوں پر قدر حاصل کرنا بھی شامل ہے۔
- اٹلہار ذات، دوسروں تک اپنی بات پہنچانا، تعلیمی کامیابی، علم و معلومات کا مظاہرہ کرنا، تلقیدی سوچ کی نشوونما، سماجی شرکت، ڈیجیٹل خواندگی، ذہنی و قبیلی سکون اور سماجی اصلاح کے لیے لکھنے کی مہارت ضروری و اہمیت کے حامل ہے۔
- لکھنے کے بنیادی طور پر چار اقسام ہوتے ہیں۔ تفسیری، ترقیی، وضاحتی اور بیانیہ۔
- ایک اچھا تحریر نگار، تخلیقی، منظم، باصلاحیت اور ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحریر کو بہتر بنانے کے لیے پوری محنت کرتا ہے اور موثر انداز میں قاری تک اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔
- طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے حروف، لفظ، فقرے، جملہ، ادھورے جملے اور کہانیاں مکمل کرو سکتے ہیں۔
- مختصر تحریر، خلاصہ لکھنا، کہانی نویسی، مکالمہ نگاری، مضمون نویسی، خطوط نویسی، روزنامچہ، املاؤسی جیسے تدابیر اختیار کرتے ہوئے طلباء میں لکھنے کے مہارت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

12.10 فرہنگ

- تفویضات: ایسا کام جو طالب علم یا طلباء کے گروہ کو اپنی ذمہ داری پر کمکل کرتے ہیں۔
- تقصیری تحریری: ایسی تحریر جس میں مضمون یا عنوان کے حوالے سے حقائق، دلائل و ثبوت کے ساتھ معلومات فراہم کی جاتی ہے۔
- ترغیبی تحریر: ایسی تحریر جس میں ادیب اپنے خیالات و نظریات سے پڑھنے والوں کو متأثر کرتا ہے۔
- مکالمہ نگاری: دو یادو سے زیادہ افراد کے درمیانی گفتگو کو تحریر کرنا۔
- روزنامچہ: ذاتی زندگی کے روزمرہ زندگی کے کام، حالات و تجربات کو تحریر کرنا (ذاتی لکھنا)

12.11 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1) لکھنے سے کیا مراد ہے۔

الف) زبان کے معنی سمجھنا ب) زبان کی بامعنی آوازوں کو تحریر شکل دینا ج) صرف الفاظ یاد کرنا (صرف خوش خطی سیکھنا

2) لکھنے کی دو بنیادی خوبیاں کو نہیں ہیں؟

الف) جلدی لکھنا اور لمبا لکھنا ب) صحیح لکھنا اور خوبصورت لکھنا ج) صاف لکھنا اور صحیح لکھنا د) آسان لکھنا اور مشکل لکھنا

3) مرحلے میں تحریر کا پہلا مسودہ لکھا جاتا ہے۔

الف) نظر ثانی ب) خاکہ نویسی ج) ابتدائی منصوبہ بندی د) آخری شکل

4) نظر ثانی کے مرحلے میں کیا جاتا ہے۔

الف) تفصیلات بڑھنا اور غیر ضروری باتیں کم کرنا ب) غلطیوں کی اصلاح کرنا ج) کاغذ پر مواد کو صاف لکھنا د) حروف کی مشق کرنا

5) ترغیبی تحریر کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔

الف) قاری کو معلومات فراہم کرنا ب) صرف کہانی سننا ج) قاری کو کسی رائے پر قائل کرنا د) منظر نگاری کرنا

6) قسم کی تحریر میں واقعات کو دلکش اور ترتیب و ارائد از میں پیش کیا جاتا ہے۔

الف) تفسیری ب) ترغیبی ج) وضاحتی د) بیانیہ

7) اچھا تحریر نگار چیز پر کمکل عبور رکھتا ہے۔

الف) خوش خط تحریر ب) قواعد، بھج اور موزی اور قاف ج) موسیقی د) صرف یادداشت

8) اپنے تحریر نگار کی ایک خاص عادت ہوتی ہے۔

الف) زیادہ بولنا	ب) ہربات کو چھوڑ دینا	ج) مطالعہ کرنا	د) کم لکھنا
9) ناول، افسانہ، ڈرامہ----- قسم کی تحریر کی مثالیں ہیں۔			
الف) تفسیری	ب) ترجمی	ج) وضاحتی	د) بیانیہ
10) املانوں کے دوران معلم سب سے پہلے کیا کرتا ہے۔			
الف) عبارت کو تیزی سے پڑھتا ہے	ب) عبارت کا مرکزی خیال سمجھاتا ہے اور مشکل الفاظ لکھ کر معنی بتاتا ہے		
ج) فوراً آملا شروع کر داتا ہے	د) بچوں سے سوال پوچھتا ہے		

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1. لکھنے کے معنی و مفہوم کو بیان کریں۔
2. لکھنا اور اسکی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔
3. لکھنے کے عمل پر مختصر نوٹ لکھیے؟
4. اچھے تحریر نگار کے چند خصوصیات قلم بند کیجیے؟
5. طلباء کے لیے لکھنے کے مہارت سے واقفیت کیوں ضروری ہے؟
6. لکھنے کے مختلف اقسام بیان کیجیے۔
7. لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے کوئی چار تدابیر تجویز کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات:

1. بچوں کو لکھنا سکھانا کیوں ضروری ہے؟ مناسب مثالوں کی مدد سے واضح کریں۔
2. لکھنے کے مختلف اقسام کون کونسے ہیں؟ ان اقسام کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کیجیے۔
3. لکھنے کے عمل کے مختلف مراحل کونسے ہیں؟ اس پر عمل آوری کرنا کیوں ضروری ہے؟
4. اچھے تحریر نگار کی خصوصیات کو معہ مثال تفصیل سے بیان کیجیے۔
5. لکھنے کی مہارت سے کیا مراد ہے؟ بحثیت معلم اپنے طلباء میں لکھنے کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے آپ کیا اقدامات لیں گے؟

معروضی سوالات کے جوابات:

- (1) ب(2) ج(3) ب(4) الف(5) ج(6)، (7) ب(8) ج(9)، (10) ب

-
- 1- نئی دہلی- (NCPUL) معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ (1983)
 - 2- ڈاکٹر منیر احمد کلی۔ تدریس اردو۔ اصول و ضوابط (2007)۔ ریحان، سلیسینگ ہاؤز، جھار گھنڈ۔
 - 3- شیر و فی: تدریس زبان اردو
- 4- Omair Manzar, Teaching of Urdu Language (2009) New Delhi- Shipra Publication.
- 5- Shaikh Nasreen Khaled, Methods of Teaching Urdu, Hyderabad Deccan Traders.
- Websites:**
- 6- https://ebooks.inflibnet.ac.in/engplz/chapter/language-skills-lsrur_iii_reading/
 - 7- <https://egyankash.ac.in>

اکائی 13۔ اردو زبان کی تدریس کے مقاصد*

اکائی کے اجزاء

13.0	تمہید
13.1	مقاصد
13.2	اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد
13.2.1	اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد
13.2.2	اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد
13.2.3	اردو کی تدریس کے مقاصد بھیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان
13.3	ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد (نظم، نشر، قواعد)
13.3.1	ثانوی سطح پر نشر کی تدریس کے مقاصد
13.3.2	ثانوی سطح پر نظم کی تدریس کے مقاصد
13.3.3	ثانوی سطح پر قواعد کی تدریس کے مقاصد
13.4	خلاصہ
13.5	اکتسابی نتائج
13.6	فرہنگ
13.7	نمونہ امتحانی سوالات
13.8	تجویز کردہ اکتسابی مواد

13.0 تمہید

زبان کا حصول و اکتساب ایک مسلسل عمل ہے جو مہد سے شروع ہو کر لحد تک جاری رہتا ہے۔ زبان کا فروغ و ترقی فرد اور سماج دونوں کے لیے ناگزیر ہے اور سماج کے بغیر کسی زبان کا وجود اور اکتساب دونوں ناممکن ہے۔ زبان کی نشوونما انسان کی ذاتی ترقی اور سماجی کامیابی دونوں کے لیے لازم ہے کیونکہ زبان کے بغیر فرد نامکمل اور ادھورا ہے۔ خاص طور پر اسکوئی تعلیم بشمل نصابی و ہم نصابی سرگرمیاں صدیقہ

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

زبان پر منحصر ہے بلکہ مزیر آگے بڑھ کر بعض ماہرین تعلیم کامانہ ہے کہ اسکوں کی کامل تعلیم زبان کی تعلیم ہے۔ اردو زبان ملک میں پیدا شدہ اور اسی ملک کی ترقی یافتہ زبان ہے جس کی فطرت میں سماجی تنوع اور معاشرے کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ قوم و ملت کی تربیت، ملک کی تاریخ اور قوم پرستی، قدیم و جدید تہذیب و تمدن جیسے موضوعات کا بڑا ذخیرہ اس زبان میں موجود ہے۔ اس زبان کی اہمیت اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ملک کے دو حصوں جنوب و شمال کو مضبوطی سے باندھتی ہے۔ اردو زبان کی تدریس کے مقصد میں طلباء کو اپنی اصیلیت کے قابل بنانا، ادبی ذوق کو فروغ دینا، ادب سے لطف اندوز ہونا اور اعلیٰ انسانی اقدار اور تنقیدی نظر پیدا کرنا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو زبان کی تعلیم میں عام اور خاص دونوں مقاصد شامل ہیں جن کا مقصد لسانی مہارت، ثقافت و اقدار اور موثر ابلاغ کو فروغ دینا ہے۔ ایک مخصوص سطح پر، معلمین اردو قواعد، الفاظ اور نحو و صرف کی جامع تفہیم فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے طلباء کو زبان کی ساخت میں ایک مضبوط بنیاد استوار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اردو پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی مہارت توں کا ایک اہم مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ سیکھنے تحریری اور تقریری مواصلات کی مختلف شکلوں کو سمجھ سکیں اور روانی کے ساتھ اپنی اصیلیت کا اظہار کر سکیں۔ مزید برآں، اردو ادب، شاعری اور ثقافتی باریکیوں کے لیے گہری فہم کی آبیاری پر زور دیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کی تہذیب و تمدن و ثقافتی آگہی کو تقویت ملے۔ وسیع پیانا پر، اردو پڑھانے کے عام مقاصد میں یہیں انتہائی تفہیم کو فروغ دینا، اردو بولنے والے لوگوں کے اندر رابطے میں سہولت فراہم کرنا اور عالمی لسانی تنوع کے ایک لازمی جزو کے طور پر اردو زبان کے تحفظ اور فروغ میں تعاون کرنا شامل ہے۔ عام اور خاص مقاصد کو یکجا کرتے ہوئے اردو کی تعلیم کا مقصد طلباء کو نہ صرف لسانی صلاحیتوں سے آرائتے کرتا ہے بلکہ زبان کے اندر موجود ثقافتی اور سماجی سیاق و سبق کے لیے ایک جامع فہم پیدا کرنا بھی ہے۔

ثانوی سطح پر، اردو کی تعلیم ایک کثیر جہتی طریقہ اختیار کرتی ہے جو کہ شاعری، نثر اور قواعد کے تین لازمی اجزاء پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ ایک بنیادی مقصد اردو شاعری کے لیے گہری سمجھ پیدا کرنا ہے جس سے طالب علموں کو معروف شاعروں کے لکھنے ہوئے ادبی شاہکاروں کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو سکے اور شاعری میں دلچسپی بھی پیدا ہوں۔ کلائیکی اور ہم عصر اردو شاعروں کی تخلیقات کا مطالعہ کرنے سے طبائعہ صرف اپنی زبان کی مہارت کو بڑھاتے ہیں بلکہ اردو ادب کے تانے بانے میں بنے ہوئے ثقافتی اور تاریخی باریکیوں کے بارے میں بھی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ شاعرانہ شکلوں، موضوعات اور اسلوبیاتی عناصر کی کھونج زبان کے اظہاری خوبصورتی کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کرتی ہے جس سے لسانی صلاحیت اور اردو کے فنکارانہ پہلوؤں سے محبت دونوں کی پرورش ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی، ثانوی سطح پر نثر کی تعلیم کا مقصد تحریری اظہار کی مختلف شکلوں کو سمجھنے اور اس کی تشریح کرنے میں طلباء کی مہارت کو فروغ دینا ہے۔ اردو نثر کے مطالعے کے ذریعے، جس میں مختصر کہانیاں، مضامین اور ناولوں کے اقتباسات شامل ہیں طلباء اپنی تحریکی اور تنقیدی سوچ کی مہارت کو تیز کرتے ہیں۔ اس کا مقصد زبان کے استعمال اور ادبی آلات کے بارے میں ایک باریک بینی کو فروغ دینا ہے جس سے طلباء کو اردو نثر میں متنوع کو جاننے اور سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ مزید برآں، قواعد پر ایک مضبوط زور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلباء زبان کی ساختی پیچیدگیوں کو سمجھیں، موثر مواصلات اور تحریری مہارت توں کے لیے ٹھوس بنیاد رکھیں۔ ثانوی سطح پر یہ مقاصد ایک ساتھ مل کر طلباء کی مجموعی ترقی اور خصوصی طور پر زبان کی مہارت توں کے حصول و فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں انہیں لسانی صلاحیتوں سے آرائتے کرتے ہیں اور

اردو کی ادبی اور قواعدی جھتوں کی جامع تفہیم حاصل کرتے ہیں۔ اس اکائی میں اردو زبان کی تدریس کے عام و خاص مقاصد اور ثانوی سطح پر اردو نشر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

13.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔
- اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کو جان سکیں۔
- بحیثیت اول (مادری زبان) اردو کی تدریس کے مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- بحیثیت زبان دوئم اردو کی تدریس کے مقاصد کو جان سکیں۔
- بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد کو معلوم کر سکیں۔
- ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد سے واقف ہو سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو نشر کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کو جان سکیں۔
- ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کو سمجھ سکیں۔

13.2 اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد

زبان کی تعلیم و تدریس میں اساتذہ خاص و عام دونوں مقاصد کو مرکز رکھتے ہیں۔ عام مقاصد وہ لسانی حدود اور مخصوص اهداف ہیں جو پڑھائی جانے والی زبان کی منفرد خصوصیات کے مطابق طے کیے جاتے ہیں۔ عام مقاصد زبان کے حصول و اکتساب کے بنیادی مہارتوں و اصولوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں مواصلات کی مہارتوں کی مجموعی ترقی پر زور دیتے ہیں۔ شفافی تفہیم، تقيیدی سوچ اور لسانی قابلیت اس بنیاد کا ایک لازمی حصہ ہوتی ہے جونہ صرف لسانی مہارت کو فروغ دیتی ہے بلکہ اس سے منسلک ثقافت کو فروغ بھی دیتی ہے۔ مزید برآں، ان مقاصد کے ذریعہ موافقت، اعتماد اور زبان سیکھنے کے لیے زندگی بھر کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری طرف، خاص مقاصد زبان کی مخصوص خصوصیات پر محیط ہوتے ہیں جس میں صوتی مہارت، ادبی تعریف اور صنعت کی مخصوص مواصلاتی مہارتوں جیسی بارکیوں کو حل کیا جاتا ہے۔ یہ مقاصد اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ سیکھنے والے نہ صرف زبان کے عالمگیر پہلوؤں کو سمجھتے ہیں بلکہ تجارتی مواصلات سے لے کر سائنسی گفتگو تک کے سیاق و سبق کے مخصوص مقاصد کے لیے زبان کو استعمال کرنے میں بھی ماہر ہو جاتے

ہیں۔ یہ عام و خاص مقاصد ایک ساتھ مل کر ایک جامع فریم ورک بناتے ہیں جو سیکھنے والوں کو زبان کی پیچیدہ مہارتوں کی استعداد اور گہرائی دونوں کے ساتھ مطالعہ کرنے کی قابلیت کو فروغ دیتا ہے۔

اردو زبان گہری ثقافتی جڑوں کے ساتھ ایک بھرپور اور شاعرانہ زبان عام اور خاص دونوں قسم کے مقاصد پر محیط ہے۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد زبان کے بنیادی اجزاء یعنی سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں اچھی طرح سے مہارت کو فروغ دینے کے گرد گھومتے ہیں۔ طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ موثر مواصلاتی مہار تین تیار کریں جس سے وہ روانی سے اور ثقافتی حساسیت کے ساتھ اپنا اظہار کر سکیں۔ مزید برآں، اردو ادب اور ثقافتی روایات کی کھوچ تلقیدی سوچ اور زبان کے ثقافتی سیاق و سباق کی ایک باریک تفہیم میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زبان کے درست اور اظہار خیال کے لیے قواعد، صرف اور نحو کی مضبوط بنیاد کو یقینی بناتے ہوئے لسانی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے۔ اردو زبان کی تعلیم کے عام مقاصد میں ثقافتی فہم، عالمی بیداری اور سیکھنے والوں میں موافقت کے احساس کو فروغ دینا نہ صرف لسانی قابلیت کو فروغ دینا بلکہ ثقافتی تفہیم کو بھی فروغ دینا ہے۔

مزید برآں، اردو کی تدریس کے مخصوص مقاصد خود زبان کی باریکیوں اور پیچیدگیوں کو تلاش کرتے اور حل کرتے ہیں۔ اردو زبان میں تلفظ کی منفرد آوازوں اور باریکیوں میں مہارت حاصل کرنے کے لیے صوتیاتی مہارت پر زور دیا جاتا ہے۔ ادبی تفہیم ایک خاص مقصد بن جاتا ہے جو طلباء کو کلاسیکی اور عصری اردو ادب کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ فصح اردو رسم الخط میں مضامین، شاعری اور نثر کی تشكیل کے لیے تحریری صلاحیتوں کو نوازا جاتا ہے۔ اردو کے لیے مخصوص ثقافتی باریکیاں جن میں روایتی رسم و رواج، تاثرات اور محاورات شامل ہیں سیکھنے والوں کی سمجھ کو گہرا کرنے کے لیے تلاش کی جاتے ہیں۔ یہ مخصوص مقاصد اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ طلباء نہ صرف زبان کے آفیتی پہلوؤں کو سمجھیں بلکہ اردو میں خصوصی مہارت بھی حاصل کریں جس سے وہ ادبی تجزیے سے لے کر روزمرہ کے ابلاغ تک مختلف سیاق و سباق میں زبان کے ساتھ مشغول ہو سکیں۔

13.2.1 اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد

- 1۔ مواصلات کی مہار تینیں: زبان کی تمام مہارتوں، سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا کو حاصل کرنا۔
- 2۔ ثقافتی تفہیم: اردو زبان سے وابستہ ثقافت کے بارے میں بصیرت حاصل کرنا۔
- 3۔ تلقیدی سوچ: زبان کے تجزیہ اور تشریح کے ذریعے تلقیدی سوچ کی مہارتوں میں اضافہ کرنا۔
- 4۔ لسانی قابلیت: زبان کے درست اظہار کے لیے قواعد، صرف اور نحو پر عبور حاصل کرنا۔
- 5۔ زبان کی روانی: مختلف سیاق و سباق میں قدرتی طور پر اور اعتماد کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے روانی حاصل کرنا۔
- 6۔ باہمی مہار تینیں: اردو زبان میں موثر سماجی تعاملات میں مشغول ہونے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- 7۔ عالمی بیداری: اردو زبان سیکھنے کے ذریعے عالمی مسائل اور نقطہ نظر کے بارے میں آگاہی کو فروغ دینا۔
- 8۔ موافقت: مختلف حالات میں اور متنوع سامعین کے ساتھ اردو زبان کے استعمال میں موافقت پیدا کرنا۔

- 9۔ اعتماد سازی: اردو زبان سیکھنے والوں کے ان کی زبان کی صلاحیتوں میں اعتماد کو فروغ دینا۔
- 10۔ خود کا اظہار: اردو زبان سیکھنے والوں کو واضح اور درستگی کے ساتھ افکار و خیالات کا اظہار کرنے کے قابل بنانا۔
- 11۔ زندگی بھر سیکھنا: رسمی تعلیم سے ہٹ کر مسلسل اردو زبان سیکھنے کے لیے دلچسپی و محبت پیدا کرنا۔
- 12۔ باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنا: اجتماعی سرگرمیوں اور مباحثوں کے ذریعے باہمی تعاون کے ساتھ اردو زبان سیکھنے کو فروغ دینا۔
- 13۔ معلومات کی بازیافت: مختلف زبان کے ذریعے سے معلومات کی بازیافت کے لیے مہار تیں تیار کرنا۔
- 14۔ میڈیا خواندگی: اردو زبان میں میڈیا کا تنقیدی تجزیہ اور اس کے کردار کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- 15۔ مسئلہ حل کرنا: زبان پر مبنی منظر ناموں اور سرگرمیوں کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی مہارت توں کو بہتر بنانا۔
- 16۔ بین الشفافیت قابلیت: زبان کے ذریعے متنوع ثقافتی سیاق و سباق کے مطالعہ و جستجو کرنے میں قابلیت پیدا کرنا۔
- 17۔ ڈیجیٹل خواندگی: سیکھنے والوں کو اردو زبان سیکھنے کے لیے ڈیجیٹل وسائل استعمال کرنے کی مہارت توں سے آرائی کرنا۔
- 18۔ تنوع کا احترام: زبان کی تعلیم کے ذریعے لسانی اور ثقافتی تنوع کے لیے احترام کو فروغ دینا۔
- 19۔ تحقیقی صلاحیت: لکھنے، بولنے، یافہ کارانہ کوششوں کے ذریعے اردو زبان میں تحقیقی و تحقیقی اظہار کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 20۔ عکاسی: زبان سیکھنے کی پیش رفت اور حکمت عملیوں پر غور کرنے کی عادت پیدا کرنا۔
- 21۔ زبان سے لگاؤ اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ اس زبان میں دلچسپی اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنا۔
- 22۔ مانی الضمیر کی ادا بیگنی: اس زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً کو اس قابل بنانا کہ وہ اپنی مانی الضمیر کی ادا بیگنی کر سکے۔
- 23۔ ذہنی و فکری قوت: اردو زبان کی تدریس کے ذریعے طلباً میں سوچنے اور انکی یکنینکی صلاحیت کو پروان چڑھانا۔
- 24۔ ادبی ذوق اور فنون لطیفہ میں دلچسپی: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً میں ادبی ذوق کو فروغ دینا اور فنون لطیفہ میں دلچسپی پیدا کرنا۔
- 25۔ مشاہدہ کی قوت و معلومات میں اضافہ: اس زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً میں مشاہدہ کی قوت کو مضبوط کرنا اور ان کی معلومات می گرائی تدریس اضافہ کرنا۔
- 26۔ بنیادی اصول و قواعد: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً کو بنیادی اصول و قواعد کی بابت معلومات فراہم کرنا اور سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔
- 27۔ اردو اور متعلقہ زبانیں: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً کے اندر اردو اور اس کے متعلقہ زبانوں میں دلچسپی و مہارت پیدا۔
- 28۔ ہمہ جہت ترقی و فروغ: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً کے اندر ہمہ جہت ترقی و فروغ جیسے جسمانی، حرکی، نفسیاتی، ذہنی، اخلاقی وغیرہ کو فروغ دینا۔
- 29۔ زبان کے متعلق بنیادی معلومات: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلباً کو اس زبان کی بابت بنیادی معلومات جیسے آغاز و ارتقاء، تحریکیں، دبستانیں، شعر اور دباء، ماہرین لسانیات، نقاد اور ادارے، صحافت و میڈیا اور اس کے فروغ کے لیے کام کر رہے افراد وغیرہ کی بابت معلومات فراہم کرنا۔
- 30۔ مطالعہ و تحقیق کا شوق: اس زبان کی تعلیم و تدریس کے ذریعہ طلبائی میں مطالعہ و تحقیق کا شوق و ذوق پیدا کرنا۔

13.2.2 اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد

- 1- صوتیاتی مہارت: واضح اور درست زبانی مواصلت کو یقینی بناتے ہوئے اردو زبان کے لیے مخصوص تلفظ اور لمحے میں مہارت حاصل کرنا۔
- 2- لکھنے کی مہارت: اردو تحریر میں مہارت پیدا کرنا بیشتر مضمایں، روپرٹس، دعوت نامہ، خطوط اور دیگر تحریری شکلیں۔
- 3- ادبی فہم: اردو زبان میں ادبی کاموں کا تجزیہ اور تشریح کرنا۔
- 4- کاروباری مواصلات: پیشہ و رانہ کاروباری مواصلات سے وابستہ اردو زبان کی مہار تیں حاصل کرنا۔
- 5- ٹکنیکی تحریر: مخصوص صنعتوں کے لیے ٹکنیکی تحریر میں مہارت پیدا کرنا۔
- 6- طبی اصطلاحات: طبی سیاق و سبق اور اصطلاحات کے لیے اردو زبان کی مخصوص مہار تیں سیکھنا۔
- 7- قانونی زبان: قانونی گفتگو اور تفہیم کے لیے زبان کی مہارت حاصل کرنا۔
- 8- سائنسی مواصلات: سائنسی تحقیقی اور مواصلات کے لیے اردو زبان کی مہارت کو فروغ دینا۔
- 9- تعلیمی گفتگو: تعلیمی مقاصد کے لیے تعلیمی زبان اور تحریر میں مہارت حاصل کرنا۔
- 10- کثیر لسانی قابلیت: متعدد زبانوں میں مہارت پیدا کرنا اگر قابل اطلاق ہو سکھنے والوں کو کثیر لسانی اور کثیر اشناختی دنیا میں تشریف لے جانے کے قابل بنانا۔
- 11- ترجمے کی مہار تیں: اردو زبان اور مادری زبان یاد گیر کسی اور زبان کے درمیان ترجمہ کرنے کی مہار تیں تیار کرنا۔
- 12- عوامی تقریر: اردو زبان میں موثر عوامی تقریریں کرنے کی مہارت کو بہتر بنانا۔
- 13- تخلیقی تحریر: اردو زبان میں افسانہ، شاعری، یا تخلیقی مضمایں لکھ کر تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
- 14- بین الشناختی گفت و شنید: بین الشناختی گفت و شنید اور بات چیت کے لیے اردو زبان کی مہار تیں تیار کرنا۔
- 15- سفارت کاری کے لیے زبان: سفارتی رابطے کے لیے اردو زبان کی مہار تیں حاصل کرنا۔
- 16- سیاحت اور مہمان نوازی کی زبان: سیاحت اور مہمان نوازی کی صنعت کے لیے اردو زبان کی مہار تیں سیکھنا۔
- 17- مخصوص مقاصد کے لیے زبان: سکھنے والوں کی ضروریات اور دلچسپیوں کے لحاظ سے مخصوص مقاصد، جیسے طبی، قانونی، یا سائنسی زبان کے مطابق زبان کی مہار تیں فراہم کرنا۔
- 18- تجرباتی سیکھنا: تجربات زبان کے تبادلے یا زبان کے حقیقی دنیا کے استعمال کے ذریعے تجرباتی سکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔ مخصوص مقاصد سکھنے والے کی عمر، مہارت کی سطح، شناختی پس منظر اور زبان سکھنے کے اہداف جیسے عوامل کی بنیاد پر مختلف ہوں گے۔ زبان کے معلمین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے نصاب اور تدریسی حکمت عملیوں کی منصوبہ بندی کرتے وقت ان عوامل پر غور کریں۔

13.2.3 اردو کی تدریس کے مقاصد بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان

کسی بھی زبان کی بحیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان کے طور پر درس و تدریس کے مقاصد کے مابین نمایا فرق اور واضح امتیازات عین ممکن ہے۔ اسی طرح، دوسری یا تیسری زبان کے طور پر اردو زبان کی تدریس اور اکتساب کے مقاصد اسی زبان کی مادری زبان کے طور پر تدریس و اکتساب کے مقاصد کے مابین نمایا امتیازات کو ظاہر ہوتے ہیں۔ جب اردو کو مادری زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تو بنیادی توجہ ایک جامع لسانی صلاحیت کو پروان چڑھانے پر ہوتی ہے جو کہ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے نیز سوچنے تک وسیع ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف روزمرہ کے رابطے میں روانی فراہم کرنا ہے بلکہ اردو ورثتے کی گہری ثقافتی شناخت اور خوبیوں کو بھی فروغ دینا ہے۔ ادبی مہارت ایک اہم مقصد بن جاتا ہے جو لوگوں کو اردو ادب کے ساتھ تلقیدی انداز میں مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے جس میں نثر اور شاعری دونوں شامل ہیں۔ مزید برآں، اردو کو مادری زبان کے طور پر پڑھانا ثقافتی شناخت کے ایک لازمی پہلو کے طور پر زبان کے تحفظ اور فروغ پر زور دیتا ہے جس سے تعلق اور لسانی فخر کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس، جب اردو کو دوسری یا تیسری زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے تو مقاصد عملی مواصلات کی مہارتوں اور ثقافتی بیداری کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ ان سیاق و سبق میں بنیادی مقصد سیکھنے والوں کو حقیقی زندگی کے حالات کے لیے اردو میں عملی مہارت سے آرائتے کرنا ہے۔ خواندگی کی بنیادی مہارتوں بثنوں پڑھنے اور لکھنے پر زور دیا جاتا ہے تاکہ روزمرہ کی زندگی، کام اور سماجی تعاملات میں موثر مواصلت کو آسان بنایا جاسکے۔ اگرچہ ثقافتی نمائش ایک مقصد کے طور پر قائم ہے لیکن اکثر توجہ سیکھنے والوں کو ضروری الفاظ، ثقافتی حساسیت اور اردو لسانی ڈھانچے کی بنیادی تفہیم فراہم کرنے پر ہوتی ہے۔ اردو کو دوسری یا تیسری زبان کے مرکز کے طور پر پڑھانے کا مقصد مادری زبان کی تعلیم میں متوقع جامع ثقافتی اور ادبی وسعت کے بجائے مخصوص سیاق و سبق کے اندر رابطے اور تعامل کو فروغ دینا ہے۔ اردو پڑھانے کے مقاصد اس بات پر منحصر ہو سکتے ہیں کہ آیا سے مادری زبان (اول زبان)، دوسری زبان، یا تیسری زبان سمجھا جاتا ہے۔ اردو زبان کے مذکورہ تینوں سیاق و سبق کے لحاظ سے مقاصد کی تفصیل درج ذیل ہیں:

(الف) بحیثیت مادری زبان (زبان اول) اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1- لسانی قابلیت: سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے سمیت تمام زبان کی مہارتوں میں ایک مضبوط بنیاد تیار کرنا۔
- 2- ثقافتی شناخت: اردو ثقافت، ورثتے اور روایات کے لیے گہری سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔
- 3- ادبی مہارت: نثر اور شاعری سمیت اردو ادب سے منسلک ہونے اور اس کی خوبیوں کو سراہنہ کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 4- تلقیدی سوچ: پیچیدہ اردو تحریروں اور ثقافتی باریکیوں کے تجزیہ کے ذریعے تلقیدی سوچ کی مہارت کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 5- موثر ابلاغ: طلاء کو مختلف سیاق و سبق میں اردو میں واضح اور روانی سے اظہار خیال کرنے کی مہارتوں سے آرائتے کرنا۔
- 6- زبان کی دیکھ بھال: ثقافتی اہمیت کی حامل زبان کے طور پر اردو کے تحفظ اور فروغ کے عزم کو پروان چڑھانا۔
- 7- محبت و دلچسپی: اردو زبان کے تین ان کی محبت کو برقرار رکھنا اور اس زبان کے مطالعہ و تحقیق میں دلچسپی پیدا کرنا۔
- 8- ذوق سلیم و اچھے اخلاق: اردو زبان کی تدریس کے ذریعہ طلاء میں ذوق سلیم پیدا کرنا اور ان کو سنوارنا۔

(ب) بحیثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1- عملی مہارت: روزمرہ کے حالات میں بات چیت کے لیے زبان کی عملی مہارتوں کو فروغ دینا۔
- 2- ثقافتی آگاہی: اردو بولنے والے قوم و عوام کے ثقافتی پہلوؤں کو متعارف کروانا اور اس کی تفہیم کو فروغ دینا۔
- 3- بنیادی خواہدگی: عملی استعمال پر توجہ دیتے ہوئے اردو میں پڑھنے اور لکھنے کی بنیادی مہارت کو یقینی بنانا۔
- 4- الفاظ کا حصول: روزمرہ کی زندگی، کام اور سماجی تعاملات سے متعلقہ الفاظ کے ذخیرہ میں وسعت بخشن۔
- 5- زبان کا انضام: موثر ابٹے کے لیے سکھنے والے کے لسانی ذخیرہ میں اردو کے انضام کو آسان بنانا۔
- 6- دوسری قابلیت: مادری زبان اور اردو دونوں میں مہارت کو بڑھانا اور دوسری صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
- 7- جذبائی قربت: اردو زبان کے لوگوں اور دیگر زبان کے لوگوں کو جذبائی طور پر ایک دوسرے کے قریب لانا۔
- 8- قومی یتکھنی و ہم آہنگی: دوسری بانوں کی تدریس کے ذریعہ ان دونوں قوموں کے مابین قومی یتکھنی و ہم آہنگی کو فروغ دینا۔

(ج) بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد:

- 1- بنیادی مواصلات کی مہارتیں: اردو میں بنیادی مواصلات کے لیے بنیادی زبانی مہارتیں پیدا کرنا۔
 - 2- ثقافتی نمائش: ایک و سیع عالمی تناظر میں اردو بولنے والے قوموں کے ثقافتی پہلوؤں سے سکھنے والوں کو متعارف کروانا۔
 - 3- کم از کم الفاظ کا ذخیرہ: اردو بولنے والے علاقوں میں مسافروں یا مخصوص ضروریات کے حامل افراد کے لیے ضروری الفاظ کے ذخیرہ پر توجہ مرکوز کرنا۔
 - 4- ثقافتی حساسیت: اردو بولنے والوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے سماجی اصولوں اور رسم و رواج کو مد نظر رکھتے ہوئے ثقافتی حساسیت کو فروغ دینا۔
 - 5- لسانی آگاہی: اردو لسانی ساخت اور تلفظ کے نمونوں کے بارے میں آگاہی پیدا کریں۔
 - 6- دلچسپی: سکھنے والوں کو لسانی تنوع کی ترغیب دینے کے لیے اردو زبان اور ثقافت میں دلچسپی پیدا کرنا۔
 - 7- ترجمہ کی مہارت: دیگر زبانوں سے اردو زبان میں ترجمہ یا اس کے برعکس کی طبلاء میں صلاحیت پیدا کرنا۔
 - 8- تہذیب و تمدن: ہندوستانی تہذیب و تمدن، ثقافت و تاریخ اور فنون لطیفہ کو سمجھنے اور محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- اردو کے ساتھ سکھنے والے کے پس منظر کی بنیاد پر مقاصد مختلف ہوتے ہیں چاہے وہ بنیادی زبان ہو، عملی مقاصد کے لیے سیکھی گئی دوسری زبان ہو، یا ثقافتی یا علمی و جوہات کے لیے منتخب کی گئی تیسرا زبان ہو۔ عملی مواصلات کی مہارتوں، ثقافتی تفہیم اور ادبی تعریف کے درمیان زور مختلف ہو سکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں

- 1) اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد کو بیان کریں۔
- 2) اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی تشریح کریں۔

13.3 ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد (نظم، نثر، قواعد)

ثانوی سطح پر تعلیم طلباء کی لسانی مہارت، ثقافتی تعریف اور تقدیمی سوچ کی صلاحیتوں کی تشكیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب اس اہم مرحلے پر اردو پڑھانے کی بات آتی ہے تو، نثر، شاعری، انشاء اور قواعد پر مشتمل ایک جامن نقطہ نظر سب سے اہم ہے۔ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد کثیر جہتی ہیں، جس کا مقصد زبان کی گہری تفہیم، اس کے ثقافتی تناظر اور اس کے نثر اور شاعری میں شامل اظہاری صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ ایک بنیادی مقصد اردو نثر کی تعلیم کے ذریعے زبان کی مہارتوں (سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے نیز سوچنے) کو فروغ دینا ہے۔ اس میں طلباء کی پڑھنے کی فہم کی مہارتوں کو فروغ دینا انہیں متنوع ادبی متن کے ساتھ مشغول ہونے کے قابل بنا شاہل ہے۔ اردو نثر کے موضوعات، کرداروں اور اسلوبیاتی عناصر کو تلاش کرنے سے طلباء نہ صرف اپنی لسانی صلاحیتوں کو نکھارتے ہیں بلکہ تقدیمی سوچ اور تجزیاتی صلاحیتوں کو بھی پروان چڑھاتے ہیں۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تعلیم کا مقصد طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا اور ان کی تحریری صلاحیتوں کو نکھارنا ہے جس سے وہ مربوط اور سوچ سمجھ کر اظہار خیال کر سکیں۔ مزید برآں، اردو نثر کے اندر ثقافتی اور سماجی سیاق و سباق کی تلاش و جستجو طالب علموں کی علمی بیداری میں مددیتی ہے، تنوع کی سمجھ کو فروغ دیتی ہے اور دنیا کے بارے میں ان کی سمجھ میں اضافہ کرتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تعلیم زبان کے فنی اور جذباتی پہلوؤں سے محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک لازمی مقصد اردو شاعری میں موجود پچیدہ موضوعات، استعاروں اور علامتوں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی طالب علموں کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ غزلوں، نظموں اور دیگر شاعرانہ شکلوں کی تلاش و جستجو کے ذریعے طلباء نہ صرف اپنی ادبی تجزیاتی صلاحیتوں کو نکھارتے ہیں بلکہ اردو شاعری کی روایات میں گھرے ہوئے امیر ثقافتی ورثے سے بھی جڑتے ہیں۔ اردو شاعری کی تعلیم محض لسانی مہارتوں تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ جذباتی ذہانت کو پروان چڑھاتا ہے، طلباء کو شاعرانہ آیات کے ذریعے بیان کیے گئے متنوع زاویوں اور تجربات کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ طلباء کو اپنی اردو نظمیں لکھنے کی ترغیب، تخلیقی صلاحیتوں اور ذاتی اظہار کو فروغ دیتا ہے نیز زبان کے ساتھ ان کی مصروفیت کو گہرا کرتا ہے۔

نثر اور شاعری کے علاوہ، ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ قواعد کے تدریسی مقاصد کے مقاصد دو ہرے ہیں؛ پہلا، طلباء کو بنیادی قواعد کے تصورات کی ٹھوس تفہیم فراہم کرنا جن میں تقریر کے حصے، فعل کی ترکیب اور جملے کی ساخت شامل ہے۔ اور دوسرا، اعلیٰ درجے کے قواعد کے ڈھانچے کی تلاش کے ذریعے تقدیمی سوچ کو فروغ دینا ہے۔ اردو قواعد میں مہارت طلباء کو قواعد کے اعتبار سے درست اور مربوط جملے بنانے کے لیے با اختیار بناتی ہے جس سے ان کی بات چیت کی مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر قواعد کی تعلیم قاعدہ یادداشت سے آگے بڑھ کر یہ طلباء کو اپنے علم کو متنوع لسانی سیاق و سباق میں لاگو کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ادبی تجزیے میں قواعد کا انضمام طلباء کی تجزیاتی صلاحیتوں کو مزید تقویت دیتا ہے جس سے وہ اردو نثر اور شاعری کی پیچیدگیوں و باریکیوں کو پرکھنے اور سمجھنے کے قابل بناتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد، نثر، شاعری اور قواعد کو شامل کرتے ہوئے طالب علموں کو ایک جامع اور

بھرپور زبان کی تعلیم فرائم کرنا ہے۔ یہ نقطہ نظر نہ صرف انہیں لسانی مہارت سے آر استہ کرتا ہے بلکہ اردو زبان کی ثقافت اور فن جہتوں سے گہرا تعلق بھی بڑھاتا ہے۔ تقدیمی سوچ، تحقیقی صلاحیتوں اور ادب سے محبت کو پروان چڑھانے سے ثانوی سطح پر اردو کی تعلیم طلباء کے تعلیمی سفر کا ایک اٹوٹ حصہ بن جاتی ہے۔

13.3.1 ثانوی سطح پر نشر کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو نشر کی تعلیم زبان کی مہارت، تقدیمی سوچ اور ثقافتی فہم کو فروغ دینے کے مقاصد کثیر جھتی ہیں۔ ان میں سے ایک بنیادی مقصد طالب علموں کی پڑھنے کی فہم کی مہارت توں کو بڑھانا ہے جس سے وہ متنوع اردو نشری متن کے افہام و تفہیم کے ساتھ مشغول ہو سکیں۔ اس میں نہ صرف مواد کے لغوی معنی کو سمجھنا شامل ہے بلکہ اردو کے نثر نگاروں کے ذریعہ استعمال کردہ بنیادی موضوعات، کردار کی نشوونما اور اسلوبیاتی عناصر کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ایک اور اہم مقصد اردو نشر کے مجموعوں کے خلاصوں، عکاسیوں اور تجزیوں کے ذریعے طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو بڑھانا اور ان کی تحریری صلاحیتوں کو تکھارنا ہے۔ زبان کی ان مہارت توں کو فروغ دینے سے، طلباء تقریری اور تحریری طور پر اپنے آپ کو مر بوط اور سوچ سمجھ کر بہتر طریقے اظہار کرتے ہیں جو ان کی زبان کی مجموعی مہارت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ثانوی سطح پر اردو نشر کی تعلیم اردو ادب میں شامل زبانی خصوصیات اور ثقافتی و سماجی سیاق و سباق کی فہم پیدا کرتی ہے۔ اردو نشر کی تعلیم کے ذریعے طلباء کو ثقافتی اقدار، روایات اور تاریخی تناظر سے روشناس کرایا جاتا ہے جو زبان کی تشکیل معاون ہیں۔ مزید برآں، طالب علموں کو مختلف اردو نثر نگاروں کے کاموں کا موازنہ اور ان کے مختلف کرنے کی ترغیب دینا تقدیمی سوچ اور تجزیاتی مہارت توں کو فروغ دیتا ہے نیز انہیں متنوع ادبی تاثرات کی پیچیدگیوں کو معلوم کرنے اور سمجھنے کے لیے با اختیار بناتا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو نشر کی تعلیم کے مقاصد لسانی مہارت سے آگے بڑھ کر ایک وسیع تر فکری اور ثقافتی افسرودگی کا احاطہ کرتے ہیں۔ ثانوی سطح پر اردو نشر پڑھانے میں طلباء کی لسانی صلاحیتوں کی تشکیل اور ادب کی تعریف کو فروغ دینا شامل ہے۔ یہاں چند مقاصد ہیں جو ثانوی سطح پر اردو نشر کی تعلیم کی رہنمائی کر سکتے ہیں:

- 1- فہم کی مہار تیں: اردو نشر کے پیچیدہ نظر و فکر کو سمجھنے اور ان کی تشریح کرنے کی طالب علموں کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 2- ذخیرہ الفاظ کی توسعی: متنوع نشری اصناف اور موضوعات کی درس و تدریس کے ذریعے طلباء کے اردو ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا۔
- 3- تقدیمی تجزیہ: اردو نشر میں موضوعات، کرداروں اور اسلوب بیان کی تکنیکوں کا تجزیہ کرنے میں طلباء کی رہنمائی کرتے ہوئے تقدیمی سوچ کو فروغ دینا۔

4- ثقافتی فہم و قدر دانی: اردو نشری کاموں میں شامل ثقافتی سیاق و سباق کی تفہیم اور قدر دانی پیدا کرنا۔

5- سلاست و روانی کی نشوونما: اردو نشر کو پڑھنے اور سمجھنے میں طلباء کی سلاست و روانی کو بڑھانا، تلفظ اور اظہار پر زور دینا۔

6- تحریری مہارت: اردو نشر کے خلاصوں، عکاسیوں اور تجزیوں کی تشکیل کے ذریعے طلباء کی تحریری صلاحیتوں کو فروغ دینا۔

7- قواعد کی تقویت: زبان کی ساخت اور نحو کو بہتر بنانے کے لیے اردو نشر کے تناظر میں قواعد کے تصورات کو تقویت دینا۔

8- ادبی ذوق: اردو نشر میں ادبی عناصر جیسے اسلوب بیان، منظر نگاری اور بیانیہ تکنیک کے بہتر طریقے کے ذریعہ طلباء میں ادبی ذوق پیدا کرنا۔

- 9- تقابلی مطالعہ: اسلوبیاتی اور موضوعاتی فرق کو نوٹ کرتے ہوئے مختلف اردو نشری نگاروں کے کاموں کا موازنہ اور ان میں تضاد کرنے کے لیے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 10- ثقافتی حساسیت: اردو نشری ثقافتی اقدار، سماجی اصولوں اور تاریخی تناظر کی عکاسی کرتے ہوئے طلباء کے اندر تہذیب و تمدن و ثقافت کے تیئں حساسیت پیدا کرنا۔
- 11- کردار کی تلاش و جستجو: اردو نشری بیانیے کے اندر کردار کی نشوونما کا تجزیہ کرنا اور محکمات اور کرداروں پر توجہ مرکوز کرنا۔
- 12- سماجی مطابقت: اردو ادب کو طلبہ کی زندگیوں کی موافقت کے لیے اردو نشری کو عصری سماجی مسائل سے جوڑنا۔
- 13- بین الاضابطہ رابطہ: اردو نشری اور دیگر مضامین جیسے تاریخ، سماجیات، یانفسیات کے درمیان روابط دریافت کرنا اور سمجھنا۔
- 14- تحقیقی اظہار: طلباء کو اردو میں اپنے نثری مجموعے بنانے کے ذریعے تحقیقی اظہار کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- 15- ڈیجیٹل خواندگی: ڈیجیٹل خواندگی کی مہارتوں کو فروغ دیتے ہوئے اردو نشری متن تک رسائی کے لیے ڈیجیٹل وسائل کو مر بوط کرنا۔
- 16- عمومی تقریر: طلباء سے اردو نشر کے اقتباسات کے خلاصے یا تجزیہ پر تبادلہ خیال اور پیش کر کے زبانی رابطے کی مہار تیں پیدا کرنا۔
- 17- تحقیقی ہنسی: تحقیقی مہار تیں متعارف کرونا اور طلباء کو اردو نشر کے مصنفوں اور ان کے کاموں سے متعلق پس منظر کی معلومات کو دریافت کرنے میں رہنمائی کرنا۔
- 18- عالمی تناظر: اردو نشر عالمی موضوعات اور عالمی انسانی تجربات کے ساتھ کس طرح گو نجت ہے اس پر بحث کرتے ہوئے طلباء کے نقطہ نظر کو وسیع کرنا۔

- 19- تنقیدی جواب: طلبہ کو اردو نشر پر تنقیدی رد عمل بیان کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے آزاد فکر اور تجزیہ کو فروغ دینا۔
- ان مقاصد کا مقصد اردو زبان کے طلباء کو ایک بہترین تعلیمی تجربہ فراہم کرنا ہے جس سے نہ صرف زبان کی مہارت کو فروغ دیا جائے بلکہ ثانوی سطح پر اردو نشری ادب کی گہرائی سمجھ بوجھ پیدا ہو۔

13.3.2 ثانوی سطح پر نظم کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو نظم کی تعلیم کے مقاصد جن میں زبان کی خوبصورتی، حسن کا احساس، ثقافتی ورثتے کی قدر اور ادبی اظہار کے لیے طلباء کی مہارتوں کو فروغ دینا شامل ہیں۔ ان مقاصد میں سے ایک مرکزی مقصد اردو شاعری کے اندر پیچیدہ موضوعات، کنایات، استعاروں اور علامتوں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کی طلباء کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ شاعرانہ منظوم کلام کی جذباتی گہرائی اور جمالیاتی باریکیوں کو تلاش کر کے طلباء نہ صرف اپنی ادبی تجزیاتی صلاحیتوں کو تیز کرتے ہیں بلکہ اردو شاعری میں سمائے ہوئے ثقافتی اور تاریخی سیاق و سبق سے بھی اپنا تعلق گھرا کرتے ہیں۔ یہ مقصد ایک جذباتی ذہانت کو فروغ دینے کے لیے زبان کے میکانیات سے آگے بڑھتا ہے جو طالب علموں کو شاعرانہ اظہار کے ذریعے پیش کیے جانے والے متنوع تناظر اور تجربات کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کے قابل بنتا ہے۔ مزید برآں، ثانوی سطح پر اردو نظم کی تعلیم دینے کا مقصد طلباء کو اردو نظم کی روایات میں موجود متنوع شکلوں اور ساختوں کی جامع تفہیم فراہم کرنا ہے۔ طلباء کو اپنی اردو نظمیں لکھنے

کی ترغیب دینے سے تخلیقی صلاحیتوں اور ذاتی اظہار کو فروغ ملتا ہے جس سے وہ زبان کے ساتھ زیادہ قریبی سطح پر مشغول ہو سکتے ہیں۔ بالآخر، ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تعلیم ادب کے لیے زندگی بھر کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے جس سے نہ صرف لسانی مہارت کو فروغ ملتا ہے بلکہ اردو زبان کی ثقافتی اور فنی جہتوں سے بھی گہرا تعلق ہوتا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو شاعری کی تدریس میں طلاء کو اس ادبی شکل کی فنی اور ثقافتی جہتوں کو جانے و سمجھنے میں رہنمائی کرنا شامل ہے۔ ثانوی

سطح پر اردو نظم کی تدریس کے چند اہم مقاصد یہ ہیں:

- 1- جمالیاتی تعریف: اردو شاعری کی جمالیاتی خوبصورتی اور جذباتی گہرائی کو سراہنے کے لیے طلابہ کی صلاحیت کو فروغ دینا۔
- 2- ادبی تجزیہ: طلاء کو اردو شاعری میں موضوعات، علامتوں اور استعاروں کا تجزیہ اور تشریح کرنے کے قابل بنانا۔
- 3- تاریخی سیاق و سبق: طلاء کو اردو زبان میں شاعرانہ اظہار پر سماجی اور ثقافتی اثرات کو سمجھنے میں مدد کے لیے تاریخی سیاق و سبق فراہم کرنا۔
- 4- ذخیرہ الفاظ کی افزائش: مختلف شاعرانہ شکلوں اور انواع کو سامنے لا کر طلابہ کے اردو ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینا۔
- 5- تال کی سمجھ: اردو شاعری میں رانج تال، میٹر، اور شاعری کی اسکیمیوں کو سمجھنے میں طلاء کی مدد کرنا۔
- 6- نظم خوانی و غزل گوئی کی مہار تیں: مناسب تلفظ، ترجم، نگمگی، اور خوشحالی کی تفہیم پر زور دیتے نظم خوانی و غزل گوئی کی مہارتوں کو فروغ دینا۔
- 7- اشارہ و کنایہ: طلابہ کو اردو شاعری میں اشارات و کنایات اور تمثیل کے استعمال کو دریافت کرنے اور سمجھنے کی ترغیب دینا۔
- 8- اسلوبی عناصر: اردو کے نامور شاعروں کے ذریعہ استعمال کیے گئے مختلف اسلوب و طرز کلام سے طلابہ کو متعارف کروانا۔
- 9- تقابلی مطالعہ: اسلوبیاتی اور موضوعاتی تغیرات پر زور دیتے ہوئے مختلف اردو شاعروں کی تخلیقات کے موازنہ اور تضاد کی سہولت فراہم کرنا۔
- 10- رسمی ڈھانچہ: اردو شاعری کی مختلف شکلوں جیسے غزل، نظم اور باعیات کی رسمی ساخت سکھانا۔
- 11- ثقافتی نمائندگی: دریافت کرنا کہ اردو شاعری کس طرح ثقافتی اقدار، روایات اور معاشرتی اصولوں و قواعد کی عکاسی اور نمائندگی کرتی ہے۔
- 12- جذباتی اظہار: طلابہ کو اردو شاعری کے تجزیہ اور نظم گوئی کے ذریعے جذبات کو سمجھنے اور ان کا اظہار کرنے کے قابل بنانا۔
- 13- ادبی تاریخ: طلاء کو اردو شاعری کی تاریخی ترقی سے واقف کروانا، کلیدی شعراء اور ادبی تحریکیوں کو اجاگر کرنا۔
- 14- باہمی نظم و ضبط: اردو شاعری اور دیگر مضمایم جیسے مو سیقی، فن یا فلسفہ کے درمیان روابط دریافت کرنا۔
- 15- تخلیقی تحریر: طلاء کی حوصلہ افزاں کریں کہ وہ اپنی اردو نظمیں ترتیب دے کر، ذاتی اظہار کو تلاش کر کے تخلیقی تحریر میں مشغول ہوں۔
- 16- تنقیدی سوچ: اردو شاعری کی آیات کے اندر گہرے معانی کو سوال کرنے اور تجزیہ کرنے کے لیے طلابہ کی رہنمائی کرتے ہوئے تنقیدی سوچ کو فروغ دینا۔
- 17- کارکردگی کی مہار تیں: اردو شاعری کی کارکردگی اور پیش کش کے لیے مہار تیں تیار کرنا اور عوامی اظہار میں اعتماد کو فروغ دینا۔

- 18- جدید موافقت: روایتی اردو شاعری کو جدید موافقت اور تحریحات سے جوڑنا اور اسے عصری سیاق و سباق سے متعلق بنانا۔
- 19- ڈیجیٹل خواندگی: اردو شاعری کی وسیع دائرة تک رسائی کے لیے ڈیجیٹل وسائل کا استعمال کرنا اور ڈیجیٹل خواندگی کی مہارتوں کو فروغ دینا۔

- 20- عالمی تناظر: اردو شاعری عالمی موضوعات اور عالمی انسانی تجربات کے ساتھ کس طرح گو نجتی ہے اس پر بحث کرتے ہوئے طلباے کے نقطہ نظر کو وسیع کرنا۔

ان مقاصد کا مقصد ثانوی سطح پر طلباے کے درمیان اردو شاعری کی گہری سمجھ اور چیزیں پیدا کرنے کے لیے ایک جامع اور پرکشش سیکھنے کا ماحول پیدا کرنا ہے۔

13.3.3 ثانوی سطح پر قواعد کی تدریس کے مقاصد

ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کے مقاصد کے مقاصد کے ایک جامع فہرست ہے جس کا مقصد طلباے کو ایک مضبوط لسانی بنیاد اور موثر مواصلاتی مہارتوں سے آرائتے کرنا ہے۔ ایک بنیادی مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ طلباے اردو میں بنیادی اصولوں و قواعد پر مبنی تصورات کی ٹھوس سمجھ حاصل کریں۔ اس میں کلام کے لحاظ سے درست اور مربوط جملے بنانے میں ان کی مہارت کو بڑھانے کے لیے، نحو، صرف، دیگر قواعد اور جملے کی ساخت میں مہارت حاصل کرنا شامل ہے۔ صنف، نمبر اور الفاظ کے استعمال پر زور دیا جاتا ہے جس سے طلباے کو تقریری اور تحریری اردو دونوں میں درست طریقے سے اپنے خیالات و احساسات کا اظہار کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ سب سے بڑا مقصد طلباے کو زبان کی پیچیدگیوں کو دریافت کرنے، سمجھنے اور حل کرنے کے لیے ضروری معلومات فراہم کرنا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے کا ایک اور اہم مقصد تقدیمی سوچ اور تحریری مہارت کو فروغ دینا ہے۔ اعلیٰ درجے کے گرم کے تصورات جیسے مشروط جملے، جملے کے اجزاء، فقرے اور محاوراتی اظہار کے ذریعے طلباے کی حوصلہ افزاں کی جاتی ہے کہ وہ یادداشت سے بالاتر ہو کر سوچیں اور اپنے علم کو منتنوع لسانی سیاق و سباق میں استعمال کریں۔ ادبی تجزیے میں قواعد کا انعام طلباے کی اردو نشر اور شاعری کو الگ الگ کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو مزید بڑھاتا ہے جس سے زبان کی اظہاری صلاحیت میں گراں قدر اضافہ ہوتا ہے۔ آخر کار، ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تعلیم کے مقاصد قواعد و ضوابط کے دائرے سے باہر ہیں جس کا مقصد طلباے کو موثر ابلاغ اور اردو زبان و ادب کی باریک بینی سے سمجھنے کے لیے درکار لسانی مہارت کے ساتھ با اختیار بنانا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے میں موثر ابلاغ اور زبان کی مہارت کے لیے ایک مضبوط بنیاد رکھنا شامل ہے۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد پڑھانے کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

- 1- بنیادی تفہیم: اس بات کو یقینی بنانا کہ طلباے اردو قواعد کے بنیادی اصولوں کو سمجھیں اور مزید جدید تصورات معلوم کریں۔
- 2- تقریر میں مہارت کے حصے: تقریر کے مختلف حصوں جیسے اسم، فعل، صفت اور فعل کے بارے میں ایک جامع تفہیم تیار کرنا۔
- 3- حروف عطف کی مہارت: زبان کی روانی کو بڑھانے کے لیے مختلف ادوار، مزاج اور پہلوؤں میں حروف عطف کو سکھانا اور ان کو تقویت دینا۔

- 4- اسم اور صفت کے استعمال کی مہارت: اردو جملوں میں اسم اور صفت کے جملوں میں استعمال اور ان دونوں سے متعلق اصولوں پر زور دینا۔
- 5- جنس اور نمبر کے قواعد: اردو اسم اور صفت میں صنف اور نمبر کے معابدے سے متعلق قواعد کو واضح کریں اور ان پر عمل کریں۔
- 6- حرف جر کے استعمال کی مہارت تیس: اردو جملے میں رشتہوں کو بیان کرنے کے لیے اصناف کو موثر طریقے سے سمجھنے اور استعمال کرنے میں طلباء کی رہنمائی کرنا۔
- 7- مفعول کی شناخت: طلباء کو اردو جملوں میں مفعول کی شناخت کرنا اور استعمال کرنا سیکھانا۔
- 8- زمانہ کا اطلاق: اس بات کو یقین بناتے ہوئے کہ طلباء قواعد کے اعتبار سے درست اور سیاق و سباق کے لحاظ سے موزوں جملے تشکیل دے سکیں منظم طریقے سے ماضی، حال اور مستقبل کے ادوار کا احاطہ کرنا۔
- 9- معروف اور مجہول جملے: معروف اور مجہول جملے کا تصور متعارف کروانا اور تحریر اور تقریر میں اس قسم کے جملے کے استعمال کے لیے عملی مثالیں فراہم کرنا۔
- 10- معانی تبدیل کرنے والے الفاظ: جملے کی ساخت اور معنی کو بڑھانے کے لیے صفتیں اور فعلوں سمیت، معانی تبدیل کرنے والے الفاظ کا مناسب جگہ اور مناسب طریقے سے استعمال پر توجہ دینا۔
- 11- سوالیہ اور منفی جملوں کی تعمیر: اردو میں سوالیہ اور منفی جملوں کی ساخت اور استعمال سکھانا۔
- 12- مشروط جملے کی تعمیر: فرضی حالات کو بیان کرنے کے لیے مشروط جملے، حال اور ماضی دونوں شکلوں کی تعمیر کا تعارف اور مشق کرنا۔
- 13- محاوراتی تاثرات: عام طور پر استعمال ہونے والے محاوراتی تاثرات کو سباق میں خصم کرنا اور طلباء کی بولی کی زبان کی مہارتوں کو تقویت بخشندا۔
- 14- رموز و اوقاف کی مہارت: اردو تحریر میں رموز و اوقاف کے مناسب استعمال پر زور دینا بہمول سکتہ، تفصیلیہ ختمہ، فیائیہ و اوین، نداشیہ، استفہامیہ اور قوسین وغیرہ۔
- 15- مکالمے کی تعمیر کی مہارت تیس: موثر مواصلت کے لیے مناسب قواعد ڈھانچے کا استعمال کرتے ہوئے مکالمے کی تعمیر میں طلباء کی رہنمائی کرنا۔
- 16- ادبی تجزیہ انصمام: اردو ادبی متن کے تجزیے میں قواعد کے تصورات کا اطلاق کرنا اور زبان کی اظہاری صلاحیت کی گہرائی سے سمجھ کو فروغ دینا۔
- 17- تخلیقی تحریری مشقیں: طالب علموں کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ تخلیقی تحریری مشقیں کے ذریعے اردو قواعد کی اپنی سمجھ کو عملی جامہ پہنائیں جس سے سیکھے ہوئے تصورات کو عملی طور پر استعمال کرنے کی تقویت ملے گی۔
- مذکورہ بالا مقاصد کا مقصد اجتماعی طور پر طلباء کو اردو قواعد کی جامع تفہیم سے آراستہ کرنا، ثانوی سطح پر موثر مواصلات اور زبان کی مہارت کو آسان بنانا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) بحثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت مطلوب ہے۔

2) ثانوی سطح پر اردو نشر کی تدریس کے مقاصد کو قلمبند کریں۔

13.4 خلاصہ

اس اکائی میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اردو زبان کی تدریس عام اور خاص دونوں مقاصد میں اساتذہ اور متعلیمین دونوں کے لیے تدریس کا ایک جامع فریم و رک فراہم کرتے ہیں۔ عام مقاصد، سنتے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی مہارتوں میں پھیلی ہوئے زبان کے حصول کے عالمگیر اصولوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ مقاصد لسانی حدود سے آگے بڑھ کر نہ صرف لسانی مہارت بلکہ ثقافتی تفہیم، تلقیدی سوچ اور موافقت پر بھی زور دیتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ اردو کو مادری زبان، دوسری زبان یا یہاں تک کہ تیسری زبان کے طور پر سیکھا جاتا ہے سب سے بڑا مقصد موثر ابلاغ، ثقافتی تحفظ اور زبان سیکھنے کے لیے زندگی بھر کے جذبے کی نشوونما ہے۔

اردو زبان کی تعلیم کے عام و خاص مقاصد L1، L2 اور L3 کے متنوع سیاق و سباق کے ساتھ ساتھ ثانوی سطح کی تعلیم، زبان کے حصول اور ہدایات کی تحریک نوعیت کو واضح کرتے ہیں۔ نیز یہ مقاصد ایسی مہارتوں پر زور دیتے ہیں جو کسی بھی تناظر میں زبان سیکھنے والوں کے لیے عالمی طور پر قابل اطلاق اور لازمی ہیں۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو کو L1، L2 اور L3 کے طور پر پڑھانے کے مقاصد کے مابین فرق نمایاں ہیں۔ جب اردو مادری زبان ہے تو لسانی قابلیت، ثقافتی شاخت اور ادبی روایات کے ساتھ گہرے تعلق پر زور دیا جاتا ہے۔ دوسری زبان کے طور پر، مقاصد عملی مواصلات کی مہارت، ثقافتی بیداری اور دو لسانی قابلیت کی طرف منتقل ہوتے ہیں، جو سیکھنے والوں کے لسانی ذخیرے میں اردو کے انضمام کو فروغ دیتے ہیں۔ تیسری زبان کے طور پر، اهداف سیاق و سباق کے لحاظ سے زیادہ مخصوص ہو جاتے ہیں اور ذخیرہ الفاظ، ثقافتی حساسیت اور عالمی تناظر میں لسانی تنوع کی اہمیت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

ثانوی سطح پر، نثر، شاعری اور قواعد کے دائروں میں اردو پڑھانے کے مقاصد طلباً کو ایک جامع زبان کی تعلیم فراہم کرنا ہے۔ مقاصد میں لسانی مہارت سے آگے بڑھ کر تلقیدی سوچ، تخلیقی اظہار، اور ثقافتی اور ادبی جہتوں سے گہرا تعلق شامل ہے۔ اردو نثر، شاعری کے تجزیے، اور اصول و قواعد میں مہارت کو فروغ دے کر ماہرین تعلیم کا مقصد طلباً کو موثر ابلاغ کے لیے درکار مہارتوں اور اردو زبان کی ایک باریک تفہیم سے با اختیار بنانا ہے۔ ثانوی سطح پر اردو پڑھانے کے مقاصد نثر، شاعری اور قواعد کا احاطہ کرتے ہوئے زبان کی تعلیم کی کثیر جہتی نوعیت کو واضح کرتے ہیں۔ تدریسی نقطہ نظر کا مقصد طلباً کو نہ صرف لسانی مہارت بلکہ تلقیدی سوچ کی مہارت، ثقافت کی ستائش اور اردو ادب کی گہری سمجھ سے آرائتہ کرنا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس کے مقاصد اساتذہ کے لیے اپنی تدریسی حکمت عملیوں کے مطابق بنانے اور

سیکھنے والوں کے لیے اردو زبان کے حصول کے پیچیدہ سفر کو مختلف سطحوں اور سیاق و ساق میں طے کرنے کے لیے ایک روڈ میپ پیش کرتی ہے۔

13.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد۔
- اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد۔
- اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد۔
- بحیثیت اول (مادری زبان) اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- بحیثیت زبان دوسرم اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- بحیثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر تدریس اردو کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو نشر کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد۔
- ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد۔

13.6 فرہنگ

مقاصد: مقاصد مقصد کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک ایسی چیز ہے جسے آپ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مادری زبان: پہلی زبان جو انسان اپنے بچپن میں بولنا سیکھتا ہے۔

زبان دوم: دوسری زبان (L2) ایک زبان ہے جو کسی کی پہلی زبان (L1) کے علاوہ بولی جاتی ہے۔

زبان سوم: اور تیسری زبان سے مراد وہ زبان ہے جو انسان سیکھتا ہے لیکن وہ اس کی مادری زبان یا علاقائی زبان نہیں ہے۔

ثانوی سطح: رسی تعلیم کے وہ مراحل جو پر اسری تعلیم کے بعد اور اعلیٰ تعلیم سے پہلے ہیں۔

اردو نشر: نشر کے لغوی معنی بکھری ہوئی شے کے ہیں وہ اردو زبان کی وہ تحریر جو منظوم نہ ہو بلکہ عام گفتگو کی طرح لکھی جائے۔

اردو نظم: اردو زبان کی موزوں و منظوم کلام جو خوشحالی کے ساتھ پڑھاو گایا جاتا ہے۔

رموز و اوقاف: وہ علامتیں جو عبارت کے درمیان میں بات کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

ڈیجیٹل نوادرنگی: ایسی مہارتوں کا ہونا جو فرد کو ایسے معاشرے میں رہنے، سکھنے اور کام کرنے کے لیے درکار ہیں جہاں انٹرنیٹ پلیٹ فارمز سو شل میڈیا اور موبائل جیسی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی والے آلات کے ذریعے مواصلات اور معلومات تک رسائی بڑھ رہی ہے۔
 تخلیقی تحریر وہ ہے جو تخلیق کے جمالیاتی عناصر کی مدد سے اپنے قاری کے انداز فکر میں وہ تبدیلی رونما کرنے کی طاقت رکھتی ہو جس کے نتیجے میں بہتر معاشرے کی، "تخلیق" شروع ہو سکے۔
 طبی اصطلاحات: وہ الفاظ اور زبان ہے جو خاص طور پر طبی اور صحت کے شعبوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

13.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

- 1- زبان کی تعلیم و تدریس میں اساتذہ مقصود کو مدنظر رکھتے ہیں۔
 (الف) عام (ب) خاص (ج) عام و خاص دونوں
 (د) کوئی نہیں
- 2- پرائمری جماعتوں اور ثانوی جماعتوں میں اردو کی تدریس کے مقاصد ہوں گے؟
 (الف) یکساں (ب) مختلف (ج) یکساں و مختلف دونوں
 (د) معلم پر مبنی ہے
- 3- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد میں مواصلات کی مہار تیں کیا ہیں؟
 (الف) ایک عام مقصد (ب) ایک خاص مقصد (ج) دونوں ہو سکتا ہے
 (د) زبان اول
- 4- اردو زبان کی تدریس کے مقاصد میں صوتیاتی و طبی اصطلاحات کیسی مہار تیں ہیں؟؟
 (الف) عام مقاصد (ب) تعلیمی مقاصد (ج) دونوں ہو سکتا ہے
 (د) خاص مقاصد
- 5- ادبی مہارت اکس حیثیت (بھیثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان) سے اردو کی تدریس کے مقاصد میں سے ہے؟
 (الف) بھیثیت زبان اول (ب) بھیثیت زبان دوم (ج) بھیثیت زبان سوم
 (د) بھیثیت اضافی زبان
- 6- ایمن اضافی طریقے اردو کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
 (الف) نظم (ب) نثر (ج) قواعد
 (د) انشاء
- 7- جمالیاتی تعریف اردو کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
 (الف) نظم (ب) نثر (ج) قواعد
 (د) نظم
- 8- اسم اور صفت کے استعمال کی مہارت اردو کی تدریس کا ایک مقصد ہے۔
 (الف) نظم (ب) غزل (ج) قواعد
 (د) نثر
- 9- کس زبان کی تدریس میں لسانی قابلیت، ثقافتی شناخت اور ادبی روایات کے ساتھ گھرے تعلق پر زور دیا جاتا ہے؟
 (الف) مادری زبان (ب) علاقائی زبان (ج) ملک کی سرکاری زبان
 (د) غیر ملکی زبان

- 10۔ عملی مواصلات کی مہارت، ثقافتی بیداری اور دوسرانی قابلیت اکس زبان کی تدریس کے مقاصد کا حصہ ہے؟
- (الف) مادری زبان (ب) علاقائی زبان (ج) ملک کی سرکاری زبان (د) دوسری زبان

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد کی وضاحت کریں۔
- 2۔ اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی تشریح مطلوب ہے۔
- 3۔ اردو زبان کی تدریس کے عام اور خاص مقاصد کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- 4۔ بحثیت مادری زبان اردو کی تدریس کے مقاصد پر روشی ڈالیں۔
- 5۔ بحثیت زبان سوم اردو کی تدریس کے مقاصد کو واضح کریں۔
- 6۔ بحثیت زبان دوم اردو کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت مطلوب ہے۔
- 7۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو قلمبند کریں۔
- 8۔ ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت کریں۔
- 9۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کی تشریح کریں۔

طولیل جوابات کے حامل سوالات

- 1۔ اردو زبان کی تدریس کے مقاصد کی اہمیت پر روشی ڈالیے۔
- 2۔ اردو زبان کی تدریس کے عام اور خاص مقاصد کے مابین فرق کی تشریح مطلوب ہے۔
- 3۔ اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد پر سیر حاصل بحث کیجیے۔
- 4۔ اردو زبان کی تدریس کے خاص مقاصد کی وضاحت کیجیے۔
- 5۔ بحثیت اول (مادری زبان)، دوم، سوم زبان اردو کی تدریس کے مقاصد پر تفصیلی بحث مطلوب ہے۔
- 6۔ نصاب کی تشریح کرتے ہوئے اس کی فطرت کو واضح کیجیے۔
- 7۔ ثانوی سطح پر اردو نثر کی تدریس کے مقاصد کو بالتفصیل قلمبند کیجیے۔
- 8۔ ثانوی سطح پر اردو نظم کی تدریس کے مقاصد کی وضاحت کیجیے۔
- 9۔ ثانوی سطح پر اردو قواعد کی تدریس کے مقاصد کی تشریح کیجیے۔
- 10۔ ثانوی سطح پر اردو نثر، نظم اور قواعد کے مقاصد کے مابین فرق پر سیر حاصل بحث کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

1-(ج) عام و خاص دونوں	2-(ب) مختلف
3-(الف) ایک عام مقصد	4-(د) خاص مقاصد
5-(الف) بحیثیت زبان اول	6-(ب) نثر
7-(د) نظم	8-(ج) قواعد
9-(الف) مادری زبان	10-(د) دوسری زبان

13.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

- 1-ڈاکٹر تلمذ فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس، علی گڑھ یونی-2018
- 2-سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن تریدرس ایجو کیشنل پبلیکیشنز، حیدر آباد-2016
- 3-ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقہ اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لیٹریٹیڈ، نئی دہلی-2013
- 4-نجم اسکر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریس پیپلینگ ہاؤس، حیدر آباد-2006
- 5-محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میدیا، شری نگر-2006
- 6-محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر-1998
- 7-عمری منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی-2009
- 8-پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ-2015
- 9-معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی-1983

اکائی 14۔ بلومنے کے پیش کردہ تدریسی مقاصد*

اکائی کے اجزاء

تمہید	14.0
مقاصد	14.1
بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد	14.2
بلوم کے پیش کردہ مقاصد کی درجہ بندی	14.3
خلاصہ	14.4
اکتسابی نتائج	14.5
فرہنگ	14.6
نمونہ امتحانی سوالات	14.7
تجویز کردہ اکتسابی مواد	14.8

تمہید 14.0

بلوم کی درجہ بندی، جو تعلیمی ماہر نفیات پیغمبن بلوم نے تجویز کی ہے، نے تعلیمی مقاصد اور درس گاہوں کے منظر نامے کو نمایاں طور پر تنقیل دیا ہے۔ اس کے بنیادی طور پر، بلوم کی درجہ بندی تعلیمی اہداف کو علمی عمل کے درجہ بندی میں درجہ بندی کرنے کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ درجہ بندی چھ سطحوں پر مشتمل ہے، جس میں نچلے درجے کی سوچ کی مہار تیں، جیسے یاد رکھنے اور سمجھنے سے لے کر اعلیٰ درجے کی مہار توں تک، جس میں لا گو کرنا، تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا اور تخلیق کرنا شامل ہے۔ بلوم کی درجہ بندی کا بنیادی مقصد معلمین کو اچھی طرح سے متعین اور قابل پیਆش سیکھنے کے نتائج پیدا کرنے میں رہنمائی کرنا ہے جو علمی صلاحیتوں کے ایک دائرے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ بلوم کی ٹیکسونومی کی ایک اہم طاقت اس کی قابلیت میں مضمرا ہے کہ وہ اساتذہ کو نصاب کے مقاصد کو ڈیزائن کرنے اور اس کا اندازہ لگانے کے لیے ایک منظم طریقہ پیش کر سکے۔ سیکھنے میں شامل علمی عمل کو بیان کرتے ہوئے، اساتذہ تدریسی حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں جو متنوع سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور تنقیدی سوچ کی مہارت کو فروغ دیتے ہیں۔ درجہ بندی اساتذہ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ یادداشت سے آگے بڑھیں اور گھرائی سے سمجھ اور فکری مشغولیت کو فروغ دیتے ہوئے اعلیٰ درجے کی سوچ میں پڑیں۔ جو ہر میں، بلوم کی درجہ

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

بندی ان معلمین کے لیے ایک قابل قدر ٹول کے طور پر کام کرتی ہے جو واضح اور ترقی پسند سکھنے کے مقاصد کو بیان کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف علم کے حصول میں سہولت فراہم کرتے ہیں بلکہ طلبہ میں ضروری علمی مہارتوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتے ہیں۔

تعلیمی ماہر نفیسیات پنجیمن بلوم کی طرف سے تجویز کردہ مقاصد کا بلوم کا درجہ بندی ایک بنیادی فریم ورک کے طور پر کھڑا ہے جس نے تعلیم کے میدان کو گھر اثر انداز کیا ہے۔ 1950 کی دہائی میں متعارف کرایا گیا، یہ درجہ بندی علمی پیچیدگی کی بنیاد پر تعلیمی اهداف کی درجہ بندی کرنے کے لیے ایک منظم اور جامع نقطہ نظر فراہم کرتی ہے۔ درجہ بندی چھ سطحوں پر مشتمل ہے، جو پیچیدگی کے صعودی ترتیب میں ترتیب دی گئی ہے: یاد رکھنا، سمجھنا، لگو کرنا، تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا اور تخلیق کرنا۔ ہر سطح ایک مختلف علمی مہارت کے سیٹ کی نمائندگی کرتی ہے، جس میں معلومات کی بنیادی یاد سے لے کر نئے خیالات کی ترکیب تک شامل ہیں۔ بلوم کے مقاصد کا درجہ بندی تدریسی ڈیزائن اور تشخیص میں ایک سنگ بنیاد بن گیا ہے، جو علمی عمل کے ایک دائرے کو گھیرے ہوئے سکھنے کے نتائج کو تیار کرنے میں اساتذہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ بلوم کے درجہ بندی کا بنیادی مقصد اساتذہ کو واضح اور قابل پیمائش سکھنے کے مقاصد کو متعین کرنے کے لیے ایک منظم اور درجہ بندی کا فریم ورک پیش کرنا ہے۔ یہ درجہ بندی اساتذہ کو تدریسی حکمت عملیوں کو ڈیزائن کرنے کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتی ہے جو بتدریج طلبہ کی سوچنے کی صلاحیتوں کو چینچ کرتی ہے۔ نہ صرف علم کے حصول پر زور دے کر بلکہ تقيیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کی نشوونما پر، بلوم کا درجہ بندی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو فروغ دیتا ہے۔ خواہ کلاس روم میں ہو یا نصاب کی ترقی میں، یہ فریم ورک اساتذہ کے لیے ایک ناگزیر ذریعہ بن گیا ہے جو اپنے طلباء کے لیے سکھنے کے تجربات کے معیار اور گہرائی کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس اکائی میں بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد کی درجہ بندی سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

14.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
- بلوم کی قدیم اور جدید درجہ بندی اور نیز دونوں کے مابین فرق کو سمجھ سکیں۔
 - بلوم کی درجہ بندی میں ہر حلقة کی خصوصیات اور مقاصد کی وضاحت کر کے سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کر سکیں۔
 - کسی مخصوص مضمون یا کورس کے لیے آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور درجہ بندی کرنے کے لیے بلوم کی درجہ بندی کا اطلاق کر سکیں۔
 - دو مختلف آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور موزانہ کر سکیں اور متعلقہ بلوم کی درجہ بندی کی سطحوں کی نشاندہی کر سکیں۔
 - بلوم کی درجہ بندی کا استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ ترتیب والی سوچ کی مہارت کو فروغ دینے میں دیئے گئے سبق کے منصوبے کی تاثیر کا جائزہ لے سکیں۔
 - ایک نئی اکتسابی سرگرمی یا تشخیص ڈیزائن کر سکیں جو بلوم کی درجہ بندی کے اعلیٰ ترین درجے کے مطابق ہو۔
 - ایک مخصوص سبجیکٹ (مثلاً، سائنس، ادب) میں طلباء بلوم کی درجہ بندی کو موضوع کے ساتھ مخصوص اکتسابی مقاصد بنانے کے لیے استعمال کر سکیں۔

- اپنے سکھنے کے عمل پر غور کر سکیں اور ان مثالوں کی نشاندہی کر سکیں جہاں انہوں نے بلوم کی درجہ بندی کی مختلف سطحوں سے مہارتوں کا اطلاق کیا ہے۔

14.2 بلوم کے پیش کردہ تدریسی مقاصد

بنیجن سیموں کل بلوم ایک امریکی تعلیمی ماہر نفیسات تھے جنہوں نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی تیار کی تھے Bloom Taxonomy کے نام سے موسم کیا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش 21 فروری 1913 کو لانسفورڈ، پنسلوانیا میں ہوئی اور تعلیم کے میدان میں ان کی خدمات قابل تائش ہے۔ بنیجن بلوم کا انتقال 13 ستمبر 1999 کو ہوا اور وہ عموماً تعلیمی نفیسات اور خصوصاً تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی پر اپنے اثر انگیز کام کے ذریعے تعلیم کے میدان میں ایک لازوال میراث چھوڑ گئے۔ بلوم شاید تعلیمی نفیسات پر اپنے کام کے لیے سب سے زیادہ جانے جاتے ہیں لیکن خاص طور پر 1956 میں اصل بلوم کی درجہ بندی کی تخلیق کے لیے مشہور ہیں۔ اس درجہ بندی کا مقصد تعلیمی مقاصد اور علمی مہارتوں کو ایک درجہ بندی کے فریم ورک میں کرنا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اکتسابی مقاصد کے ڈیزائن اور تشخیص کا ایک منظم طریقہ فراہم کیا جاسکے۔

1956 میں، بنیجن بلوم نے میکس اینگل ہارٹ، ایڈورڈ فرست، والٹر ہل، اور ڈیوڈ کرٹھوول (Max Englehart, Edward Furst, Walter Hill, and David Krathwohl) کے ساتھ مل کر تعلیمی اہداف کی درجہ بندی کے لیے ایک فریم ورک شائع کیا: تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی۔ بلوم کی درجہ بندی کے نام سے جانا جاتا ہے جس فریم ورک کو 12-K کے اسائزہ اور کالج کے پروفیسروں کی نسلوں نے اپنی تدریسی عمل میں استعمال کیا ہے۔ بلوم اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے وضاحت کردہ فریم ورک چھ بڑے زمروں پر مشتمل تھا: علم، فہم، اخلاق، تجزیہ، ترکیب، اور تشخیص۔ علم کے بعد کے زمروں کو "مہارت اور قابلیت" کے طور پر پیش کیا گیا، اس سمجھ کے ساتھ کہ علم ان مہارتوں اور صلاحیتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری شرط ہے۔ اگرچہ ہر زمرے میں ذیلی زمرہ جات شامل ہیں لیکن یہ سب سادہ سے پیچیدہ اور جامد (ٹھوس) سے مجرد (concrete to abstract) تک ایک تسلسل کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

1950 کی دہائی میں بنیجن بلوم اور ان کے ساتھیوں کے ذریعہ تیار کردہ بلوم کی درجہ بندی میں کئی سالوں تک کئی ترمیمات کی گئی ہیں۔ مقاصد کی درجہ بندی کی اصل بصیرت "Old Bloom's Taxonomy" یا "1956" تھی۔ یہ درجہ بندی کی اصل بصیرت "Taxonomy of Educational Objectives: The Classification of Educational Goals" کا ہاجاتا ہے، وہی ہے۔ یہ درجہ بندی 1955 میں شائع ہونے والی کتاب "Taxonomy of Educational Objectives" (تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی: تعلیمی اہداف کی درجہ بندی) میں پیش کی گئی تھی۔

اصل بلوم کی درجہ بندی میں اکتساب کے تین حلقات تھے: وقوفی حلقة: اس حلقة میں دانشورانہ مہارت اور علم کی ترقی شامل ہے۔ ہر حلقة ایک جامع اور موثر اکتسابی تجربے کی تشكیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے نیز آموزش کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ یہ تینوں حلقات اجتماعی طور

پر معلمین کو اپنے تعلیمی مقاصد کو بیان کرنے اور تشکیل دینے کے لیے ایک جامع فریم ورک فرائم کرتے ہیں۔ آموزش کے علمی، جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کو حل کرتے ہوئے بلوم کی درجہ بندی اپنے تعلیمی تجربات کی تخلیق کی رہنمائی کرتی ہے جو کہ علم کے محض حصول سے آگے بڑھ کر جذباتی، سماجی، اور عملی جہتوں کو شامل کرتے ہیں۔

1- وقوفی حلقة (1956): اس حلقة میں علم اور دانشوارانہ صلاحیتوں کی نشوونما شامل ہے۔ اس میں مخصوص حقائق، طریقہ کار کے نمونوں، اور تصورات کو یاد کرنا یا پہچاننا شامل ہے جو دانشوارانہ صلاحیتوں اور مہارتوں کی نشوونما میں کام کرتے ہیں۔ درجہ بندی صرف یاد کرنے سے لے کر اصل مواد کی تخلیق تک اساتذہ کی رہنمائی کرتی ہے کہ وہ تدریسی حکمت عملی تیار کریں جو تقدیدی سوچ کو فروغ دیتی ہیں۔ وقوفی حلقة کے اندر تدریسی مقاصد کا ہدف طلباً کو نہ صرف علم کو سمجھنے اور اس کا اطلاق کرنے کی صلاحیت سے آراستہ کرنا ہے بلکہ معلومات کا تجزیہ، ترکیب اور جائزہ بھی لینے کے قابل بنانا ہے۔ بنیادی سطح پر، طلباً سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ معلومات کو یاد کریں اور بنیادی تصورات کو سمجھیں۔ درجہ بندی کو آگے بڑھاتے ہوئے، انہیں مسائل کو حل کرنے، معلومات کا تجربیہ کرنے، نئے نیالات کی ترکیب اور آخر میں، اصل مواد کا جائزہ لینے اور تخلیق کرنے کے لیے علم کا اطلاق کرنا چاہیے۔ ان مقاصد کو سبق کے منصوبوں میں شامل کر کے معلمین ایک ایسا ماحول بناتے ہیں جو فکری نشوونما کو تحریک دیتا ہے اور طلباً کو تاحیات آموزگار رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ وقوفی حلقة کو مزید چھ سطحوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1- یاد رکھنا

2- سمجھنا

3- نافذ کرنا

4- تجربیہ کرنا

5- تشخیص کرنا

6- اور تخلیق کرنا۔

2- تاثراتی حلقة (1964): یہ حلقة جذبات، رویوں اور اقدار سے متعلق ہے۔ درجہ بندی حرکات کی آمد کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور مختلف سطحوں سے گزرتی ہے بشمول حرکات کا جواب دینا، قدر کرنا، کسی کی قدر کے نظام کو منظم کرنا، اور اقدار کو اندر و فی بنانا۔ تاثراتی حلقة میں تعلیمی مقاصد کا غرض ہمدردی، تعریف اور اخلاقی رویے جیسی خصوصیات کو پروان چڑھانا ہے۔ معلمین ان مقاصد کا استعمال طالب علموں کو ایک اپنے اور سماجی طور پر ذمہ دار کردار کی نشوونما اور رہنمائی کے لیے کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کے جذباتی رد عمل اور دیگر جانداروں کے درد، رنج و غم یا خوشی کو محسوس کرنے کی ان کی صلاحیت کی وضاحت کرتا ہے۔ تاثراتی حلقة کی سطحیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- وصول کرنا

2- جواب دینا

3- قدر کرنا

4- ترتیب دینا

5۔ اور کردار سازی کرنا

3۔ حرکی حلقة (1969): حرکی حلقة میں تعلیمی مقاصد طالب علموں کو حرکی مہارتوں کو حاصل کرنے اور بہتر بنانے میں مدد کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں، ٹائپنگ جیسے آسان کاموں سے لے کر مزید پیچیدہ سر گرمیوں جیسے موسیقی کا آله بجانا یا سائنسی تجربہ کرنا۔ یہ حلقة خاص طور پر ان مضامین کے لیے موزوں ہے جن کے لیے جسمانی مہارت اور علم کے عملی اطلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ بنیادی حرکات سے لے کر ہنر مندانہ کار کر دگی تک یہاں تدریسی مقاصد ان مضامین کے لیے اہم ہیں جن کے لیے عملی اطلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے سائنس لیبارٹری، آرٹ اسٹوڈیو یا پیشہ ور انہ تربیت کی ترتیب میں، حرکی مقاصد کو شامل کرنا اس بات کو یقین بناتا ہے کہ طلباء نہ صرف نظریاتی تصورات کو سمجھیں بلکہ انہیں حقیقی دنیا کے منظرناموں میں لا گو کرنے کی اہلیت بھی حاصل کریں۔ یہ حلقة جسمانی مہارتوں اور حرکی مہارتوں کی نشوونما سے متعلق ہے۔ اس میں وہ کام شامل ہیں جن کے لیے جسمانی ہم آہنگی اور کار کر دگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حرکی حلقة میں درج ذیل درجات ہیں:

- 1۔ اوراک، تیاری
- 2۔ رہنماد عمل
- 3۔ میکنزم
- 4۔ پیچیدہ واضح رد عمل
- 5۔ موافقت
- 6۔ اور تخلیق/اختراع

استعمال اور انضمام: تعلیم کے مقاصد میں بلوم کی درجہ بندی کی تعییل کے لیے ایک عقل و فہم اور مربوط طریقہ کار کی ضرورت ہے۔ تینوں حلقة کے مقاصد کو شامل کرتے ہوئے اساتذہ سبق کے منصوبے تیار کر سکتے ہیں تاکہ سیکھنے کا ایک بہترین موقع طلباء کو فراہم کی جاسکے۔ مثال کے طور پر، سائنس کے سبق میں سائنسی تصور کو سمجھنے سے متعلق و قوئی مقاصد، سائنسی عمل کی تعریف کو فروغ دینے والے تاثراتی مقاصد اور ذاتی سر گرمیوں پر مشتمل حرکی مقاصد شامل ہو سکتے ہیں۔

بلوم کی درجہ بندی با معنی تدریسی مقاصد تیار کرنے کے خواہاں معلمین کے لیے ایک لازوال اور لازمی تصور ہے۔ وقوفی، جذباتی، اور حرکی حلقة کو شامل کر کے یہ درجہ بندی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو یقینی بناتی ہے۔ ان مقاصد کو کیجا کرنے میں ماہرین تعلیم نہ صرف علمی فضیلت بلکہ ذمہ دار، ہمدرد اور ہنر مند افراد کی نشوونما میں بھی اپنا حصہ ڈالتے ہیں جو جدید دنیا کیے مسائل اور پیچیدگیوں کو سمجھنے اور حل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

2001 میں بلوم کی درجہ بندی کو 21 دیں صدی کی تعلیم سے مزید متعلقہ بنانے کے لیے لورین اینٹرسن کی قیادت میں ماہرین کی ایک جماعت نے تجدید کی تھی۔ جدید درجہ بندی نے وقوفی حلقة کے چھ درجات کو برقرار کھالیکن وضاحت کے لیے اصل میں استعمال ہونے والے اسم کو فعل سے بدل دیا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ جب لوگ "Old Bloom's Taxonomy" کا حوالہ دیتے ہیں تو وہ عام

طور پر اصل 1956 درج بندی کی بابت بات کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ "Updated Bloom's Taxonomy" کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ممکنہ طور پر 2001 کے جدید درج بندی کا حوالہ دے رہے ہوتے ہیں۔ مذکورہ دونوں درجہ بندی کا تعلیم اور تدریسی ڈیزائن پر نمایاں اثر پڑا ہے۔

ماہرین تعلیم بلوم کی درجہ بندی کا استعمال سیکھنے کی سرگرمیوں اور تشخیصات کو ڈیزائن کرنے کے لیے کر سکتے ہیں جو مخصوص علمی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ درجہ بندی کا استعمال کرنے ہوئے، اسازدہ تعلیم کے لیے ایک متوازن نقطہ نظر کو یقینی بنانے سکتے ہیں جس میں بنیادی یاد سے لے کر جدید ترکیب اور تخلیق تک علمی مہارتوں کی ایک ریچ شامل ہے۔ سالوں کے دوران، مختلف تعلیمی سیاق و سباق اور مضامین کے مطابق بلوم کی درجہ بندی کے تغیرات اور موافقتوں کو تیار کیا گیا ہے۔

14.3 بلوم کے پیش کردہ مقاصد کی درجہ بندی

اصل میں، بلوم کی درجہ بندی علم کے ڈو میں پر خصوصی توجہ کے ساتھ ایک جھتی تھی۔ Anderson and Krathwohl (2001) کی طرف سے تیار کردہ موجودہ اپڈیٹ شدہ درجہ بندی کے درمیان تعاملات کو دو بارہ ترتیب دیتا ہے اور نمایاں کرتا ہے: علمی عمل اور علمی مواد۔ اینڈرسن اور Krathwohl اصل پینڈبک کو اپڈیٹ کرنے کی دو وجہات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ وہ تعلیمی نتائج کو اصل کتابچہ پر دوبارہ مرکوز کرنے پر زور دیتے ہیں، جو اپنے وقت سے پہلے کی تھی اور اب بھی جدید معلمین کو مدد فراہم کر سکتی ہے اور نفیاں اور تعلیم میں نئی دریافتوں کو فریم ورک میں شامل کر سکتی ہے۔ ان کی نظر ثانی میں، علمی عمل کو فعل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور علمی مواد کو بطور اسم پیش کیا جاتا ہے۔ Evaluation اور Synthesis کی سطحوں کے تبادلے کے ساتھ (جس کا نام وہ تخلیق کرتے ہیں)، اینڈرسن اور Krathwohl نے چار اقسام کو شامل کرنے کے لیے علم کی جہت کو اس سربویاں کیا:

1- حقائق کا علم: ایک نظم و ضبط کے بنیادی عناصر جو ایک طالب علم کو معلوم ہونا چاہیے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے کام کرنے کے قابل ہونا چاہیے جن میں بنیادی اصطلاحات اور مخصوص تفصیلات اور عناصر شامل ہیں۔

2- تصوراتی علم: بنیادی حقائق کے علم کے درمیان باہمی تعلق جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ عناصر کیسے ایک ساتھ کام کرتے ہیں، مثال کے طور پر، درجہ بندی اور زمرے، اصول اور عمومیت، اور نظریات، ماذل اور ڈھانچے۔

3- طریقہ کار کا علم: کچھ کیسے کیا جاتا ہے جس میں انکوائری کے طریقے، مہار تین، الگوریتم، تکنیک، اور معلومات کی چھان میں، لاگو کرنے یا تحریک کرنے کے لیے در کار طریقے شامل ہیں۔

4- Metacognitive Knowledge: اپنے ادراک کے بارے میں آگاہی اور علم جس میں سیکھنے کی حکمت عملی، علمی کاموں کے بارے میں سیاق و سباق اور مشروط علم، اور خود علم۔

بلوم کی درجہ بندی کے قدیم و جدید درجہ بندی کے مابین بنیادی فرق سطحوں کے اظہار اور کچھ تصوراتی تبدیلیوں کی شکل میں ہے۔

1956 میں بلوم اور ان کی ٹیم نے وقوفی حلقة کی قدیم درجہ بندی میں علمی سطحوں کی ترتیب دینے کے لیے اسموں کا استعمال کیا تھا، جب کہ

2001 میں لورین اینڈرسن (بیوم کا سابق طالب علم) کی قیادت میں ایک ٹیم کے ذریعے نظر ثانی شدہ جدید درجہ بندی میں فعل استعمال کیا ہے۔ نئی درجہ بندی کو "نظر ثانی شدہ بیوم کی جدید درجہ بندی" کہا جاتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

وقوفی حلقہ (Cognitive Domain)

نظر ثانی شدہ جدید (2001):	قدیم (1956):
یاد کرنا (Remembering)	علم (Knowledge)
سمجھنا (Understanding)	فہم (Comprehension)
عمل کرنا (Applying)	اطلاق (Application)
تجزیہ کرنا (Analyzing)	تجزیہ (Analysis)
شناختیں کرنا (Evaluating)	ترکیب (Synthesis)
تلقین کرنا (Creating)	شناختیں (Evaluation)

بیوم کی درجہ بندی کے قدیم و جدید درجہ بندی کے درمیان اہم فرق نظر ثانی شدہ (جدید) درجہ بندی کے اصطلاحات میں اسم سے فعل میں تبدیلی ہے۔ نظر ثانی کا مقصد معلمین کو سیکھنے کے مقاصد اور تشنیعات کو ڈیزائن کرنے کے لیے زیادہ واضح اور قابل عمل رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

پیغمون بیوم نے قابل مشاہدہ علم، مہارت، رویوں، طرز عمل اور صلاحیتوں کی وضاحت اور درجہ بندی کرنے میں اساتذہ کی مدد کرنے کے لیے قابل پیاکش فعل کی ایک درجہ بندی کی۔ ان کا نظریہ اس خیال پر مبنی ہے کہ قابل مشاہدہ اعمال کی مختلف سطحیں ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دماغ میں کچھ ہو رہا ہے (علمی سرگرمی)۔ قابل پیاکش فعل استعمال کرتے ہوئے سیکھنے کے مقاصد طے کر کے اساتذہ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سیکھنے کا مظاہرہ کرنے کے لیے طالب علم کو کیا کرنا چاہیے۔

ادنی درجے کی سوچ کی مہارت (Lower-order thinking skills)

1- یاد رکھنا (Remembering): یاد رکھنا پہلے سیکھنے ہوئے مواد کو یاد رکھنے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں مخصوص حقائق سے لے کر مکمل نظریات تک وسیع پیانے پر مواد کو یاد رکھنا شامل ہو سکتا ہے، لیکن اس کی ضرورت صرف مناسب معلومات کو ذہن میں لانا ہے۔ یاد رکھنا و قوفی حلقہ میں سیکھنے کے نتائج کی کم ترین سطح کی نمائندگی کرتا ہے جس میں حفظ، یاد، اور شاخت جیسے کام شامل ہیں۔ فعل: ترتیب دینا، وضاحت کرنا، نقل کرنا، نشان لگانا، سرفہرست رکھنا، حفظ کرنا، نام دینا، پچاننا، تعلق رکھنا، یاد کرنا، دہرانا، دوبارہ پیش کرنا اور بیان کرنا۔

عام طلباء کی طرح اردو زبان کے طلباء کو بھی اعلیٰ ترتیب کی سوچ کی مہارتوں میں چیلنج کا سامنا ہے۔ حقائق پر مبنی یاد و حافظہ سے متعلق سوالات اردو زبان پڑھاتے وقت اکثر استعمال ہوتی ہے خاص طور پر اردو زبان کے حصول کی ابتدائی سطحیوں میں۔ ابتدائی درجات میں کچھ متعدد انتخابی سوالات (MCQs) یا ہاں/نہیں جوابات پر مبنی سوالات یا مرصع سوالات (ایک ایسا سوال جو کسی دوسرے سوال یا بیان میں

شامل ہے) کا استعمال کئے جاتے ہیں۔ تصویریں، ڈرائیگ، اور حقائق طلباء کو صحیح جواب دینے میں مدد کرتی ہیں اور ان قسم کے سوالات کے جوابات عموماً متن میں درست ہوتے ہیں۔ طلباء کا درست تلفظ اور الفاظ کے ذخائر، معانی و متصادات، مماثلات، تذکیر و تائیث نیز بنیادی نحوی و صرفی قواعد اور مثالیں یاد کرنا اور ذہن میں محفوظ رکھنا۔ اس زمرے میں طلباء کے اندر زبان کی چاروں صلاحتیں؛ سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

آموزشی نمونہ: ڈرامے میں کرداروں کے نام اور رشتے یاد رکھنا، نظم و کلیات کا نام یا نظم نگار کا نام و تاریخ پیدائش و وفات یاد رکھنا۔

نمونہ تشنیص: سیکھنے والوں کی یادداشت کو جانچنے کے لیے ڈیزائن کر دہ ایک سے زیادہ انتخابی ٹیسٹ۔

استدلال: ایک سے زیادہ انتخابی تشنیص اساتذہ کو یہ دیکھنے کی اجازت دے گا کہ آیا طلباء نے دیئے گئے مواد کو مؤثر طریقے سے حفظ کیا ہے۔

2۔ سمجھنا(Understanding): تفہیم کو مواد کے معنی کو سمجھنے کی صلاحیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ مواد کو ایک شکل سے دوسری شکل (الفاظ سے اعداد میں) ترجمہ کر کے، مواد کی تشریح کر کے (وضاحت یا خلاصہ) اور مستقبل کے رجحانات کا تخمینہ لگا کر (نتائج یا اثرات کی پیش گوئی) کے ذریعے دکھایا جاسکتا ہے۔ یہ سیکھنے کے مواد کو صرف یاد رکھنے سے ایک قدم آگے اور سمجھ کی سب سے کم سطح کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس سطح پر، سیکھنے والے معلومات کی فہم اور تشریح کا مظاہرہ کرتے ہیں، اپنے خیالات یا تصورات کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور مختلف ذرائع سے سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

فعل: ترجمانی کرنا، مثال دینا، درجہ بندی کرنا، خلاصہ کرنا، اندازہ لگانا، موازنہ کرنا، وضاحت کرنا، بیان کرنا، بحث کرنا، اظہار کرنا، شناخت کرنا، نشانہ ہی کرنا پہچانا، روپرٹ کرنا، جائزہ لینا، منتخب کرنا، ترجمہ کرنا۔

یہ سطح ظاہر کرتی ہے کہ طالب علم حقائق کو سمجھ چکا ہے اور ان کی تشریح کر سکتا ہے۔ اس سطح میں، طلباء سے موازنہ کرنے، مثال دینے اور درجہ بندی کرنے کو کہا جاسکتا ہے۔ یہ زبانی سوالات اور گرافک نتائج میں جیسے وین ڈایا گرام اور ٹی چارٹس کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کی سماعت کے بعد یادب پارے اور عبارت کے مطالعہ اور پڑھنے کے بعد اس کو سمجھ لینا۔ اس زمرے میں طلباء کی سننے اور پڑھنے دونوں قسم کی صلاحیتیں فروغ پاتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: کسی ڈرامے یا ادب کے ٹکڑے کے مرکزی خیالات کو سمجھنا اور ان کی وضاحت کرنا۔

نمونہ تشنیص: پلاٹ اور ڈرامے کے اہم ترین واقعات کا خلاصہ کرتے ہوئے ایک مختصر (ایک صفحہ) تحریر پیش کریں۔

استدلال: خلاصہ لکھنا سیکھنے والوں کو یہ سوچنے کی ترغیب دیتا ہے کہ ادب کے کسی ٹکڑے کے اہم ترین حصے کیا ہیں اور یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ پلاٹ کے کن پہلوؤں کو ایک مختصر خلاصے کے حق میں نظر انداز کرنا ہے۔ یہ اساتذہ کو یہ جانچنے کی اجازت دیتا ہے کہ آیا انہوں نے ڈرامے کے مرکزی خیال کو سمجھا ہے یا نہیں۔

3۔ عمل کرنا(Applying): عمل کرنے سے مراد سیکھنے کے نئے اور حقیقی حالات میں استعمال کرنے کی صلاحیت ہے۔ حالات میں ان چیزوں کا اطلاق شامل ہو سکتا ہے جیسے کہ قواعد، طریقے، تصورات، اصول، قوانین اور نظریات۔ اس شعبے میں سیکھنے کے

نتائج کو فہم کے مقابلے میں اعلیٰ سطح کی سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سطح میں، سیکھنے والے مسائل کو حل کرنے، تصورات کی تعمیل، یعنے حالات میں طریقہ کار کو انجام دینے کے لیے حاصل کردہ علم کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی کہ اس میں علم اور ہنر کا عملی استعمال ہوتا ہے۔ فعل: تعمیل کرنا، منتخب کرنا، مظاہرہ کرنا، ڈرامی انداز میں پیش کرنا، کام میں لانا، مثال دینا، تشرح کرنا، مشق کرنا، فہرست تیار کرنا، خاکہ پیش کرنا، حل کرنا، استعمال کرنا، لکھنا۔

طلباں پہلے سیکھے گئے حلقہ کو مختلف طریقے سے استعمال کر کے مسائل کو حل کرنا سیکھتے ہیں۔ اردو زبان سیکھنے والے طلاباء کو جملے بنانے، منتخب کرنے، تیار کرنے، منظم کرنے، حل کرنے اور شناخت کرنے کے لیے سہاروں اور الفاظ کے ذخیرے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ کسی شخص کو سئنے یا کسی عبارت پارے یا مضمون کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اس کا خلاصہ لکھ سکے یا اس جیسا دوسرا مضمون لکھ سکے یا اسے اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانے سکے یا اس کا تقریری شکل میں اظہار کر سکے۔ طلاباء نحو، صرف کے قواعد یا فصاحت و بلاغت کے اصول و ضوابط کو سمجھ کر اسے اپنی تقریر و تحریر میں استعمال کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس زمرے میں طلاباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتیں فروغ پاتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں مرکزی خیالات / موضوعات کو دوسرا سیاق و سبق میں عمل درآمد کریں۔

نمونہ تشخیص: کسی ایک کردار کا جواب دیتے ہوئے ایک مشورہ کالم لکھیں۔

استدلال: اس تفویض کو انجام دینے میں، سیکھنے والے ڈرامے میں دکھائے گئے نتائج سے ہٹ کر کردار کے اعمال کے مضمرات پر غور کریں گے۔

اعلیٰ درجے کی سوچ کی مہارت (Higher-order thinking skills)

4- تجزیہ کرنا (Analyzing): تجزیہ سے مراد مواد کو اس کے اجزاء میں تقسیم کرنے کی صلاحیت ہے تاکہ اس کے تنظیمی ڈھانچے کو سمجھا جاسکے۔ اس میں حصوں کی شناخت، حصوں کے درمیان تعلقات کا تجزیہ اور اس میں شامل تنظیمی اصولوں کی پہچان شامل ہو سکتی ہے۔ یہاں سیکھنے کے نتائج فہم اور اطلاق کے مقابلے میں اعلیٰ فکری سطح کی نمائندگی کرتے ہیں کیونکہ انہیں مواد اور مواد کی ساختی شکل دونوں کی سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تجزیہ کرنے کے لیے معلومات کو اس کے اجزاء میں تقسیم کرنے اور ان حصوں کے درمیان تعلقات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سطح پر سیکھنے والے نمونوں کی شناخت کر سکتے ہیں، معلومات کو منظم کر سکتے ہیں اور رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ زبان کے سیاق و سبق میں کہا جائے کہ کسی شخص کی تقریر یا تحریر کا محتاط و تفصیلی معانیتہ تاکہ اس کی نوعیت کو سمجھا جاسکے، اس کی ضروری خصوصیات کا تعمین کیا جاسکے اور اس کی خوبیوں و خامیوں کی شناخت کی جاسکے تجزیہ کہلاتا ہے۔

فعل: تجزیہ کرنا، تشخیص کرنا، حساب کرنا، درجہ بندی کرنا، موازنہ کرنا، بر عکس کرنا، تلقید کرنا، فرق کرنا، امتیاز کرنا، تیزی کرنا، جانچنا، تجربہ کرنا، سوال کرنا۔

اس سطح پر اردو زبان کے چلی سطح کے طلاباء کے پاس کافی الفاظ اور زبان نہیں ہوتے کہ وہ اردو میں جوابات کا اظہار کریں۔ اس سطح پر اردو زبان سیکھنے والے طلاباء کچھ اساتذہ کے سہارے درجہ بندی، موازنہ، ترتیب کے کام کو مکمل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ طلاباء کسی ڈرامہ،

نظم یا مضمون وغیرہ کو سنبھلنے یا پڑھنے کے بعد اس محتاط و تفصیلی معانیہ اور غور و فکر کرتے ہیں تاکہ اس کی نویعت کو سمجھا جاسکے، اس کی ضروری خصوصیات کا تعین کیا جاسکے اور اس کی خوبیوں و خامیوں کی شناخت کی جاسکے۔ اس زمرے میں طلباے کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔

نمونہ سکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں ہر کردار کے رشتہ دار کرداروں اور ایک دوسرے سے ان کے تعلقات کا تجزیہ کرنے کے قابل ہوں۔
نمونہ تشخیص: ڈرامے کے مخالفوں اور مرکزی کرداروں کا موازنہ کرتے ہوئے ایک تجزیاتی مقالہ لکھیں۔

استدلال: اس تفویض کے ذریعے، جیسا کہ سکھنے والے غور کرتے ہیں کہ کیا چیز ہر کردار کو مخالف یا مرکزی کردار بناتی ہے، انہیں ڈرامے کے بارے میں اپنے علم اور تقدیمی سوچ کی مہارت دونوں کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

5۔ **تشخیص کرنا (Evaluating):** تشخیص کا تعلق طے شدہ مقصد کے لیے مواد (بیان، ناول، نظم، تحقیقی رپورٹ) کی قدر کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے ہے۔ فیصلے طے شدہ اصولوں اور قطعی معیار کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یہ داخلی معیار (تیزیم) یا بیرونی معیار (مقصد سے مطابقت) ہو سکتے ہیں اور طالب علم معیار کا تعین کر سکتا ہے یا انہیں دیا جا سکتا ہے۔ اس شعبے میں سکھنے کے نتائج علمی درجہ بندی میں سب سے زیادہ ہیں کیونکہ ان میں دیگر تمام زمروں کے عناصر نیز واضح طور پر بیان کردہ معیارات پر مبنی شوری قدر کے فیصلے شامل ہیں۔ اس سطح پر، طلباء خیالات، دلائل، یا معلومات کی قدر کا اندازہ لگاتے ہیں اور وصولوں اور معیارات کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں۔

فعل: جانچ کرنا، بحث کرنا، تعین قدر کرنا، مسلک کرنا، انتخاب کرنا، موازنہ کرنا، دفاع کرنا، تحریک کرنا، فیصلہ کرنا پیشین گوئی کرنا، قیمت لگانا، حمایت کرنا، قدر کرنا۔

بلوم کی درجہ بندی کی اس سطح پر سوالات میں ترمیم کی جاسکتی ہے تاکہ زبان کو آسان بنایا جاسکے لیکن کام ایک ہی رہتا ہے۔ اردو زبان سکھنے والے طلباء کو اپنی رائے دینا، کہانی میں کارروائی کے بارے میں فیصلہ کرنا اور مصنف کے کام کا جائزہ لینا سکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر تشخیص سے وابستہ الفاظ کو آسان بنانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ طلباء کسی ڈرامہ، ناول، افسانہ، نظم یا مضمون وغیرہ کو سنبھلنے یا پڑھنے کے بعد اس کی خوبیوں و خامیوں کی جانچ کر کے اس کی بابت فیصلہ کرتے ہیں یا درجہ بندی کرتے ہیں۔ اس زمرے میں طلباء کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔ یہاں کچھ ایسے سوالات ہیں جن کا اردو زبان کے طلباء اپنے استاذہ کے سہاروں کے ساتھ جواب دینے کے قابل ہوں گے۔

نمونہ سکھنے کا نتیجہ: ڈرامے میں کرداروں کے فیصلوں کا اندازہ کریں اور متنی ثبوت کے ساتھ اپنی تشخیص کی حمایت کریں۔
نمونہ تشخیص: ڈرامے کے واقعات میں سے کسی ایک کا جواب لکھیں یا تو ڈرامے کے شواہد کے ساتھ ساتھ ذاتی رائے اور عمل کے موقع / حقیقی نتائج کی بنیاد پر ان کے اعمال کی حمایت کریں یا پھر اسے رد کر دیں۔

استدلال: اس تفویض کے ذریعے، سکھنے والے ڈرامے میں کارروائیوں کے منطق اور نتائج پر غور کریں گے، جس کی وجہ سے وہ کردار کے فیصلہ سازی کی درستگی کو سمجھنے اور فیصلے کرنے میں مدد کریں گے۔

6۔ تخلیق کرنا (Creating): تخلیق سے مراد ایک نیا مجموعہ بنانے کے لیے حصوں کو جوڑنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں ایک منفرد مواصلات (موضوع یا تقریر) کی تیاری، عملی منصوبہ (تحقیق کی تجویز)، یا تجیدی تعلقات کا ایک مجموعہ (معلومات کی درجہ بندی کے لیے اسکیم) شامل ہو سکتا ہے۔ اس حلقت میں سیکھنے کے متعدد تخلیقی طرز عمل پر زور دیتے ہیں، جس میں نئے نمونوں یا دھانچے کی تشكیل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ بلومن کی درجہ بندی کے اعلیٰ ترین درجے میں معلومات کی ترکیب، نئے خیالات پیدا کرنے اور اصل چیز تخلیق کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ اس کے لیے تخلیقی صلاحیتوں اور عناصر کو نئے طریقوں سے جوڑنے کی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔
 فعل: ترتیب دینا، جمع کرنا، اکٹھا کرنا، تحریر کرنا، تغیر کرنا، تخلیق کرنا، ڈیزائن کرنا، تشكیل دینا، انتظام کرنا، منظوم کرنا، منصوبہ بندی کرنا، تجویز کرنا وغیرہ۔

اس سطح پر طلباً ایک نئے انداز میں عناصر کو یکجا کر کے یا متبادل حل تجویز کر کے مختلف طریقے سے معلومات جمع کر رہے ہیں۔ سابقہ سطح پر اردو زبان سیکھنے والے طلباً کو سوالوں کے جواب دینے کے لیے اس انتہا کی مدد کی ضرورت ہو گی جبکہ اس سطح پر طلباً کے لیے ترکیب خاص طور پر مشکل ہے۔ اس سطح پر طلباً انتخاب کرنے، یکجا کرنے، تخلیق کرنے، ڈیزائن کرنے، تیار کرنے، تصور کرنے، پیشین گوئی کرنے، حل کرنے اور تبدیل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ طلباً کسی ڈرامہ، ناول، افسانہ، نظم یا مضمون وغیرہ کو سننے یا پڑھنے یا مخلوقات پر غور فکر کے بعد تقریری یا تحریری تخلیقی کام انجام دیتے ہیں۔ اس زمرے میں طلباً کی بولنے اور لکھنے دونوں قسم کی صلاحیتوں کے ساتھ خصوصی طور پر سوچنے کی صلاحیت بھی فروغ پاتی ہے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: اسی طرح کے پلاٹ آلات کا استعمال کرتے ہوئے تحریر کا ایک نیا اور منفرد حصہ بنائیں۔

نمونہ تشخیص: نئے وقت یا ترتیب میں اسی طرح کے پلاٹ آلات کا استعمال کرتے ہوئے ایک مختصر کہانی بنائیں۔

استدلال: اس سرگرمی کے ذریعے، سیکھنے والوں کو پلاٹ کے آلات اور تحریری تکنیک کو ایک نئی ترتیب میں ضم کرنا چاہیے، جس سے وہ اپنی تخلیقی تحریری مہارتوں پر عمل کر سکیں اور مصنف کی تکنیک کے بارے میں اپنی مکمل سمجھ کو ظاہر کریں۔

تاشراتی حلقة (Affective Domain)

بلوم نے اپنے دو ساتھیوں (Krathwohl and Masia) کے ساتھ ملکر 1964 میں تاشراتی حلقة کی درجہ بندی کی ہے۔ تاشراتی حلقة میں وہ اخلاق شامل ہے جس میں ہم چیزوں سے جذباتی طور پر پیش آتے ہیں جیسے احساسات، اقدار، تعریف، حوصلہ افزائی، حوصلہ افزائی، اور رویے وغیرہ۔ تاشراتی حلقة سیکھنے والوں کے رویوں، اقدار، دلچسپیوں اور تعریف پر مرکوز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلک درجہ بندی معلومات کو حاصل کرنے اور سننے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور اقدار کی کردار سازی یا اندر و فی بنانے اور ان پر عمل کرنے تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ سیکھنے والوں کو یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ ان کی اپنی اقدار کیا ہیں اور انہوں نے کیسے ترقی کی ہے۔ تاشراتی حلقة کی درجہ بندی درج ذیل ہیں:

1۔ وصول کرنا (Receiving)

ماحول میں کسی چیز سے آگاہ ہونا یا اس میں شرکت کرنا۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: دوسرے طلباً کو احترام کے ساتھ سنیں (آگئی، سننے کی آمادگی، منتخب توجہ)۔

نمونہ تشخیص اسر گرمی: کسی دوسرے طالب علم کی پیشکش کے سامعین کے رکن بنیں اور پھر ایک خلاصہ لکھیں۔

استدلال: اس تفویض کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء دوسروں کو موثر طریقے سے سننے کے ساتھ ساتھ اپنی پیشکش کے بارے میں اہم تفصیلات کو یاد رکھنے کا طریقہ سیکھیں گے (خلاصہ لکھنے میں استعمال کیا جاتا ہے)۔

2- رد عمل دینا (Responding)

رد عمل یا طرز عمل میں تبدیلی کے ذریعے محرکات پر کچھ رد عمل ظاہر کرنا۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: سامعین کے سامنے موثر طریقے سے بات کریں اور دوسروں کو فعال طور پر جواب دیں۔ سیکھنے کے نتائج کا ذریعہ جواب دینے میں تعلیم، جواب دینے کی خواہش، یا جواب دینے میں اطمینان (حوالہ افزائی) پر ہو سکتا ہے۔

نمونہ تشخیص اسر گرمی: کلاس کے سامنے کسی موضوع پر اظہار خیال پیش کریں اور اپنی پیشکش کے بارے میں ساتھیوں کے سوالات کے جوابات دیں۔

استدلال: اس کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء عوامی تقریر کے ساتھ ساتھ سوالات کے جوابات کی شکل میں بحث میں حصہ لینے میں زیادہ مطمئن اور پر سکون ہو جائیں گے۔

3- قدر کرنا (Valuing)

وہ قدر وہ ہے جو ایک شخص کسی خاص چیز، رجحان، یارویے سے منسلک کرتا ہے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: مختلف موضوعات کے حوالے سے اپنے اقدار کا مظاہرہ اور اس کی وضاحت کریں۔ وہ قیمت یا قدر جو ایک شخص کو کسی خاص چیز، رجحان، یارویے سے منسلک کرتا ہے، یہ قبولیت سے لے کر عہد کی زیادہ پیچیدہ حالت تک قدر پر مبنی ہے۔ کچھ مخصوص اقدار داخلی ہوتے ہیں لیکن ان اقدار کے اشارے سیکھنے والے کے واضح رویے میں ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر قبل شناخت ہوتے ہیں۔

نمونہ تشخیص اسر گرمی: کسی بھی منسلک پر ایک رائے لکھیں نیزا پنے موقف اور اس موقف کی حمایت کرنے کی وجوہات کی وضاحت کریں۔

استدلال: اس کے ذریعے، سیکھنے والے طلباء نہ صرف اپنی اقدار کو دریافت کریں گے بلکہ وہ سمجھ سکیں گے کہ اپنی اقدار کی حمایت کیوں کرتے ہیں اور انہیں اپنے قدر کے نظام کو مکمل طور پر سمجھنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

4- منظم کرنا (Organizing)

اقدار کو مربوط اور اندر ورنی طور پر ہم آہنگ فلسفہ یا نظام میں ترتیب دینا ہے۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: قدر کے نظام کا موازنہ کریں اور اقدار کے پیچھے ثبوت کو سمجھیں۔ قدروں کا موازنہ، تعلق اور ترکیب پر زور دیا جاتا ہے۔ نمونہ تشخیص اسر گرمی: مختلف ثقافتی قدر کے نظام کو منظم اور موازنہ کریں، ان کے درمیان فرق کا جائزہ لیں کہ یہ اختلافات کیوں پیدا ہوئے ہیں۔

استدلال: اس سر گرمی کو کرتے ہوئے، سیکھنے والے طلباء اس بات پر غور کریں گے کہ قدر کے نظام کو کس طرح عمل میں لا یا جاتا ہے اور منظم کیا جاتا ہے نیزان ثبوتوں سے جو دنیا بھر میں مختلف نظام اقدار کی حمایت کرتے ہیں۔

5۔ کردار سازی کرنا (Characterizing)

اقدار کو اس مقام تک اندرونی بنانا جہاں وہ کسی کے طرز عمل کی مستقل رہنمائی کرتے ہیں۔

نمونہ سیکھنے کا نتیجہ: ساتھیوں کی ٹیم میں اچھی طرح سے کام کریں۔ ایک قدر کا نظام ہے جو فرد کے طرز عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔ طرز عمل (رویہ) موثر، مستقل، قابل پیشین گوئی اور سب سے اہم سیکھنے والے کی خصوصیت ہے۔ تدریبی مقاصد کا تعلق طالب علم کے ہم آہنگی کے عمومی نمونوں (ذاتی، سماجی، جذباتی) سے ہوتا ہے۔

نمونہ تشخیص اسر گرمی: اجتماعی مفوضہ کے ساتھ ایک گروپ پروجیکٹ۔

استدلال: ایک گروپ میں کام کرنے سے، سیکھنے والے طلباء کو چاہیے کہ اپنے اقدار کو ٹیم کی اقدار کے ساتھ متوازن کرے ساتھ ہی ساتھ کاموں کو ترجیح دیے اور اجتماعی کام کی مشق کرے۔

حرکی حلقہ (Psychomotor Domain)

حرکی حلقے میں جسمانی حرکت، ہم آہنگی، اور حرکی مہارت والے اعضاء وغیرہ کا استعمال شامل ہے۔ ان مہارتوں کی نشوونما کے لیے مشق اور جسمانی محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی پیمائش رفتار، درستگی، فاصلے، طریقہ کار، یا عمل درآمد کی تکمیل کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ بلوم نے اپنے دو ساتھیوں (Simpson and Harrow) کے ساتھ ملکر 1972/1969 میں حرکی حلقے کی درجہ بندی کی ہے۔ خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں کی نشوونما کے لیے اور نوجوانوں میں ایسی مہارتوں کی پیدا کرنے کے لیے مفید ہیں جو لوگوں کو ان کے آرائی کے حلقوں سے باہر لے جاتے ہیں۔ حرکی حلقہ سیکھنے والوں کی جسمانی طور پر کاموں کو پورا کرنے اور حرکت اور مہارت کو انجام دینے کی صلاحیت کو شامل ہے۔

بلوم کی درجہ بندی کے سائیکو موڑ ڈبین سے مراد کسی آلے یا آلے کو جسمانی طور پر جوڑ توڑ کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں جسمانی نقل و حرکت، ہم آہنگی، اور موڑ مہارت والے علاقوں کا استعمال شامل ہے۔ یہ مہارتوں کی نشوونما اور جسمانی اور دستی کاموں میں مہارت پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ ان مخصوص مہارتوں میں مہارت کو رفتار، درستگی اور فاصلے سے نشان زد کیا جاتا ہے۔ سائیکو موڑ کی یہ مہارتوں میں آسان کاموں جیسے کار دھونے سے لے کر چیچیدہ تکمیلی آلات کو چلانے جیسے چیچیدہ کاموں تک ہوتی ہیں۔ وقوفی حلقے کی طرح، حرکی حلقے کی درجہ بندی میں بھی ترمیم ہوئی ہے۔ یہ ماذل پہلی بار بریٹ آر مسٹر انگ اور ساتھیوں نے 1970 میں شائع کیا تھا۔ یہ درجہ مہارت کی نمائش سے لے کر مہارت کو انجام دینے کے مختلف درجات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

1۔ تقلید (Imitation): تقلید میں کسی اور کے طرز عمل کو سیکھنے اور اخلاقی نمونے کو اختیار کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا کسی ہنر کا مشاہدہ کرتا ہے اور اسے دہرانے کی کوشش کرتا ہے یا کسی تیار شدہ مصنوعات کو دیکھتا ہے اور کسی مثال کے سامنے آتے ہوئے اسے نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گرچہ اس سطح پر کار کر دگی کم معیار کی ہو سکتی ہے۔

کلیدی الفاظ (فعل): کوشش کرنا، نقل کرنا، پیروی کرنا، مقرر کرنا، دہرانا، دوبارہ پیدا کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا: فن (آرٹ) کے کام کو نقل کرے اور ایک مظاہرہ کرنے والے کا مشاہدہ کرتے ہوئے مہارت کا مظاہرہ کرے۔ استاد یا ہدایت کار کو دیکھے اور عمل یا سرگرمی کو دہرائے۔

2- سلیقہ مندی (Manipulation): سلیقہ مندی میں یادداشت یا ہدایات پر عمل کر کے کچھ کام انجام دینے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے یا مشاہدے کے بجائے عام ہدایات پر عمل کرتے ہوئے قابل شناخت انداز میں مصنوعات تیار کرتا ہے۔ تحریری یا زبانی ہدایات سے کام انجام دینا۔

کلیدی الفاظ (فعل): عمل کرنا، تعمیر کرنا، انجام دینا، مکمل کرنا، پورا کرنا، پیروی کرنا، کھیلنا، پیدا کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ اس باق پڑھنے یا ترتیب لینے یا اس کے بارے میں پڑھنے کے بعد خود ہی کوئی ہنر انجام دے۔ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ماذل بنائے۔

3- باقاعدگی (Precision): باقاعدگی میں بعض کاموں کو کسی نہ کسی سطح کی مہارت کے ساتھ اور دوسروں کی مدد یا مداخلت کے بغیر انجام دینے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا آزادانہ طور پر مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے یا تناسب اور درستگی کے ساتھ مصنوعات تیار کرتا ہے۔ اس سطح پر، کار کردنی زیادہ درست اور بہتر ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی کی مدد کے آزاد اور قابل اعتماد طریقے سے انجام دینا۔

کلیدی الفاظ (فعل): خود بخود حاصل کرنا، مہارت کے ساتھ بہتر کرنا، مہارت کا مظاہرہ کرنا، بالکل درست کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ مدد کے بغیر کوئی ہنر یا کام انجام دے۔ ایک مبتدی کو کام کا مظاہرہ کر کے دکھایا جائے اور کام کو بار بار کرنے سے وہ اس کام کو بالکل صحیح کرنے لگے گا۔ کسی کام یا سرگرمی کو مہارت کے ساتھ اور بغیر کسی مدد یا ہدایات کے اعلیٰ معیار کے ساتھ انجام دینا، دوسرے سیکھنے والوں کو ایک سرگرمی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہونا۔

4- تریل (Articulation): تریل میں مختلف اور جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے طریقے تیار کرنے کے لیے متعدد اعمال کو اپنانے اور مربوط کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ سیکھنے والا مہارت یا مصنوعات میں ترمیم کرتا ہے تاکہ نئے حالات میں موافق ہو سکے۔ ہم آہنگی اور مستقل مزاجی کے ساتھ ترتیب میں ایک سے زیادہ مہارت توں کو جوڑتا ہے۔ ایک غیر معیاری مقصد کو پورا کرنے کے لیے مہارت کو اپنانا اور انعام کرنا۔

کلیدی الفاظ (فعل): موافقت کرنا، تعمیر کرنا، یکجا کرنا، تخلیق کرنا، اپنی مرضی کے مطابق کرنا، ترمیم کرنا، تشکیل کرنا، تبدیل کرنا، شروع کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ وہ ایک ویڈیو بنانے کے لیے مہارت توں کی ایک سیریز کو یکجا کرے جس میں موسيقی، ڈرامہ، رنگ، آواز وغیرہ شامل ہوں۔ ناول کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مہارت توں یا سرگرمیوں کی ایک سیریز کو یکجا کرنا۔ مختلف وغیری ضروریات کو پورا کرنے کے طریقے تیار کرنے کے لیے متعلقہ سرگرمیوں کو مربوط اور یکجا کرنا۔

5- فطرت سازی (Naturalization): فطرت سازی ایک خود کار، بد ہیں یا لاشوری طریقے سے اعمال انجام دینے کی صلاحیت ہے۔ سیکھنے والا آسانی سے ایک یا زیادہ مہارت توں کو پورا کرتا ہے اور محدود جسمانی یا زہنی مشقت کے ساتھ مہارت کو خود کار بنادیتا ہے۔ اس سطح پر، کار کردنی دوسری نوعیت یا فطری بن جاتی ہے اور اس کے بارے میں زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

کلیدی الفاظ (فعل)۔ تخلیق کرنا، ڈیزائن کرنا، تیار کرنا، ایجاد کرنا، قدرتی طور پر یا مکمل طور پر انتظام کرنا۔

مثالیں (سیکھنے کے مقاصد): سیکھنے والا قابل ہو جائے گا کہ وہ ایک تنگ متوالی پارکنگ جگہ میں ایک کار کو پینٹریپاڑی کرنا۔ کمپیوٹر کو جلدی اور درست طریقے سے چلانا۔ پیانو بجاتے ہوئے قابلیت کا مظاہرہ کرنا۔ حکمت عملی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سرگرمیوں کے استعمال کے لیے مقصد، نقطہ نظر اور حکمت عملی کی وضاحت کرنا۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں۔

1) بلومن کی درجہ بندی کی وضاحت کریں۔

2) تعلیمی منصوبہ بندی میں بلومن کی درجہ بندی کے استعمال کی کیا خوبیاں ہیں۔

14.4 خلاصہ

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبن بلومن کی تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی ایک جامع اور منظم فریم ورک فراہم کرتی ہے جس نے تدریس اور نصاب کی ترقی کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ مقاصد کی تین الگ الگ حلقات میں درجہ بندی (وقوفی، تاثراتی اور حرکی) اساتذہ کو اکتسابی تجربات کو ڈیزائن کرنے کے لیے ایک باریک اور منظم انداز پیش کرتا ہے۔ یہ درجہ بندی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ تعلیم مختص معلومات کی منتقلی سے بالاتر ہے اور اس کا مقصد طلباہ میں فکری نشوونما، جذباتی نشوونما اور عملی مہارتوں کو فروغ دینا ہے۔ بلومن کا وقوفی حلقة بنیادی یادداشت سے لے کر اصل مواد کی تخلیق تک کے درجہ بندی کے ڈھانچے کے ساتھ اساتذہ کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ تقدیری سوچ اور تجزیاتی مہارتوں کو فروغ دے کر سیکھنے کے تجربے کو بلند کریں۔ علمی مقاصد کو سبق کے منصوبوں میں شامل کر کے معلمین ایک ایسا ماحول بناتے ہیں جو طالب علموں کو مضمایں کے ساتھ گھرائی سے مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے اور کمروں جماعت سے باہر بھی سیکھنے کے جذبہ کو فروغ دیتا ہے۔ تاثراتی حلقة تعلیم میں جذباتی اور سماجی پہلوؤں کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ رویوں، اقدار اور باہمی مہارتوں سے متعلق مقاصد طے کر کے اساتذہ طلباہ کے کردار کی مجموعی نشوونما میں حصہ ڈالتے ہیں۔ بلومن کی درجہ بندی کی یہ جہت ذمہ دار اور ہمدرد افراد کی تشکیل میں تعلیم کے کردار کو نمایاں کرتی ہے جو ایک مضبوط اخلاقی بنیاد کے ساتھ متنوع سماجی چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حرکی حلقة جسے راویتی تعلیم میں اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے ذاتی طور پر سیکھنے اور جسمانی مہارتوں کی نشوونما کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اس حلقة میں بلومن کی درجہ بندی اساتذہ کو ایسے مقاصد طے کرنے میں رہنمائی کرتی ہے جو اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ طباہ نہ صرف نظریاتی تصورات کو سمجھیں بلکہ انہیں حقیقی دنیا کے منظر ناموں میں لاگو کرنے کی امکیت بھی حاصل کریں۔ تعلیم کی کثیر جھنگی نوعیت کو تسلیم کرتے ہوئے بلومن کی درجہ بندی جامع ترقی کو فروغ دینے اور طباہ کو جدید دنیا کی پیچیدگیوں کے لیے تیار کرنے میں ایک سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

14.5 آکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

- بلوم کی قدیم اور جدید درجہ بندی کیا ہیں نیز دونوں کے مابین فرق۔
- بلوم کی درجہ بندی میں ہر حلقہ کی خصوصیات اور مقصد۔
- بلوم کی درجہ بندی کی روشنی میں کسی مخصوص مضمون یا کورس کے لیے آموزشی مقاصد کا تجزیہ اور درجہ بندی۔
- منصوبہ سبق میں بلوم کی درجہ بندی کا استعمال۔
- بلوم کی درجہ بندی کی روشنی میں ایک نئی آکتسابی سرگرمی یا تشخیصی ڈیزائن۔
- بلوم کے پیش کردہ تینوں حلقوں کی خصوصیات کیا ہیں اور ان کے مابین فرق۔
- بلوم کے پیش کردہ تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کا اطلاق نصاب اور تشخیص۔

14.6 فرہنگ

سبق: ایک سیکشن جس میں مطالعہ کے کورس کو تقسیم کیا گیا ہے، وقت کی مدت جب آپ کچھ سیکھتے یا سکھاتے ہیں، سیکھنے کے قابل اشیاء۔

منصوبہ سبق: اساتذہ کی روزانہ رہنمائیر کے طلاء کو کیا سیکھنے کی ضرورت ہے، اسے کیسے پڑھایا جائے گا اور سیکھنے کی پیمائش کیسے کی جائے گی۔

وقتی: چیزوں کو جاننے، سیکھنے اور سمجھنے میں شامل ذہنی عمل سے متعلق، شعوری و فکری سرگرمیاں جیسے سوچنا، استدال کرنا، یاد رکھنا وغیرہ۔

تاثراتی: احساسات یا جذبات سے متعلق یا اس سے پیدا ہونے والا یا اسے متاثر کرنے والا۔

حرکی: جسمانی سرگرمی سے وابستہ جسم کی حرکات سے متعلق یا اس کی خصوصیت۔

اعلیٰ درجے کی سوچ: اعلیٰ درجے کی سوچ میں پیچیدہ فیصلہ کن مہارتوں کا سیکھنا شامل ہے جیسے تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنا وغیرہ۔

ادنی درجے کی سوچ: ایک تصور جو ان بینیادی مہارتوں سے متعلق ہے جیسے یاد رکھنا، سمجھنا اور نافذ کرنا۔

فریم ورک: کسی چیز کا بنیادی ڈھانچہ جو اسے شکل اور طاقت دیتا ہے، اصولوں یا نظریات کا ایک نظام جو آپ کو فیصلہ کرنے میں مدد کرتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔

14.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- بلوم کی درجہ بندی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(ب) اساتذہ کی کارکردگی کا جائزہ لینا

(الف) طالب علم کے رویے کا اندازہ لگانا

- (ج) تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کرنا (د) نصاب کی ساخت کا تجزیہ کرنا
- 2- بلوم کی درجہ بندی کے مطابق درج ذیل میں سے کون سی علمی مہارت کی اعلیٰ ترین سطح ہے؟
- (الف) یاد رکھنا (د) تخلیق کرنا (ب) تفہیم (ج) تجزیہ کرنا
- 3- بلوم کی درجہ بندی کا کون ساحلچہ جذبائی اور سماجی مہارتوں سے متعلق ہے؟
- (الف) وقونی حلقہ (ب) تاثراتی حلقہ (ج) حرکی حلقہ (د) باہمی حلقہ
- 4- وقونی حلقہ میں، کس سطح میں معلومات کو حصوں میں تقسیم کرنا اور ان کے درمیان تعلقات کو سمجھنا شامل ہے؟
- (الف) تشخیص کرنا (د) تخلیق کرنا (ب) تفہیم (ج) تجزیہ کرنا
- 5- بلوم کی درجہ بندی کے وقونی حلقہ میں "تخلیق" کی سطح سے کون سافل منسلک ہے؟
- (الف) تجزیہ کرنا (د) یاد رکھنا (ب) تخلیق کرنا (ج) سمجھانا
- 6- تاثراتی حلقہ میں، کس درجے میں کسی کی اقدار اور عقائد کے مطابق کام کرنے کی خواہش شامل ہے؟
- (الف) وصول کرنا (د) تنظیم (ب) ردعمل کرنا (ج) قدر کرنا
- 7- بلوم کی درجہ بندی کا کون ساحلچہ جسمانی مہارت اور ہم آہنگی سے وابستہ ہے؟
- (الف) وقونی حلقہ (ب) تاثراتی حلقہ (ج) جذبائی حلقہ (د) حرکی حلقہ
- 8- تاثراتی حلقہ میں کس سطح پر سیکھنے والا ایک پیچیدہ جسمانی مہارت کو درستگی اور مہارت کے ساتھ انجام دیتا ہے؟
- (الف) باقاعدہ گی (د) ترتیل (ب) سلیقہ مندی (ج) تقلید
- 9- بلوم کی درجہ بندی میں درج ذیل میں سے کون سی اصل و وقونی سطحوں میں سے ایک نہیں ہے؟
- (الف) ایجاد کرنا (د) ترکیب کرنا (ب) استعمال کرنا (ج) تخلیق کرنا
- 10- بلوم نے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کب کی اور اس میں ترمیم کی گئی؟
- (الف) 1962 اور 2005 (ب) 1957 اور 1964 (ج) 2001 اور 2007 (د) 1956 اور 2001

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- 1- بلوم کی درجہ بندی کی وضاحت کریں اور مختصر آس کا مقصد بیان کریں۔
- 2- بلوم کی درجہ بندی میں "تجزیہ" کی سطح سے وابستہ دو علمی مہارتوں کے نام بتائیں۔
- 3- بلوم کی درجہ بندی میں تاثراتی حلقہ کی بنیادی توجہ کیا ہے؟
- 4- وقونی حلقہ میں "تخلیق" کی سطح پر سیکھنے کے مقصد کی ایک مثال دیکرو وضاحت کریں۔
- 5- تعلیمی منصوبہ بندی میں بلوم کی درجہ بندی کے استعمال کی ایک خوبیوں و ناکامیوں کی نشاندہی کریں۔

- 6- اس بات کی تشریح کریں کہ تاثراتی حلقة میں اصطلاح "تر تیل" سے کیا مراد ہے؟
- 7- وقونی حلقة میں "یاد رکھنا" اور "سمجھنا" کے سطھوں کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔
- 8- تاثراتی حلقة میں "قدر کرنا" سطھ پر سیکھنے کے مقصد کی تشریح مع مثال کریں۔
- 9- بلوم کی درجہ بندی کو نصاب کے ڈیزائن کے لیے ایک مفید آلہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟
- 10- تاثراتی حلقة میں "ردعمل کرنے" کی سطھ کی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- 1- بلوم کی درجہ بندی کے تین حلقات (وقونی، تاثراتی، اور حرکی) کی وضاحت مع مثال کریں۔
- 2- مختلف ہدایات اور متنوع اکتسابی اسلوب کے تناظر میں بلوم کی درجہ بندی کی اہمیت پر سیر حاصل بحث کریں۔
- 3- تشخیص میں بلوم کی درجہ بندی کے کردار کی تشریح کرتے ہوئے یہ واضح کریں کہ یہ کیسے موثر تشخیص کے ڈیزائن میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔
- 4- اس کی وضاحت مطلوب ہے کہ بلوم کی درجہ بندی طلباء میں تقیدی سوچ کی صلاحیتوں کی نشوونما میں کس طرح معاون ہے؟
- 5- تعلیمی نظام میں بلوم کی درجہ بندی کے اطلاق سے وابستہ ممکنہ چیزوں اور تقیدوں پر تبادلہ خیال کریں۔
- 6- طلباء کے لیے زیادہ موثر اور دل چسپ آموزشی تجربہ پیدا کرنے کے لیے بلوم کی درجہ بندی کو سبق کی منصوبہ بندی میں کیسے ضم کیا جاسکتا ہے؟
- 7- بلوم کی درجہ بندی اور طلباء میں علمی صلاحیتوں کی نشوونما کے درمیان تعلق ثابت کرتے ہوئے اس کی تشریح کریں۔
- 8- اس بات کی مثالیں فراہم کریں کہ کمرب جماعت میں بلوم کی درجہ بندی کے نفاذ کی حمایت اور اسے بڑھانے کے لیے ٹیکنالوژی کو کس طرح مربوط کیا جاسکتا ہے۔
- 9- وضاحت کریں کہ بلوم کی درجہ بندی کو آرٹس اور ہیومنیٹیز (arts and humanities) میں مہارتوں کی تشخیص کے لیے کس طرح اپنایا جاسکتا ہے۔
- 10- تدریس میں پیشہ ورانہ ترقی کے لیے بلوم کی درجہ بندی کے ممکنہ مضرات پر بحث کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- 1- (ج) تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کرنا
- 2- (د) تخلیق کرنا
- 3- (ب) تاثراتی حلقة
- 4- (ج) تجزیہ کرنا
- 5- (ب) تخلیق کرنا
- 6- (ج) قدر کرنا

7-(د) حرکی حلقة

9-(الف) ایجاد کرنا

8-(الف) با قاعدہ گ

10-(د) 1956 اور 2001

14.8 تجویز کردہ اکتسابی موارد

- 1- ڈاکٹر تلمذی فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجو کیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یوپی-2018
- 2- سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن تریدرس ایجو کیشنل پبلیکیشنز، حیدر آباد-2016
- 3- ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی-2013
- 4- نجم اکھر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریمکر پیپلز بک ہاؤس، حیدر آباد-2006
- 5- محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میدیا، شری نگر-2006
- 6- محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر-1998
- 7- عمر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپر اپلی کیشن، دہلی-2009
- 8- پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ-2015
- 9- معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی-1983
10. Anderson, L. W., & Krathwohl, D. R. (2001). A Taxonomy for Learning, Teaching, and Assessing: A Revision of Bloom's Taxonomy of Educational Objectives. New York: Longman.
11. Becnel, K. E. (2008). Bloom's How to Write About J.D. Salinger. New York: Chelsea House Publishers.
12. Bloom, B. S. (1956). Taxonomy of Educational Objectives: The Classification of Educational Goals. New York: Longmans, Green.
13. Bloom, B. S. (1984). Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 1, Cognitive Domain. New York: Addison Wesley Publishing Company.
14. Brians, P. B. (2018). Bloom's How to Write About George Orwell. New York: Chelsea House Publishers.
15. Brookfield, S. D. (2012). Teaching for Critical Thinking: Tools and Techniques to Help Students Question Their Assumptions. San Francisco: Jossey-Bass.
16. Becknell, K. E. (2008). Bloom's How to Write About F. Scott Fitzgerald. New York: Chelsea House Publishers.

17. Brookhart, S. M. (2013). *Assessment and Grading in Classrooms*. Upper Saddle River, NJ: Pearson.
18. Diamond, R. M. (1998). *Designing and Assessing Courses and Curricula: A Practical Guide*. San Francisco: Jossey-Bass.
19. DiYanni, R. (2008). *Bloom's How to Write About Walt Whitman*. New York: Chelsea House Publishers.
20. Hooks, b. (2010). *Teaching Critical Thinking: Practical Wisdom*. New York: Routledge.
21. Krathwohl, D. R., Bloom, B. S., & Masia, B. B. (1973). *Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 2, Affective Domain*. New York: David McKay Company.
22. Rasmussen, R. K. (2007). *Bloom's How to Write About Ernest Hemingway*. New York: Chelsea House Publishers.
23. Rasmussen, R. K. (2008). *Bloom's How to Write About Langston Hughes*. New York: Chelsea House Publishers.
24. Rasmussen, R. K. (2009). *Bloom's How to Write About Mark Twain*. New York: Chelsea House Publishers.
25. Ross, S. M. (2010). *Bloom's How to Write About William Faulkner*. New York: Chelsea House Publishers.
26. Simpson, E. J. (1972). *Taxonomy of Educational Objectives: Handbook 3, Psychomotor Domain*. New York: David McKay Company.
27. Sterling, L. A. (2008). *Bloom's How to Write About Nathaniel Hawthorne*. New York: Chelsea House Publishers.
28. Simonson, M., Zvacek, S. M., & Schlosser, C. (2019). *Teaching and Learning at a Distance: Foundations of Distance Education*. Charlotte, NC: Information Age Publishing.
29. Walvoord, B. E. (2004). *Assessment Clear and Simple: A Practical Guide for Institutions, Departments, and General Education*. San Francisco: Jossey-Bass.

اکائی 15۔ منصوبہ سبق: مفہوم، اہمیت و افادیت اور مراحل*

اکائی کے اجزاء

تعمیہ	15.0
مقاصد	15.1
منصوبہ سبق: مفہوم اور اہمیت و افادیت	15.2
15.2.1 منصوبہ سبق کا مفہوم	
15.2.2 منصوبہ سبق کی اہمیت	
15.2.15 منصوبہ سبق کی افادیت	
منصوبہ سبق کے مختلف مراحل (نشر، نظم، قواعد)	15.3
15.3.1 اردو نشر کی تدریس	
15.3.2 اردو نظم کی تدریس	
15.3.3 اردو قواعد کی تدریس	
15.3.4 منصوبہ سبق کا ڈھانچہ (اردو نشر کی تدریس)	
خلاصہ	15.4
اکتسابی متأرخ	15.5
فرہنگ	15.6
نمونہ امتحانی سوالات	15.7
معروضی سوالات کے کلیدی جوابات	15.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد	15.9

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

سبق کا منصوبہ تعلیم کے میدان میں ایک بنیادی دستاویز ہے جو اساتذہ کے لیے ایک منظم اور با مقصد انداز میں تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کے لیے ایک روڈ میپ کا کام کرتا ہے۔ یہ ایک تفصیلی خاکہ ہے جو کسی خاص سبق یا مطالعہ کی اکائی کے مقاصد، ماد، تدریسی طریقوں، تشنیعی حکمت عملیوں اور وسائل کو بیان کرتا ہے۔ سبق کے منصوبے کا بنیادی مقصد معلمین کو مؤثر ہدایات فراہم کرنے کے لیے ایک جامع اور منظم انداز فراہم کرنا ہے، اس بات کو یقینی بنانا کہ سیکھنے کے مقاصد پورے ہوں اور طلبہ با معنی اور با مقصد سرگرمیوں میں مصروف ہوں۔ سبق کی منصوبہ بندی کی ضرورت تدریس سیکھنے کے عمل کی پیچیدہ نویت سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک اچھی طرح سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ اساتذہ کو مکنہ چیلنجوں کا اندازہ لگانے، ان کے تدریسی طریقوں کو سیکھنے کے متنوع انداز کے مطابق بنانے، اور مادوں کی ترسیل کی واضح پیش رفت قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ ایک فعال آلہ کے طور پر کام کرتا ہے، جو اساتذہ کو اپنی تدریسی حکمت عملیوں کو تعلیمی اہداف اور معیارات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی کی اہمیت اور افادیت کلاس روم سے باہر ہے، کیونکہ یہ اساتذہ، طلباء اور دیگر اسٹیک ہو ڈر ز کے درمیان رابطے کے آئے کے طور پر کام کرتی ہے۔ مزید برآں، سبق کے منصوبے عکاسی اور مسلسل بہتری کے لیے ایک قیمتی وسیلہ فراہم کرتے ہیں، اساتذہ کو اپنی تدریسی حکمت عملیوں کی تاثیر کا جائزہ لینے اور مستقبل کی ہدایات کے لیے ضروری مطابقت کے قابل بنتے ہیں۔ مجموعی طور پر، سبق کی منصوبہ بندی مؤثر تدریس کو فروغ دینے اور طلباء کے لیے سیکھنے کے تجربے کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ایک مؤثر سبق کا منصوبہ تیار کرنا ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں کئی اہم اقدامات شامل ہیں، ہر ایک کو مختلف تدریسی مقاصد، جیسے کہ نثر، شاعری اور قواعد کی مخصوص بارکیوں کو حل کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ نثر کے دائے میں، ابتدائی مرحلے میں اکثر سیکھنے کے مقاصد کو واضح طور پر بیان کرنا اور انہیں نصاب کے معیارات سے ہم آہنگ کرنا شامل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اساتذہ اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ وہ اس باق کے موضوعاتی اہداف کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوئے مناسب نثری اقتباسات کا انتخاب کرتے ہیں۔ منصوبہ بندی کا عمل متعلقہ الفاظ کی شناخت، فہمی سوالات وضع کرنے، اور متنوع تدریسی حکمت عملیوں کو مربوط کرنے تک پھیلا ہوا ہے جو مختلف سیکھنے والوں کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ سرگرمیوں کی ترتیب، تعارف سے لے کر رہنمائی کی مشق اور آزاد اطلاق تک، نثر کے لیے سبق کے منصوبے کا ایک لازمی حصہ بنتی ہے، مؤثر مادوں کی فراہمی اور طلبہ کی مصروفیت کے لیے ایک منظم فریم و رک فراہم کرتی ہے۔

جب بات شاعری کی ہو تو سبق کی منصوبہ بندی کا عمل ایک الگ کردار اختیار کرتا ہے۔ اساتذہ ان نظموں کا انتخاب کرتے ہوئے شروع کرتے ہیں جو تدریسی مقاصد سے ہم آہنگ ہوں اور طلباء کی حسیت کو متاثر کریں۔ شاعرانہ عنصر، جیسے شاعری، میٹر، اور عالمی زبان، کو اثر ایکٹو سرگرمیوں کے ذریعے تلاش کرنے پر زور دیا جاتا ہے جو طلباء کی فن کی شکل کی سمجھ اور تعریف کو بڑھاتی ہیں۔ شاعری کے سبق کے منصوبے میں عام طور پر تخلیقی مشقیں شامل ہوتی ہیں جو طلباء کو اپنی تشریحات اور جذبات کا اظہار کرنے کی ترغیب دیتی ہیں، جس سے

ادبی صنف کے ساتھ گہرا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں، تشخیصی حکمت عملیوں میں طلباء کے لیے منتخب کردہ نظموں کا تجزیہ کرنے اور ان پر بحث کرنے کے موقع شامل ہو سکتے ہیں، ان کی فہم اور تقيیدی سوچ کی مہارت کا مظاہرہ کرنا۔

قواعد کی ہدایات کے دائرے میں، سبق کی منصوبہ بندی قواعد کے تصورات کو منظم طریقے سے متعارف کرانے اور ان کو تقویت دینے پر مرکوز ہے۔ اساتذہ شروع کرنے کے لیے مخصوص قواعد کے عنوانات کی نشاندہی کرتے ہیں جن کا احاطہ کیا جائے گا، اور ہدایات کے لیے ایک منطقی ترتیب بنانے کے بعد سبق کے منصوبے میں مختلف سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں، جیسے قواعد کی مشقیں، اور گیمز، سیکھنے کے مختلف انداز کو پورا کرنے اور تفہیم کو تقویت دینے کے لیے۔ سیاق و ساق میں قواعد کا اطلاق، نثر اور شاعری کے تجزیے کے ذریعے، سیکھنے کو با معنی زبان کے استعمال میں مزید مربوط کرتا ہے۔ قواعد کے سبق کے منصوبے کا مقصد واضح ہدایات، مشق، اور طلباء کے لیے اپنے علم کو مستند زبان کے حالات میں لا گو کرنے کے موقع کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ مجموعی طور پر، سبق کی منصوبہ بندی کے عمل کے اندر یہ الگ الگ اقدامات نثر، شاعری اور قواعد کی ہدایات کے منفرد تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، زبان کی تعلیم کے لیے ایک جامع اور موزوں انداز کو پیشی بناتے ہیں۔

15.1 مقاصد

- اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ منصوبہ سبق کے مفہوم اور فطرت کو سمجھ سکیں۔
- منصوبہ سبق کی اہمیت سے واقف ہو سکیں۔
- منصوبہ سبق کی افادیت کو جان سکیں۔
- منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر سے واقف ہو سکیں۔
- اردو نثر کی تدریس کے مراحل سے واقف ہو سکیں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل کو جان سکیں۔
- اردو قواعد کی تدریس کے مراحل کو معلوم کر سکیں۔
- اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین فرق کر سکیں۔

15.2 منصوبہ سبق: مفہوم اور اہمیت و افادیت

سابق کا منصوبہ ایک جامع اور منظم خاکہ ہے جسے ماہرین تعلیم نے مخصوص کلاس یا سیکھنے کے سیشن کے لیے تدریسی عمل کی رہنمائی کے لیے ڈیزائن کیا ہے۔ یہ اساتذہ کے لیے ایک بلیوپرنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، جس میں سیکھنے کے مقاصد، تدریسی حکمت عملی، تشخیص کے طریقوں، اور اس باق میں کی جانے والے وسائل کی تفصیل ہوتی ہے۔ تدریسی اور سیکھنے کے عمل کی پیچیدگی سے ایک اچھی

ترتیب شدہ سبق منصوبہ بندی کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ معلمین کو مواد کو با مقصد انداز میں ترتیب دینے اور فراہم کرنے کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے، سیکھنے کے متنوع طرزوں کو پورا کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تعلیمی اہداف پورے ہوں۔ احتیاط سے تیار کیا گیا سبق کا منصوبہ ممکنہ چیلنجوں کی توقع کرتا ہے، اساتذہ کو اپنی حکمت عملیوں کو اپنانے اور طلاء کی مصروفیت کو بڑھانے کے قابل بناتا ہے۔ کلاس روم میں اس کی عملی افادیت سے ہٹ کر، سبق کے منصوبے کی اہمیت معلمین، طلاء اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے درمیان موثر اعلیٰ کو فروغ دینے تک ہے۔ یہ عکاسی کے لیے ایک یقینی آہ کے طور پر بھی کام کرتا ہے، اساتذہ کو ان کے تدریسی طریقوں کی کامیابی کا اندازہ لگانے اور مستقبل کے اس باقی کے لیے باخبر موافقت کی راہ ہموار کرتا ہے۔

15.2.1 منصوبہ سبق کا مفہوم

سبق کا منصوبہ معلم کی ہدایات جوانہیں رہنمائی کرتے ہیں کہ طلاء کو کیا سیکھنے کی ضرورت ہے اور کمہ جماعت میں تدریس کے دوران اسے کیسے موثر طریقے سے انجام دیا جائے گا۔ اس کے بعد اساتذہ مناسب سیکھنے کی سرگرمیوں کو ڈیزائن کر سکتے ہیں اور طالب علم کے سیکھنے پر رائے حاصل کرنے کے لیے حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں۔ ہر سبق کے لیے احتیاط سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ اساتذہ کو زیادہ اعتماد کے ساتھ کلاس روم میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے اور اپنے طلاء کے ساتھ سیکھنے کا ایک بامعنی تجربہ حاصل کرنے کے امکانات کو زیادہ کرتا ہے۔ کمہ جماعت میں طلاء کی اکتسابی رہنمائی کے لیے اسٹاد کے ذریعے روزانہ سبق کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے جس کی تفصیلات اسٹاد کی ترجیحات، زیر بحث مضمون اور طلاء کی ضروریات کے لحاظ سے مختلف ہوں گی۔ ایک سبق کا منصوبہ کسی خاص سبق کی تدریس کے لیے اسٹاد کا رہنمایہ ہوتا ہے اور اس میں ہدف (جو طالب علموں کو سیکھنا ہے)، ہدف تک پہنچنے کا طریقہ (طریقہ تدریس)، ہدف کی جانچ کا طریقہ اور تعلیمی ما حاصل کی تعین قدر (امتحان اور گھر کا کام وغیرہ) شامل ہوتے ہیں۔

ایک کامیاب سبق کا منصوبہ تین کلیدی اجزاء پر مبنی ہوتا ہے:

1- اکتسابی مقاصد

2- اکتسابی سرگرمیاں

3- تعلیمی نتائج کی تشخیص

ایک سبق کا منصوبہ اساتذہ کو اپنے تدریسی اہداف، سیکھنے کے مقاصد، اور ان کو پورا کرنے کے ذرائع کا عمومی خاکہ فراہم کرتا ہے۔ نتیجہ خیز سبق وہ نہیں ہے جس میں سب کچھ بالکل ٹھیک منصوبہ بندی کے مطابق ہوتا ہے بلکہ وہ سبق ہوتا ہے جس میں طالب علم اور اساتذہ دونوں ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں۔

تعلیمی پیشہ و رفراہ تحریری شکل میں طلاء کے لیے کورس کی سرگرمیوں کی یادداشت و ترتیب کے لیے سبق کے منصوبے استعمال کرتے ہیں۔ منصوبے اساتذہ کو ان کے تدریسی اہداف، سیکھنے کے مقاصد اور ان کو پورا کرنے کے لیے حکمت عملیوں کا عمومی خاکہ فراہم کرتے

ہیں جو طلباء کو کورس کی بروقت تکمیل کو بہتر طور پر سمجھنے اور مستقبل کے مواد کے لیے منصوبہ بندی کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ سبق کی منصوبہ بندی کے عناصر میں سبق یا کورس کے بارے میں معلومات شامل ہیں۔ منصوبہ سبق کے چند اہم عناصر درج ذیل ہیں:

1۔ سمجھنے کے مقاصد: ایک سبق کے منصوبے میں سمجھنے کے مقاصد کا انتخاب شامل ہوتا ہے جس میں موجودہ سبق کے مقاصد یا طلباء کے اکتسابی تجربات کی تفصیلات بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں طالب علم کے اهداف کا احاطہ کرنے کے لیے اشیاء اور سبق کے لیے معلم کی توقعات شامل ہو سکتی ہیں۔ اکتسابی مقاصد سمجھنے کے ماحول اور طلباء کی صلاحیتوں کے لیے حقیقت پر مبنی ہونے چاہیے جو ہر طالب علم کے لیے منصفانہ اور اس کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے قابل پیمائش ہوتے ہیں۔

2۔ ٹائم لائنز: ٹائم لائنز تفصیلات بتاتی ہے کہ سمجھنے کے ہر مقصد کو پورا کرنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ ٹائم لائنز اس بات کی تفصیل بتاتی ہیں کہ سبق کے دوران تدریس اور طالب علم کی شرکت کے لیے کتنا وقت درکار ہے۔

3۔ اکتسابی سرگرمیاں: اکتسابی سرگرمیوں سے مراد وہ تفصیلات ہیں جو معلم سبق کے دوران طلباء کو سبق کی سہولت فراہم کرنے اور اکتسابی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے فراہم کرتا ہے۔ اس میں تعین قدر، مفہومات، کمہ جماعت گفتگو یا آزاد آموزش کے وقت سے متعلق معلومات شامل ہیں۔

4۔ سبق کے بعد کی تشخیص: سبق کے منصوبوں میں سبق کے بعد کی تشخیص شامل ہو سکتی ہے جسے معلم سبق کی کامیابی کی پیمائش و جائز کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے بشمول طالب علم کی شرکت، درجات اور طلباء کے مقاصد کو پورا کرنے کے بارے میں معلومات۔

5۔ طریق عمل: سبق کے منصوبوں میں سبق کی منصوبہ بندی کے طریقے کے بارے میں ہدایات شامل ہیں جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ طلباء کس طرح اہداف حاصل کرتے ہیں اور انہیں ایسا کرنے کے لیے کہنے والے کی ضرورت ہے۔

ایک استاد کے طور پر، سوچ سمجھ کر ایک سبق کا منصوبہ تیار کرنا تدریسی کام کا ایک لازمی حصہ ہے۔ منصوبہ سبق نہ صرف استاد کی بابت وہ سب کچھ بتاتا ہے جو استاد کسی مخصوص کمہ جماعت میں کریں گے بلکہ ان کے پیار ہونے پر اس باقی کو مکمل کرنے کے لیے دیگر استاد کی معاونت لی جاسکتی ہے اور متعین اہمیت تاثرات فراہم کرنے اور کمہ جماعت کی نگرانی کے لیے اس کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ سبق کا منصوبہ لکھنا شروع میں ایک مشکل کام لگ سکتا ہے لیکن مشق کے بعد وہ جلد ہی استاد کی دوسری فطرت بن جاتا ہے۔ ہر سبق کے منصوبے کو ایک مقصد، متعلقہ معیارات، سرگرمیوں کی ایک ٹائم لائنز، کمہ جماعت کا جائزہ، تشخیصات اور مطلوبہ تدریسی مواد کی ضرورت ہوتی ہے۔

15.2.2 منصوبہ سبق کی اہمیت

سبق کی منصوبہ بندی بہت ضروری ہے کیونکہ ایک اچھی طرح سے تیار کردہ سبق کا منصوبہ ہر کسی کو کسی خاص سبق کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ سبق کے منصوبے اساتذہ کو نصاب کو لینے اور اسے طلباء کے لیے دلچسپ اور بامعنی سرگرمیوں میں تبدیل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ اس میں مطلوبہ مواد کا خاکہ بھی بتایا جاتا ہے اور کن خاص باتوں کو مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے جیسے طلباء کی انفرادی سمجھنے کی ضروریات کو بھی واضح کی جاتی ہے۔ اس باقی کا منصوبہ اکتسابی مقاصد (اہداف) کے ارد گرد ڈیزائن کیا جاتا ہے جو طلباء کو موقع فراہم کرتا ہے کہ

وہ معلومات دریافت کرے، تعمیر کرے اور اپنے علم کا مظاہرہ کرے۔ تعلیم و اکتساب کا یہ فقط نظر تعلیم اور سیکھنے کے ماحول کو استاد پر مرکوز سے طلباء مرکوز کی طرف منتقل کرتا ہے۔

تمام اچھے اساتذہ کے ذہن میں ایک منصوبہ ہوتا ہے جب وہ تدریسی عمل کو انجام دیتے ہیں۔ اس کا دائرہ ایک چیک لسٹ سے لے کر رسمی، تفصیلی، ساختی، منصوبہ بندی تک وسیع ہو سکتا ہے۔ سبق کے منصوبے استاد کے ٹول بائس کا ایک لازمی حصہ ہیں اور ایک استاد کی طرف سے پورے تدریسی عمل کی رہنمائی کے لیے تیار کیا جاتا ہے تاکہ تدریسی نشست کے ہر اہم حصے کو اکتسابی نتائج حاصل کرنے کے لیے مناسب طریقے سے منصوبہ بندی اور اس کا اطلاق کر سکے۔

اب تک ایسا تجربہ کیا گیا ہے کہ جن اساتذہ نے اپنے اساق کو اچھی طرح سے ترتیب دیا اور اس کی تیاری میں ضروری محنت صرف کی ہے ان کی تدریسی موثر رہی ہے، کمرہ جماعت میں طلباء سرگرم عمل رہے ہیں اور اکتساب میں حتی المقدور اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بر عکس یہ دیکھا گیا ہے کہ زیر تربیت معلم اساتذہ اور زیر ملازمت اساتذہ بھی سبق کی منصوبہ بندی کے بغیر طلباء کو اچھا سبق فراہم کرنے میں اور ان کو مطمئن کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ منصوبہ سبق استاد کو غیر ضروری اقدامات اٹھانے اور غلط طریقے سے نافذ کرنے سے روکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تدریسی عمل میں سبق کی منصوبہ بندی کی اہمیت مندرجہ ذیل ہے:

1. منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ سبق کے مواد تک زیادہ موثر طریقے سے رسانی حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔
2. منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ مواد کو پڑھانے کے مناسب طریقوں کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں اور اسے نافذ کرنے کی تیاری کر سکتے ہیں۔
3. سبق کے منصوبوں کی تیاری اساتذہ کو مواد کے ان حصوں کے بارے میں پہلے سے تیار رہنے میں مدد کرتی ہے جن پر ان کا کنٹرول نہیں ہے۔
4. سبق کے منصوبے کی تیاری سبق کے تمام مواد کو شامل کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے اور مواد کے کچھ حصے کو بھولنے سے روکتی ہے۔
5. سبق کا منصوبہ اساتذہ کو اپنے تدریسی سرگرمیوں کے نفاذ میں اختراعی اور تخلیقی بناتا ہے۔
6. سبق کا منصوبہ ہر تقریب کی اہمیت کے مطابق اہداف کے مجموعے کے لیے وقت، ذرائع اور سہولیات مختص کرنے کی اجازت دیتا ہے۔
7. منصوبہ سبق کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ مفہومات اور اضافی سرگرمیوں کا تعین زیادہ احتیاط سے کر سکتے ہیں۔
8. منصوبہ سبق کی کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ اپنے تدریسی کو منظم، وقت کی بچت اور مناسب حکمت عملی کا اطلاق کر سکتے ہیں۔
9. منصوبہ سبق کی کا استعمال کرنے ہوئے اساتذہ سبق پڑھاتے وقت زیادہ تیار اور پر اعتماد محسوس کرتے ہیں۔
10. سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو تدریسی عمل میں تمام قسم کی غلطیوں سے پاک رکھتی ہے موضوع کو صحیح طریقے سے ترتیب دینے میں مدد کرتی ہے۔
11. منصوبہ سبق استاد کو اس بارے میں بھی واضح کرتا ہے کہ انہیں **تشخیص کب شروع کرنی چاہئے اور انہیں اگلے سبق پر کب جانا چاہئے۔**

12- منصوبہ سبق کی کا استعمال کرتے ہوئے اساتذہ تدریسی مواد کو تشخیص کو سیکھنے کے مقصد کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔

13- اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے کہ ضروری تدریسی مواد دستیاب ہے۔

14- سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو طلباء کے درمیان انفرادی سیکھنے کی ضروریات کو سوچ سمجھ کر پورا کرنے کے قابل بناتی ہے اور ضروری تدریسی مواد دستیابی کی بابت معلومات فراہم کرتی ہے۔

ہر اسٹاد کو سبق کا منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسے کماعت کے تدریسی اسپاٹ کے لیے رہنمای سمجھا جاتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ طالب علم کی آموزش کا تعلق اساتذہ کی منصوبہ بندی سے بہت گہرا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ اس سے اساتذہ کو اس بات کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے کہ کماعت میں کیا سرگرمیاں ہوئی چاہیے، ان کا دائرہ کیا ہے اور بیان کردہ بصیرت اور اہداف کی طرف طویل مدتی اجتماعی پیش رفت کے ساتھ ساتھ طلباء کی انفرادی پیش رفت کس حد تک ہے۔

15.2.3 منصوبہ سبق کی افادیت

سبق کی منصوبہ بندی کے بہت سے فوائد ہیں اور بہت سے اسکو اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنی کلاسون کے لیے سبق کے منصوبے بنائیں۔ ایک موثر سبق کی منصوبہ بندی کے چند قابل ذکر فوائد درج ذیل ہیں:

1- متأثر کن ذاتی اعتماد: سبق کے منصوبے کماعت اور اسپاٹ کے کنٹول میں رکھنے میں مدد کے ساتھ اساتذہ کے اعتماد میں گراں قدر اضافہ کرتے ہیں۔ اساتذہ کا اعتماد ان کے طلباء کو نظر آئے گا اور منصوبے سے ان کو درس و تدریس پر توجہ مرکوز رکھنے اور مضمون قائم رہنے میں مدد ملے گی۔

2- اپنے اسپاٹ کی تشخیص: سبق کے منصوبے اساتذہ کو اپنی تدریسی کارکردگی کا جائزہ لینے میں رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تدریسی عمل اور موقع اکتسابی نتائج کا اپنے تیار کردہ پلان سے موازنہ کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو سیکھنے کے مقاصد کی وضاحت کرنے اور آپ کے تدریسی انداز اور حکمت عملیوں کو موافق کرنے میں مدد ملتی ہے۔ سبق کے منصوبے اساتذہ کو اس بات کا اندازہ لگانے میں مدد کرتے ہیں کہ طالب علموں نے تصورات کو کتنا سمجھا اور نصاب کو کس حد تک سیکھا۔ اساتذہ اس بیان پر اپنی سرگرمیاں تبدیل کر سکتے ہیں کہ طالب علموں نے کیسے جواب دیا اور تدریس کو ان کی ضرورت کے موافق کیسے بنایا جائے۔

3- منظم رہنے میں مدد کرنا: اسپاٹ کے منصوبے اساتذہ کو ایک منظم انداز میں سوچنے میں مدد کرتے ہیں۔ خاکہ کے ہر مرحلے کو تصور کرتے ہوئے جب اساتذہ ایک تصور سے دوسرے تصور تک کام کرتے ہیں اس سے آپ کو اپنے اسپاٹ کے مقاصد کے معیار کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی اساتذہ کو اپنی کلاسون کو منظم اور اپنے تدریسی اہداف اور مقاصد کے مطابق رکھنے میں معاونت کرتی ہے۔

4۔ تبادل اساتذہ کی رہنمائی: سبق کے منصوبے آپ کو تبادل اساتذہ کے لیے رہنمائی فراہم کرنے میں مدد کرتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ آپ کے طلباء اس دن کیا سیکھ رہے ہیں۔ ایک منصوبہ ان کے لیے آپ کیے درجہ کے نصاب کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے درست روشن پر رہنا آسان بنتا ہے۔

5۔ اساتذہ کو زیادہ موثر بنانا: سبق کے منصوبے اساتذہ کو آسانی کے سے نئے خیالات، ملکینا لو جی اور وسائل کو اپنی کلاسوں میں ضم کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ اساتذہ اپنی آموزشی سرگرمیوں کو اپنی ڈیٹ کر سکتے ہیں یا پرانے متن کو نئی ویڈیو ز کے ساتھ تبدیل کر سکتے ہیں تاکہ طلباء کو سبق کو سمجھنے میں مدد ملے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں (Check your Progress)

1۔ منصوبہ سبق کے مفہوم اور اہمیت و افادیت کو واضح کیجیے۔

15.3 منصوبہ سبق کے مختلف مراحل (نشر، نظم، قواعد)

نشر، شاعری اور قواعد کے لیے ایک سبق کے منصوبے میں اقدامات کو منظم طریقے سے شامل کرنا تعلیم کے دائرے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ اقدامات اساتذہ کو متنوع لسانی عناصر کی تعلیم کی پیچیدگیوں کو نیویگیٹ کرنے کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ نشر کے تناظر میں، یہ اقدامات مقاصد کو واضح طور پر بیان کرنے، متعلقہ اقتباسات کو منتخب کرنے، اور سرگرمیوں کی ایک ترتیب کو نافذ کرنے میں مدد کرتے ہیں جو طلباء کی مختلف سیکھنے کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ شاعری کے لیے، یہ اقدامات مناسب نظموں کے انتخاب، شاعر انہ عناصر کی کھوچ اور تخلیقی سرگرمیوں کو شامل کرنے میں اساتذہ کی رہنمائی کرتے ہیں جو اس صنف کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کرتے ہیں۔ قواعد کے معاملے میں، یہ اقدامات زبان کے اصولوں کی جامع تفہیم کو فروغ دینے، قواعد کے تصورات کو متعارف کرانے، اس پر عمل کرنے اور ان کا اطلاق کرنے کے لیے ایک طریقہ کار کو تیکی بناتے ہیں۔ اجتماعی طور پر، یہ اقدامات نہ صرف موثر مادوں کی ترسیل میں سہولت فراہم کرتے ہیں بلکہ تنقیدی سوچ، زبان کی مہارت، اور ادب کے لیے ایک اہم تعریف کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سبق کی منصوبہ بندی کے مراحل میں سراحت شدہ ساختی نقطہ نظر مختلف لسانی ڈو میزز کے طلباء کے لیے دلچسپ اور با معنی سیکھنے کے تجربات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

15.3.1 اردو نشر کی تدریس

اردو نشر کی تعلیم ایک کثیر جہتی کوشش ہے جس کا مقصد اردو زبان میں سراحت شدہ بھرپور ادبی روایت کے لیے گہری سمجھ اور تعریف پیدا کرنا ہے۔ اساتذہ طلباء کو نشری کاموں کی تلاش میں مشغول کرتے ہیں، جن میں مختصر کہانیاں، مضمایں، اور ناولوں کے اقتباسات

شامل ہیں، تاکہ لسانی مہار تیں فراہم کی جاسکیں اور تنقیدی سوچ کو فروغ دیا جاسکے۔ تدریسی عمل میں اردو نشر میں موجود پیچیدہ داستانی ڈھانچے، موضوعاتی عناصر اور کردار کی ترقی کو ڈی کوڈ کرنا شامل ہے۔ مزید برآں، طباء کی زبان کی مہارت کو بڑھانے کے لیے الفاظ کی افزودگی اور فہم کی حکمت عملیوں پر زور دیا جاتا ہے۔ اردو نشر کی تعلیم نہ صرف زبان کے حصول میں مدد دیتی ہے بلکہ طباء کے لیے نشر کے ٹکڑوں میں سمیٹی شفافیت، سماجی اور تاریخی جہتوں کو تلاش کرنے کے لیے ایک گیٹ وے کا کام بھی کرتی ہے۔ سوچ سمجھے تجزیے اور بحث کے ذریعے طباء نہ صرف اپنی زبان کی مہارت کو نکھارتے ہیں بلکہ اردو نشر کے متنوع ادبی منظرنامے کے بارے میں ایک باریک فہم بھی تیار کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر، اردو نشر کی تعلیم لسانی اور ثقافتی افزودگی کے لیے ایک ذریعہ بنتی ہے جو زبان کی تعلیم کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کو فروغ دیتی ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان کی فطرت و اقسام کی خصوصیات کو دیکھتے ہوئے ماہرین اردو عموماً اس زبان کی تدریس کے لحاظ سے چار قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اور چاروں اقسام کی تدریس کے مراحل مختلف ہیں۔ نشر کی تدریس کے مراحل باتفصیل درج ذیل ہیں۔

1- تختہ سیاہ کا کام: تختہ سیاہ درس و تدریس میں اور کمکہ جماعت کا جزء لا یغایق ہے جس کے بغیر تدریسی و آموزشی عمل اپنے مقاصد و اپداف کے حصول سے قاصر رہتا ہے۔ تختہ سیاہ پر تحریر ایک مہارت ہے جس کی تفصیل آچکی ہے اور اس مہارت کا حصول ہر معلم کے لیے لازم ہے۔ کمکہ جماعت میں تدریس سے قبل سبق سے متعلق چند ضروری معلومات تختہ سیاہ پر تحریر کرنا ضروری ہے تاکہ طباء، انتظامیہ و دیگر شرکاء بلکہ معلم خود دوران تدریس ان معلومات سے آگاہ رہے۔ تختہ سیاہ کے ضروری معلومات میں معلم کا نام، اسکول کا نام، تاریخ، جماعت / کلاس، وقفہ، مضمون، عنوان اور ذیلی عنوان قابل ذکر ہیں۔

2- عمومی مقاصد: سبق کے عمومی مقاصد میں اردو زبان کے عمومی و خصوصی مقاصد دونوں تحریر کئے جاتے ہیں۔ منصوبہ سبق میں اردو زبان کے تمام اقسام کی تدریس کے عمومی مقاصد تقریباً ایکساں رکھے جاسکتے ہیں لیکن ہر قسم کے متعدد سطحیں ہیں جیسے نشوافسانہ وغیرہ۔ معلم اور خصوصی طور پر زیر تربیت معلم یا معلمہ / آموزگار معلم یا معلمہ کو سبق کے عمومی مقاصد طے و تحریر کرتے وقت عنوان و ذیلی عنوان کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے لیکن اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ہے کہ سبق کے مواد مضمون کا کوئی حصہ عمومی مقاصد کے دائرے نہ آسکے۔ مواد مضمون کے علاوہ اردو زبان سے متعلق مقاصد عمومی مقاصد کہلاتے ہیں۔

3- خصوصی مقاصد: معلم اور خصوصی طور پر زیر تربیت معلم یا معلمہ / آموزگار معلم یا معلمہ کو چاہیے کہ تدریس سے پہلے مواد مضمون متعدد بار پڑھے پھر اسے اہم نکات کی نشاندہی کرتے ہوئے چند اہم مقاصد اخذ کریں۔ پھر منصوبہ سبق تحریر کرتے ہوئے ان مقاصد کو خصوصی مقاصد کے عنوان کے تحت درج کیا جائے۔ خصوصی مقاصد تحریر کرتے وقت بلوم کی درجہ بندی کا لحاظ ضروری ہے اور اسی درجہ بندی کے اعتبار کم از کم چار، پانچ یا چھ مقاصد کا تعین ہونا چاہیے۔ کوشش یہ کی جانی چاہیے بلوم کی چھ درجات میں زیادہ سے زیادہ یا تمام پر ایک ایک مقصود اخذ کیا جائے۔ ابتداء میں مواد مضمون پڑھ کر خصوصی مقاصد کا تعین اور مزید بلوم کی درجہ بندی کا لحاظ زیر تربیت اساتذہ کو ایک مشکل امر معلوم ہوتا ہے لیکن وقت اور مشق اسے سہل بنادیتا ہے۔ چنانچہ ابتداء میں گھبرا نے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے ماہر و تجربہ کار اساتذہ کی رہنمائی میں مشق کرنے کی ضرورت ہے۔

4- معاون تدریسی اشیاء: معاون تدریسی اشیاء میں ایسے آلات اور مواد غیرہ کا شمار ہوتا ہے جن کی مدد سے معلم اپنی تدریسی عمل کو موثر بناتا ہے۔ کرہ جماعت کے لیے لازمی اشیاء میں شمار ہونے والے تختہ سیاہ اور چاک وغیرہ کو بھی معاون اشیاء کی فہرست میں رکھا جاتا ہے جبکہ کچھ ماہرین غیر لازم اشیاء جیسے چارٹ پیپر، فلیش کارڈ، ماؤل، تصویر وغیرہ کو معاون اشیاء میں شمار کرتے ہیں۔ بہر حال، معاون تدریسی اشیاء درس و درسیں کے عمل کو موثر بنانے اور طلباء کے لیے آموزش کو سہل بنانے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زبان کی تدریس میں معاون اشیاء کی محدود تعداد ہے کیونکہ درسی کتاب اور مواد مضمون بھی تمام طلباء کے پاس کرہ جماعت میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ معلم کے لیے لازم ہے کہ مواد مضمون اور طلباء کے پس منظر کے پیش نظر معاون تدریسی اشیاء کا انتخاب کرے اور منصوبہ سبق میں تحریر کرے۔

5- طریقہ تدریس: تدریس کو موثر اور الکتساب کو سہل بنانے کے لئے طریقہ تدریس کا انتخاب بھی نہایت اہم ہے۔ الگ الگ مضامین اور مواد تدریس کے لئے الگ الگ طریقہ تدریس کا استعمال کیا جاتا ہے نیز اس کے انتخاب میں طلباء کے پس منظر کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اردو نثر کی تدریس کے لیے لکھریا تقریری طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، بحث و مباحثہ کا طریقہ، بلا واسطہ طریقہ، صوتی زبان (audio-lingual) طریقہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ طریقہ تدریس کا انتخاب معلم کے علم، فہم اور عقل و دانش پر مبنی ہے لیکن اس کا اثر صرف کرہ جماعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ طلباء کی ہمہ جہت ترقی متاثر ہوتی ہے۔

6- سابقہ معلومات: سابقہ معلومات سے مراد وہ علم و تجربات جو طلباء نئے سبق سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔ سابقہ معلومات اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ نئے علم کے لیے بنیاد ہیں اور نئے معلومات کے ساتھ ربط پیدا کر کے طلباء کے لیے سبق کو قابل فہم اور سہل بناتے ہیں۔ معلم سابقہ معلومات کے ذریعہ طلباء کو تیار کرتا ہے کہ آنے والا سبق بالکل الگ نہیں ہے بلکہ سابقہ معلومات سے متعلق اور جڑا ہوا ہے نیز معلم کو ابتدائی تشخیصی معلومات حاصل ہوتا ہے۔

7- تمہیدی گفتگو: تمہیدی گفتگو تمام دیگر سرگرمیوں اور منصوبہ کی تعلیل کی طرح سبق منصوبہ بندی میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تمہیدی گفتگو کو سبق کا تعارف بھی کہا جاتا ہے اور اس میں مثالی طور پر سبق کا 10-15 فیصد وقت صرف کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت عام فہم سوالات کئے جاتے ہیں تاکہ طلباء متوجہ ہو کر تدریسی عمل میں شرکت کرے اور فعال ہو کر اپنی الکتسابی عمل کو انجام دے۔ تمہیدی گفتگو میں عام سے خاص کی طرف اور معلوم سے غیر معلوم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ تعارف سبق کی منصوبہ بندی کا ایک اہم حصہ ہے کیونکہ یہ باقی سبق کے لیے لجہ متعین کرتا ہے۔ ایک اچھی طرح سے لکھا ہوا تعارف اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کر سکتا ہے کہ طلباء فعال اور متوجہ ہیں نیز سیکھنے کے لیے تیار ہیں۔

8- اعلان سبق: تمہیدی کرتے ہوئے سبق کے اصل عنوان تک رسائی حاصل کی جاتی ہے اور اعلان سبق میں عنوان بتاتے ہوئے اس سے تختہ سیاہ پر تحریر کیا جاتا ہے۔ اعلان سبق سے پہلے تختہ سیاہ پر عنوان کی تحریر سے احتراز کیا جانا چاہیے تاکہ طلباء سابقہ معلومات اور تمہیدی گفتگو میں ذہنی انتشار کا شکار نہ ہو سکے۔ اعلان سبق کرتے ہوئے معلم مواد مضمون کی پیشکش کی طرف رجوع کرتا ہے اور باقی تمام تفصیلات پیشکش میں پیش کرتا ہے۔

9۔ پیش: منصوبہ سبق کا یہ مرحلہ نہیں اہم ہے بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ منصوبہ سبق کا یہی مقصود ہے۔ اس مرحلہ میں مواد مضمون کی پیشکش درج ذیل مراحل کے ذریعہ میں جاتی ہے:

i۔ مصنف کا تعارف: قومی اور ریاستی درسی کتابوں میں اصل نثری عبارت اور مواد مضمون سے پہلے مصنف کی بابت ضروری معلومات تحریر ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ماہرین لسانیات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مواد مضمون کی بہتر فہم کے لیے مصنف کی بابت معلومات ضروری ہے۔ اس کا مقصد طلباۓ کے اندر عبارت کی فہم اور مزید مطالعہ کی دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ معلم کو چاہیے کہ مصنف کے تعارف سے متعلق عبارت خود پڑھے اور اس پر روشنی دالتے ہوئے آگے بڑھے۔

ii۔ معلم کی بلند خوانی: معلم کی بلند خوانی ایک مثالی خوانی ہے جس سے طلباء بغور سن کر اس کے مانند عبارت خوانی کی مشق کریں گے۔ کسی ادب پارے کی بلند خوانی زبان سیکھنے اور اس ادب پارے کی تعریف کرنے کے سب سے اہم اور موثر طریقوں میں سے ایک ہے۔ ایک مشہور ماہر تعلیم، وی شوشنگ کے مطابق، "زیادہ تلاوت کرنے سے زبان کا احساس بھی مضبوط ہوتا ہے"۔ اگر مواد مضمون کم ہے تو پھر معلم پوری عبارت کی مثالی بلند خوانی کرے گا لیکن اگر مواد مضمون و عبارت طویل ہے تو پھر چند پیراگراف کی عبارت خوانی کے بعد طلباء سے عبارت خوانی کرائے گا۔ معلم مثالی بلند خوانی میں آواز، تلفظ اور عبارت خوانی دیگر تمام لوازمات کا خیال رکھے گا۔

iii۔ طلباء کی بلند خوانی: زبان کی تعلیم و درس و تدریس کی کمرہ جماعت میں عبارت خوانی ایک ایسا آلہ ہے جو ہمیشہ استعمال ہوتا ہے۔ عبارت خوانی کرنے سے طلباء کی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے اور تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ آج کل کے بچے اتنے تخلیقی و اختراعی صلاحیتوں کے مالک ہیں اور ان کا ذہن اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن اگر بچوں کو زبان پر عبور نہیں ہے تو وہ اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکیں گے اس کے لیے بچے کی زبان کی مہارت خصوصاً بولنے کی مہارت میں بہتری بہت اہم پہلو ہے اور یہ عمل عبارت خوانی کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ عبارت طلباء پر اس وقت تک گہرا اثر نہیں چھوڑ سکتی جب تک کہ وہ اسے صحیح طریقے سے نہ بولیں اور نہ پڑھیں۔ یہی نہیں بلکہ طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنے میں بھی عبارت خوانی مدد کرتی ہے۔

iv۔ تلفظ کی مشق: تلفظ صرف الفاظ کی آوازوں کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ موثر مواصلات، ثقافتی انعامات اور زبان سیکھنے کا ایک اہم پہلو ہے۔ چاہے ذاتی، تعلیمی، یا پیشہ ورانہ وجوہات کی بناء پر، تلفظ پر توجہ دینا کسی بھی زبان میں ماہر اور پر اعتماد بات چیت کرنے والا بنے کے لیے ضروری ہے۔ اسکو میں اور خصوصاً ابتدائی درجات کے طلباء کے لیے زبان کی تعلیم و درس و تدریس میں تلفظ کی مشق کا عمل ایک مستقل اور اہم درجہ رکھتا ہے۔

v۔ اخذ معنی / حل لغات: زبان کی درس و تدریس میں مشکل الفاظ کا انتخاب اور معانی نشاندہی معینہ عبارت کی فہم اور مجہد زبان کی مہارت کے حصول کے لیے لازم ہے۔ لفظ کے معنی سکھانا زبان کی تعلیم کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ الفاظ کے معانی کو سمجھنا موثر مواصلات، پڑھنے کی سمجھ اور زبان کی مجموعی مہارت کے لیے ضروری ہے۔ تلفظ کی مشق کے بعد اور تلاوت کردہ عبارت کی تحریر سے پہلے اخذ معنی کا عمل بہت ضروری ہے۔ طلباء کی بلند خوانی کے وقت معلم مشکل الفاظ تختہ سیاہ پر تحریر کرتا رہے گا پھر خاموش خوانی سے قبل مشکل الفاظ کے معانی واضح کرے گا تاکہ خاموش خوانی میں مشکل الفاظ مشکلات پیدا نہ کرے۔

vii. خاموش خوانی/ مطالعہ: خاموش مطالعہ طلباء کی فہم کو بہتر بناتا ہے کیونکہ اس سے انہیں تلفظ کی بجائے عبارت پڑھنے اور سمجھنے پر توجہ دینے میں مدد ملتی ہے۔ یہ مشق بچوں کو تیزی (ایک اوسط شخص کے لیے تقریباً 300 الفاظ فی منٹ) اور درست عبارت خوانی کے ساتھ ساتھ کسی مقصد کے لیے پڑھنے کی مہارت کو فروغ دینے میں بھی مدد کرتا ہے۔ خاموش خوانی طلباء کی دماغی تربیت اور قابل ساعت آوازوں کے بغیر متن پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ ایک قابل قدر ہنر ہے جسے طلباء اپنی سمجھ، توجہ اور پڑھنے کی رفتار کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ تشرح سے قبل خاموش خوانی طلباء کو عبارت فہمی کی سعی کرنے اور اس کے مشق کا ایک موقع فراہم کرتی ہے۔ خاموش مطالعہ کے ذریعہ طلباء پڑھی گئی عبارت کو مکمل یا کم از کم کسی حد تک سمجھ لیتا ہے یا اپنی سمجھ کی ایک ذہنی بنیاد بنالیتا ہے۔ اس عمل سے معلم کی تشرح کی فہم سہل ہو جاتی ہے اور طلباء دوران تشرح اپنے اشکالات و مشکلات کی بابت سوالات کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

viii. تشرح/ تفہیم عبارت/وضاحت: سابقہ تمام سرگرمیوں کے بعد معلم اپنی فہم و عقل و دانش کا استعمال کرتے ہوئے پڑھی گئی عبارت کی تشرح کرے گا۔ تشرح کے عمل میں طلباء کے ساتھ سوال و جواب بہتر ہے تاکہ ان کی فعال شرکت ممکن ہو سکے اور ان کی فہم کی تشخیص ہو سکے نیز اس عمل کو موثر بنایا جاسکے۔ اس سرگرمی کے تحت معلم طلباء کو عبارت کے اہم نکات اور ضروری معلومات کی وضاحت کر کے انہیں سمجھانے کی کامیاب سعی کرتا ہے۔ معلم کے ذریعہ عبارت کی تشرح اس لیے ضروری ہے کہ موجودہ نصاب میں شامل عبارت اس درجہ کے طلباء کے لیے صد فیصد قابل فہم ہو لازم نہیں ہے بلکہ زیادہ تر عبارتیں مشکل ہیں۔

ix. قواعد کا کام: قواعد کی تدریس الگ ہوتی ہے اور اس کے لیے مختلف مراحل ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہیں لیکن موجودہ وقت میں رائج زبان کی درسی کتابوں میں سبق کے او اخ میں قواعد کی مشق دی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ قواعد کے لیے استقرائی طریقہ تدریس میں مناسب تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس سبق کی تدریس کے دوران اس کی وضاحت اور ممکنہ مشق لازم ہے تاکہ اس سبق میں موجود مثالوں کے ذریعہ طلباء آسانی سے سمجھ سکے۔

10. اعادہ سبق: دیگر تمام اہم سرگرمیوں کی طرح کم رہ جماعت کی درس و تدریس میں بھی اعادہ کے عمل کو لازمی درجہ حاصل ہے۔ اعادہ کے عمل میں معلم متعدد سوالات کرتا ہے یا سبق کے اہم نکات کی تکرار کر کے طلباء کے لیے ذہن نشین کرنا سہل بناتا ہے۔ اعادہ کے سوالات کا مقصد محض اعادہ ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تشخیص نہیں کی جاتی، چنانچہ طلباء سے جواب نہ ملنے پر معلم بذات خود جواب دیتا ہے۔ اس کے عمل کے ذریعہ سبق طلباء کے ذہن میں مستحضر ہو جاتا ہے اور ناقابل فہم مسائل بھی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

11. تعین قدر: معلم اپنے پیشکش اور سبق کی تاثیر اور کامیابی کی جانچ و تشخیص کے لیے تدریس کے آخر میں تعین قدر کا کام انجام دیتا ہے۔ تاکہ معلم سمجھ سکے کہ اس کا منتخب کردہ طریقہ تدریس پیشکش کا انداز اور مواد مضمون نیز کم رہ جماعت کی تمام تدریسی سرگرمیاں اکتساب کو کس حد تک متاثر کر سکے اور وہ اپنی تدریس مقصود میں کس حد تک کامیاب محسوس کرتا ہے۔ معلم اپنے سبق کے منصوبے کی کامیابی کی تشخیص کے لیے سبق مکمل ہونے کے بعد اپنے طلباء کی آموزش کا تعین قدر کرتا ہے۔ اس عمل کے ذریعہ معلم اپنے آگے کی تدریس کے لیے لائچ عمل طے کرتا ہے اور منصوبہ بندی نیز سرگرمیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ تعین قدر کے ذریعہ معلم یہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس پیشکش اور تدریس میں

کہاں، کس حد تک اور کیا کمی رہ گئی تھی جس سے دور کرنے کی ضرورت ہے اور مزید کیا کیا جائے کہ پیشکش اور زیادہ بہتر ہو سکے اور آموزش بڑھایا جاسکے۔

12- گھر کا کام: کم رہ جماعت سے نکلنے کے بعد سبق کو تقویت دینے کا کام گھر کا کام ایک ایک موثر عمل ہے۔ سبق مکمل ہونے کے بعد معلم گھر کے کام کو طلباء کے لیے ایک بونس سرگرمی کے طور پر شامل کر سکتا ہے۔ طالب علم کو زیادہ سے زیادہ اکتسابی عمل میں مشغول رکھنے اور برقرار رکھنے کے لیے اپنے سبق کے منصوبے میں ایک مختصر گھر کا کام مفوضہ شامل کرنا مناسب ہے۔ گھر کے کام کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں جیسے متعدد انتخابات سوالات (MCQs) جواب کے چار اختیارات کے ساتھ، مضامین، مختصر جملے کے جوابات، گروپ پروجیکٹ، مماثل اصطلاحات، فلیش کارڈ کا جائزہ اور تحریری رپورٹ وغیرہ۔

13- حوالہ جات: دیگر تمام علمی تحریروں کی طرح منصوبہ سبق میں بھی حوالہ جات نویسی ضروری ہے تاکہ منصوبہ سبق کی جانچ کرنے والا یا مشاہدہ کرنے والا اس کی اصل اور منع سے واقف ہو سکے۔ زیر تربیت معلم کے لیے اس لیے ضروری ہے تاکہ اس کے استاد منصوبہ سبق (خصوصاً نصوصی مقاصد، طریقہ تدریس اور پیشکش) کی بخوبی جانچ کر سکے۔

14- نگرال کی رائے: نگرال معلم کی رائے اور تعامل کے لیے منصوبہ سبق کے آخر میں مناسب مقدار میں جگہ چھوڑنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی رائے بالتفصیل تحریر کر سکے اور کمیوں نشاندہی کرتے ہوائے سدھار کے لیے مشورے دے سکے۔ لیکن ایک لمبے عرصے کے تجربہ میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر طلباء نگرال کی رائے کے لیے کافی کم جگہ چھوڑتے ہیں یا بالکل جگہ نہیں چھوڑتے ہیں۔

15- نگرال کا دستخط: نگرال اپنی رائے تحریر کرنے کے بعد مجوزہ جگہ پر اپنا دستخط کرے گا تاکہ انتظامیہ یادوں سے اساتذہ کو معلوم ہو سکے کہ یہ منصوبہ کی جانچ ہو چکی ہے یادوں ان تدریس اس کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔

15.3.2 اردو نظم کی تدریس

اردو شاعری کی تعلیم ایک نازک اور باریک عمل ہے جو طلباء کو اردو زبان کی جمالیاتی اور ثقافتی دولت کی گہرائی سے سراہنے کی کوشش کرتی ہے۔ اساتذہ کلاسیکی اور عصری اردو شاعری کی کھونج کے ذریعے، شاعری، میسر اور استعارے کی پیچیدگیوں کو تلاش کرتے ہوئے طلباء کے ساتھ سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ تدریسی عمل نہ صرف لسانی مہارتوں کو بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتا ہے بلکہ آیات میں بیان کیے گئے موضوعات اور جذبات کے ساتھ گہرے جذباتی تعلق کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ طلباء کو شاعر انہ آلات کے تحریہ، تاریخی سیاق و سماں کی تلاش، اور علامت کی تشریح، تقدیدی سوچ اور ادبی بصیرت کو فروغ دینے میں رہنمائی کی جاتی ہے۔ اردو شاعری کی تعلیم کے ذریعے طلباء صرف اپنی زبان کی مہارت کو نکھارتے ہیں بلکہ اظہار کی باریکیوں کے لیے ایک اعلیٰ حساسیت بھی پیدا کرتے ہیں، بالآخر اردو شاعروں کے فضیح کلام میں سمائے ہوئے ثقافتی اور فنی دراثتے کی گہری سمجھ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح اردو شاعری کی تعلیم ایک تبدیلی کا سفر بن جاتی ہے جو لسانی صلاحیتوں سے بالاتر ہو کر طالب علموں کو اردو ادبی روایت کے روح پر اور ابھارنے والے دائرے میں ایک ونڈو پیش کرتی ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

اردو نظم کے تدریسی مراحل نثر کی تدریس کے مراحل کے مثالیں ہیں لیکن مقاصد پیش کے ذیلی مراحل و سرگرمیاں (مثال کے طور پر اجمالي جائزہ، تفصیلی جائزہ، احسان اشعار اور اسلوب بیان وغیرہ) میں مختلف ہیں۔

- 1- تختہ سیاہ کا کام
- 2- عمومی مقاصد
- 3- خصوصی مقاصد
- 4- معاون تدریسی اشیاء
- 5- طریقہ تدریس
- 6- سابقہ معلومات
- 7- تمہیدی گفتگو
- 8- اعلان سبق
- 9- پیشکش

منصوبہ سبق کا یہ مرحلہ نہایت اہم ہے بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ منصوبہ سبق کا یہی مقصود ہے۔ اس مرحلہ میں مواد مضمون کی پیشکش درج ذیل ذیلی مراحل کے ذریعہ کی جاتی ہے:

i- شاعر کا تعارف: قومی و ریاستی اداروں کے ذریعہ تیار کردہ درسی کتابوں میں موجود نظم کے سبق میں بھی سب سے پہلے مصنف کی بابت ضروری معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔ نثر کے مقابلے میں نظم اور شاعری کی فہم زیادہ مصنف و شاعر کی بابت معلومات اور اس کی طرز تحریر پر مبنی ہے۔ شاعر کو سمجھے بغیر اس کے منظوم کلام کو سمجھنا مشکل ترین عمل ہے بلکہ باوقات ناممکن ہے کیوں کہ اشعار میں استعارہ اور کناہ کا استعمال عام ہے۔ اس نظم کی تدریس سے پہلے معلم مصنف کی بابت موجود عبارت پڑھ کر ضروری معلومات فراہم کرے گا تاکہ طلباً کو اس قابل بنا یا جاسکے کہ وہ اس نظم کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔

ii- معلم کی بلند خوانی: اردو زبان میں نظم کی عبارت خوانی نہایت اہم ہے کیونکہ اکثر طلباً منظوم عبارت کی عبارت خوانی میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے بلکہ اکثر افراد کو پریشانی ہوتی ہے۔ اردو منظوم عبارت پڑھتے وقت لب و لجہ، قرأت کی رفتار، آواز میں زیر و بم نیز چھرے سے اظہار جذبات اور جسمانی حرکت کے مابین مناسب ہم آہنگی ضروری ہے جس کی سمجھ کافی کم لوگوں کو ہے۔ اس وجوہات کے سبب معلم کی مثالی بلند خوانی نظم کی تدریس میں بہت اہم ہو جاتی ہے اور پھر طلباً اسے بغور سن کر اس کی پیروی کرنے کی کوشش کریں گے۔ منظوم عبارت والا سبق عموماً کم مواد پر مبنی ہوتی چنانچہ معلم پوری عبارت کی مثالی بلند خوانی کرے گا اور پھر اس کے بعد طلباً سے عبارت خوانی کرائے گا۔ معلم مثالی بلند خوانی میں آواز کے زیر و بم، اظہار جذبات، تلفظ اور عبارت خوانی دیگر تمام لوازمات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے اور اس مہارت کے فروغ میں معلم کی مثالی بلند خوانی کا کردار نہایت اہم اور قابل تلاش ہے۔

iii۔ طلباء کی بلند خوانی: معلم کی مثالی بلند خوانی کی صرف سماحت کافی نہیں ہے بلکہ عبارت خوانی ایک مہارت ہے جس کے حصول کے لیے مشق لازم ہے۔ عبارت خوانی کی مشق کسی ماہر زبان معلم کے موجودگی میں ہوئی چاہیے جس کے لیے سب سے زیادہ مناسب جگہ کمرہ جماعت اور مناسب وقت اردو زبان کی تدریس ہے۔ عبارت خوانی کرنے سے طلباء کی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پر وان چڑھتی ہے اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں بھی مدد ملتی ہے۔ نظم کی عبارت خوانی سابقہ بیان کر دہ دلائل و وجوہات کی بنیاد مزیداً اہم ہو جاتی ہے اور طلباء سے جس مشق کرانا بھی ضروری ہے۔ عبارت طلباء پر اس وقت تک گہرائی نہیں چھوڑ سکتی جب تک کہ وہ اسے صحیح طریقے سے نہ پڑھیں اور نہ سمجھیں۔ طلباء میں عبارت خوانی مہارت کے فروغ کے لیے اجتماعی و خاموش مطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ معلم کی رہنمائی و نگرانی میں طلباء انفرادی بلند خوانی ضروری ہے۔

iv۔ اجمالی جائزہ: اجمالی جائزہ کا مطلب ہے کہ مہارت جماعت پڑھائی جانے والی مکمل نظم یعنی پورے منظوم کلام کا خلاصہ بیان کرنا۔ معلم و متعلم دونوں کی عبارت خوانی کے فوراً بعد اور الفاظ و معانی کی تفصیل میں جانے سے پہلے پوری عبارت کا خلاصہ بیان کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اس سے کسی حد تک الفاظ و معانی اور شاعر کی غرض و غایت کی بابت اشارہ ہو جاتا ہے اور پھر آگے کامر حلہ عام سے خاص کی طرف یا بالائی سے گہرائی کی جانب جاتا ہے۔ اجمالی جائزہ کے بغیر تفصیلی جائزہ، احسان شعر اور اسلوب بیان وغیرہ غیر متأثر ہیں اور طلباء کو ان امور میں دشواری کا سامنا لازم ہے۔

v۔ اخذ معنی: اجمالی جائزہ کے بعد اور تفصیلی جائزہ سے پہلے مشکل یا غیر مانوس یا غیر معلوم الفاظ کی شناخت کرتے ہوئے معلم ان کے معانی طلباء کو بتائے گا۔ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ فرچہ نظم کی تدریس کا اہم مقصد نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اشعار کو سمجھنے میں الفاظ کے معانی کو جاننے و سمجھنے کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ الفاظ کی معانی جانے بغیر اشعار کا سمجھنا، اس کے حسن کے لطف انداز ہونا اور ذوق جمال کی حرکت تقریباً ممکن ہے۔ معلم اخذ معانی کے لیے معلم مشکل الفاظ اور معانی دونوں تختہ سیاہ پر تحریر کرے گا نیز سیاق و سبق کی بھی وضاحت کرے گا۔ وقت کی بچت اور تدریس کو مزید موثر بنانے کی غرض سے اگر من کو بلکہ مناسب ہے کہ معلم پہلے سے ایک چارٹ پیپر پر چند منتخب الفاظ معانی کے ساتھ لکھ کر لائے اور اخذ معنی کے وقت اس کو دیور پر آویزاں کرتے ہوئے وضاحت کرے۔ منصوبہ سبق میں بھی چند مشکل الفاظ و معانی بطور نمونہ تختہ سیاہ کے کام میں معلم تحریر کرے گا۔

vi۔ تفصیلی جائزہ: منظوم کلام اور اشعار کو سمجھنا اتنا بھی سہل نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کے قابل ہو سکے بلکہ بعض اشعار کا سمجھنا اس کے شاعر کی سمجھ پر مبنی ہوتا ہے تو پھر بعض اشعار ایسے بھی ہوتے ہیں جن فہم بغیر اس زبان و ادب پر عبور کے مشکل ہے۔ نظم مختلف اقسام جیسے غزل کا ہر ایک شعر اپنے معنی کے اعتبار سے مستقل ہوتا ہے اور اس کی فہم ماقبل یا مابعد اشعار یا شعر پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ہر شعر کی مستقل وضاحت ضروری ہے اور اس ضرورت کے پیش نظر تفصیلی جائزہ کا ذیلی مرحلہ پیشکش میں رکھا گیا ہے۔ تفصیلی جائزے سے طلباء میں اشعار کی فہم پیدا ہو گی نیز اشعار کے تین ان کی دلچسپی میں اضافہ ہو گا۔ تفصیلی جائزہ کے لیے مختلف معاون اشیاء جیسے ماؤل، چارٹ، تصویر وغیرہ کی مدد لی جاسکتی ہے اور نشر کے برخلاف نظم میں ممکن ہے ہر شعر کے لیے الگ معاون تدریسی اشیاء کی ضرورت محسوس کی جائے۔

vii- احسان شعر / نظم: منظوم کلام کے اشعار میں استعمال حسن کی بابت طلبا کو معلومات فراہم کرنا نیز اس کی تفصیلی گفتگو لازم ہے تاکہ انہیں شعر و شاعری لکھنے اور پڑھنے کی طرف راغب کیا جاسکے اور ان کی مہارتوں کو فروغ دیا جاسکے۔ اشعار کی درستگی نیز اس کے حسن میں اضافہ کے لیے لازم قواعد اور خوبیوں کی بابت طلبا کی واقفیت اور فہم ضروری ہے تاکہ انہیں قابل بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر قافیہ، ردیف، استعارہ، کناہ اور تلخیق وغیرہ جن کا استعمال اشعار کے حسن میں گراں قدر اضافہ کرتا ہے۔ احسان نظم کے بغیر نظم کے حسن سے لطف اندوزی و فنون اطیفہ کا احساس مشکل ہے اور یہ سب عام طلبا کے لیے سہل بھی نہیں ہے، چنانچہ معلم کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

viii- اسلوب بیان: احسان اشعار کے بعد معلم نظم کے اسلوب پر روشنی ڈالے گا کہ شاعر نے کس قدر خوبی کے ساتھ اپنی بات کو پیش کیا ہے جیسے میر ترقی میر کے اشعار کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھنے و سننے میں عام و سہل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے مانند اشعار کہنا نہیات مشکل ہے اور لا محدود لوگوں نے اس کا تجربہ بھی کر چکے ہیں۔ اردو زبان کی اصلاح میں اس طرح کے کلام سہل ممتنع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلوب بیان عموماً درسی کتابوں میں اسلوب بیان کا ذکر نہیں ہوتا یا ہوتا بھی ہے تو طلبا کے لئے قابل فہم نہیں ہوتا لیکن غزل کی تدریس میں شاعر کی حیات اور تحریری خصوصیات پر گفتگو ہونے کی وجہ سے اسلوب بیان کا اظہار معلم کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

10- اعادہ سبق

11- تعین قدر

12- گھر کا کام

13- حوالہ جات

14- گمراں کی رائے

15- گمراں کا دستخط

15.3.3 اردو قواعد کی تدریس

زبان و ادب میں قواعد کی ایک خاص اہمیت ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا یہ زبان کا جزء لا یغایق ہے جو اس کی مہارتوں کے حصول میں مدد گار ہے۔ قواعد کی اہمیت سے کسی شخص کو انکار نہیں ہے لیکن اس کی تدریس کی نوعیت اور طریقے کی بابت ماہرین لسانیات اور اہل علم حضرات مختلف رائے رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض کامناتا ہے کہ قواعد کی مستقل تدریس ہو اور الگ منصوبہ بندی کی جائے لیکن کچھ کا کہنا ہے کہ زبان سیکھایا جائے اور اس کی مہارتوں پر توجہ دی جائے قواعد اس کے ضمن میں سمجھ لیا جائے گا یا اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پہلا قول زبان ثانی اور ثالث کی آموزش کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرا قول زبان اول یا مادری زبان کے لیے موزوں ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایک جماعت کہنا ہے کہ ابتدائی جماعت میں قواعد کی مستقل تدریس غیر مناسب ہے لیکن اعلیٰ جماعتوں میں خصوصاً اعلیٰ تعلیم کی کم رہ جماعت اس کی مستقل تدریس درست معلوم ہوتا ہے اور بعض حضرات بالکل اس کے بر عکس رائے رکھتے ہیں۔

اکثریت قواعد کی تدریس کے قائل ہیں گرچہ مستقل منصوبہ بندی ہوا و کمرہ جماعت میں اس کی تدریس میں یا بلا واسطہ نظریہ نظم یا انشاء وغیرہ کی تدریس میں ضمنی طور پر قواعد کی تدریس کی جائے کیونکہ قواعد زبان کی آموزش اور مہارتوں کے حصول کے عمل سہل بناتا ہے، زبان و ادب میں حسن پیدا کرتا ہے اور طبلاء کی ذہنی، تخیلی، تخلیقی اور اختراعی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ زبان پہلے فروغ پاتی ہے پھر قواعد اور قواعد تشكیل دیے جاتے ہیں نیز قواعد کی زیادہ ضرورت زبان ثانی اور ثالث کی آموزش میں پڑتی ہے۔ درجات کے اعتبار سے قواعد کی نوعیت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے جیسے عموماً اسکول کی تعلیم میں قواعد کی دو قسمیں کی جاتی ہیں؛ اول بنیادی قواعد جس پر توجہ ابتدائی جماعتوں میں ہوتی ہے اور اس میں صرف و نحو یعنی واحد-جمع، اسم، فعل و حرف وغیرہ شامل ہیں اور دوم اعلیٰ قواعد جس پر توجہ ثانوی و اعلیٰ ثانوی جماعتوں دی جاتی ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت یعنی مرکب جملے، انشاء صنعت اور حسن شعری وغیرہ شامل ہیں۔

زبان کے استاد کے طور پر قواعد کی تعلیم دینا اس کے تدریسی ذمہ داریوں اور تعلیمی سرگرمیوں کا ایک لازمی پہلو ہے۔ طبلاء آپس میں ایک دوسروں کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے معلم کے ذریعہ فراہم کردہ ضروری آلات پر احصار کرتے ہیں اور قواعد کے ڈھانچے زیادہ تر لسانی ٹول بکس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن اردو قواعد پڑھانا ایک مشکل کام لگ سکتا ہے، شاید تھوڑا سا خشک بھی، خاص طور پر جب آپ اس زبان کو برسوں سے پڑھا رہے ہوں۔ زبان ایک ایسی گاڑی ہے جس کے ذریعے فرد اپنے خیالات، احساسات، جذبات اور تجربات کو ایک دوسرے سے پہنچاتا ہے لیکن قواعد کو ایک مشین سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ گاڑی حرکت میں آتی ہے۔ قواعد زبان کا ایک نظریہ ہے اور اس کا مطلب جملے میں الفاظ کی تنظیم کا مطالعہ ہے۔ زبان کی تدریس میں قواعد کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور ہر زبان کی اپنی قواعد ہوتی ہے۔

قواعد کا علم دوسری و تیسری زبان سیکھنے والے کے لیے مقامی یا مادری زبان والے کے مقابلے میں بہت زیادہ اہم ہے۔

منصوبہ سبق کے مراحل

اردو نشوونظم کی تدریس کے سبق کی منصوبہ بندی کے مراحل کے برخلاف اردو قواعد کی منصوبہ سبق میں عمومی طور پر دو طریقے (استقرائی و استخراجی) کے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

1- تختہ سیاہ کا کام

2- عمومی مقاصد

3- خصوصی مقاصد

4- معاون تدریسی اشیاء

5- طریقہ تدریس

6- سابقہ معلومات

7- تمہیدی گفتگو

8- اعلان سبق

9- پیش

اعلان سبق کے فوراً بعد بغیر کسی تاخیر کے معلم کو چاہیے کہ مواد مضمون کی پیشکش کی طرف پیش رفت کرے اور معینہ ذیلی مراحل کی پیروی کرتے اپنے سبق کے مواد کو کمرہ جماعت میں طلباء کے سامنے پیش کرے۔ پیشکش کے وقت معلم کے لیے اس بات کا خیال ضروری ہے کہ سبق کے خصوصی مقاصد مقصود نظر ہوں اور پیشکش اسی کے ارد گرد ہی رہے۔

1- مصنف کا تعارف (اگر ضروری ہو): نظم کی تدریس کی طرح قواعد میں بھی اگر معینہ درسی کتاب کے علاوہ کسی کتاب سے قواعد کی تدریس کی جا رہی ہے تو پھر مصنف کا تعارف لازم ہے۔ مصنف کا تعارف مواد مضمون کی درستگی و اعتماد کو ثابت کرتا ہے نیز طلباء کے لیے قواعد کی فہم کو سہل کرتا ہے نیز اس مصنف کی بابت مزید مطالعہ کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔

(اسقرائی): قواعد کی تدریس کے لیے موجودہ وقت میں استقرائی طریقہ تدریس زیادہ رائج اور مقبولیت حاصل کر چکا ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مثال سے اصول و قاعدہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے درج ذیل ذیلی مراحل پیش خدمت ہے:

2- چند مثالیں سبق کی پیشکش کی ابتداء مثالوں سے کی جانی چاہیے اور چند مثالوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے ضمن میں متعلقہ قاعدہ اور اصول کا تعارف و تعریف کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، بڑا، چھوٹا، کالا، گورا، اچھا اور برائی کی چیز کی علامت، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل اور مثل مانند وغیرہ۔

3- قاعدہ کا تعارف: مثالوں کی وضاحت کے بعد معلم قواعدہ اور اصول کے تعارف اور تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی تفصیل پیش کرتے ہوئے اس کے استعمال نیزاہیت پر وشنی دالے گا۔ سمجھنے کے لیے مذکورہ بالامثالوں کی روشنی میں مثال درج ذیل ہے: صفت کی جمع صفات (مونٹ) عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا نشان، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل، مثل مانند۔ وہ لفظ جو کسی اسم کی خصوصیت، حالت، کیفیت یا کمیت ظاہر کرے، مثلاً اچھا آدمی، مشکل کام، چھوٹا مکان وغیرہ۔

4- اقسام: مثال اور قاعدہ کی تعریف کے بعد اس کے اقسام بیان کیے جائیں گے جیسے صفت کی مثال اور اس کی تعریف کے بعد اس کے اقسام درج ذیل ہیں:

1- صفت ذاتی: وہ الفاظ جن سے کسی شخص یا چیز کی ذاتی خصوصیت، حالت یا کیفیت ظاہر ہو، اسے صفت ذاتی کہتے ہیں جیسے خوش مزاج، خوش مذاق، باوقار۔

2- صفت نسبتی: وہ صفت جس میں کسی دوسری چیز سے کسی طرح کا لگاؤ یا نسبت پائی جائے، اسے صفت نسبتی کہتے ہیں جیسے ہندوستانی بلے، جاپانی گڑیا، کشمیری شال۔

3- صفت عددی: وہ صفت جس سے کسی اسم کی تعداد ظاہر ہو، اسے صفت عددی کہتے ہیں جیسے دو بلے، چند کتابیں، کچھ کا پیاں۔

4- صفت مقداری: وہ صفت جو کسی چیز کی مقدار یا تاب پ یا وزن کو ظاہر کرے، اسے صفت مقداری کہتے ہیں جیسے دو کلو مٹھائی، پانچ میٹر کپڑا، ایک لیٹر دودھ، چیلکی بھر نمک۔

5۔ خصوصیات: صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی اسم کے ساتھ اس سے پہلے استعمال ہوتی ہے۔ بغیر اس کے صفت کا وجود ممکن نہیں ہے کیونکہ صفت کسی شئی، شخص یا مکان وغیرہ کی وضاحت پیش کرتی ہے۔

6۔ استثنائی حالت (اگر موجود ہو): اردو زبان کے کسی قاعدہ میں اگر استثنائی حالت پائی جاتی تو پھر اس کی تشریح کی جانی چاہیے جیسے جن الفاظ میں آخری حرف 'ای' ہے اس کا استعمال مونٹ ہوتا ہے جیسے کرسی، تختی، چربی، قمری، شمسی وغیرہ لیکن لفظ پانی کا استعمال مذکور ہوتا ہے جیسے کہ ندی میں پانی چل رہا ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صفت میں کوئی استثنائی حالت اس کتاب کے مصنف کے نظر میں نہیں ہے۔

7۔ تشریح/وضاحت: متعدد جملے بنائے کر صفت اور اس کے اقسام کی تشریح کی جانی چاہیے تاکہ ہر کس و ناکس یعنی کمرہ جماعت کا ہر طالب علم کو یہ قاعدہ اور اس کا استعمال اس حد تک نہیں ہو جائے کہ وہ استعمال اپنے جملے باسانی کر سکے۔

(استخراجی): قواعد کی تدریس کے طریقے میں آج بھی استخراجی طریقہ تدریس کی اہمیت باقی ہے بلکہ معلمین و ماہرین کی ایک کثیر تعداد اپنے کمرہ جماعت کی تدریس میں اس کے استعمال کو پسند کرتے ہیں۔ لہذا، اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

2۔ قاعدہ کا تعارف: صفت کی جمع صفات (مونٹ) عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا نشان، خوبی، عمدگی، خاصیت، خصلت، شکل، مثل مانند۔ وہ لفظ جو کسی اسم کی خصوصیت، حالت، کیفیت یا کیمیت ظاہر کرے، مثلاً اچھا آدمی، مشکل کام، چھوٹا مکان وغیرہ۔

3۔ اقسام

1۔ صفت ذاتی: وہ الفاظ جن سے کسی شخص یا چیز کی ذاتی خصوصیت، حالت یا کیفیت ظاہر ہو، اسے صفت ذاتی کہتے ہیں جیسے خوش مزاج، خوش مذاق، باوقار۔

2۔ صفت نسبتی: وہ صفت جس میں کسی دوسری چیز سے کسی طرح کا لگاؤ یا نسبت پائی جائے، اسے صفت نسبتی کہتے ہیں جیسے ہندوستانی بلے، جاپانی گڑیا، کشمیری شال۔

3۔ صفت عددی: وہ صفت جس سے کسی اسم کی تعداد ظاہر ہو، اسے صفت عددی کہتے ہیں جیسے دو بلے، چند کتابیں، کچھ کا پیاں۔

4۔ صفت مقداری: وہ صفت جو کسی چیز کی مقدار یا ناپ یا وزن کو ظاہر کرے، اسے صفت مقداری کہتے ہیں جیسے دو کلو مٹھائی، پانچ میٹر کپڑا، ایک لیٹر دودھ، پنکھی بھر نمک۔

5۔ خصوصیات: صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی اسم کے ساتھ اس سے پہلے استعمال ہوتی ہے۔ بغیر اس کے صفت کا وجود ممکن نہیں ہے کیونکہ صفت کسی شئی، شخص یا مکان وغیرہ کی وضاحت پیش کرتی ہے۔

6۔ استثنائی حالت (اگر موجود ہو): اردو زبان کے کسی قاعدہ میں اگر استثنائی حالت پائی جاتی تو پھر اس کی تشریح کی جانی چاہیے جیسے جن الفاظ میں آخری حرف 'ای' ہے اس کا استعمال مونٹ ہوتا ہے جیسے کرسی، تختی، چربی، قمری، شمسی وغیرہ لیکن لفظ پانی کا استعمال مذکور ہوتا ہے جیسے کہ ندی میں پانی چل رہا ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صفت (قاعدہ) میں کوئی استثنائی حالت اس کتاب کے مصنف کے نظر میں نہیں ہے۔

7۔ تشریح/وضاحت: متعدد جملے بنائے کر صفت اور اس کے اقسام کی تشریح کی جانی چاہیے تاکہ ہر کس و ناکس یعنی کمرہ جماعت کا ہر طالب علم کو یہ قاعدہ اور اس کا استعمال اس حد تک نہیں ہو جائے کہ وہ استعمال اپنے جملے باسانی کر سکے۔

- 10- اعادہ سبق
- 11- تعین قدر
- 12- گھر کا کام
- 13- حوالہ جات
- 14- گمراں کی رائے
- 15- گمراں کا دستخط

15.3.4 منصوبہ سبق کا ڈھانچہ (اردو نشر کی تدریس)

تاریخ: ---/---/---	معلم استاد کا نام: -----
جماعت: -----	ادارہ: -----
وقفہ: -----	ضمون: -----
ذیلی عنوان: -----	عنوان: -----

عمومی مقاصد:

1 -----
2 -----
3 -----

خصوصی مقاصد:

1 -----
2 -----
3 -----

طریقہ تدریس:

تدریسی اشیاء:

سابقہ معلومات:

تختہ سیاہ کا کام	طلیاء کی سرگرمیاں	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	سبق پلان کے اجزاء
			تمہیدی گفتگو
			اعلان سبق
پیش			
			اسانہ نگار کی بابت
			متعلم استاذ کی مثالی بلند خوانی
			طلیاء کی تقییدی بلند خوانی
			تلخظ کی مشق
			اخذ معنی / حل لغات
			طلیاء کی خاموش خوانی / مطالعہ
			تشریح / تفہیم عبارت / وضاحت
			تواعد کا کام
			اعادہ سبق
			تعین قدر
			گھر کا کام
			حوالہ / مأخذ

مشابہہ کار معلم کی رائے:

- 1-----
- 2-----
- 3-----
- 4-----
- 5-----

مگر اس / مشابہہ کار معلم کا دستخط:

اپنی معلومات کی جائیگریں
1۔ اردو نشر کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل کی وضاحت مطلوب ہے۔

2۔ اردو نظم کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل کو تفصیل سے قلمبند کیجیے۔

15.4 خلاصہ

خلاصہ طور پر، ایک سبق کا منصوبہ تعلیمی منظر نامے میں ایک اہم کمپس کا کام کرتا ہے، جو اساتذہ کے لیے تدریسی اور سیکھنے کے عمل کی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لیے ایک منظم گائیڈ پیش کرتا ہے۔ سبق کی منصوبہ بندی کا نیادی مطلب اس کے کام میں ایک باریک بینی سے تیار کردہ دستاویز کے طور پر ہے جو سیکھنے کے مقاصد، تدریسی حکمت عملیوں، تشخیص کے طریقوں، اور کسی مخصوص سبق یا اکائی کے لیے دستیاب وسائل کا غاکہ پیش کرتا ہے۔ یہ ایک بلیو پرنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اساتذہ اپنی تدریسی ذمہ داریوں کو مقصد اور تنظیم کے ساتھ انجام دیں۔ سبق کے منصوبے کی ضرورت تعلیم کی پیچیدہ نوعیت سے پیدا ہوتی ہے، جہاں متنوع سیکھنے والوں کے لیے موزوں تدریسی طریقوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ واضح مقاصد اور سرگرمیوں کی ایک منطقی ترتیب قائم کر کے، سبق کا منصوبہ اساتذہ کو سیکھنے کے مختلف انداز اور چیلنجوں کو پورا کرنے کے لیے اپنی حکمت عملیوں کو اپنانے میں مدد کرتا ہے جو کہ تدریس کے دوران پیش آسکتے ہیں۔ ایک اچھی ساختہ سبقی منصوبہ بندی کی ضرورت کلاس روم سے باہر تک پھیلی ہوئی ہے، جو معلمین، طلباً اور اسٹاک ہولڈرز کے درمیان موثر ارابط کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ یہ ایک متحرک آلہ کے طور پر کام کرتا ہے جو جاری عکاسی اور موافقت کو فروغ دیتا ہے، اساتذہ کو اپنے طریقوں کو بہتر بنانے اور وقت کے ساتھ ہدایات کے معیار کو بہتر بنانے کا موقع دیتا ہے۔

نثر، شاعری، اور قواعد کے لیے ایک سبق کے منصوبے کے اندر مختلف مراحل کی اہمیت ہر لسانی ڈھلکے کی منفرد ضروریات کو پورا کرنے کی ان کی صلاحیت میں مضمرا ہے۔ یہ اقدامات اساتذہ کو تدریسی حکمت عملیوں کو ڈیزائن اور لاگو کرنے کے لیے ایک منظم انداز پیش کرتے ہیں جو زبان کے عناصر کی جامع تفہیم کو فروغ دیتے ہیں۔ چاہے نثر، شاعری، یا قواعد کی تلاش ہو، یہ اقدامات ہر موضوع کے مخصوص مقاصد اور پیچیدگیوں پر غور کرتے ہوئے مواد کی ترسیل کی منطقی پیش رفت کو یقینی بناتے ہیں۔ مزید برآں، ان اقدامات کی اہمیت دلچسپ اور بامعنی سیکھنے کے تجربات پیدا کرنے، تلقیدی سوچ کو فروغ دینے، اور طلباً میں ادب اور زبان کے لیے ایک اہم قدر کی پرورش تک ہے۔ خلاصہ یہ کہ درسی منصوبہ اور اس کے اقدامات متنوع لسانی سیاق و سبق میں تدریس کے عمل کی تاثیر اور اثر کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

15.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:
• منصوبہ سبق کی حقیقت و مہیت اور فطرت۔

- منصوبہ سبق کی ضرورت و اہمیت۔
- منصوبہ سبق کی افادیت۔
- منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر۔
- اردو نشر کی تدریس کے مراحل۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل۔
- اردو قواعد کی تدریس کے مراحل۔
- اردو نشر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین کیا فرق۔

15.6 فرہنگ

روڈ میپ: حکمت پر مبنی ایک منصوبہ ہے جو ایک مقصد یا مطلوبہ نتیجہ کی وضاحت اور اس تک رسائی کے لیے درکار اہم اقدامات یا سلسلہ میں کی وضاحت کرتا ہے۔

جامع: مکمل اور ہر ضروری چیز شامل۔

اکتسابی مقاصد: طلباًء کے موقع اکتساب کی وضاحت یا اس کا بیان، اکتسابی نتائج۔

تخصیص: کسی چیز کے معیار، اہمیت، رقم یا قدر کو جانچنے یا اس کا حساب لگانے کا عمل۔

ذاتی اعتماد: آپ کی مہارت اور صلاحیتوں کے بارے میں ایک روایہ، یہ یقین کہ آپ کام اچھی طرح کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگ آپ کا احترام کرتے ہیں، خود پر اپنی طاقتتوں اور صلاحیتوں پر اعتماد۔

مرحلہ: اعمال کی ایک سلسلہ میں ایک عمل جو آپ کچھ حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

تحتہ سیاہ: ایک سخت ہموار عام طور پر سیاہ سطح جو خاص طور پر کم رہ جماعت میں چاک کے ساتھ لکھنے یا ڈرائیور انگ کے لئے استعمال ہوتی ہے، ایک دوبارہ قابل استعمال تحریری سطح ہے جس پر چاک سے عبارت یا ڈرائیور انگ بنائے جاتے ہیں۔

طریقہ تدریس: عمومی اصول اور تدریسی و انتظامی حکمت عملی ہے جو کم رہ جماعت کی تعلیم کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

حوالہ: جو کسی قاری یا مشیر کو معلومات کے کسی اور ذریعہ (جیسے کتاب یا حوالہ) کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

گلگراں: وہ معلم منصوبہ سبق کی جانچ کرتا ہے اور اس کی خوبیوں و کمیوں کی نشاندہی کرتا ہے یا وہ معلم جو کم رہ جماعت میں منصوبہ سبق کے مطابق تدریس کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ناشرات تحریر کرتا ہے۔

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1- سبق کا منصوبہ کیا ہے؟

- (ب) اکتساب کے مقاصد اور سرگرمیوں کا خاکہ پیش کرنے والی دستاویز
 (ج) طلباء کے درجات کا خلاصہ

2- اساتذہ کے لیے سبق کی منصوبہ بندی کیوں ضروری ہے؟

- (الف) یہ موثر تدریس کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے۔ (ب) یہ ایک افسر شاہی کی ضرورت ہے۔
 (ج) یہ فوری ضرورت کو ختم کرتا ہے۔ (د) یہ طالب علم کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

3- موثر سبق کی منصوبہ بندی کا اہم فائدہ کیا ہے؟

- (الف) اساتذہ کے لیے کام کا بوجھ کم کرنا
 (ب) متنوع اکتسابی طریقوں کا انتخاب
 (ج) طلباء کی علمی مصروفیت میں اضافہ

4- سبق کی منصوبہ بندی میں، سیکھنے کے مقاصد طے کرنے کا کیا مقصد ہے؟

- (الف) تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کرنا
 (ب) طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو محدود کرنا
 (ج) طلباء کو الجھانا

5- سبق کی منصوبہ بندی کے عمل میں کون کون سامنہ رحلہ پہلے آتا ہے؟

- (الف) تعین قدر (ب) پیشش (ج) اعادہ (د) مقاصد

6- سبق کی منصوبہ بندی کے کس مرحلہ میں عام طور پر نئے تصورات یا مہارتوں کا تعارف شامل ہوتا ہے؟

- (الف) تعین قدر (ب) پیشش (ج) اعادہ (د) مقاصد

7- اسابق کی منصوبہ بندی میں تعین قدر کیا کردار ادا کرتا ہے؟

- (الف) یہ غیر ضروری ہے اور اسے چھوڑ جا سکتا ہے

(ج) یہ اساتذہ کو طلباء کے اکتساب کا اندازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے (د) یہ سبق کے تسلسل میں خلل ڈالتا ہے

8- سبق کی منصوبہ بندی میں تدریسی سرگرمیوں کو سیکھنے کے مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ کرنا کیوں ضروری ہے؟

- (الف) یہ ہم آہنگ کی کمی کو تینی بنتا ہے

(ب) یہ طلباء کی الجھنیں دور کرتا ہے

- (ج) یہ تخلیقی صلاحیتوں کو محدود کرتا ہے

9- اسلوب بیان اردو زبان کے کس صنف کی تدریس کے پیشش کا ایک حصہ ہے؟

(د) انشاء	(ج) قواعد	(ب) نشر	(الف) نظم
10- گمراں کی رائے کے لیے کتنی جگہ چھوڑنا مناسب ہے؟			
(ب) کم از کم دو لاکھیں			(الف) بقدر ضرورت
(د) جس قدر ممکن ہو			(ج) کم از کم پانچ یا چھ لاکھیں یا نصف صفحہ

مختصر جوابات کے حامل سوالات

- منصوبہ سبق کا مفہوم کی تشریع کرتے ہوئے تین کلیدی اجزاء کے نام بتائیں۔
- منصوبہ سبق کے چند اہم عناصر پر روشنی ڈالیں۔
- منصوبہ سبق کی اہمیت کو مختکم کریں۔
- منصوبہ سبق کی افادیت بتاتے چند اہم نکات کی وضاحت کریں۔
- اردونشر کی تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے مراحل کا ذکر کریں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "اجمالی جائزہ" کی مختصر وضاحت کریں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "اسحسان اشعر کی تشریع" مع مثال کریں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل میں "اسحسان اشعر / نظم اور اسلوب بیان" کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- اردونشر کی تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے مراحل بیان کریں۔
- اردونشر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین بنیادی فرق کو مختصر بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

- منصوبہ سبق کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے اس کی حقیقت و مہمیت کو واضح کریں۔
- ایک معلم کے طور پر منصوبہ کی اہمیت و ضرورت کی بابت آپ کیا محسوس کرتے ہیں، اس پر سیر حاصل بحث کریں۔
- منصوبہ سبق کے فوائد بطور معلم آپ اپنے تجربات کی روشنی میں بیان کریں۔
- بطور معلم اپنی تدریسی تجربات کی روشنی میں منصوبہ سبق کے اجزاء اور عناصر کو بالتفصیل قلمبند کریں۔
- اردونشر کی تدریس کے مراحل پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے ہر ایک مرحلہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ واضح کریں۔
- اردو نظم کی تدریس کے مراحل کو بیان کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھ کہ نشر کے تدریسی مراحل کے مابین فرق واضح ہو سکیں۔
- بطور پر معلم اردو قواعد کی تدریس کے مراحل کی تشریع کریں اور ہر مرحلہ کی اہمیت کو قائم کریں۔

- 8- اردو نثر، نظم اور قواعد کی تدریس کے مراحل کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- 9- اپنے تجربات کی روشنی میں کمرہ جماعت میں منصوبہ سبق کے استعمال پر اپنا تقدیمی نظریہ پیش کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

- 1- (ب) اکتساب کے مقاصد اور سرگرمیوں کا خاکہ پیش کرنے والی دستاویز
- 2- (الف) یہ موثر تدریس کے لیے ایک روڈ میپ فراہم کرتا ہے
- 3- (ج) طلباء کی علمی مصروفیت میں اضافہ
- 4- (الف) تدریسی سرگرمیوں کی رہنمائی کرنا
- 5- (د) مقاصد
- 6- (ب) پیش
- 7- (د) (ج) یہ اسائزہ کو طلباء کے اکتساب کا اندازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے
- 8- (د) یہ تدریس کو مزید موثر بناتا ہے
- 9- (الف) نظم
- 10- (ج) کم از کم پانچ یا چھ لاکھیں یا نصف صفحہ

تجویز کردہ اکتسابی مواد

15.8

- ڈاکٹر تلمذیز فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجوکیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یوپی-2018
- سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن تریدریس ایجوکیشن پبلیشورز، حیدر آباد-2016
- ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقہ اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی-2013
- خجم السحر صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریمیر پیشنگ ہاؤس، حیدر آباد-2006
- محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میدیا، شری نگر-2006
- محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر-1998
- عمر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپر اپلی کیشن، دہلی-2009
- پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ-2015
- معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی-1983

- 10- Chand, H., & Sharma, S. (2018). *Teaching of English*. Vikas Publishing House.
- 11- Fink, L. D. (2013). *Creating significant learning experiences: An integrated approach to designing college courses*. Jossey-Bass.
- 12- Gagne, R. M., Briggs, L. J., & Wager, W. W. (1992). *Principles of instructional design*. Holt, Rinehart and Winston.
- 13- Glatthorn, A. A., Boschee, F., & Whitehead, B. M. (2012). *Curriculum leadership: Strategies for development and implementation*. SAGE Publications.
- 14- Gupta, S. C. (2018). *Designing and Developing Effective Teaching-Learning Material: A Guide for Educators*. SAGE Publications.
- 15- Jain, R. (2015). *Lesson Planning for Effective Learning*. Atlantic Publishers and Distributors.
- 16- Killen, R. (2013). *Effective teaching strategies: Lessons from research and practice*. Cengage Learning.
- 17- Marzano, R. J. (2007). *The art and science of teaching: A comprehensive framework for effective instruction*. Association for Supervision and Curriculum Development.
- 18- Narayanan, V., & Menon, M. (2013). *Pedagogy for Diverse Audiences: Selected Readings from the Annual Conference of the Indian Academy of Management*. Springer.
- 19- Nair, M. (2017). *Educational Administration: Concepts, Practices, and Issues*. SAGE Publications India.
- 20- Raghavan, K., & Bhatia, P. (2015). *Handbook of Teaching and Learning*. PHI Learning Private Limited.
- 21- Sharma, R. (2016). *Innovations in Educational Psychology: Perspectives on Learning, Teaching, and Human Development*. PHI Learning Private Limited.
- 22- Sundaram, S. (2014). *Effective Teaching: What Every Educator Should Know*. PHI Learning Private Limited.
- 23- Tomlinson, C. A., & Moon, T. R. (2013). *Assessment and student success in a differentiated classroom*. ASCD.
- 24- Verma, A., & Verma, S. (2017). *Teacher Empowerment Through Curriculum Development: Theory into Practice*. SAGE Publications India.
- 25- Wiggins, G., & McTighe, J. (2005). *Understanding by design*. Association for Supervision and Curriculum Development.

اکائی 16۔ خرد تدریس: مفہوم و اہمیت اور مختلف تدریسی مہارتوں کا فروغ*

اکائی کے اجزاء

تمہید	16.0
مقاصد	16.1
خرد تدریس: مفہوم و اہمیت	16.2
16.2.1 خرد تدریس کا مفہوم	
16.2.2 خرد تدریس کی تعریفیں	
16.2.3 خرد تدریس کی اہمیت	
16.2.4 خرد تدریسی عمل کے مراحل	
16.2.5 خرد تدریس کے حلے	
مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس	16.3
16.3.1 خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت	
16.3.2 خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت	
16.3.3 خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت مہارت	
16.3.4 خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت	
16.3.5 خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت	
خلاصہ	16.4
اکتسابی متأرخ	16.5
فرہنگ	16.6
نمونہ امتحانی سوالات	16.7
معروضی سوالات کے کلیدی جوابات	16.8
تجویز کردہ اکتسابی مواد	16.9

* Dr. Fakhruddin Ali Ahmad, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

قدیم زمانے سے آج تک اساتذہ کی اہمیت کبھی کم نہیں ہوئی ہے لیکن کچھ دہائی پہلے تک اساتذہ کی تربیت توجہ کام کر نہیں تھا۔ موجودہ تعلیمی نظام میں اساتذہ کی تربیت کو اہمیت حاصل ہو گئی ہے اور خود تدریس کی سرگرمی کا انعقاد آج کل بہت مقبول ہے اور تقریباً تمام معروف تعلیمی اداروں اور تنظیموں نے اس کا انتخاب کیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے پہلے ایں اور اس کے ساتھیوں نے سٹینفورڈ یونیورسٹی، امریکہ میں تجرباتی پروگرام کے ایک حصے کے طور پر عمل میں لایا تھا جو اس زمانے کی اختراعات میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ خود تدریس کا موجودہ ڈھانچہ اور شکل بعد کے مرحلے میں تیار کیا گیا تھا۔ تعلیم تاریخ کا ایک قدیم تصور ہے جواب ہمارے معاشرے کا ایک اہم اور اٹھ حصہ ہے۔ 1960 سے خود تدریس کو اساتذہ کی تربیت (اس سے پہلے کہ وہ حقیقی پیشہ و رانہ تدریس کے میدان میں داخل ہوں) کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ اساتذہ کی تربیت کی ایک قسم ہے جونہ صرف زیر تربیت اساتذہ کے لیے بلکہ زیر خدمت اساتذہ کے لیے بھی اہم ہے جو انھیں اپنی مہارت، علم، مظاہرے کے طریقے اور خاص طور پر منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے حصے کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔

کامیابی کی ترغیب ایک فرد کے لیے ایک اہم عنصر ہے۔ خود تدریس کا مقصد اساتذہ کو کمرہ جماعت میں اپنے کردار کو اپنانا ہے۔ ویڈیو ریکارڈنگ، نگران معلم کی رہنمائی اور ہم مرتبہ کی تشخیص بھی فرد کی خود تدریس کی تشخیص کا ایک اہم طریقہ ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک نوجوان نسل کا تعلق ہے ہم مرتبہ کی تشخیص سے اعلیٰ سوچ کی مہارت کو فروغ دینے میں بھی مدد ملتی ہے۔ آج کل، خود تدریس میں یہ مکانیلوگی کو تدریس میں ساتھ جوڑنے اور اس سے استفادہ کرنے کا ایک ثابت شدہ ذریعہ بن گیا ہے جس کی موجودہ حالات میں بہت ضرورت ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اساتذہ کو پڑھانے کے موجودہ رجحانات، نصاب اور تعلیمی صنعت میں حالیہ ترقی کے ساتھ خود کی تجدید کاری کی ضرورت ہے۔

تعلیم کے متحرک منظرنامے میں خود تدریس کا تصور اساتذہ کی ترقی کے لیے ایک طاقتوزیریعہ کے طور پر ابھرا ہے۔ خود تدریس میں تدریسی سرگرمیوں کی دانستہ طور پر متعدد اجزاء میں تقسیم شامل ہے جس سے اساتذہ کو مخصوص مہارتوں اور حکمت عملیوں پر توجہ مرکوز کرنے کا موقع میسر ہوتا ہے۔ یہ طریقہ اساتذہ کو تجربہ کرنے، تعمیری تاثرات حاصل کرنے اور ان کی تدریسی تکنیک کو بہتر بنانے کے لیے ایک کنٹرول شدہ اور معاون ماحول فراہم کرتا ہے۔ تدریس کی پیچیدگیوں کو قابل انتظام اکائیوں میں تقسیم کر کے خود تدریس میں مسلسل بہتری کے لیے ایک عمل انگیز بن جاتی ہے جو اساتذہ کو کمرہ جماعت میں اپنی مہارت اور اعتماد کو بڑھانے کے قابل بناتی ہے۔ خود تدریس کے معنی اور اہمیت کو سمجھنا کسی بھی معلم کے لیے اہم ہے جو اپنے ہنر کو بہتر بنانے کے لیے پر عزم ہے۔ تدریسی عمل میں ہدفی مداخلتوں پر زور دیتے ہوئے یہ تدریسی نقطہ نظر مہارت کی نشوونما کے ایک دانستہ اور حکمت عملی کے ذریعہ کام کرتا ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

■ خود تدریس کے تصور اور مفہوم کو سمجھ سکیں۔

- خرد تدریس کے مختلف تعریفوں سے واقف ہو سکیں۔
- خرد تدریس کی اہمیت و فوائد کو جان سکیں۔
- خرد تدریسی عمل کے مراحل سے واقف ہو سکیں۔
- خرد تدریس کے حلے اور اس کے ذیلی مراحل کو جان سکیں۔
- مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس کو معلوم کر سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے اغراض کی مہارت سے واقف ہو سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت کو سمجھ سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت مہارت کو جان سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت کو سمجھ سکیں۔
- خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت سے واقف ہو سکیں۔

16.2 خرد تدریس: مفہوم و اہمیت

خرد تدریس اساتذہ کی تعلیم یا تربیتی پروگراموں میں سب سے حالیہ اختراعات میں سے ایک ہے جس کا مقصد اساتذہ کے طرز عمل کو مخصوص مقاصد کے مطابق تبدیل کرنا ہے۔ یہ منصوبہ بندی، تدریس، تاثرات پھر دوبارہ منصوبہ بندی، دوبارہ تدریس اور دوبارہ تاثرات کا عمل ہے۔ خرد تدریس ایک محفوظ مشق ہے جس سے طلباء کو اساتذہ کے تربیتی پروگرام میں تدریسی رویے پر توجہ مرکوز کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کا اطلاق اساتذہ کی پیشہ و رانہ ترقی میں پیشگی اور خدمت کے مختلف مراحل پر کیا جا سکتا ہے۔ یہ اساتذہ کو تدریس کے لیے مشقی ماحول فراہم کرتا ہے جس میں کمرہ جماعت کی معمول کی پچیدگیاں کم ہوتی ہیں اور جس میں استاد کو اپنی کارکردگی پر کافی رائے و تاثرات ملتی ہیں۔

16.2.1 خرد تدریس کا مفہوم

اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں ڈاؤن ایلن (Dwight Allen) نے 1963 میں خرد تدریس کی شروعات کر کے اس تصور کو پیش کیا تھا۔ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت اور پیشہ و رانہ ترقی کی ایک متنیک ہے جس کے تحت استاد ساتھیوں اور یا طلباء سے تعمیری رائے حاصل کرنے کے لیے مفروضہ کمرہ جماعت میں تدریسی عمل کو انجام دیا جاتا ہے۔ تاکہ درس و تدریس میں اس خاص مہارت کے استعمال کی بابت سامعین یا مفروضہ طلباء کی رائے کے مطابق بہتری لائی جاسکے۔ ہندوستان میں خرد تدریس کو ڈاکٹر دیوبند کمار تیواری نے گورنمنٹ سنٹرل پیڈاگوجیکل انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میں 1967 میں متعارف کرایا تھا۔ خرد تدریس کو اسکیلڈ ڈاؤن اپروج (خرد نقطہ نظر) کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

یہ تربیتی طریقہ کا تدریسی پیشہ یا عمل کو سکھنے کے باقاعدہ سرگرمی کی پیچیدگیوں کو آسان بنانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بہترین تربیتی ماحول فراہم کرنے کے لیے کم رہ جماعت کے جنم، وقت، کام اور مواد کو چھوٹا کیا گیا ہے اور نگران معلم مشق کرنے کی مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ براہ راست مظاہرہ ہو سکتا ہے یا ہنر کی ویڈیو پیشکش بھی کی جاسکتی ہے جس کی مثال کرونا کی وبا کے وقت لوک ڈاؤن میں آن لائن کی گئی خود تدریس کی مشق ہے۔ اس کے لیے طلباء کو گروپ میں تقسیم کیا جاتا ہے اور گروپ کے اراکین ایک موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور پانچ سے دس منٹ کا سبق تیار کرتے ہیں۔ اس کے بعد زیر تربیت معلم کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کی مشق اور جانچ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مشق دس منٹ کے خود تدریس کے سینئن کی شکل اختیار کرتی ہے جس میں پانچ سے دس شاگرد شامل ہوتے ہیں۔

16.2.2 خرد تدریس کی تعریفیں

بہت سے ماہرین تعلیم نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- 1۔ خرد تدریس ایک تربیتی مکنیک ہے جس میں زیر تربیت معلم کو مخصوص تدریسی مہارت کا استعمال کرتے ہوئے ایک ہی تصور سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 2۔ طلباء کے چھوٹے گروپ کو مواد کی ایک چھوٹی اکائی کو تھوڑے وقت میں پڑھانے کا مطلب خرد تدریس ہے۔
- 3۔ خرد تدریس کی تعریف امنظم مشق تدریس 'کے ایک ایسے نظام کے طور پر کی گئی ہے جو مخصوص تدریسی رویے پر توجہ مرکوز کرنا اور کنٹرول شدہ حالات میں تدریس پر عمل کرنا ممکن بناتا ہے۔
- 4۔ خرد تدریس ایک مکنیک ہے جس کا مقصد اساتذہ کے امیدواروں کو کم رہ جماعت کی حقیقی ترتیب میں تیار کرنا ہے۔
- 5۔ بش (1968) نے خرد تدریس کی تعریف اساتذہ کی تعلیم کی مکنیک کے طور پر کی ہے جو پانچ سے دس منٹ کی منصوبہ بند سیریز میں حقیقی طلباء کے ایک چھوٹے گروپ کے ساتھ اکثر ویڈیو ٹیپ پر نتائج مشاہدہ کرنے کا موقع کے ساتھ اساتذہ کو واضح طور پر بیان کردہ تدریسی مہارتوں کو احتیاط سے تیار کر دہ اس باقی پر لا گو کرنے کی اجازت دیتی ہے۔
- 6۔ ایلن (1976) کے مطابق خرد تدریس جماعت کے جنم اور وقت کے لحاظ سے ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے۔
- 7۔ ایلن سی سنگھ (1977) خرد تدریس ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے جہاں ایک استاد پانچ شاگردوں کے گروپ کو 5-20 منٹ کی ایک چھوٹی سی اکائی پڑھاتا ہے۔ ایسی صورت حال ایک تجربہ کاریانا تجربہ کار استاد کے لیے نئی تدریسی مہار تیں حاصل کرنے اور پرانے کو بہتر بنانے کے لیے ایک معاون موقع پیش کرتی ہے۔
- 8۔ کلفٹ اور دیگر (1976): خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کا ایک طریقہ کار ہے جو تدریس کے عمل کو ایک مخصوص مہارت تک محدود کر کے اور تدریس کے وقت اور جماعت کی کمیت کو کم کر کے تدریسی صورت حال کو ایک سادہ اور زیادہ محفوظ بنادیتا ہے

9۔ این کے جنگیر اور اجیت سنگھ (1982): خرد تدریس زیر تربیت معلم کے لیے ایک تربیتی حالت ہے جہاں کم جماعت کی عام تدریسی پیچیدگیوں کو کم کیا جاتا ہے: ایک وقت میں ایک مہارت کی مشق کرنا، مواد کو ایک تصور تک محدود کرنا، سائز 5-10 طلباء تک اور سبق کا دورانیہ 5-10 منٹ تک کم کرنا۔

لہذا، مدرجہ بالا تعریفوں سے یہ واضح ہے کہ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کی ایک تکنیک ہے جو زیر تربیت معلم کو تدریسی مہارتوں کے حصول میں مدد کرتی ہے۔ اس طرح زیر تربیت معلم تدریسی مہارت کو قابل تعریف، قابل مشاہدہ، قابل پیاس اور قابل کنٹرول شکل میں بار بار مشق کرتا ہے جب تک کہ وہ مہارت کے استعمال میں مہارت حاصل نہ کر لے۔

16.2.3 خرد تدریس کی اہمیت

ہمیں انہائی قابل اور کار آمد اساتذہ کی ضرورت ہے جو موثر طریقے سے بات چیت کرنے اور اپنے خیالات کو عام کرنے کے قابل ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اساتذہ کو یہ صلاحیتیں خود حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خرد تدریس زیر تربیت معلم کو اپنی تدریس کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ اس کا تعلق کم جماعت کی لازم د تدریسی مہارتوں کی ترقی اور ترمیم سے ہے۔ خرد تدریس میں ایک مخصوص تدریسی مہارت کا مطالعہ اور مشق شامل ہے اور اب یہ اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک موثر آله کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ خرد تدریس ایک متنوع تدریسی تکنیک ہے جس کا استعمال زندگی کے مختلف شعبوں جیسے سائنس، سماجی علوم اور فنیات وغیرہ میں ہوتا رہا ہے۔ اس میں طلباء کی آموزش کی بہتری کے لیے درس و تدریس موثر بنانے پر توجہ مرکوز کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، ہر استاد اس بات سے اتفاق کرے گا کہ خرد تدریس ان کی پیشہ و رانہ ترقی کے لیے اہم ہے کیونکہ اس سے ان کے علم، صلاحیتوں اور پیشہ و رانہ رویوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ خرد تدریس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک معلم کو مطلوبہ مہارت حاصل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خرد تدریس کے بڑے فائدے میں سے ایک یہ ہے کہ زیر تربیت معلم ایک مخصوص اور اچھی طرح سے طے شدہ مہارت کی مشق پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ خرد تدریس کے حلقة کے ذریعے اساتذہ کو نوری تاثرات اور مفید مشورے ملتا ہے جسے وہ فوری طور پر نافذ کر کے اپنی تدریسی صلاحیت و مہارت کو مزید بہتر کر سکتے ہیں۔

درج ذیل نکات سے خرد تدریس کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہیں:

1۔ مہارت کی نشوونما: خرد تدریس اساتذہ کو محفوظ اور معاون ماحول میں ان کی تدریسی مہارتوں جیسے سبق کی منصوبہ بندی، کم جماعت کا نظم و نسق اور موثر مواصلات کو فروغ دینے میں مدد کرتی ہے۔

2۔ مشق کے موقع: اساتذہ کو ایک چھوٹے گروپ کے سامنے تدریس کی مشق کرنے کا موقع ملتا ہے جس سے وہ مختلف تدریسی طریقوں کے ساتھ تجربہ کر سکتے ہیں اور فوری رائے حاصل کر سکتے ہیں۔

3۔ تاثرات اور بہتری: خرد تدریس اساتذہ کو ان کی تدریسی تکنیکوں کے بارے میں تاثرات فراہم کرتی ہے اور انہیں ان شعبوں کی نشاندہی کرنے میں مدد کرتی ہے جہاں انہیں بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کو ساتھیوں اور سرپرستوں سے فوری اور تعمیری تاثرات موصول

ہوتے ہیں جس سے ان کے تدریسی طریقوں میں بہتری کے شعبوں کی نشاندہی کرنے اور اپنی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں ان کی مدد ہوتی ہے۔

4۔ اعتماد سازی: خرد تدریس اساتذہ کو حقیقی کرہ جماعت کا سامنا کرنے سے پہلے انہیں ایک کنٹول شدہ ماحول میں تدریس کی مشق کرنے کا موقع دے کر ان کا اعتماد بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔

5۔ عکاسی اور خود تشخیص: خرد تدریس اساتذہ کی حوصلہ افراٹی کرتا ہے کہ وہ اپنی تدریس پر غور کریں اور اپنی کار کردگی کا جائزہ لیں۔ اس سے انہیں اپنی طاقتیوں اور مکمزوریوں کی نشاندہی کرنے اور اپنی تدریس کو بہتر بنانے کے لیے موافقت کرنے میں مدد ملتی ہے۔

6۔ عملی تجربہ: خرد تدریس اساتذہ کو ایک حقیقی کرہ جماعت میں تدریسی عمل کو انجام دینے سے پہلے مخصوص تدریسی مہارتوں کو کنٹول شدہ ترتیب میں مشق کرنے اور ان کو بہتر بنانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

7۔ بے چینی میں کمی: چونکہ خرد تدریس ایک چھوٹی اور کنٹول شدہ ماحول میں ہوتی ہے اس لیے اس سے بڑے کرہ جماعت میں پڑھائی سے وابستہ بے چینی کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ زیر تربیت اساتذہ کو ناکامی کے خوف کے بغیر نئی تکنیکوں کے ساتھ تجربہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

8۔ سیاق و سبق سے مطابقت: خرد تدریس کو مختلف تدریسی سیاق و سبق، مضامین اور سطحوں کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے۔ یہ اسے مختلف شعبوں میں اساتذہ کی تربیت کے لیے ایک متنوع و ہمہ گیر ذریعہ بناتا ہے۔

9۔ ہم مرتبہ کا تعاون: تعاون پر مبنی تعلیم: خرد تدریس کے سیشن کے دوران زیر تربیت اساتذہ اپنے ہم مرتبہ کے مشاہدے اور تاثرات کے ذریعہ ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں۔ یہ باہمی تعاون پر مبنی تعلیم اور مجموعی تدریسی برادری کو بڑھاتا ہے۔

10۔ ہدف مرکوز تربیت: خرد تدریس ہدف مرکوز تربیت سیشن کو فروغ دیتی ہے جو اسے وقت کے لحاظ سے موثر بناتی ہے۔ اساتذہ تربیت کے لیے پورا دن یا ہفتہ وقف کیے بغیر مخصوص تدریسی مہارتوں پر توجہ دے سکتے ہیں۔

11۔ مسلسل پیشہ و رانہ ترقی: خرد تدریس ایک وقتی تقریب نہیں ہے بلکہ یہ پیشہ و رانہ ترقی کے جاری منصوبے کا ایک دائمی و لازمی حصہ ہے۔ اساتذہ اپنے تدریسی طریقوں کو مسلسل بہتر بنانے کے لیے خرد تدریس کے متعدد سیشن میں مشغول ہو سکتے ہیں۔

12۔ تحقیق اور اختراع: اساتذہ خرد تدریس کو ایک پلیٹ فارم کے طور پر جدید تدریسی حکمت عملیوں کے ساتھ تجربہ کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور تحقیق پر مبنی طریقوں کو اپنی مشق میں شامل کر سکتے ہیں۔

13۔ ماقبل ملازمت تربیت: تدریس کا تعارف: زیر تربیت اساتذہ کے لیے خرد تدریس کرہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے ایک کنٹول شدہ ترتیب میں تجربہ فراہم کر کے تدریسی پیشے کے تعارف کے طور پر کام کرتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ خرد تدریس مہارت کی نشوونما، تاثرات اور مسلسل بہتری کے لیے ایک منظم، اطمینان بخش ماحول کی پیشکش کر کے اساتذہ کی مخصوص ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ یہ موثر اور عکاس اساتذہ کی تشكیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خرد تدریس اساتذہ کی تربیت کا

ایک اہم جز ہے کیونکہ یہ اساتذہ کو ان کی تدریسی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور کمرہ جماعت میں ان کی تاثیر کو بہتر بنانے کے لیے ایک محفوظ اور معاون ماحول فراہم کرتا ہے تاکہ تدریس کے مختلف طریقوں کے ساتھ تجربہ کیا جاسکے اور فوری رائے حاصل کی جاسکے۔

16.2.4 خرد تدریسی عمل کے مراحل

کلفٹ اور دیگر (1976) نے خرد تدریس کے طریقہ کار کے تین مراحل تجویز کیے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- علم کے حصول کا مرحلہ: اس مرحلے میں زیر تربیت معلم اس مہارت کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس پر عمل کیا جانا ہے۔ وہ اس مہارت سے متعلق ادب و مطالعات کو پڑھتا ہے۔ وہ کسی دیگر معلم یا زیر تربیت معلم کے سبق کا مشاہدہ بھی کرتا ہے جس میں وہ مہارت نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ عمومی طور پر جو شخص مہارت کا مظاہرہ کرتا ہے وہ موضوع اور مہارت کا ماہر ہوتا ہے۔ اس سبق کو دیکھ کر، زیر تربیت استاد کو اس ہنر کا نظریاتی اور عملی علم حاصل ہوتا ہے۔

2- مہارت کے حصول کا مرحلہ: زیر تربیت معلم بہت زیادہ مشق کے ذریعے کسی ہنر میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ وہ خرو سبق تیار کرتا ہے، اسے مشق کرنا سکھاتا ہے اور پھر تاثرات و بازرسائی کے ذریعے وہ اپنی کار کردگی کا جائزہ لیتا ہے۔ پھر وہ تمیم اور بہتری کے ساتھ سبق کی دوبارہ منصوبہ بندی کرتا ہے اور پھر اس سبق کو دوبارہ پڑھاتا ہے۔ اسے تدریسی صلاحیت / ہنر میں مہارت حاصل کرنے کے قابل بنانے کے لیے دوبارہ تاثرات و بازرسائی کیا جاتا ہے۔ اس طرح زیر تربیت معلم (طالب علم استاد) ایک ایک کر کے مختلف ہنر سیکھتا ہے۔

3- منتقلی کا مرحلہ: اس مرحلے میں استاد مختلف مہارتوں کو کیجا کرتا ہے۔ مصنوعی صور تحال کے بجائے وہ اصلی کمرہ جماعت میں پڑھاتا ہے جہاں طلباء کی تعداد 30-40 ہے۔ اس کا سبق 40 سے 45 منٹ کا ہوتا ہے اور وہاں وہ ان تمام مہارتوں کو کیجا کرنے کی کوشش کرتا ہے جن کے لیے اس نے پہلے اور دوسرے مرحلے میں کوششیں کیں۔

16.2.5 خرد تدریس کے حلقة

1- سبق کی منصوبہ بندی: زیر تربیت معلم اپنے نگراں کی مدد سے مظاہرے کی مہارت کی بنیاد پر ایک خرد (مائکرو) سبق کی منصوبہ بندی کرتا ہے جس میں وہ کسی خاص مہارت کی مشق کر سکتا ہے (خرد سبق پلان-2 گھنٹے لگ سکتے ہیں)۔

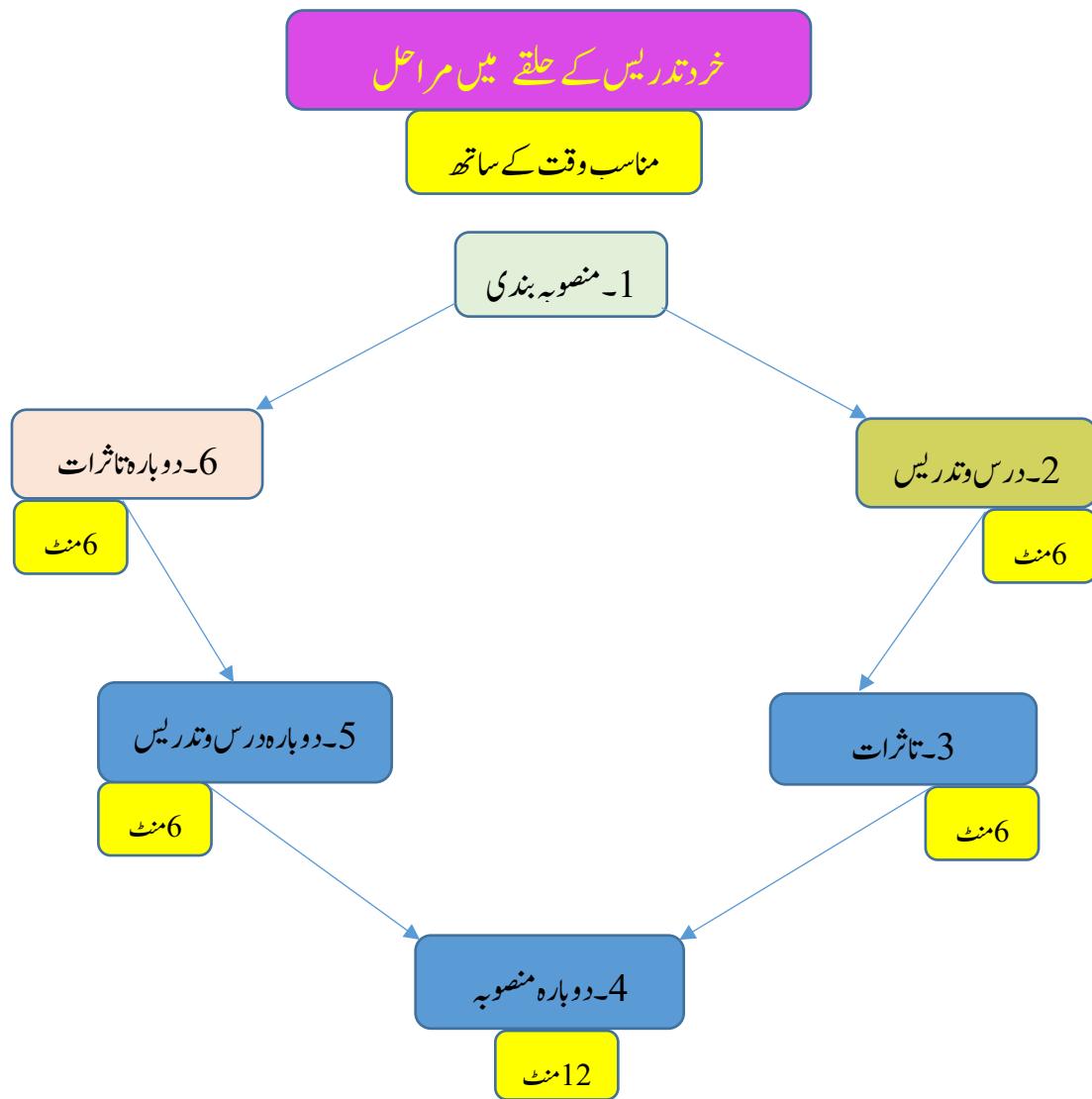
2- سبق پڑھانا: زیر تربیت معلم شاگردوں کے ایک چھوٹے گروپ (یعنی 5 سے 10 شاگردوں) کو سبق پڑھاتا ہے۔ سبق نگراں اور ساتھیوں کی طرف سے نگرانی کی جاتی ہے (تقریباً 5-6 منٹ تک پڑھانا)۔

3- تاثرات اور رائے: ایک سبق کے مشاہدے کی بنیاد پر نگراں استاد زیر تربیت معلم کو رائے (بہتری کے لیے مشورے) دیتا ہے۔ نگراں مہارت کے موثر استعمال کے لیے مثالوں کے ذریعہ ابھارتا ہے اور زیر تربیت معلم کی توجہ ان نکات کی طرف مبذول کرواتا ہے جہاں وہ اچھی کار کردگی نہیں دکھاسکا تھا (تاثرات سیشن تقریباً 5-6 منٹ)۔

4- دوبارہ منصوبہ بندی: نگراں کی طرف سے دیے گئے تاثرات، رائے اور تجویز کی روشنی میں زیر تربیت معلم سبق کی بہتری اور تمیم کے

ساتھ دوبارہ منصوبہ بندی کرتا ہے تاکہ دوسرے پیشکش میں مہارت کو زیادہ موثر طریقے سے استعمال کیا جاسکے (تقریباً 10-12 منٹ)۔

5- دوبارہ پڑھانا: نظر ثانی شدہ سبق ایک ہی جماعت کے طلباء کے دوسرے چھوٹے گروپ کو اسی دورانیے کے لیے دوبارہ پڑھایا جاتا ہے تاکہ اسی مہارت کو موثر طریقے سے استعمال کیا جاسکے (تقریباً 5-6 منٹ)۔



6- دوبارہ تاثرات اور رائے: مگر اس دوبارہ پڑھانے والے سبق کا مشاہدہ کرتا ہے اور زیر تربیت معلم کو دوبارہ تاثرات اور رائے دیتا ہے جس کے بعد گفتگو، تجویز اور استاد کی کارکردگی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے (تاثرات سیشن تقریباً 5-6 منٹ)۔

اپنی معلومات کی جاگہ کریں۔

1- خود تدریس کا مفہوم واضح کرتے ہوئے کم از کم اس کی تین تعریفوں پر روشنی ڈالیے۔

2- خود تدریس کی اہمیت و فوائد کرتے ہوئے اس کے مراحل اور حلقات پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

16.3 مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خرد تدریس

پڑھانا کوئی ایک ہنر نہیں بلکہ ایک جامع ہے۔ استاد کو اپنی تدریس کو موثر بنانے کے لیے مختلف مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تدریس ایک پیچیدہ عمل ہے کیونکہ یہ انسانی رویے سے متعلق ہے جو کہ فطرت میں، بہت متحرک ہے۔ تدریسی عمل اس وقت پیچیدہ ہو جاتا ہے جب ایک استاد موثر طریقے سے تدریس و اکتساب کا پورا عمل خوش آئند نتیجہ پر مبنی بنانا چاہتا ہے۔ اس کے حصول کے لیے استاد کو ایسی صلاحیتیں اور مہار تیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اس کی تدریس کو موثر بنائے۔ تدریس کے پیچیدہ عمل کو مختلف اجزاء میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو کہ سادہ اور منعین ہیں۔ ان اجزاء کو تدریسی مہار تیں کہا جاتا ہے جن کی شاخت، مشق، تشنیص، کمزول اور تربیت کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تدریسی ہنر تدریسی عمل کا ایک گروپ ہے جس کا مقصد طالب علم کے سکھنے میں براہ راست یا بالواسطہ سہولت فراہم کرنا ہے۔

(پاسی-1976)

خرد تدریس ایک محفوظ اور کمزول شدہ عمل ہے جس کی وجہ سے جس کی مخصوص تدریسی مہارت پر توجہ مرکوز کرنا ممکن ہوتا ہے۔ کسی دوسرے ہنر میں جانے سے پہلے ایک ہنر میں مہارت حاصل کی جاتی ہے۔ خرد تدریس کی مشق تب ہی کی جا سکتی ہے جب استاد کے رویے کا تجزیہ کیا جائے اور تدریس کی مخصوص مہارتوں کی نشاندہی کی جائے۔ تدریسی مہارت مخصوص تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی رویے کے باہم مربوط اجزاء کا مجموعہ ہے۔

تدریسی مہارتوں کی فہرست بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایمن اور المیوسی امیس (1967)، سینیٹور ڈیونیور سٹی میں تدریس کی 14 مہارتوں کے ایک مجموعہ کی نشاندہی کی جو درج ذیل ہیں:

- | | |
|---------------------------------------|----------------------------------|
| 2- تمہیدی گھنگو | 1- تغیر محرک |
| 4- استاد کی خاموشی اور غیر لفظی اشارے | 3- خاتمه |
| 6- سوال کرنے میں روانی | 5- شاگردوں کی شرکت کو تقویت دینا |
| 8- اعلیٰ سوالات کا استعمال | 7- تحقیقاتی سوال کرنا |
| 10- رویے کو پہچانا اور اسے اپنانا | 9- مختلف قسم کے سوالات |
| 12- لیکھر دینا | 11- مثالوں کی وضاحت اور استعمال |
| 14- مواصلات کی تکمیل | 13- منصوبہ بند تکرار |

بی کے پاسی نے اپنی کتاب ”Becoming Better Teacher; Micro-teaching Approach“ میں خرد تدریس کے درج ذیل مہارتوں کا ذکر کرتے ہیں:

- | | |
|-----------------------------------|--------------------------|
| 2- کسی سبق کا تعارف کرنا | 1- تدریسی مقاصد لکھنا |
| 4- تحقیقاتی سوال پوچھنا | 3- سوال کرنے میں روانی |
| 6- مثالوں کے ساتھ وضاحت کرنا | 5- وضاحت کرنا |
| 8- خاموشی اور غیر زبانی اشارے | 7- تغیر محرک |
| 10- شاگردوں کی شرکت میں اضافہ | 9- تقویت و استحکام |
| 12- خاتمہ کا حصول | 11- تختہ سیاہ کا استعمال |
| 13- شرکت کرنے والے رویے کو پہچانا | |

Core Teaching Skills (NCERT) نے اپنی اشاعت (1982) میں درج ذیل تدریسی مہارتوں پر زور دیا ہے۔

- | | |
|---|--------------------------------------|
| 2- مواد کو منظم کرنا | 1- تدریسی مقاصد لکھنا |
| 4- ایک سبق کا تعارف | 3- تمہیدی گفتگو |
| 6- سوال کی ترسیل اور اس کی تقسیم | 5- کمہ جماعت کے سوالات کی تفہیل |
| 8- وضاحت کرنا | 7- رد عمل و جواب کا نظام |
| 10- تدریسی الات کا استعمال | 9- مثالوں کے ساتھ و تشریح کرنا |
| 12- سبق کی رفتار | 11- تغیر محرک |
| 14- تختہ سیاہ کا استعمال | 13- شاگردوں کی شرکت کو فروغ دینا |
| 16- مفہومات دینا | 15- سبق کے اختتام کو حاصل کرنا |
| 18- طالب علم کی سیکھنے کی مشکلات کی تشخیص اور تدارک کے اقدامات کرنا | 17- طالب علم کی ترقی کا اندازہ لگانا |
| 19- کمہ جماعت کا نظم و نسق | |

تدریس کی مذکورہ تمام مہارتوں میں سے صرف پانچ مہارتوں کی تفصیل بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

16.3.1 خرد منصوبہ برائے ہدایتی اغراض کی مہارت

خرد منصوبہ سبق سبق

ہدایتی اغراض کی مہارت (Instructional Objectives Skill)

معلم اسٹاد کا نام: اب بند

ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجو کیشن، در بھگلہ

مضمون: اردو

عنوان: افسانہ

تاریخ: 01-02-2024

جماعت: دسویں

وقفہ:

10 منٹ

ذیلی عنوان: فقیر

نمبر شمار	ہدایتی اغراض کے اجزاء
1	مقاصد کو سیکھنے والے پر مبنی بنانا
2	واضح طور پر ان حالات کی نشاندہی کرنے کے لئے جن میں رویہ واقع ہوگا
3	قابل مشاہدہ اور قابل پیਆش رویے کی شکل میں مقاصد لکھنا
4	طلباء کے کام کی کم از کم سطح کا تعین کرنا
5	مقاصد اور موضوع کے درمیان ایک با معنی تعلق ہونا چاہیے

خصوصی مقاصد (Specific Objectives)

اس سبق کو بڑھنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ

نمبر شمار	مقاصد	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
1	صنف افسانہ اور اس کی خوبیوں کو سمجھ سکیں اور افسانہ نگاری کے قابل بن سکیں	1,2,5
2	عظیم بیگ چفتائی کی حیات و خدمات اور افسانہ نگاری سے روشناس ہو سکیں	1,2,3
3	معاشرہ میں موجود غربت و فقر و فاقہ کے تجزیہ کر سکیں	1,2,5
4	غباء و فقر اکی حالتِ زار اور پریشانیوں کی سمجھ اور احساس کر سکیں	1,2,4,5
5	غباء و فقر کے ساتھ صلہ رحمی اور ہمدردی کر سکیں	1,2,3,4,5
6	معاشرہ میں موجود غربت و فقر و فاقہ کو دور کرنے کو شش کر سکیں	1,2,3,4,5

Observation Schedule cum Rating Scale

تاریخ: معلم استاد کا نام:
 جماعت: ادارہ:
 وقفہ: مضمون:
 عنوان: مہارت کا نام: ہدایتی اغراض کی مہارت

Rating Scale					Tally Marks	ہدایتی اغراض کی مہارت کے اجزاء	نمبر شمار
5	4	3	2	1			
						مقاصد کو سمجھنے والے پر مبنی بنایا گیا	1
						واضح طور پر ان حالات کی نشاندہی کرنے کے لئے جن میں رویہ واقع پر ہے۔	2
						قابل مشاہدہ اور قابل پیمائش رویہ کی شکل میں مقاصد ہے	3
						طلباء کے کام کی کم از کم سطح کا تعین کرتا ہے	4
						مقاصد اور موضوع کے درمیان ایک بامعنی تعلق ہے	5

نوت: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشاہدہ کا ر معلم کی دستخط

مشاہدہ کا ر معلم کا نام:

16.3.2 خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت

خرد منصوبہ سبق

تعارفی مہارت (Introduction Skill)

تاریخ: 01-02-2024 معلم استاد کا نام: ابجد
 ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجو کیشن، درجنگہ
 جماعت: دسویں مضمون: اردو
 وقفہ: 10 منٹ عنوان: افسانہ
 ذیلی عنوان: فقیر

نمبر شمار	تعارفی مہارت کے اجزاء
1	بیانات اور سوالات کا سابقہ علم سے تعلق ہو۔
2	بیانات اور سوالات کا اصل متن (Original Text) سے تعلق ہو۔
3	بیانات اور سوالات کے درمیان سلسلہ وار تعلق ہو۔
4	طلباًء کی دلچسپی اور تجسس میں اضافہ ہو۔
5	طلباًء کی حوصلہ افزائی کرنے کی صلاحیت ہو۔
6	واضح اور موثر مقصد بیان
7	سبق کے مقاصد کے مطابق آلات، تدریبی اسیاء اور حکمت عملی کا انتخاب

پیشکش/Presentation

نمبر شمار	سبق پلان کے اجزاء	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباًکی سرگرمیاں	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
1	اس سال اب تک آپ لوگ اپنی اردو کی درسی کتاب میں کتنے افسانے پڑھے ہیں؟		بچہ: سر! ایک	3,4,5
2	آپ کو ان افسانوں کا نام اور ان کے لکھنے والوں کا نام یاد ہیں؟		پہلا بچہ! سر! گلی ڈنڈا دوسرے بچہ: پریم چندر	1,5,6
3	آپ لوگوں کو وہ افسانے کیسا لگا؟		بچہ: اچھا لگا	2,3,4
4	آپ لوگوں کو افسانہ پڑھنا کیسا لگتا ہے؟		بچہ: اچھا لگتا ہے	4,5,6
5	آج جو افسانہ پڑھنے والے ہیں اس کا نام ہے 'فقیر'۔ آپ لوگوں نے تو فقیر دیکھا ہوگا؟		بچہ: ہاں سر	2,4,5

Observation Schedule cum Rating Scale

معلم استاذ کا نام: مدارج:

ادارہ: جماعت:

ضمیمان: وقته:

مہارت کا نام: عنوان:

Rating Scale					Tally Marks	تعارفی مہارت کے اجزاء Components of Set Induction Skill	نمبر شمار S. No.
5	4	3	2	1			
						بیانات اور سوالات کا سبقہ علم سے تعلق ہے۔	1
						بیانات اور سوالات کا اصل متن (Original Text) سے تعلق ہے۔	2
						بیانات اور سوالات کے درمیان سلسلہ وار تعلق ہے۔	3
						طلباء کی دلچسپی اور تجسس میں اضافہ کیا گیا۔	4
						طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے کی صلاحیت ہے۔	5
						واضح اور موثر مقصد بیان کیا گیا۔	6
						سبق کے مقاصد کے مطابق آلات، تدریسی اسیاء اور حکمت عملی کا انتخاب کیا گیا	7

نوت: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشابہہ کار معلم کی دستخط ----

مشابہہ کار معلم کا نام:

16.3.3 خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت

خرد منصوبہ سبق

وضاحتی مہارت (Explanation Skill)

معلم استاد کا نام:	اب جد	تاریخ:	01-02-2024
ادارہ:	کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، در بھنگلہ	جماعت:	دسویں
مضمون:	اردو	وقفہ:	10 منٹ
عنوان:	اسانہ	ذیلی عنوان:	گاؤں کی لاج

نمبر شمار	وضاحتی مہارت کے اجزاء
1	تمہیدی بیان کا استعمال
2	وضاحتی کڑپوں کا استعمال
3	بصری تکنیک کا استعمال
4	اصطلاحات کی وضاحت
5	طلبا کی دلچسپی کا لحاظ
6	اہم نکات کو وضاحت میں پیش کرنا
7	سوال کے ذریعے طلا بکی سمجھ کی جائج
8	اختتامی بیان کا استعمال

پیشگش Presentation

نمبر شمار	معلم طالب علم کا طرز عمل	طلبا کا طرز عمل	استعمال میں لائے گئے اجزاء
1	پھوں! زمین دار کسے کہتے ہیں? شاپاٹ کیا ایک گاؤں میں دوز میں دار رہ سکتے ہیں? درست کہا	جو بڑی زمینوں کا مالک ہو ہاں	1,4,7
2	لیکن زمینداروں میں بارہ آپسی لڑائی کی نوبت آ جاتی ہے۔ بجا طور پر کہا گیا ہے کہ اک میان میں دو تکوار نہیں رہ سکتیں۔	طلبا غور سے سن رہیں	1,2,3,4,5



	سر، افسانہ کے کہتے ہیں؟	اس افسانے میں بھی ایسے ہی دوز مینداروں کی بات کی گئی ہے جو دونوں آپسی اختلاف کے باوجود جب گاؤں کی لاج کی بات آتی ہے تو ایک ہو جاتے ہیں۔ بچوں! افسانہ ایک مختصر سی کہانی ہے جس میں زندگی کے ایک پہلو کو پیش کیا گیا ہو۔	
2,5,6	سر! کیا ان میں بھی ہمیشہ لڑائی ہوتی رہتی تھی؟	بچوں! لکھن پور میں دوز میندار رہتے تھے۔ ایک کانام امراؤ سنگھ اور دوسرے کانام دلاور خان تھا۔ دونوں کے مزاج میں گھمنڈ اور غرور تھا چنانچہ دونوں ہی ایک دوسرے کو نیچاد کھانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ ہاں، بچوں! اکثر ویشتر ان میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔	3
2,3,5,7	چند بچے نے کہا کہ دلاور خان کا لیکن چند بچوں نے کہا کہ امراؤ سنگھ کا	دلاور خان کے نام اسی گاؤں میں ایک تالاب تھا جس کا پانی برسات کے دونوں میں بہکر امراؤ سنگھ کے کھیت میں چلا جاتا تھا۔ لڑائی کی چنگاڑی بھڑکنے کے لیے اتنی بات کافی تھی لیکن پانی کے ساتھ جانے والی مچھلیوں پر بھی ماکانہ حق کا مسئلہ تھا۔  بچوں! آپ بتائیں کہ ان مچھلیوں پر ماکانہ حق کس کا ہو گا؟	4

Observation Schedule cum Rating Scale

معلم استاد کا نام: معلم اس تاریخ:
 ادارہ: جماعت:
 مضمون: وقفہ:
 مہارت کا نام: وضاحتی مہارت
 عنوان:

Rating Scale					Tally Marks	وضاحتی مہارت کے اجزاء	نمبر شمار
5	4	3	2	1			
						تمہیدی بیان کا استعمال	1
						وضاحتی کڑیوں کا استعمال	2
						بصری تکنیک کا استعمال	3
						اصطلاحات کی وضاحت	4
						طالب کی دلچسپی کا لحاظ	5
						اہم نکات کو وضاحت میں پیش کرنا	6
						سوال کے ذریعے طلبکی سمجھ کی جائیج	7
						اختتامی بیان کا استعمال	8

نوت: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشابہہ کار معلم کی دستخط

مشابہہ کار معلم کا نام:

16.3.4 خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت

خرد منصوبہ سبق

تختہ سیاہ کی مہارت (Blackboard Skill)

معلم استاد کا نام:	اب جاد	تاریخ:	01-02-2024
ادارہ:	کالج آف ٹیچر ایجو کیشن، در بھنگ	جماعت:	دسویں
مضمون:	اردو	وقفہ:	10 منٹ
عنوان:	انشاء	ذیلی عنوان:	خبر نویسی

نمبر شمار	تختہ سیاہ مہارت کے اجزاء
1	حروف اور الفاظ کے مابین موافق فاصلہ ہونا۔
2	خطوط کے لئے موافق سائز ہونا۔
3	پڑھنے کے قابل (Easy to read) ہونا۔
4	بڑے (Capital) اور چھوٹے (Small) حروف کے لئے مختلف سائز ہونا۔
5	اوور رائٹنگ سے گریز اور سیدھے لکیری
6	تمام غیر ضروری معاملات کو مٹا دیں۔
7	نقشہ یا شکل کے لئے رنگین چاک استعمال کریں۔
8	تدریس کے بعد مکمل بورڈ صاف کریں

پیشکش

نمبر شمار	سبق پلان کے اجزاء	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباء کی سرگرمیاں	تختہ سیاہ کا کام	استعمال میں لائے گئے اجزاء
1	خبر نویسی کا مفہوم اور مقاصد	استاد تختہ سیاہ پر خبر نویسی کی تعریف اور مقاصد کو لکھ رہے ہیں اور اس کی تشرح کر رہے ہیں۔	پچھے بغور سن رہے ہیں اور کاپی میں لکھ رہے ہیں۔	واقعات، حادثات اور اطلاعات مخصوص شکل میں ضبط تحریر میں لانا خبر نویسی کہلاتا ہے۔ خبر نویسی ایک مخصوص واقعہ/موضوع کے بارے میں ثابت شدہ حقائق کی منظم پیشکش ہے۔ خبر کسی خاص معاملے / مسئلے کے بارے میں نتائج اور سفارشات کا خلاصہ ہے۔ خبر نویسی ایک مخصوص موضوع سے متعلق حقائق کا خود وضاحتی بیان ہے اور فیصلہ سازی اور عمل کی پیروی کے لیے	1,2,3,4,5

	معلومات فراہم کرنے کا مقصد پورا کرتی ہے۔ خبر نویسی بروقت فیصلوں اور تعاقبی اقدامات کی سہولت فراہم کرتی ہے۔				
1,2,3,4,5	1- واضح ڈھانچہ 2- انتخابیت 3- معروضیت 4- درستگی 5- وضاحت 6- سادگی 7- اجزاء اور ذیلی اجزاء 8- عنوانات اور ذیلی عنوانات	پچھے: بغور سن رہے ہیں اور کاپی میں لکھ رہے ہیں۔	خبر استاد تختہ سیاہ پر خبر نویسی کی خصوصیات لکھ رہے ہیں اور اس کی تشریح کر رہے ہیں۔	خبر نویسی کی خصوصیات	2
1,2,3,4,5	عنوان: شہزادی ڈائیکا جوڑا دولاکھ 76 ہزار میں نیلام ہوا	طلیاء گروپ میں منقسم ہو کر بیٹھے ہیں عنوان سے متعلق خبر نویسی کی بابت آپس میں گفتگو کر رہے ہیں	طالب علموں کو خبر نویسی سے پہلے معلومات جمع کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ معلم طلیاء کے سوالات کا جواب دے رہا ہے۔	ماقبل تحریر کے کام (15-10 منٹ)	3
1,2,3,4,5	خبر نویسی کی ترتیب: 1- عنوان 2- نیلامی میں کتنی قیمت رکھی گئی 3- کتنی رقم میں نیلامی ہوئی 4- جوڑے کی خوبصورتی کیا تھی 5- نیلامی کیوں کی گئی	طلیاء اپنے معلومات کو یاد کرتے ہوئے خبر نویسی میں مشغول ہیں	طلیاء کو بتا رہا ہے کہ اپنے معلومات کو استعمال کرتے ہوئے ایک خبر تحریر کرے اور خبر نویسی کا طریقہ بھی بتا رہا ہے	تحریری عمل (25-20 منٹ)	4

Observation Schedule cum Rating Scale

تاریخ: معلم استاد کا نام:
 جماعت: ادارہ:
 وقفہ: مضمون:
 عنوان: مہارت کا نام: تختہ سیاہ کی مہارت

Rating Scale					Tally Marks	Components of Blackboard Skill	نمبر شمار S. No.
5	4	3	2	1			
						حروف اور الفاظ کے مابین موافق فاصلہ ہونا۔	1
						خطوط کے لئے موافق سائز ہونا۔	2
						پڑھنے کے قابل (Easy to read) ہونا۔	3
						بڑے (Capital) اور چھوٹے (Small) حروف کے لئے مختلف سائز ہونا۔	4
						اوور رائٹنگ سے گریز اور سیدھے لکیری	5
						تمام غیر ضروری معاملات کو مٹا دیں۔	6
						نقشہ یا شکل کے لئے رنگیں چاک استعمال کریں۔	7
						تدریس کے بعد مکمل بورڈ صاف کریں۔	8

نوت: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط

مشاہدہ کار معلم کا نام:

16.3.5 خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت

خرد منصوبہ سبق

سوال پوچھنے کی مہارت (Questioning Skill)

تاریخ: 01-02-2024 معلم استاد کا نام: ابجد
 ادارہ: کالج آف ٹیچر ایجو کیشن، در بھنگہ
 جماعت: دسویں

مضمون: اردو
عنوان: انسانہ
ذیلی عنوان: فقیر
ووچہ: 10 منٹ

نمبر شمار	مہارت کے اجزاء
1	سوالات قاعدے کی رو اور ضابطے سے بالکل صحیح ہوں
2	سوالات عنوان کے عین مطابق ہوں
3	سوالات پورے طور پر واضح ہوں
4	سوالات اختصار کے ساتھ کیے جائیں
5	سوالات صراحت پر مبنی ہوں
6	سوالات درجہ بندی پر مشتمل ہو جیسے آسان، درمیانی اور مشکل
7	سوالات کرنے کی رفتار مناسب ہو
8	سوالات بلند آواز سے کیے جائیں
9	ایک سوال کے بعد دوسرے سوال سے پہلے کچھ ووچہ ہو

پیشکش/Presentation

سبق پلان کے اجزاء	نمبر شمار	متعلم استاذ کی سرگرمیاں	طلباکی سرگرمیاں	مہارت کے استعمال شدہ اجزاء
سابقہ معلومات اور تمہیدی گفتگو	1	اس سال اب تک آپ لوگ اپنی اردو کی درسی کتاب میں کتنے افسانے پڑھے ہیں؟	بچہ: سر! ایک	3,4,5
	2	آپ کو ان افسانوں کا نام اور ان کے لکھنے والوں کا نام یاد ہیں؟	پہلا بچہ! سر! گلی ڈنڈا دوسرا بچہ: پریم چندر	1,5,6
	3	آپ لوگوں کو وہ افسانے کیسا لگا؟	بچہ: اچھا لگا	2,3,4
	4	آپ لوگوں کو افسانہ پڑھنا کیسا لگتا ہے؟	بچہ: اچھا لگتا ہے	4,5,6
	5	آج جو افسانہ پڑھنے والے ہیں اس کا نام ہے افقیر۔ آپ لوگوں نے تو فقیر دیکھا ہوگا؟	بچہ: ہاں سر	2,4,5
	6	اس افسانہ نگار کا نام ہے عظیم بیگ چعتانی۔ ان کے بارے میں کوئی طالب علم جانتا ہے؟	بچہ: نہیں سر	2,8,9

2,5,6	بچہ: جی سر	عظمیم بیگ چلتائی جودھ پور راجستان میں پیدا ہوئے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں، اور نج کے عہدے پر فائز ہوئے۔ مصنف واقعات کا پیان ہلکے ہلکے اور مزاحیہ انداز میں کرتے ہیں۔ آئیے اب ہم سبق پڑھتے ہیں۔ مواد مضمون	7	
3,4,5	بچہ: نائی تیرے بیٹا ہوئے۔	پر چھائیں دیکھ کر فقیر نے کیا صد الگائی؟	8	اعادہ سبق اور تعین قدر
2,4,8	بچہ: بعض	اسانہ نگار فقیر سے محبت رکھتے ہیں یا بعض؟	9	
3,6,7	بچہ: قابل رحم بے کسی اور بے بسی کی زندہ تصوریں	عظمیم بیگ چلتائی نے فقیر کو کیسا پایا؟	10	
3,4,5	بچہ: صدر دروازے پر	اسانہ نگار نے فقیر کو کہاں بلایا؟	11	
2,4,9	دوچار پیسے، دو توں اور ایک پیالی چائے۔	اسانہ نگار نے اپنی بیوی سے فقیر کو کیا دینے کے لئے کہا؟	12	

پیشکش کام اخذ: گلزار اردو (دو سویں جماعت کے لیے اردو کی معاون درسی کتاب)

Observation Schedule cum Rating Scale

معلم استاد کا نام: معلم استاد کا نام:
 تاریخ: ادارہ:
 جماعت: مضمون:
 وقفہ: مہارت کا نام: سوال پوچھنا:
 عنوان:

Rating Scale					Tally Marks	سوال پوچھنے کا ہر کے اجزاء	نمبر شمار
5	4	3	2	1			
						سوالات قاعدے کی رو اور ضابطے سے بالکل صحیح ہوں	1
						سوالات عنوان کے عین مطابق ہوں	2

					سوالات پورے طور پر واضح ہوں	3
					سوالات اختصار کے ساتھ کیے جائیں	4
					سوالات صراحت پر مبنی ہوں	5
					سوالات درجہ بندی پر مشتمل ہو جیسے آسان، درمیانی اور مشکل	6
					سوالات کرنے کی رفتار مناسب ہو	7
					سوالات بیند آواز سے کیے جائیں	8
					ایک سوال کے بعد دوسرے سوال سے پہلے کچھ وقفہ ہو	9

نوت: 1- انتہائی کمزور 2- کمزور 3- اوسط 4- اچھا 5- بہت اچھا

مشاہدہ کار معلم کی دستخط:

مشاہدہ کار معلم کا نام:

اپنی معلومات کی جانب
1. خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت پر روشنی ڈالیے۔
2. مذکورہ پانچ خرد منصوبہ سبق کی مہارتوں میں سے کسی ایک مہارت پر منصوبہ مع مشاہدہ شیڈیوں تیار کریں۔

16.4 خلاصہ

اس اکائی میں آپ نے 1961 میں تیار کی گئی اساتذہ کی تربیتی تکنیک کے طور پر خرد تدریس کی بابت تفصیلی معلومات حاصل کیا ہے لیکن اس تصور کو باضابطہ اس اصطلاح کی شکل 1963 میں اسٹینیفورڈ یونیورسٹی میں ڈوائٹ ایلن اور ان کے ساتھیوں نے دی۔ درس و تدریس اور اکتساب کا مطلب استاد اور طالب علم کے کردار میں تبدیلی ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ خرد تدریس ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں زیر تربیت معلم طلباء کے ایک چھوٹے سے گروپ کو عموماً 8 سے 10 کے منٹ کے درمیان پڑھاتے ہیں جس کا مقصد صرف کسی ایک ہنر کو سیکھنا ہوتا ہے۔ ایک بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ اس میں یہ مشق کنٹرول شدہ اور چھوٹے درجہ کی صورتحال معلم کو روایتی تعلیم کے مقابلے میں کچھ مزید فوائد فراہم کرتی ہے جس کا بڑا مقصد بطور پیشہ تدریس کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ خرد تدریس کی بابت ضروری معلومات فراہم کرتے ہوئے اس تدریسی نقطہ نظر کی پیچیدگیوں اور تدریسی مہارتوں کی نشوونما پر اس کے اثرات نیز اس کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خرد تدریس سے اہداف کی مہارت کی نشوونما، اعتماد میں اضافہ اور ایک بہتر تدریسی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

خود تدریس کو اپنائ کر اساتذہ اپنے کمرہ جماعت میں اپنی تاثیر کو بڑھانے کے لیے تعمیری رائے اور عکاسی کے طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہتری کے ایک مسلسل عمل میں مصروف رہتے ہیں۔

اس اکائی میں اساتذہ کی پیشہ و رانہ ترقی میں خود تدریس کی بنیادی اہمیت کو جاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپنے دیکھا ہے کہ کس طرح یہ طریقہ نہ صرف کمرہ جماعت تدریسی و اکتسابی عمل بلکہ مختلف ضروری تدریسی مہارتوں کو بھی بہتر بنانے کے لیے ایک اہم مشق کے طور پر کام کرتا ہے جیسے سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات اور کمرہ جماعت کا نظام وغیرہ۔ تجربات اور تاثرات کے لیے ایک معاون ماحول فراہم کر کے خود تدریس ایک متحرک آلہ کے طور پر ابھری ہے جو اساتذہ کو اپنے طالب علموں کی متنوع اور ہمیشہ بدلتی ہوئی ضروریات کے رد عمل میں اپنانے اور تیار کرنے کی طاقت دیتی ہے۔ جب اساتذہ تعلیم کے پیچیدہ منظرات میں پر تشریف لے جاتے ہیں خود تدریس میں جڑے اصول تدریسی طریقوں میں مسلسل بہتری اور جدت کی ثقافت اور ماحول کو فروغ دینے کے لیے لازمی ہن جاتے ہیں۔

تدریس کا تجزیہ اساتذہ کے رویے کے لحاظ سے تین سطحوں (یعنی تدریسی مہارت، تدریسی طرز عمل اور تدریسی رویے) پر کیا جاسکتا ہے۔ تدریسی مہارت سے مراد متعلقہ تدریسی اعمال یا طرز عمل کا ایک مجموعہ ہے جو طالب علم کے سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے کے ارادے سے انجام دیا جاتا ہے۔ تعارف، وضاحت، سوال کرنا، طلباء کی شرکت میں اضافہ، تقویت فراہم کرنا، معاون اشیاء کا استعمال، تختہ سیاہ کا کام اور تشخیص کچھ اہم تدریسی مہارتوں میں ہیں۔ خود تدریس ایک چھوٹی سی تعلیم کی صورتحال ہے جو اساتذہ کو تدریسی صورتحال کے لیے مشق فراہم کرتا ہے۔ سبق کی طوالت، اساق کا دارہ، طلباء کی تعداد اور کلاس کے وقت کے لحاظ سے یہ اساتذہ کو تدریس کے لیے ایک مشق فراہم کرتا ہے جس میں عام پیچیدگیاں کم ہوتی ہیں۔ اور نگران خاص طور پر خود تدریس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں تاکہ زیر تربیت معلم مخصوص تدریسی مہارت میں اپنی کارکردگی کو بہتر کر سکے۔

16.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی میں آپ نے سیکھا:

▪ خود تدریس کا تصور، مفہوم اور اس کی مختلف تعریفیں۔

▪ خود تدریس کی اہمیت و فوائد اور اس عمل کے مرحلے۔

▪ مختلف تدریسی مہارتوں کے فروغ کے لیے منصوبہ خود تدریس۔

▪ خود منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت سے۔

▪ خود منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت۔

▪ خود منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت مہارت۔

▪ خود منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت۔

▪ خود منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت۔

16.6 فرہنگ

تدریسی مہارت: بالواسطہ یا بالواسطہ مختلف قسم کے طرز عمل یارویے جو اساتذہ اپنے طلبا کے اکتسابی تجربے کو ممکن بنانے کے لیے اختیار کرتے ہیں، اساتذہ کے رویے کا ایک مجموعہ جو خاص طور پر شاگرد میں مطلوبہ تبدیلیاں لانے میں موثر ہے، وہ مہار تیں جو ایک استاد کو طالب علم کی تعلیم، کامیابی اور علم کے اطلاق کی صلاحیت کو بڑھانے کے قابل بناتی ہیں۔

زیر تربیت معلم: وہ طالب علم جو اساتذہ کی کسی بھی تربیتی کورس میں داخل ہو کر تعلیم و تربیت حاصل کر رہا ہے۔

نگراں معلم: وہ معلم جو اپنے کسی زیر تربیت استاد کی تدریسی مشق و منصوبہ سبق کی نگرانی رکھتا ہے اور رہنمائی کرتا ہے۔

مہارتوں کا فروغ: کسی کام کو انجام دیتے وقت زیادہ موثر ہونے کے لیے مخصوص مہارتوں کو بہتر بنانے کا عمل۔

تغیر محرک: یہ ایک ایسا ہنر ہے جس میں طلبہ کی توجہ مبذول کرنے کے لیے استاد کے رویے میں تبدیلی آتی ہے۔

تدریسی مقاصد: تدریسی مقاصد ایک تدریسی آلہ ہے جو با معنی مفہومات تیار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور تدریسی ڈیزائن کا ایک عصر جو اکتسابی عمل سے پہلے ہو سکتا ہے۔

غیر زبانی اشارے: ایسے اشارے جس میں زبان سے کسی لفظ کی ادائیگی نہ ہو۔

ہدایتی اغراض: قابل پیمائش مقاصد جو اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ سیکھنے والے ہدایات کے بعد کیا کر سکیں گے۔

خصوصی مقاصد: وہ مقاصد ہیں جو تزویری ای اہداف کی وضاحت کرتے ہیں اور قابل پیمائش، قابل حصول اور جوابدہ افراد کو تفویض کرتے ہیں، واضح اور قطعی اہداف ہیں جو کسی خاص مقصد یا نتیجہ کو حاصل کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔

16.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ خرد تدریس کیا ہے؟

(اف) زمینی سطح کا تدریسی طریقہ

(ب) ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں تدریس کے چھوٹے اجزاء شامل ہوں

(ج) طالب علم کی کارکردگی کے لیے ایک تشخیصی آلہ

(د) شیکنا لو جی پر بننے تدریسی حکمت عملی

2۔ خرد تدریس کا نیادی مقصد کیا ہے؟

(اف) ایک کھڑوں شدہ ترتیب میں مخصوص تدریسی مہارتوں کو بہتر بنانا

(ب) بڑے بیانے پر پیچھر ز کا انعقاد

(د) گروپ ڈسکشن کی سہولت فراہم کرنا

(ج) معیاری ٹیسٹ کا انظام

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا خرد تریں کا اہم فائدہ ہے؟

(ب) مہارت کی ترقی کو محدود کرنا (الف) تاثرات کو نظر انداز کرنا

(د) کاسی سے گریز (ج) تجربہ اور اہدافی مہارت میں اضافہ

4۔ خرد تریں کے لحاظ سے کس چیز پر زور دیتی ہے؟

(ب) واحد تدریسی انداز (الف) جامد تدریسی طریقہ

(د) مسلسل بہتری (ج) دہرائے جانے والے سبق کے منصوبے

5۔ خرد تریں کے ذریعے کوئی تدریسی مہارت تیار کی جاسکتی ہے؟

(ب) کمرہ جماعت کی مہارت (الف) موضوع کی مہارت

(د) ٹیکنالو جی کی مہارت (ج) متنوع، بشمول سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات، اور انتظام

6۔ عام طور پر خرد تریں میں تاثرات و بازار سائی کیسے فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) ہم مرتبہ کی تشخیص اور تعمیری تنقید (الف) معیاری ٹیسٹ کے اسکور کے ذریعہ

(د) موضوعی رائے کا استعمال (ج) اساتذہ کی کار کردگی کو نظر انداز کرنا

7۔ کے مطابق خرد تریں جماعت کے جم اور وقت کے لحاظ سے ایک چھوٹے درجہ کا تدریسی عمل ہے۔

(ب) کلفٹ اور دیگر (1976) (الف) این کے جنگی اور اجیت سنگھ (1982)

(د) ایلن (1976) (ج) ایل سی سنگھ (1977)

8۔ خرد تریں کے حلقوں میں کتنے مراحل ہیں؟

(ب) 7 (الف) 6 (ج) 3 (و) 2

9۔ اسٹینفورڈ یونیورسٹی میں ڈوائٹ ایلن اور ان کے ساتھیوں نے دی خرد تریں کی اصطلاح کب دیا؟

(الف) 1963 (ب) 1961 (ج) 1960 (و) 1967

10۔ ہندوستان میں خرد تریں کو نے گورنمنٹ سنٹرل پیڈاگوجیکل انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میں 1967 میں متعارف کرایا تھا۔

(الف) ڈاکٹر راجندر سنگھ بیدی (ب) ڈاکٹر ڈی ایس کوٹھاری (ج) ڈاکٹر روندر شرما (د) ڈاکٹر دیویندر کمار تیواری

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ خرد تریں کا تصور و مفہوم واضح کریں۔

2۔ خرد تریں کے کم از کم دو تعریفوں پر روشی ڈالیں۔

3۔ منصوبہ سبق کی اہمیت و افادیت کو مختصر آبیان کریں۔

4۔ خرد تدریسی عمل کے مراحل کی وضاحت کریں۔

5۔ خرد تدریس کے حلقوے کا ذکر کریں۔

6۔ خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت کی مختصر وضاحت کریں۔

7۔ خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت پر روشنی ڈالیں۔

8۔ خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت کو واضح کریں۔

9۔ خرد منصوبہ سبق برائے تختہ سیاہ کی مہارت کو بیان کریں۔

10۔ خرد منصوبہ سبق برائے سوال پوچھنے کی مہارت کو مختصر بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ خرد تدریس کے تصور و مفہوم پر بحث کرتے ہوئے اس کی حقیقت و اہمیت کو واضح کریں۔

2۔ خرد تدریس کی مختلف تعریفیں بیان کرتے ہوئے اس کی اہمیت و افادیت پر سیر حاصل بحث کریں۔

3۔ خرد تدریس کے حلقوے کو آپ اپنے تجربات کی روشنی میں بیان کریں۔

4۔ خرد تدریسی عمل کے مراحل کو بالتفصیل قلمبند کریں۔

5۔ مختلف تدریسی مہارتوں کے فروع کے لیے منصوبہ خرد تدریس کو ضروری تفصیل کے ساتھ واضح کریں۔

6۔ خرد منصوبہ سبق برائے ہدایتی اغراض کی مہارت کی وضاحت کے ساتھ اس کا مشاہداتی شیدیوں بھی بنائیں۔

7۔ خرد منصوبہ سبق برائے تعارفی مہارت کی تشریح کرتے ہوئے اس کا مشاہداتی شیدیوں بھی بطور نمونہ پیش کریں۔

8۔ خرد منصوبہ سبق برائے وضاحتی مہارت کی وضاحت کے ساتھ اس کا مشاہداتی شیدیوں بھی بنائیں۔

9۔ خرد منصوبہ سبق برائے سوال کرنے کی مہارت کی تشریح کرتے ہوئے اس کا مشاہداتی شیدیوں بھی بطور نمونہ پیش کریں۔

معروضی سوالات کے کلیدی جوابات

1۔ (ب) ایک خاص قسم کی تربیتی تکنیک ہے جس میں تدریس کے چھوٹے اجزاء شامل ہوں

2۔ (الف) ایک کمزول شدہ ترتیب میں مخصوص تدریسی مہارتوں کو بہتر بنانا

3۔ (ج) تجربہ اور اہدافی مہارت میں اضافہ

4۔ (د) مسلسل بہتری

5۔ (ج) متنوع، شامل سبق کی منصوبہ بندی، مواصلات، اور انتظام

6- (ب) ہم مرتبہ کی تشخیص اور تعمیری تنقید

7- (د) اپن (1976)

8- (الف) 6

9- (الف) 1963

10- (د) ڈاکٹر دیوبندر کمار تیواری

16.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1- ڈاکٹر تلمیز فاطمہ نقوی و ڈاکٹر آفاق ندیم خان۔ اردو زبان کی تدریس و فہم۔ ایجو کیشن بک ہاؤس، علی گڑھ یونی 2018

2- سید اصغر حسین و سید جلیل الدین۔ طریقہ تدریس اردو۔ دکن تریدرس ایجو کیشنل پبلیشورز، حیدر آباد 2016

3- ڈاکٹر ریاض احمد۔ اردو تدریس جدید طریقہ اور تقاضے۔ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی 2013

4- نجم الحسن صابرہ سعید۔ تدریس اردو۔ پریس پبلیشنگ ہاؤس، حیدر آباد 2006

5- محی الدین قادری زور۔ تدریس اردو۔ یونیک بک میدیا، شری نگر 2006

6- محی الدین بچھ۔ جدید تدریس اردو۔ گلشن پبلیکیشنز، شری نگر 1998

7- عمر منظر۔ اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار۔ شپراپلی کیشن، دہلی 2009

8- پروفیسر رضیہ تبسم۔ آموزش اردو۔ بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ 2015

9- معین الدین۔ اردو زبان کی تدریس۔ قوی کو نسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی 1983

10- Singh, L. C., & Sharma, R. D. (1987). Micro-teaching—Theory and Practice, Department of Teacher Education NCERT, New Delhi.

11- Dass, R.C., Passi, B.K. & Singh, L.C. (1975). Effectiveness @ Micro-teaching in Training of Teachers, NCERT, Delhi.

12- Jangira, N.K. & Singh, Ajit, (1982). Core Teaching Skills: Micro-teaching Approach, NCERT, New Delhi.

نمونہ امتحانی پرچہ / Model Question Paper

اردو کی تدریسیات

Time : وقت : 3 گھنٹے

Maximum. Marks 70 جملہ نشانات :

ہدایات:

یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارہ ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1۔ حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات/ خالی جگہ پر کرنا/ مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔
ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔
(10 x 1 = 10 Marks)

2۔ حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں، اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔
(5 x 6 = 30 Marks)

3۔ حصہ سوم میں 5 سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔
(3 x 10 = 30 Marks)

حصہ اول

سوال : 1

ہندوستانی آئین میں اردو زبان کو کس شیڈیوں میں رکھا گیا ہے؟ (i)

- (A) شیڈیوں پانچ (B) شیڈیوں چھ (C) شیڈیوں سات (D) شیڈیوں آٹھ

ہندوستان کی کس ریاست میں اردو کو پہلی ریاستی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ (ii)

- (A) کشمیر (B) بہار (C) بنگال (D) ان میں کوئی نہیں

فورٹ ولیم کا لج کو جان گلکرست نے کب قائم کیا؟ (iii)

1956 (B)

1946 (A)

1800 (D)

1920 (C)

- جس نظم میں مدح یا نمہت کی جائے اس نظم کو کہتے ہیں۔ (iv)
- (A) قصیدہ (B) مرثیہ
- (C) رباعی (D) غزل
- اردو زبان کی بنیادی مہارتیں ہیں؟ (v)
- (A) دو (B) چار
- (C) تین (D) بنیادی مہارتیں نہیں ہیں
- خود تدریسی عمل ہے۔ (vi)
- (A) معاشرہ کا (B) اسامدہ کی تربیت کی
- (C) تاریخی پس منظر کا (D) مستقبل کا
- بابے اردو کس کو کہا جاتا ہے؟ (vii)
- (A) سرسید احمد خاں (B) مولوی عبدالحق
- (C) اقبال (D) محمود شیرانی
- قی قطب شاہ کا تعلق ہے؟ (viii)
- (A) دکن سے (B) دہلی سے
- (C) لکھنؤ سے (D) کہیں سے نہیں
- جس شعر میں شاعر اپنا تخلص لاتا ہے اسے کہتے ہیں؟ (ix)
- (A) مقطع (B) مقطع
- (C) حسن مطلع (D) ان میں سے کوئی نہیں
- سوال جواب کا طریقہ ایجاد کیا؟ (x)
- (A) کلپیٹر کے (B) پلیٹو
- (C) سکرات (D) ماریا موتیسری نے

حصہ دوم

- انسانی زندگی میں زبان کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مادری زبان کے افعال بیان کریں۔ 2
- اردو نثر کے معنی، مفہوم اور اصناف بیان کیجیے۔ 3
- اردو نظم کی تعریف بیان کرتے ہوئے نظم اور غزل کے درمیان فرق واضح کریں۔ 4

5. اردو زبان کے ارتقا کے سلسلے میں محمود شیرانی کا نظریہ پیش کریں۔
6. خود تدریس کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس کی پانچ مہارتوں پر روشنی ڈالیں۔
7. استقرائی و استخراجی طریقہ تدریس میں مثالوں کے ذریعے فرق واضح کریں۔
8. اردو زبان کی بنیادی مہارتوں کا تعارف پیش کیجیے اور سماعت کو فروغ دینے والے عوامل پر روشنی ڈالیے۔
9. بلوم کے مقاصد کی درجہ بندی میں ڈھنی علاقہ کو وضاحت کے ساتھ پیش کیجیے۔

حصہ سوم

10. اردو زبان کی تدریس کے عام مقاصد و خاص مقاصد کا موازنہ پیش کیجیے۔
11. اردو زبان کی تدریس کے منصوبہ سبق کے مختلف مراحل اور ان کی نویعت پیش کیجیے۔
12. اردو معلم کی تربیت میں خود تدریس کے اقدامی عمل کو بیان کیجیے۔
13. اردو نشر اور اردو نظم کی تدریس میں مثالوں کے ذریعے فرق واضح کیجیے۔
14. درجہ میں ایک اردو استاد درس و تدریس کے کون سے اصولوں کا پابند رہتا ہے اور کیوں؟



NOTES

NOTES